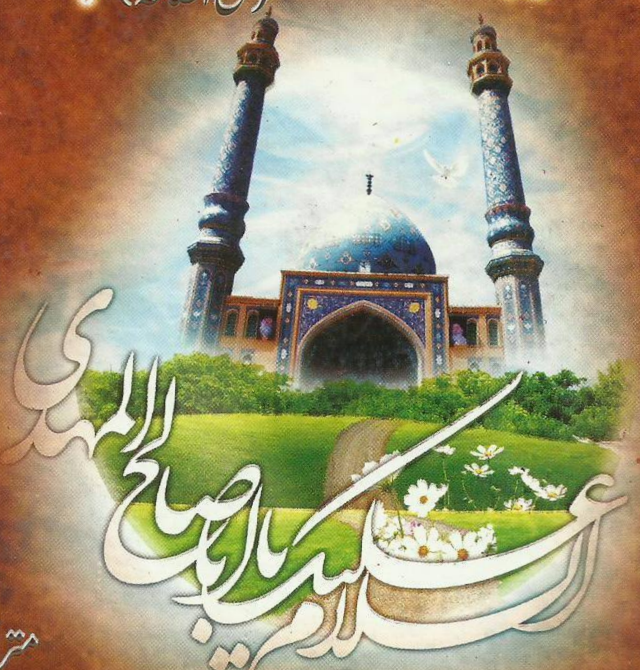
جلد اول و دوم

ارتباطِ منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

ترجمہ

مکیال المکارم

(مع اضافہ)



مترجم

امام جماعت وجمعہ جامع مسجد یثرب

حجۃ الاسلام والمسلمین غلام حسین اسدی

مؤلف

آیت اللہ حاج سید تقی موسوی اصفہانی

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

ارتباط منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

ترجمہ

مکیال المکارم (مع اضافہ)

جلد اول

مؤلف

آیت اللہ حاج سید تقی موسوی اصفہانی

مترجم

امام جماعت وجمعہ جامع مسجد یثرب

حجۃ الاسلام والمسلمین غلام حسین اسدی

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

نام کتاب ______ ارتباط منتظر علیہ السلام (جلد اول)
______ (ترجمہ مکیال المکارم مع اضافہ)
مؤلف ______ آیت اللہ حاج سید تقی موسوی اصفہانی
مترجم ______ مدرس جامعہ علمیہ وپیش نماز جامع مسجد یثرب حجۃ الاسلام والمسلمین غلام حسین اسدی
اردو تصحیح و پیج سیٹنگ ______ مجاہد حسین حر۔ 0345-2401125
کمپوزنگ ______ قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس فیز ۴۔ کراچی
باہتمام اشاعت ______ محمود علی جیوانی، حامد حسن جیوانی
ناشر ______ اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی پاکستان

ملنے کا پتا

رحمت اللہ بک ایجنسی
کاغذی بازار میٹھادر
کراچی ۷۴۰۰۰
PH : (021) 32431577 Mob: 0341-7234330
Mob : 0314 - 2056416 - 0332 - 3670828

انتساب

یہ کتاب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف
کی مادر گرامی
جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا
کے نام
منسوب کرتے ہیں۔

وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَإِنَّ ذَلِكَ فَرَجُكُمْ.[1]

تعجیل فرج (ظہور) امام زمانہ علیہ السلام کی دعا کرو کہ یہ تمہارا اپنا فرج ہے۔

---

[1] کمال الدین و تمام النعمة/ ج2/485/45 باب ذکر التوقیعات الواردة عن القائم ع..... ص: 482

عرض ناشر

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے رابطہ و تعلق شیعان حیدر کرار کا ہدف اصلی ہے۔
زیر نظر کتاب "ارتباط با منتظر علیہ السلام" (مکیال المکارم۔ مؤلفہ آیت اللہ حاج سید تقی موسوی اصفہانی) کا ترجمہ ہے۔ جناب مترجم نے کوشش کی ہے کہ کتاب میں جہاں صرف دعاؤں کی طرف اشارہ کیا تھا وہاں مکمل دعائیں ڈال دی گئی ہیں تاکہ قارئین بہتر سے بہتر استفادہ کر سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین کو یہ کتاب پسند آئے گی۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کہیں خامی دیکھیں یا کمی محسوس کریں تو ہمیں مطلع ضرور فرمائیں ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔

ادارہ

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی پاکستان

غیبت نعمانی میں امام صادق علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

جان لو! زمین خدا کی حجت سے خالی نہیں رہ سکتی لیکن خدا نے لوگوں کی باطنی آنکھ کو امام کی شناخت سے اندھا کر رکھا ہے جو کہ ظلم وستم اور اسراف کرتے ہیں اگر زمین ایک لحظہ کے لئے خدا کی حجت سے خالی ہو جائے اہل زمین دھنس جائیں گے۔

مقدمۂ مترجم

پروردگار عالم نے انسان کو تخلیق فرمایا اور اس کے ساتھ انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے انبیائے کرام کا سلسلہ شروع کر دیا سب سے پہلے انسان کی ہدایت کے لئے جناب آدم علیہ السلام ظاہری دنیا میں تشریف لائے، جناب آدم علیہ السلام کے بعد شیخ المرسلین جناب نوح علیہ السلام کے بعد جناب ابراہیم علیہ السلام تشریف لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیاء آتے رہے دین اسلام کی تبلیغ اور انسان کے نفس کا تزکیہ کرتے رہے۔

آخر کار جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو سال کے بعد خاتم الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری دنیا میں مبعوث بارسالت ہوئے۔ پاک پیغمبرؐ نے انسان کو ہدایت فرمائی، اچھے اخلاق و کردار سے آگاہ کیا تا کہ انسان عزت کے ساتھ زندگی گزارے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام نے اس ہدایت کی ذمہ داری کو سنبھالا۔ پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دین کے احکام کی حفاظت کے فرائض مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انجام دیئے، ان کے بعد مولانا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ان کے بعد سید الشہداء علیہ السلام نے دین اسلام کی تبلیغ کی اور اسلام کے احکام کی حفاظت فرمائی، سید الشہداء علیہ السلام کے بعد ہمارے چوتھے امام اور پھر پانچویں امام سے گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام تک ہر ایک نے دین اسلام کی محافظت کے فرائض انجام دیئے۔

افسوس صد افسوس یہی دین کے پاسبان و محافظین اس دنیا کے خود غرض و بے عمل انسانوں کے ہاتھوں یکے بعد دیگرے شہید ہوتے رہے آخر کار بارہویں امام کا دور امامت شروع ہوا اور پھر جب ان کی جان کے در پے ہوئے تو خالق کائنات نے ان کو غیبت میں لے گیا کہ شاید انسان بیدار ہوں اور ان کی ضرورت کا احساس کریں مگر یہ غیبت دورِ صغریٰ سے گزر کر دورِ کبریٰ میں داخل ہوگئی مگر انسان پورے طور پر بیدار نہ ہو سکے۔

ہمارے بارہویں امام اس وقت بھی پردۂ غیب میں رہ کر دین کی حفاظت کر رہے ہیں اور جناب آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات وفضائل اور گیارہ ائمہ علیہم السلام کے حسن و جمال کا بقیہ [1] ہیں۔

امام کی معرفت کے لئے شیعہ وسنی علمائے کرام اور دانشمند حضرات نے بہت ساری کتابیں تحریر کی ہیں اس موجودہ دور میں وقت حقیقی رہبر ورہنما پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بارہویں جانشین کی معرفت پوری عالم انسانیت کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ دنیا کا نظام امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے صدقہ میں چل رہا ہے انسان جو مادی و معنوی ترقی حاصل کر رہا ہے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے صدقہ میں کر رہا ہے۔ ہمارے اس سید وسردار کا تذکرہ ہر آسمانی کتاب میں موجود ہے۔توریت، زبور، انجیل اور قرآن کے اندر بہت سی آیات آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں قرآن مجید کی چند آیات:

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ [2]

اللہ کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو؟

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ [3]

اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں کمزور کر دیا گیا تھا اور انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں (زمین کا) وارث قرار دیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ [4]

خوب جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کی موت کے بعد اور ہم نے اپنی آیات

---

[1] بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ؛ (اللہ کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو؟): سورۂ ہود آیت ۸۶

[2] سورۂ ہود آیت ۸۶

[3] سورۂ قصص: ۵

[4] سورۂ حدید: ۱۷

تمہارے لئے واضح طور پر بیان کردی ہیں تا کہ تم عقل سے کام لو۔

کتاب غیبت میں شیخ طوسیؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

موجودہ کتاب "ارتباط منتظرؑ" اپنے نام سے ہی سے پتا دیتی ہے کہ یہ کتاب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا تعارف ہی نہیں کرواتی بلکہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ ربط پیدا کراتی ہے۔حدیث میں آیا ہے:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّة۔[1]

وہ شخص کہ جو مرجائے اس حال میں کہ وہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

حقیقی معرفت یہ نہیں کہ امام کا نام ونسب جان لیا جائے بلکہ حقیقی معرفت تو یہ ہے کہ امام کی ذات میں فنا ہو جایا جائے اور آج کے زمانے میں جبکہ امام پردۂ غیب میں ہیں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کے مشن کو جاری و ساری رکھیں۔

مومنین کرام سے التماس ہے کہ اس کتاب کی تیاری کے کام کو مکمل کروانے کے سلسلے میں ہمارے محسن سید اصغر مہدی جعفری مرحوم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وما توفیقی الا باللہ

دعاؤں کا طالب

غلام حسین اسدی

امام جمعہ وجماعت جامع مسجد یثرب

مدرس جامعہ علمیہ۔ڈیفنس۔فیز ۴۔کراچی

[1] كمال الدين وتمام النعمة/ ج2/409/38 باب ما روى عن أبي محمد الحسن بن علي العسكري ع من وقوع الغيبة بابنه القائم ع وأنه الثاني عشر من الأئمة ع..... ص: 384

حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے آباء اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قائم کی غیبت میں ان کا منکر ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔[1]

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲، ص: ۴۱۲

فہرست کتاب

حصہ اول

قائم آل محمد علیہم السلام کے لئے دعا کے فوائد

مَنۡ مَاتَ وَلَمۡ يَعۡرِفۡ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.[1]

جو شخص امام کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی صورت مرتا ہے۔

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج۲، ص:۴۰۹

امام زمانہ علیہ السلام کی شناخت واجب ہے

امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا اس موضوع میں دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو ذکر کرتے ہیں۔

عقلی دلیل

جو علت وفلسفہ ضرورت نبی کے لئے بیان ہوا ہے وہی علت نبی کے جانشین وولی پر بھی صادق آتی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اس کے جانشین وولی کا ہونا لازم ہے تا کہ لوگ زندگی کے مختلف مسائل ان سے پوچھیں، جس طرح حضورؐ کی طرف رجوع کرتے تھے پس خدا پر واجب ہے کہ وہ جانشین قرار دے اور لوگوں پر بھی واجب ہے کہ امام کی شناخت ومعرفت حاصل کریں کیونکہ معرفت کے بغیر پیروی کرنا ممکن نہیں۔

اگر کوئی شخص یہ اشکال کرے کہ انبیاء مبعوث ہونے کی علت میں فرق ہے کیونکہ لوگ اپنی مادی ومعنوی زندگی کے علاوہ معاد کے امور میں نبی کے محتاج ہیں تا کہ وہ لوگوں کو خدا کی طرف سے نازل شدہ تعلیمات دے اور اس کے مطابق وہ عمل کریں۔

جس چیز کی لوگوں کو ضرورت تھی وہ پیغمبر لے آئے اور ان کے لئے احکام وقواعد بیان فرمائے۔

لوگوں نے انہیں یاد کر کے عمل کیا۔

پس علماء ودینی کتب کی طرف رجوع کیا جائے گا اور امام وجانشین کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب میں یہ مطلب بیان ہوگا کہ یہ اشکال چند جہت سے درست نہیں۔

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قواعد کو بطور کلی بیان فرمایا اور ان کی ضرورت کے مطابق دینی دستورات کی تشریح

فرمائی لیکن جو مسائل کلی بیان ہوئے ہیں بلکہ بعض مسائل علماء وفقہاء پر مخفی تھے پس بشر کی ہدایت کے لئے امام معصوم کا وجود ضروری ہے تا کہ لوگ دینی مسائل کے لئے ان سے رجوع کریں۔

البتہ اس میں شک نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام احکام وعلوم اپنی جانشین ووصی کے سپرد کر دیئے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں کی رہبری کے عہدکولیا۔

ہر امامؑ نے اپنے بعد والے امامؑ کے سپرد کئے تا امام زمانہ علیہ السلام تمام علوم و معارف ائمہ تک منتقل ہوتے رہے۔

بارہ ائمہ علیہم السلام نے احکام الٰہی کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا اور لوگوں کو بیان فرمایا:

بے شک! اگر احکام ومعارف علوم اسلام کو بیان کرنے والا معصوم نہ ہو تو لوگ اس پر اعتماد نہیں کریں گے۔

۲۔ انسانی فطرت میں ہوا ہوس، خواہشات نفسانی نزاع اور کشمکش واقع ہوتے رہتے ہیں۔

لہٰذا خدا کے لطف کا تقاضا یہی ہے وہ لوگوں کے درمیان کسی شخص کو معین فرمائے جو حقائق اور واقعات دقیق جانتا ہو تا کہ ہر زمانے میں لوگ اس کی طرح رجوع کریں اور لوگوں میں عدالت ومساوات قائم ہو سکے۔ اس شخص کا انتخاب خدا کی طرف سے ہونا چاہئے جسے امام کہا جاتا ہے لوگوں کا وظیفہ ہے کہ ان کی پیروی کریں اور ان کی سیرت عملی نمونہ بنائیں اصول کافی میں ابوعبیدہ حذاء سے ملتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! جب قائم آل محمد علیہم السلام کا ظہور ہوگا حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے مطابق حکم کریں گے اور شاہد کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اس کتاب میں صحیح خبر ابان سے منقول ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک ہمارے مہدی علیہ السلام کا ظہور نہ ہو جائے اور آل دائود کے حکم کی حکومت کریں گے گواہ اور شاہد کی ضرورت نہیں ہوگی ہر موجود کو اس کا حق ملے گا۔

اسی کتاب میں صحیح سند سے علماء باطنی سے ملتا ہے کہ اس نے کہا میں امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب آپ کو حکومت ملے تو کیسے حکم کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا حکم اور حکم داؤدؑ پس جب ہمیں کوئی قضیہ پیش آئے تو روح القدس ہمیں بتاتا ہے۔

جنید ہمدانی اپنی سند سے حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے آپؑ سے پوچھا: آپ کے حکم کا مبنیٰ کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: آل داؤد کے حکم کے مطابق اگر ہم پر کوئی مشکل آئے تو روح القدس ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

۳۔ اگر فرض کیا جائے کہ تمام علماء وفقہاء تمام احکام پر عمل کرتے ہیں پھر بھی ہم امام کے وجود سے نیاز نہیں ہیں کیونکہ وہ ہر قسم سے پاک ومعصوم ہیں وہ سہو واشتباہ نہیں کرتے لہٰذا ان کا ہونا لازمی ہے تاکہ وہ لوگوں کی پناہ گاہ ہوں اور لوگوں کو دینی مسائل بیان کریں۔

نقلی دلیل

اس مطلب پر دلالت کرنے والی روایات تواتر کی حد تک ہیں ان میں سے بعض کو ہم ذکر کرتے ہیں:

۱۔ معاویہ بن عمار سے نقل ہوا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے اس آیت "وَلِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا" (اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں اسے انہی کے ذریعہ سے پکارو) [1] کے بارے میں فرمایا:

خدا کی قسم! ہم ہیں وہ اسماء الحسنیٰ ہیں خدا ہماری معرفت وشناخت کے بغیر عمل قبول نہیں فرمائے گا۔

۲۔ صحیح خبر میں عبد بن صالح امام کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: خدا کی حجت اس کی مخلوق پر اس وقت تمام ہوتی ہے کہ جب امام کی شناخت ومعرفت ہو۔

پس امام کی شناخت ومعرفت لوگوں پر واجب ہے۔

۳۔ امام صادق علیہ السلام کا خطبہ میں ملتا ہے کہ آپؑ نے ائمہؑ کے حالات وصفات کو بیان فرمایا، خطبہ میں اس طرح آیا ہے:

بے شک! خدا نے خاندان نبوت سے برحق ائمہ کو انتخاب کیا اور ان کے وجود سے لوگوں کی ہدایت فرمائی اور اپنے علم کو ان کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا۔

---

[1] سورۂ اعراف: ۱۸۰

امت محمدیؐ میں سے جس نے بھی امام کی مقام ولایت کو پایا اس نے شیرین مزہ چکھا۔

لِأَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى نَصَبَ الْإِمَامَ عَلَماً لِخَلْقِهِ وَ جَعَلَهُ حُجَّةً عَلَى أَهْلِ مَوَادِّهِ وَ عَالَمِهِ وَ أَلْبَسَهُ اللهُ تَاجَ الْوَقَارِ وَ غَشَّاهُ مِنْ نُورِ الْجَبَّارِ يُمَدُّ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ لَا يَنْقَطِعُ عَنْهُ مَوَادُّهُ وَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَ اللهِ إِلَّا بِجِهَةِ أَسْبَابِهِ وَ لَا يَقْبَلُ اللهُ أَعْمَالَ الْعِبَادِ إِلَّا بِمَعْرِفَتِهِ فَهُوَ عَالِمٌ بِمَا يَرِدُ عَلَيْهِ مِنْ مُلْتَبِسَاتِ الدُّجَى وَ مُعَمَّيَاتِ السُّنَنِ وَ مُشَبِّهَاتِ الْفِتَنِ فَلَمْ يَزَلِ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَخْتَارُهُمْ لِخَلْقِهِ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ ؑ مِنْ عَقِبِ كُلِّ إِمَامٍ يَصْطَفِيهِمْ لِذَلِكَ وَ يَجْتَبِيهِمْ وَ يَرْضَى بِهِمْ لِخَلْقِهِ وَ يَرْتَضِيهِمْ كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ إِمَامٌ نَصَبَ لِخَلْقِهِ مِنْ عَقِبِهِ إِمَاماً عَلَماً بَيِّناً وَ هَادِياً نَيِّراً وَ إِمَاماً قَيِّماً وَ حُجَّةً عَالِماً أَئِمَّةً مِنَ اللهِ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَ بِهِ يَعْدِلُونَ حُجَجُ اللهِ وَ دُعَاتُهُ وَ رُعَاتُهُ عَلَى خَلْقِهِ يَدِينُ بِهَدْيِهِمُ الْعِبَادُ وَ تَسْتَهِلُّ بِنُورِهِمُ الْبِلَادُ وَ يَنْمُو بِبَرَكَتِهِمُ التِّلَادُ جَعَلَهُمُ اللهُ حَيَاةً لِلْأَنَامِ وَ مَصَابِيحَ لِلظَّلَامِ وَ مَفَاتِيحَ لِلْكَلَامِ وَ دَعَائِمَ لِلْإِسْلَامِ جَرَتْ بِذَلِكَ فِيهِمْ مَقَادِيرُ اللهِ عَلَى مَحْتُومِهَا فَالْإِمَامُ هُوَ الْمُنْتَجَبُ الْمُرْتَضَى وَ الْهَادِي الْمُنْتَجَى وَ الْقَائِمُ الْمُرْتَجَى اصْطَفَاهُ اللهُ بِذَلِكَ وَ اصْطَنَعَهُ عَلَى عَيْنِهِ فِي الذَّرِّ حِينَ ذَرَأَهُ وَ فِي الْبَرِيَّةِ حِينَ بَرَأَهُ ظِلًّا قَبْلَ خَلْقِ نَسَمَةٍ عَنْ يَمِينِ عَرْشِهِ مَحْبُوّاً بِالْحِكْمَةِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَهُ اخْتَارَهُ بِعِلْمِهِ وَ انْتَجَبَهُ لِطُهْرِهِ بَقِيَّةً مِنْ آدَمَ ع وَ خِيَرَةً مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوحٍ وَ مُصْطَفًى مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَ سُلَالَةً مِنْ إِسْمَاعِيلَ وَ صَفْوَةً مِنْ عِتْرَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمْ يَزَلْ مَرْعِيّاً بِعَيْنِ اللهِ يَحْفَظُهُ وَ يَكْلَؤُهُ بِسِتْرِهِ مَطْرُوداً عَنْهُ حَبَائِلُ إِبْلِيسَ وَ جُنُودِهِ مَدْفُوعاً عَنْهُ وُقُوبُ الْغَوَاسِقِ وَ نُفُوثُ كُلِّ فَاسِقٍ مَصْرُوفاً عَنْهُ قَوَارِفُ السُّوءِ مُبْرَأً مِنَ الْعَاهَاتِ مَحْجُوباً عَنِ الْآفَاتِ مَعْصُوماً مِنَ الزَّلَّاتِ مَصُوناً عَنِ الْفَوَاحِشِ كُلِّهَا مَعْرُوفاً بِالْحِلْمِ وَ الْبِرِّ فِي يَفَاعِهِ مَنْسُوباً إِلَى الْعَفَافِ وَ الْعِلْمِ وَ الْفَضْلِ عِنْدَ انْتِهَائِهِ مُسْنَداً إِلَيْهِ أَمْرُ وَالِدِهِ صَامِتاً عَنِ الْمَنْطِقِ فِي حَيَاتِهِ فَإِذَا انْقَضَتْ مُدَّةُ وَالِدِهِ إِلَى أَنِ انْتَهَتْ بِهِ مَقَادِيرُ اللهِ إِلَى مَشِيئَتِهِ وَ جَاءَتِ الْإِرَادَةُ مِنَ اللهِ فِيهِ إِلَى مَحَبَّتِهِ وَ بَلَغَ مُنْتَهَى مُدَّةِ وَالِدِهِ ع فَمَضَى وَ صَارَ أَمْرُ اللهِ إِلَيْهِ مِنْ بَعْدِهِ وَ قَلَّدَهُ دِينَهُ وَ جَعَلَهُ الْحُجَّةَ عَلَى عِبَادِهِ

وَ قَيِّمَهُ فِي بِلَادِهِ وَ أَيَّدَهُ بِرُوحِهِ وَ آتَاهُ عِلْمَهُ وَ أَنْبَأَهُ فَصْلَ بَيَانِهِ وَ اسْتَوْدَعَهُ سِرَّهُ وَ انْتَدَبَهُ لِعَظِيمِ أَمْرِهِ وَ أَنْبَأَهُ فَضْلَ بَيَانِ عِلْمِهِ وَ نَصَبَهُ عَلَماً لِخَلْقِهِ وَ جَعَلَهُ حُجَّةً عَلَى أَهْلِ عَالَمِهِ وَ ضِيَاءً لِأَهْلِ دِينِهِ وَ الْقَيِّمَ عَلَى عِبَادِهِ رَضِيَ اللهُ بِهِ إِمَاماً لَهُمْ اسْتَوْدَعَهُ سِرَّهُ وَ اسْتَحْفَظَهُ عِلْمَهُ وَ اسْتَخْبَأَهُ حِكْمَتَهُ وَ اسْتَرْعَاهُ لِدِينِهِ وَ انْتَدَبَهُ لِعَظِيمِ أَمْرِهِ وَ أَحْيَا بِهِ مَنَاهِجَ سَبِيلِهِ وَ فَرَائِضَهُ وَ حُدُودَهُ فَقَامَ بِالْعَدْلِ عِنْدَ تَحَيُّرِ أَهْلِ الْجَهْلِ وَ تَحْيِيرِ أَهْلِ الْجَدَلِ بِالنُّورِ السَّاطِعِ وَ الشِّفَاءِ النَّافِعِ بِالْحَقِّ الْأَبْلَجِ وَ الْبَيَانِ اللَّائِحِ مِنْ كُلِّ مَخْرَجٍ عَلَى طَرِيقِ الْمَنْهَجِ الَّذِي مَضَى عَلَيْهِ الصَّادِقُونَ مِنْ آبَائِهِ ع فَلَيْسَ يَجْهَلُ حَقَّ هَذَا الْعَالِمِ إِلَّا شَقِيٌّ وَ لَا يَجْحَدُهُ إِلَّا غَوِيٌّ وَ لَا يَصُدُّ عَنْهُ إِلَّا جَرِيٌّ عَلَى اللهِ جَلَّ وَ عَلَا.[1]

ترجمہ:

کیونکہ خدا نے امام کو اپنی مخلوق کے لئے نشانی قرار دیا ہے اور دنیا پر حجت قرار دیا ان کے سر پر وقار کا تاج رکھا چنانچہ نور جبروت نے احاطہ کیا اور غیبت کا رابطہ بنے فیوض الٰہی ان سے قطع نہیں ہوئے خداوند عالم بندوں کے اعمال اس وقت قبول کرتا ہے جب وہ امام کی معرفت رکھتے ہوں۔ خدا نے ائمہ کو امام حسین علیہ السلام کی نسل میں قرار دیا تا کہ وہ مخلوق کی ہدایت کریں وہ معصومین ہیں یعنی ہر گناہ سے پاک ہیں اور ایک امامؑ دنیا سے جائے تو دوسرا اس کا جانشین ہوتا ہے تا کہ ہدایت اور راہ راست کی راہنمائی کریں ائمہ خدا کی طرف سے منسوب ہوتے ہیں اور لوگوں میں عدالت قائم کرتے ہیں لوگوں کو دین کی تعلیمات دیتے ہیں وہ لوگوں کی زندگی کا سبب ہوتے ہیں ان کے ذریعے لوگ تاریکی سے نکل کر روشنی حاصل کرتے ہیں انہیں کلام کی کلید اور اسلام کا ستون قرار دیا پس امام ایسی شخصیت ہے جسے خدا نے انتخاب فرمایا لوگوں کی رہبری امام کے ہاتھ میں ہوتی ہے اسرار غیبی کا محرم اور اپنے بندوں کی امید قرار دیا جو خدا کے حکم سے قیام کرتے ہیں۔

لوگوں میں سے امامؑ ایک یادگار ہے، اور بہترین فرزند ہیں امام پر ہمیشہ اللہ کی مخصوص عنایات ہیں جس سے وہ محفوظ ہیں، شیطان اور اس کے لشکروں سے دور ہیں، حوادث اور جادوگر فاسق ان سے دفع کرتا ہے امام ہر قسم کے گناہ

---

[1] الكافي (ط-الإسلامية)/ج1/203/باب نادر جامع في فضل الإمام و صفاته..... ص: 198

سے پاک و پاکیزہ ہیں خدا نے اپنا دین انہیں سپرد کیا اور اپنے بندوں پر حجت قرار دیا امام لوگوں کا سرپرست ہوتا ہے، بندوں کا ولی ہے، اسے علم کا محافظ بنایا، دین، فرائض اور حدود کو ان کے وجود سے زندہ کیا۔ لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کرتے ہیں، عدل و انصاف سے اقدام و قیام کرتے ہیں اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہیں پس جو ان کے حق کی پروانہ کرتا ہو وہ بد بخت و شقی ہے جو شخص ان کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے جو ان سے عہد شکنی کرے اس نے خدا سے جسارت کی۔

۴۔ اسی طرح صحیح سند سے حضرت امام باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اللہ کا بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک خدا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام ائمہ کی معرفت حاصل نہ کرے نیز امام زمانہ علیہ السلام کی شناخت بھی رکھتا ہو، اس کا حکم ہو پھر فرمایا:: آخری امام کی معرفت کیسے حاصل ہو جب انسان پہلے امامؑ کی معرفت نہ رکھتا ہو۔ [1]

۵۔ زرارہ صحیح سند سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے امام باقر علیہ السلام سے کہا: مجھے اپنے خاندان کے امام کی شناخت کرائیں کیا ان کی معرفت سب پر واجب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام مخلوق پر حجت الٰہی قرار دیا۔ پس جو خدا اور رسولؐ پر ایمان نہیں لاتا اور ان کی اطاعت نہیں کرتا، ان کی تصدیق نہیں، خدا اور رسولؐ کے حق سے غافل ہے ایسے شخص امام قائمؑ کی شناخت کیسے واجب ہو گی کہ ابھی خدا رسولؐ پر ایمان نہیں لایا۔

رتبہ کے لحاظ سے پہلے خدا اور رسولؐ کی معرفت حاصل کرنی چاہئے اور پھر امام کی۔ [2]

۶۔ صحیح روایت محمد بن مسلم سے نقل ہوتی کہ اس نے امام باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا: جو شخص خدا کی معرفت رکھتا ہے اور اپنے آپ کو زحمت میں ڈالتا ہے لیکن خدا کی طرف سے منسوب امام کی معرفت نہیں رکھتا، اس کی تمام زحمات بے کار ہیں، وہ گمراہ ہے، خدا اس کے کردار کو بد شمار کرتا ہے وہ ایسی بھیڑ کی مانند ہے جو اپنے سے جدا ہو جائے اور بھیڑیے کا شکار ہو جائے۔

---

[1] اصول کافی ج۱ ص ۱۸۰
[2] اصول کافی ج۱ ص ۱۸۰

وَ اللهِ يَا مُحَمَّدُ مَنْ أَصْبَحَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَا إِمَامَ لَهُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ ظَاهِرٌ عَادِلٌ أَصْبَحَ ضَالًّا تَائِهاً وَ إِنْ مَاتَ عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ مِيتَةَ كُفْرٍ وَ نِفَاقٍ وَ اعْلَمْ يَا مُحَمَّدُ أَنَّ أَئِمَّةَ الْجَوْرِ وَ أَتْبَاعَهُمْ لَمَعْزُولُونَ عَنْ دِينِ اللهِ قَدْ ضَلُّوا وَ أَضَلُّوا فَأَعْمَالُهُمُ الَّتِي يَعْمَلُونَهَا كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ- ذَالِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ.[1]

اے محمد! خدا کی قسم! جو شخص اس امت میں سے اپنے خدا کی طرف سے منصوب ائمہ سے تمسک نہ کرے وہ گم شدہ ہے اگر اس حال میں مرجائے تو نفاق یا کفر کی موت مرتا ہے۔

اے محمدؐ! ظالم وستمگر اور ان کے پیروکار خدا سے جدا ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے ہیں، ان کے سب کا کچھ کی مانند ہے جو ہوا میں اڑ جاتی ہے جو کچھ کمارے ہیں اس پر دست رس نہیں رکھتے اور یہی ہے گمراہی۔

اس حدیث میں طاہر سے امام کی عصمت ہے۔

۷۔امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

جو شخص خدا کی معرفت رکھتا ہے اس کی عبادت کرتا ہے اور ہمارے خاندان کے امام کی شناخت رکھتا ہے لیکن اس کے برعکس یعنی خدا کی معرفت رکھتا ہے لیکن امام کو معرفت حاصل نہیں کرتا، خدا کی قسم وہ گمراہی میں ہے۔

۸۔امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی رضایت امام کی اطاعت میں ہے خدا نے فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾[2]

اور جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے روگردانی کی، تو ہم نے آپ کو ان پر نگران و پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔

اگر کوئی شخص رات کو عبادت کرتا ہے، دن کو روزہ رکھتا ہو، تمام مال کو صدقہ دیتا ہو، ہر سال حج جاتا ہو جب تک ولی خدا کی معرفت حاصل نہ کرے تا کہ اس کی پیروی کرے، اسے کچھ ثواب نہیں ملتا اور وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے۔

---

[1] الکافی (ط-الإسلامیة) / ج1/ 184/ باب معرفة الإمام و الرد إلیه..... ص: 180

[2] النساء: ۸۰

۹۔عیسیٰ بن اسریٰ ابوالیسع سے روایت ہے کہ اس نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اصول دین میں ان کی شناخت سے کوئی تقصیر نہیں کرسکتا اگر اصول دین میں خلل کرتا ہے تو اس کا دین باطل ہے اور اگر کوئی اصول دین کی شناخت رکھتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے اس کا دین پسندیدہ ہے اور سختی میں نہیں ہوگا میرے لئے بیان فرمائیں؟

آپؑ نے فرمایا: شہادت "لا الہ الا اللہ" اور محمد اللہ کا بندہ ورسول ہے اور جو کچھ خدا نے نازل کیا اس پر ایمان لے آئے۔ اموال میں سے زکات دے اور حق ولایت آل محمد علیہم السلام راوی نے پوچھا:

هَلْ فِي الْوَلَايَةِ شَيْءٌ دُونَ شَيْءٍ فَضْلٌ يُعْرَفُ لِمَنْ أَخَذَ بِهِ.[1]

کیا ولایت میں کم ترچیز بھی ہے یعنی اس کے مختلف مراتب ہیں اس کا کم از کم مرتبہ کو سمجھا جائے؟

فرمایا: ہاں خداوند عالم نے فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[2]

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہیں (فرمان روائی کے حقدار ہیں)۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.[3]

جو شخص امام کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی صورت مرتا ہے۔

۱۰۔حارث بن مغیرہ سے ملتا ہے کہ اس نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

آپ نے فرمایا: ہاں

اس نے عرض کیا یہ کونسی جاہلیت ہے؟ کیا جاہلیت مطلقہ یا جس نے امام کی معرفت حاصل نہ کی ہو۔

---

[1] الکافی (ط-الإسلامیة)/ج2/20/باب دعائم الإسلام..... ص: 18

[2] النساء: ۹۵

[3] کمال الدین وتمام النعمة، ج ۲، ص: ۴۰۹

آپؑ نے فرمایا: جاہلیت کفر، نفاق و گمراہی۔ [1]

۱۱۔ کمال الدین میں آیا ہے امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی چار چیزوں میں شک کرے اس نے خدا کی تمام شریعت کا انکار کیا ان میں ایک امام کی معرفت ہے۔ [2]

۱۲۔ اس کتاب میں امام صادق اپنے آباء اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قائم کی غیبت میں ان کا منکر ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ [3]

۱۳۔ اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا: جو آدمی قائم کا منکر ہو اس نے میرا انکار کیا۔ [4]

۱۴۔ غیبت نعمانی میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص رات کے بعد صبح اٹھتا ہے اور اپنے امام کی معرفت نہیں ہوتی وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ [5]

---

[1] اصول کافی ج ۲، ص ۳۷۷

[2] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲، ص: ۴۱۳

[3] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲، ص: ۴۱۲

[4] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲، ص: ۴۱۲

[5] الغیبۃ شیخ نعمانی: ۶۳

حضرت امام باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اللہ کا بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک خدا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام ائمہ کی معرفت حاصل نہ کرے نیز امام زمانہ علیہ السلام کی شناخت بھی رکھتا ہو، اس کا حکم ہو پھر فرمایا:: آخری امام کی معرفت کیسے حاصل ہو جب انسان پہلے امامؑ کی معرفت نہ رکھتا ہو۔ [1]

---

[1] اصول کافی ج ا ص ۱۸۰

حصہ دوم

حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی اثبات امامت

میں نے کہا: ایک اس طرح روایت نقل ہوتی ہے کہ زمین امام
سے خالی باقی رہ سکتی ہے۔
آپؑ نے فرمایا: نہیں زمین باقی نہیں رہ سکتی بلکہ ایسی صورت
میں دھنس جائے گی۔ [1]

---

[1] اصول کافی ج۱ ص۱۷۹

قارئین گرامی! خدا مجھے اور آپ کو دنیا و آخرت میں محکم فکر اور حق پر ایمان کی حالت میں ثابت قدم رکھے، اثبات امامت کے دو راہ ہیں:

۱۔ نص

۲۔ معجزہ

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ امام کی شرائط میں سے ایک شرط عصمت ہے اگر امام معصوم نہ تو نقص لازم آتا ہے۔

عصمت ایک نفسانی حالت و مرتبہ کا نام ہے جو لوگوں سے پنہاں ہے، صرف خدا اور جن کو خدا نے علم دیا ہے جانتے ہیں، پس خدا دو راستوں میں سے کسی ایک کے ذریعے امام کا تعارف کرائے۔

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے یا پہلے والے امام کے ذریعے۔

۲۔ معجزہ۔

لوگوں پر واجب ہے کہ وہ امام کی اطاعت کریں خدا فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا. [1]

کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو انہیں اپنے (اس) معاملے میں کوئی اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت دونوں طریقوں (نص و معجزہ) سے ثابت ہے، اس عنوان کو دو فصلوں میں ہم بیان کرتے ہیں۔

---

[1] الاحزاب: ۳۶

فصل اول

آپؑ کی اثبات امامت پر بعض احادیث متواترہ

ا۔ ثقۃ الاسلام کلینیؒ اپنی کتاب کافی میں حضرت امام جوادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام حسن بن علیؑ کے ساتھ سلمان کے ہاتھ کا تکیہ لگائے ہوئے مسجد الحرام میں داخل ہوئے کہ اچانک ایک خوبصورت شخص اچھے ملبوس میں آیا حضرت کو سلام کیا اور بیٹھ گیا............ (حدیث میں کہ اس کے چلے جانے کے بعد)۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: خدا اور رسولؐ اور امیر المومنین بہتر جانتے ہیں آپؑ نے فرمایا: وہ خضر تھے۔ [1]

۲۔ شیخ صدوقؒ کتاب کمال الدین واتمام النعمۃ میں صحیح سند کے ساتھ یونس بن عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! کیا آپ قائم بحق ہیں؟

جواب دیا: میں قائم بحق ہوں لیکن وہ قائم جو زمین خدا کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور اسے عدل و انصاف سے پر کرے گا جس طرح ظلم وستم سے پر تھی......روز قیامت وہ ہمارے درجات میں ہوگا۔ [2]

۳۔ کتاب الحوائج میں ملتا ہے محمد بن مسلم کہتا ہے: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اتنے میں معلّی بن خنیس روتے ہوئے داخل ہوا۔

حضرت نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟

اس نے کہا کچھ لوگ جو اس بات کے قائل ہیں کہ تم کو ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تم اور وہ یکساں ہین۔

امام صادق علیہ السلام کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: ایک طشت کھجور کا لاؤ جب کھجور آ گئے تو آپؑ نے ایک دانہ

---

[1] کمال الدین

[2] کمال الدین

اٹھایا اور اس کے دو حصے کئے اور پھر کھجور کو تناول فرمایا، اس وقت ایک لکھا ہوا کاغذ معلیٰ کو دیا اور فرمایا: اسے پڑھو۔

اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ عَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَ عَدَّهُمْ وَاحِداً وَاحِداً إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَ ابْنِهِ۔ [1]

شروع خدا کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ علی مرتضیٰؑ، حسنؑ، حسینؑ اور پھر ایک ایک امام کا نام لیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام اور اس کے فرزند تک کا شمار کیا۔ [2]

۴۔ شیخ صدوق صحیح روایت ریان بن الصلت سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کیا صاحب امر ہو؟

آپؑ نے فرمایا: میں بھی صاحب امر ہوں لیکن میں وہ صاحب امر نہیں ہوں جو زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا............ پھر وہ ظاہر ہوں گے اور زمیں کو عدل و انصاف سے پر کردیں گے چنانچہ کہ ظلم وستم سے پر تھی۔ [3]

۵۔ ایک صحیح حدیث میں ابو ہاشم دائد بن القاسم جعفری سے نقل ہوا کہ اس نے امامؑ کو یہ فرماتے سنا: میرے بعد میرا بیٹا حسن میرا جانشین ہے۔..........

آپ نے فرمایا: یہ کہو:

اَلْحُجَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ۔

یعنی حجت آل محمد علیہم السلام۔ [4]

---

[1] کمال الدین، ج ۲ ص ۳٦۱

[2] الخرائج والجرائح/ ج2/625/2/فصل فی أعلام الإمام أبی عبد الله جعفر بن محمد الصادق علیه السلام... ص:606

[3] کمال الدین، ج ۲ ص ۳٧٦

[4] کمال الدین، ج ۲ ص ۳۸۱

۶۔اسی طرح صدوقؒ صحیح خبر جناب عثمان بن سعید عمری سے نقل کیا کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں تھا اور آپؑ سے سوال کیا کہ وہ خبر جو تمہارے آباء واجداد سے روایت ہوئی کہ زمین حجت الٰہی سے خالی نہیں رہے گی.........(ایک طویل حدیث ہے جس میں امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے قرب کی علامات ذکر کی گئی ہیں ان علامات میں ہے کہ)

پھر خروج کرے گا گویا نجف وکوفہ میں سفید پرچم دیکھیں گے۔[1]

[1] کمال الدین، ج۲ص ۳۸۴

فصل دوم

قائم حجت کے معجزات وکرامات

ا۔ ایک روایت میں ہے شیخ صدوقؒ محمد بن عثمان عمریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو ان کی سر کی طرف سے نور آیا جو آسمان تک درخشاں تھا۔

شَهِدَ اللهُ أَنَّهُ لا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ-وَ الْمَلائِكَةُ وَ أُولُوا الْعِلْمِ

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ فرشتے اور دانشمند بھی ان کے گواہ ہیں۔ [1]

۲۔ صحیح خبر محمد بن شاذان بن نعیم سے روایت ہوئی میرے پاس پانچ سو درہم سے بیس درہم کم تھے.......... بیس درہم اس کے اپنے تھے۔ [2]

۳۔ اسی طرح صحیح روایت محمد بن ہارون سے نقل ہوئی: پانچ سو دینار حضرت قائم علیہ السلام کے میرے پاس تھے ....حتی میری زبان پر جاری نہ ہوا تھا۔ [3]

۴۔ علی بن محمد سیمری (یا سمری) سے نقل ہوا کہ میں حضرت قائم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور کفن کی درخواست کی جواب آیا تمہیں اسی اکیاسی سال میں کفن کی ضرورت ہوگی پس جو وقت آپؑ نے تعین فرمایا اسی وقت میں وہ وفات پا گئے.......... ایک ماہ پہلے کفن بھیجا جا چکا تھا۔ [4]

---

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج2،ص:433

[2] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲ ص ۴۳۱

[3] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲ ص ۴۸۵، اصول کافی ج ا، ص ۵۲۳

[4] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲ ص ۴۹۲

۵۔علی بن محمد سمری سے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا گیا اور درخواست کی گئی ہے ایک کفن مرحمت فرمایا جائے تو جواب آیا کہ کہ تمہیں اس یا اکاسی سال کی عمر میں کفن کی ضرورت پڑے گی۔

پھر ایسا ہی ہوا اور وفات سے ایک ماہ پہلے کفن فراہم کر دیا گیا۔[1]

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲ ص ۵۰۱

حصہ سوم

ہم پر قائم علیہ السلام کے حقوق

حضرت امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا قائم علیہ السلام کے لئے کوئی وقت معین ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ.[1]

جو وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔

---

[1] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲.

آپؑ کے حقوق ہم پر بہت زیادہ ہیں اور ان کے بے شمار الفاظ ہیں بلکہ موج والے دریا کی مانند ہے جس میں غوطہ لگانے والا قاصر ہے لیکن بہت ہی کم ان میں ذکر کرتے ہیں، خدا سے توفیق چاہتا ہوں اور اس پر توکل کرتا ہوں۔

۱۔حق وجود

خداوند عالم نے آپؑ کے وجود کی برکت سے تجھے ور ہر موجودات کو خلق فرمایا، اگر آپؑ کی ہستی نہ ہوتو کوئی چیز نہ ہوتی بلکہ نہ زمین کا وجود ہوتا اور نہ آسمان۔اس مطلب پر دلالت کرنے والی روایات کو ذکر کرتے ہیں۔

۱۔کتاب الاحتجاج میں وہ روایت جس پر آپؑ کے دستخط موجود ہیں، جس میں آپؑ نے فرمایا:

وَنَحْنُ صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالْخَلْقُ بَعْدُ صَنَائِعُنَا۔[1]

اس کلام کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہی مطلب کہ جو آپؑ کے دستخط والی روایت ہے کہ شیعہ کی ایک جماعت نے اختلاف کیا کچھ لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ خدا نے مخلوق کی خلقت اور ان کی روزی کو ائمہ کے ہاں سپرد کی گئی یعنی یہ کام ائمہ کرتے ہیں بعض نے کہا یہ محال ہے کیونکہ اجسام کو صرف خلق فرما سکتا ہے لہٰذا خدا نے ائمہ کو خلق کی قدرت عطا فرمائی اور انہیں خلق کیا اور روزی دیتے ہیں جب اس مسئلے میں بحث آئی تو ایک شخص نے تجویز دی کہ محمد بن عثمان کے پاس جائیں اور ان سے سوال کریں تا کہ حق معلوم ہو سکے کیونکہ انہیں امام زمانہؑ تک رسائی حاصل ہے ہم سب راضی ہو گئے اور انہیں خط لکھا پس امام زمانہؑ کی طرف سے جواب آیا جس پر آپؑ کے دستخط موجود تھے آپؑ نے فرمایا: خدا نے کو واجسام کو خلق فرمایا اور ان کے درمیان روزی کو تقسیم کیا کیونکہ خدا نہ جسم اور نہ جسم میں

---

[1] الإحتجاج علی أهل اللجاج (للطبرسی) / ج2/467/احتجاج الحجة القائم المنتظر المهدی صاحب الزمان صلوات الله علیه و علی آبائه الطاهرین..... ص: 461

حلول کرتا ہے، کوئی چیز اس کی مثل نہیں وہ سمیع وعلیم ہے ائمہ خدا سے درخواست کرتے ہیں خدا خلق کرتا ہے اور وہی روزی دیتا ہے ائمہ کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور ہم پر ان کی تعظیم کرنا ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ امام زمانہ علیہ السلام اور ان کے آباء واجداد واسطہ ہیں تمام فیوض الٰہی پہنچانے کے لئے واسطہ ہیں دعا ندبہ میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے:

أَيْنَ السَّبَبُ الْمُتَّصِلُ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ.[1]

اس روایت کی تائید مولا امیر کا یہ قول ہے:

وَنَحْنُ صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالْخَلْقُ بَعْدُ صَنَائِعُنَا.

شیخ صدوقؒ اپنی کتاب کمال الدین میں حضرت امام علی رضا سے اور وہ اپنے باپ موسیٰ کاظم علیہ السلام سے وہ اپنے والد گرامی محمد جعفر صادق علیہ السلام سے وہ اپنے والد محمد بن علی سے وہ اپنے والد علی بن حسین سے وہ اپنے والد حسین بن علی سے وہ اپنے باپ علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: خدا نے مجھ سے بہتر مخلوق کو خلق نہیں کیا اور نہ کوئی مخلوق سے زیادہ گرامی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ! آپ بہتر ہیں یا جبرائیل؟

فرمایا: اے علیؑ! خداوند تبارک وتعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو فرشتوں پر برتر قرار دیا ہے اور مجھے تمام پیغمبروں پر۔ میرے بعد سب لوگوں پر تمہیں برتری حاصل ہے اور تیرے بعد تیرے فرزندوں کو امامت وحکومت ملے گی اور پھر حکومت ایک سے دوسرے کے پاس قیامت تک رہے گی۔

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلَاةُ عَلٰى نَبِيِّنَا وَ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا.[2]

---

[1] المزار الكبير (لابن المشهدي)/579/2-الدعاء للندبة:..... ص:573

[2] کمال الدین ج ا ص ۲۵۴

۲۔ دنیا میں حق بقاء

آپ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر امام زمانہ علیہ السلام نہ ہوتے تو ہم ایک لحظہ کے لئے زندہ نہ رہتے بلکہ دنیا کی ہر چیز نابود ہو جاتی اس مطلب پر ایک روایت دلالت کرتی ہے۔

۱۔ جو کافی میں حسن بن علی الوشاء سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: کیا امام کے بغیر زمین باقی رہ سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں

میں نے کہا: ایک اس طرح روایت نقل ہوتی ہے کہ زمین امام سے خالی باقی رہ سکتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں زمین باقی نہیں رہ سکتی بلکہ ایسی صورت میں دھنس جائے گی۔ [1]

۲۔ ایک اور روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین امام کے وجود کے بغیر تباہ ہو جائے گی۔ [2]

۳۔ شیخ صدوق کمال الدین میں صحیح سند سے ابو حمزہ ثمالی سے اور وہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے اور ان کے والد گرامی اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جبرائیل خدا کی طرف سے دستور لے آیا .... خدا نے آسمان کو ان پر رکھا تا کہ زمین پر خراب ہو جائیں، زمین کی حفاظت کی گئی ہے تا کہ زمین پر رہنے والے نہ لرز جائیں۔

غیبت نعمانی میں امام صادق علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

جان لو! زمین خدا کی حجت سے کالی نہیں رہ سکتی لیکن خدا نے لوگوں کی باطنی آنکھ کو امام کی شناخت سے اندھا کر رکھا ہے جو کہ ظلم وستم اور اسراف کرتے ہیں اگر زمین ایک لحظہ کے لئے خدا کی حجت سے خالی ہو جائے اہل زمین دھنس جائیں گے۔

---

[1] اصول کافی ج ۱ ص ۱۷۹

[2] اصول کافی ج ۱ ص ۱۷۹

۳۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتداروں کے حقوق

سورہ شوریٰ میں خدا فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی. [1]

کہیے کہ میں تم سے اس (تبلیغ ورسالت) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابتداروں کی محبت کے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں اس آیت میں القربیٰ سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں۔

قائم علیہ السلام کی نداوالی حدیث میں ہے کہ جب آپ کا ظہور ہوگا آپؑ کی ندا سنائی دے گی کہ میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ خدا اور رسولؐ اور لوگوں کا حق ادا کرو۔ [2]

۴۔۵۔منعم کا حق اور نعمت میں واسطہ کا حق

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے: جو شخص تجھ سے نیکی کرتا ہے اسے ثواب ملتا ہے اگر تم اس کے حق میں دعا نہیں کرتے تو تمہارا نیک کام اس کا جبران کرتا ہے۔

اور یہ دو حق حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ثابت ہیں کیونکہ تمام لوگوں کو جو فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ آپؑ کے وجود مبارک کی برکت سے ہے۔

زیارت جامعہ میں ائمہ کے بارے میں ہے:

وَ اَوْلِیَآءَ النِّعَمِ

نیک کرداروں کے سرمایہ۔

---

[1] شوریٰ: ۲۳

[2] الغیبۃ ابن ابی زینب، نعمانی: ۱۴۹

نیز کافی میں روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

خدا نے ہمیں خلق فرمایا اور مخلوق نے ہماری سیرت اپنائی ہمیں لوگوں نے اپنے اور بندوں کے درمیان ناظر قرار دیا، بندوں پر رحمت و کرم ہمارے وسیلے سے ہے ہماری برکتوں سے درخت ثمر آوار ہوتے ہیں، نہریں جاری رہتی ہیں آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے، زمین پر گھاس اگتا ہے اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کی عبادت نہ ہوتی۔ [1]

کتاب خرائج میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے داؤد! اگر ہم نہ ہوتے تو نہریں جاری نہ ہوتی نہ پھل لگتا اور نہ ہی درخت سرسبز ہوتے۔ [2]

ایک اور حدیث میں ملتا ہے:

دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب کچھ خدا، رسولؐ اور ہماری وجہ سے ہے پس جس کو کوئی نعمت ملتی ہے تو اسے تقویٰ الٰہی اختیار کرنا چاہئے خدا کا حق (خمس و زکات) ادا کرنا چاہئے اپنے دینی بھائیوں پر احسان کریں اگر کوئی آدمی ایسا نہیں کرتا تو خدا، اس کا رسولؐ اور ہم اس سے بیزار ہیں۔ [3]

کتاب دار السلام میں بصائر الدرجات سے ابوحمزہ ثمالی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ چوتھے امام زین العابدین علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

اے ابوحمزہ ثمالی! طلوع آفتاب سے پہلے نہ سونا کہ مجھے تیرا یہ عمل پسند نہیں بے شک اس وقت خدا اپنے بندوں میں روزی تقسیم کرتا ہے۔ [4]

٦۔ باپ کا بچے پر حق

شیعیان خاندان وحی کے باقی ماندہ پھول ہیں جس طرح باپ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

---

[1] اصول کافی ج ۱ ص ۱۴۴

[2] الخرائج، سعید بن ھبۃ اللہ راوندی

[3] اصول کافی ج ۱ ص ۱۴۴

[4] اصول کافی ج ۱ ص ۴۰۸

کتاب کافی میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

الْإِمَامُ الْأَنِيسُ الرَّفِيقُ وَالْوَالِدُ الشَّفِيقُ۔ [1]

امامؑ ایک اچھے مددگار و دوست اور ہمیشہ مہربان باپ کی مانند ساتھ ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

بے شک خدا نے ہمیں اعلی علیین خلق فرمایا اور ہماری روحوں کو بلندی سے خلق فرمایا، ہمارے شیعوں کی ارواح کو علیین سے خلق فرمایا اور ان کے بدنوں کو اس سے کم تر درجہ میں خلق فرمایا اسی وجہ سے ہمارے اور ان کے درمیان رابطہ نزدیک ہے اور ان کے دل ہمارے لئے مشتاق ہوتے ہیں۔ [2]

کمال الدین میں عمر بن صالح السابری سے روایت ہے کہ جس میں اس نے کہا: میں نے اس آیت "اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ [3]" (جس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے) کے بارے میں پوچھا۔

آپؑ نے فرمایا: اس کی اصل و جڑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی فرع و شاخ امیر المومنین علیؑ ہیں، امام حسنؑ، امام حسینؑ اس کے میوہ اور ان کے نو (۹) فرزند اس کی چھوٹی چھوٹی شاخیں ہیں۔ اور شیعہ اس درخت کے پتے ہیں۔

خدا کی قسم! جب بھی کوئی شیعہ مرتا ہے اس درخت کا ایک پتہ گر جاتا ہے۔ [4]

بحار الانوار میں امالی شیخ طوسیؒ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل ہوئی جس میں آپؐ نے فرمایا: میں ایک ایسا درخت ہوں جس کی شاخ فاطمہؑ، علیؑ اس کے پیوند، حسنؑ و حسینؑ اس کا پھل اور میری امت میں سے ان کے دوست اس درخت کے پتے ہیں۔

---

[1] اصول کافی ج ۱ ص ۲۰۰

[2] اصول کافی ج ۱ ص ۳۸۹

[3] سورۂ ابراہیم: ۲۴

[4] کمال الدین ج ۱ ص ۲۵۸

۷۔ بندے پر آقا اور ارباب کا حق

زیارت جامعہ میں ملتا ہے:

وَالسَّادَةُ الْوُلَاةِ.

یعنی سرداروں کے سرپرست،

ایک حدیث مخالفین سے نقل ہوئی ہے کہ جس میں یہ الفاظ ہیں:

ہم عبدالمطلب کی اولاد اور اہل جنت کے سردار ہیں، میں، علی، جعفر، حسنؑ، حسینؑ و مہدیؑ۔

میں کہتا ہوں ائمہ کی سیادت و آقا ہونا یعنی وہ بزرگوار ہیں یہ ہستیاں ہم سے تمام امور میں زیادہ شائستہ ہیں خدا فرماتا ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. [1]

کفایۃ الاثر میں امام حسن بن علی علیہما السلام سے نقل ہوا کہ امامؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: میں مومنین کے نفس سے زیادہ اولی و سزاوار ہوں پھر تو اے علیؑ! مومنین پر ان کے نفسوں پر مقدم ہے اس کے بعد حسن و حسین علیہما السلام زیادہ لائق ہیں اسی طرح ایک ایک امام تا حجت الٰہی سب لوگوں کے نفسوں پر مقدم ہیں ائمہ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے۔ [2]

اسی مضمون کی روایت کافی اور کمال الدین میں بھی ذکر ہوئی ہے جس میں موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: لوگ اطاعت کرنے میں ہمارے مطیع ہیں۔ [3]

---

[1] احزاب: ۶

[2] کفایۃ الاثر: ۲۱۱، اصول کافی ج ۱، ۱۸۷، کمال الدین ج ۱، ۲۷۰

[3] اصول کافی ج ۱ ص ۱۸۷

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس میں آپؑ نے فرمایا: جب امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا وقت معین کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں ہم نے نہ ماضی میں وقت معین کیا اور نہ آئندہ وقت معین کریں گے۔ [1]

[1] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

۷۔ بندے پر آقا اور ارباب کا حق

زیارت جامعہ میں ملتا ہے:

وَ السَّادَةُ الْوُلَاةِ.

یعنی سرداروں کے سرپرست،

ایک حدیث مخالفین سے نقل ہوئی ہے کہ جس میں یہ الفاظ ہیں:

ہم عبدالمطلب کی اولاد اور اہل جنت کے سردار ہیں، میں، علی، جعفر، حسنؑ، حسینؑ و مہدیؑ۔

میں کہتا ہوں ائمہ کی سیادت و آقا ہونا یعنی وہ بزرگوار ہیں یہ ہستیاں ہم سے تمام امور میں زیادہ شائستہ ہیں

خدا فرماتا ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. [1]

کفایۃ الاثر میں امام حسن بن علی علیہما السلام سے نقل ہوا کہ امامؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: میں مومنین کے نفس سے زیادہ اولی و سزاوار ہوں پھر تو اے علیؑ! مومنین پر ان کے نفسوں پر مقدم ہے اس کے بعد حسن و حسین علیہما السلام زیادہ لائق ہیں اسی طرح ایک ایک امام تا حجت الٰہی سب لوگوں کے نفسوں پر مقدم ہیں ائمہ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے۔ [2]

اسی مضمون کی روایت کافی اور کمال الدین میں بھی ذکر ہوئی ہے جس میں موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: لوگ اطاعت کرنے میں ہمارے مطیع ہیں۔ [3]

---

[1] احزاب: ۶

[2] کفایۃ الاثر: ۲۱۱، اصول کافی ج ۱، ۱۸۷، کمال الدین ج ۱، ۲۷۰

[3] اصول کافی ج ۱، ص ۱۸۷

۸۔طالب علم پر عالم کا حق

امام زمانہ علیہ السلام اور ان کے آباء واجداد راسخون فی العلم ہیں چند روایات امام صادق علیہ السلام سے مروی ہیں نیز خدا نے لوگوں کو ان سے رجوع کرنے کا حکم دیا ارفرمایا:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ [۱]

اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔

۹۔رعیت پر امام کا حق

کافی میں اپنی سند ابوحمزہ روایت کرتے ہیں کہ اس نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: امام کا لوگوں پر کتنا حق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: امام کا لوگوں پر یہ حق ہے کہ جو کچھ وہ کہیں اسے سنیں اور ان کی اطاعت کریں۔ [۲]

روضہ کافی میں ایک خطبہ میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا:

بے شک خدا نے تم پر مجھے حق دیا ہے کہ تم مجھے ولی امر اور سرپرست مانو،

پس خدا نے اہم چیز جو ان کے حقوق میں سے قرار دیا یہ ہے کہ والی کا رعیت پر حق ہے۔ [۳]

---

[۱] سورۂ انبیاء: ۷، سورۂ نحل: ۴۳

[۲] اصول کافی ج ۱، ص ۴۱۵

[۳] روضہ کافی: ۳۵

حصہ چہارم

امام زمانہ علیہ السلام کی صفات اور آپ کے لئے دعا کرنا

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس میں آپؑ نے فرمایا:
جب امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا وقت معین کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں ہم نے نہ ماضی میں وقت معین کیا اور نہ آئندہ وقت معین کریں گے۔ [1]

---

[1] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

یہاں پر وہ امور ذکر ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم پر واجب ہے کلہ قائم کے لئے دعا کریں جو حکم عقل، شرع یا فطرت کے مطابق ہے بلکہ جیوانی فطرت کے بھی مطابق ہے اب ہم حروف الف باء کی ترتیب سے کچھ امور کو ذکر کرتے ہیں۔

ا۔خدا پر ایمان

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے مومنین کے لئے دعا کرے کہ ہم عقیدہ ہیں یہ مطلب حکم عقلی و شرع سے ثابت ہے اصول کافی میں ملتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مومن کسی مرد و عورت کے لئے دعا کرتا ہے خدا اس کو وہی کچھ عنایت کرتا ہے جس کی اس نے دوسرے مومنین کے لئے دعا کی تھی روز قیامت کچھ افراد آگ میں ڈالیں گے اسے قتل رکے دوزخ میں لے جا رہے ہوں گے کہ بعض مومنین و مومنات عرض کریں گے:

اے پروردگار! یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے لئے دعا کی تھی لہٰذا ہمارے شفاعت کو قبول فرما۔

پس خدا ان کی شفاعت قبول فرمائے گا وہ نجات پائیں گے۔[1]

اسی کتاب میں عیسیٰ بن ابی منصورت سے نقل ہوا کہ اس نے کاہ: میں ابن ابی اور عبداللہ بن طلحہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھے کہ آپؑ نے اپنی کلام کا آغاز اس طرح فرمایا: اے ابی یعفور کے بیٹے! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شخص آدمی میں چھ صفات موجود ہوں وہ روز قیامت عرش الٰہی میں ہوگا۔

ابن ابی یعفور نے عرض کیا: قربان جاؤں وہ کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: مسلمان آدمی اپنی دینی بھائی کے لئے اسی چیز کی خواہش کرے جس کی وہ اپنے خاندان

---

[1] اصول کافی ج ا، ص ۵۰۷

کے لئے کرتا ہے اور اس چیز کو اس کے لئے بد سمجھے جسے وہ اپنے عزیز ترین خاندان کے لئے بد سمجھتا ہے۔ اس کی خوشی و غم میں شرکت کرنا اگر وہ اس کی حاجت پوری کرسکتا ہے تو پوری کرے اور قاصر ہونے کی صورت میں اس کے لئے دعا کرے۔

پھر امامؑ نے فرمایا: تین صفات تم سے مربوط ہیں جو کہ بیان ہو چکی ہیں اور تین ہم سے مربوط ہیں کہ ہماری فضیلت کی پہچان کرو، ہمارے نقش قدم پر چلو، قائم آل محمد علیہ السلام کی حکومت کا انتظار کرو۔

ابن ابی یعفور نے پوچھا: ان کو ہم کیسے دیکھ نہیں سکتے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابن یعفور! وہ نور الٰہی کے حجاب میں ہیں کیا تو نے یہ حدیث نہیں سنی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار فرمایا: بے شک عرش الٰہی میں ایسی مخلوق ہے جن کے چہرے برف سے زیادہ سفید اور آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔

پوچھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟

جواب ملتا ہے یہ وہ افراد ہیں جو خدا کے لئے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ [1]

۲۔قائم کی برکت سے ہماری دعا کا قبول ہونا

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدا نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں اجازت دی ہے کہ ہم اسے پکاریں اور دعا کریں اور اپنی حاجات کو طلب کریں، خدا اپنے لطف و کرم سے دعا مستجاب فرماتا ہے جیسا کہ یہ اپنی جگہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے پاس تمام نعمتیں امام قائمؑ کے وجود کی برکت سے ہیں اور دعا کا قبول ہونا بہترین نعمت ہے بلکہ مہم ترین نعمت ہے کیونکہ اس نعمت سے دوسری نعمتیں ملتی ہیں، مولا امام زمانہؑ کا حق ہم پر روشن ہوتا ہے کیونکہ آپؑ کے وسیلے سے ہمیں نعمتیں ملتی ہیں پس ہم پر واجب ہے کہ دعا یا کسی اور طریقے سے اس لطف کا جبران کریں قائمؑ کے واسطے سے دعا مستجاب ہوتی ہے۔

---

[1] اصول کافی: ج ۲، ص ۱۷۲

بصائر الدرجات میں صفار سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: میں جو کچھ کہتا ہوں اسے لکھ لو۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ڈرتے ہو کہ میں فراموش کردوں گا؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے تیرے فراموش کرنے کا خوف نہیں ہے۔ میں نے خدا سے چاہا کہ وہ تجھے حفظ کرے اور تجھے فراموش نہ کرے۔ لیکن اپنے دوستوں وشریک کے لئے لکھ لو عرض کیا گیا میرے دوست اور شریک کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: تیری اولاد سے ائمہ۔ خدا ان کے سبب تیری امت پر بارش برسائے گا اور ان کے سبب دعائیں قبول ہوں گی۔ ان کے سبب بلائیں دور ہوں گی ان کے سبب آسمان سے رحمت نازل ہوگی اور یہ سب سے پہلے ہیں امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا: ائمہ تیری اولاد میں سے ہوں گے۔ [1]

۴۔ہم پر احسان

ہم پر امام زمانہ علیہ السلام کا مختلف احسان ہیں، آپؑ ہمارے حق میں دعا کرتے ہیں، دشمنوں کا شر دور ہوتا ہے خدا فرماتا ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ [2]

وہ (حوریں) ایسی ہوں گی جیسے یاقوت اور مرجان۔

۳۔آپؑ کے حقوق ہمارے لئے مباح ہیں

کافی میں مسمع سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام ایک طولانی حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں: اے ابو یسار! تمام زمین ہمارے لئے ہے۔

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۶۸

[2] سورۂ رحمٰن: ۶۰

ابو بیسار کہتا ہے میں آپؑ سے عرض کیا۔ پس سارا مال تمہارے لئے لے آؤں؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابو یسار! البتہ ہم نے تم پر حلال و مباح کیا۔

پس اپنے مال مال کو لے لو اور جو زمین ہمارے شیعوں کے ہاتھوں میں ہے وہ ان کے لئے حلال ہے جہاں تک کہ قائم آل محمد عجل اللہ کا ظہور ہوگا۔ اس میں سے ان سے مالیات لے گا اور زمین ان کے سپرد کردے گا۔ [1]

۴۔ ہمارے مظلوم شیعوں کا استغاثہ

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ سے قائم نے دستخط والی روایت میں کہ ہم تم پر نظر کرم کرتے ہیں اور تمہیں فراموش نہیں کرتے اگر ایسا نہ ہوتا تو تم مصائب میں مبتلا ہوتے اور دشمن تمہیں ختم کردیتا۔ [2]

یہاں پر امام زمانہ علیہ السلام کی ایک شخص سے ملاقات واقعہ لکھتے ہیں توجہ فرمائیں:

حاج مرزا نوری جنۃ الماوی میں تحریر کرتے ہیں کہ بعض لوگوں کو غیبت کبریٰ میں قائم کی زیارت نصیب ہوئی۔

ہم شیخ علی رشتی سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا۔ دریائے فرات میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ اس کشتی میں تمام افراد حلہ کے رہنے والے تھے اور کشتی میں ایک دوسرے سے مذاق کر رہے تھے اس کشتی میں ایک ایسا شخص بھی بیٹھا ہوا تھا جو بالکل متانت کے ساتھ خاموش تھا۔ وہ دوسروں کی طرح ہنسنے یا کھیل تماشے میں نہیں تھا۔

مجھے اس شخص پر بڑا تعجب ہوا اور آخر ہم وہاں پہنچے جہاں پانی کم تھا۔

ہم کشتی سے اتر آئے اور میں اس شخص کے ہمراہ چلنے لگا۔ میں نے اس سے دوسروں کی محفل میں شریک ہونے کی علت پوچھی کہ آپ ان کے ساتھ مذاق یا شوخی میں شریک نہیں تھے۔

---

[1] اصول کافی ج ۱، ص ۴۰۷

[2] الاحتجاج ج ۲ ص ۳۲۳

اس نے کہا: یہ لوگ اہل سنت کے تھے اور میرے رشتہ داروں میں سے ہیں میرا باپ سنی تھا لیکن میری ماں مؤمنہ تھی میں بھی پہلے سنی تھا لیکن پھر قائم کی ہدایت سے شیعہ ہو گیا ہوں۔

میں نے سوال کیا کہ آپ کیسے شیعہ ہوئے؟

اس نے جواب دیا؛ میرا نام یاقوت ہے اور میں حلہ کے پل کے کنارے گھی و تیل بیچنے کا کاروبار کرتا ہوں ایک سال میں گھی و تیل کو خریدنے کے لئے حلہ شہر سے باہر گیا تا کہ صحرا نشین تیل و گھی کو خریدیں۔ راستے میں میں آرام کرنے کے لئے سو گیا۔ جب میں بیدار ہوا بے آب وعلف صحرا میں میں نے اپنے آپ کو تنہا پایا۔ میں وہاں کی نزدیک آبادی کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن میں نے راستہ گم کر دیا۔ بھوک و پیاس کا غلبہ تھا بعض خلفاء سے استغاثہ کیا کہ وہ میری مدد کریں لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ مجھے ماں نے کہا تھا کہ ہمارا ایک امام زندہ ہے جس کی کنیت ابا صالح ہے اور وہ گم شدہ افراد کی فریاد کو سنتا ہے۔

خدا سے عہد کیا کہ ان کی پناہ لیتا ہوں اور اگر مجھے نجات مل گئی تو سنی سے شیعہ ہو جاؤں گا۔ پس امام زمانہ علیہ السلام کو پکارا اچانک میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کے سر پر سبز عمامہ تھا۔ وہ میرے ساتھ چلنے لگے اور فرمایا کہ اپنے ماں کے مذہب پر ثابت قدم رہو۔

پھر فرمایا کہ تو جلد ہی ایک آبادی میں پہنچ جائے گا وہاں سب شیعہ رہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا میرے آقا! کیا آپؑ وہاں تک میرے ساتھ تشریف نہیں لائیں گے۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں کیونکہ ہزار افراد میری پناہ لئے ہوئے ہیں پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد میں اس آبادی میں پہنچ گیا میں وہاں سے حلہ کی طرف آیا اور مہدی قزوینی کے پاس گیا۔ اپنا سارا واقعہ سنایا اور ان سے کچھ مسائل و احکام یاد کئے انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ میں قائم کو دوبارہ نہیں دیکھ سکتا؟ آپ نے فرمایا: چالیس شب جمعہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے جاؤ۔ میں شب جمعہ کو آپؑ کی زیارت کرنے کے لئے گیا۔ چالیس دنوں میں سے صرف ایک دن باقی رہتا تھا جمعرات کو حلہ سے کربلا گیا جب میں شہر کے دروازے پر پہنچا تو ظالم مامور تعیین تھے جو سخت مزاج تھے اور اجازت نامہ دیکھے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ اتنے میں

میں نے دیکھا کہ حضرت حجت قائم طالب علموں کا لباس پہنے سفید عمامہ کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے میں نے ان سے درخواست کی کہ میری مدد کریں آپؑ مجھے شہر کے اندر لے گئے پھر نہیں دیکھا اور مجھے ان کی جدائی پر بڑا افسوس ہوا۔[1]

۵۔آپؑ کے ظہور میں راستوں اور شہر میں امن

بحار الانوار میں ارشاد القلوب سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو عدل سے حکم کریں گے آپؑ کی حکومت میں ظلم کا خاتمہ ہوگا اور آپؑ کی وجہ سے راستے و شہروں میں امن و امان ہوگا۔ زمین آپؑ کی برکت سے پر ہو جائے گی اور برحق دار کو اس کا حق ملے گا۔

ایک اور حدیث میں امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں ملتا ہے ایک بوڑھیا عورت مشرق سے مغرب تک سفر کرے گی اور اسے کسی قسم کا ڈر و خوف نہیں ہوگا۔

اس آیت ﴿سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ﴾۔[2] کی تاویل میں آیا ہے کہ یعنی ہمارے اہل بیت کے قائم کے ساتھ۔

۶۔خدا کے دین کو زندہ کرنا۔

دعائے ندبہ میں ہم پڑھتے ہیں:

اَيْنَ مَعَالِمُ الدِّيْنِ وَاَهْلُهٗ.

کہاں ہیں وہ نشانیاں و آثار کہ جو اہل دین کو زندہ کرے؟

---

[1] جنۃ الماویٰ محدث نوری: ۲۹۲

[2] النساء: ۱۸

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میرے دین ان کے وسیلے سے اجرا کرے گا اور تمام امور پر غالب آئے گا۔ اس آیت "وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ"۔[1] (اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے) کی تفسیر میں فرمایا: یہ کام امام زمانؑ کے ظہور میں انجام پائے گا۔

بحار الانوار میں ایک طولانی حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میرے خاندان کا نہم فرد حضرت قائم علیہ السلام ہوں گے اور میری امت کے مہدی ہیں۔ وہ لوگوں میں گفتگو کرنے میرے مشابہ ہوں گے البتہ وہ طولانی غیبت کے بعد ظاہر ہوں گے نصرت خدا کی تائید وحمایت اور فرشتے ان کی مدد کریں گے پاس زمیں کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔[2]

نیز بحار الانوار میں مفصل حدیث امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پھر کوفہ کی طرف لوٹ جائیں گے اس وقت تین سو افراد کو تمام جگہوں میں بھیجیں گے ان کے کاندھے اور سینے پر ہاتھ پھیرے گا۔

پس کسی قضاوت میں نہیں رہیں گے اور ہر جگہ "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد رسول اللہ" کی آواز بلند ہوگی۔[3]

۷۔ دشمن خدا سے انتقام

امام زمانہ علیہ السلام کے القاب میں سے ایک لقب یہ بھی ہے: اَلْمُنْتَقِمُ۔

کمال الدین میں امام صادق علیہ السلام اپنے آباء واجداد حضرت امیر علیہ السلام سے روایت نقل ہوتی ہے جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب مجھے معراج پر لے جایا گیا میرے پروردگار نے مجھے پر وحی فرمائی: اے محمدؐ! میں نے زمین نگاہ ڈالی

---

[1] سورۂ فتح: ۲۸

[2] بحار الانوار ج ۵۲، ص ۳۷۹

[3] بحار الانوار ج ۵۲، ص ۳۴۵

اور تجھے انتخاب کیا۔ تجھے نبی بنایا اور اپنے نام سے تیرا نام رکھا کہ میں محمود ہوں اور تم محمدؐ، دوبارہ میں نے زمین پر دیکھا تو علیؑ کو انتخاب کیا اور اسے وصی وخلیفہ اور تیری بیٹی کا شوہر قرار دیا۔ ان کا نام بھی اپنے نام سے لیا پس میں اعلیٰ اور وہ علی ہیں فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو تیرے نور سے خلق فرمایا۔ اس وقت ان کی ولایت کو فرشتوں نے قبول کیا اور میرے نزدیک مقرب بنے۔

اے محمدؐ! اگر ایک آدمی اتنی عبادت کرتا ہو کہ اس کا بدن مشک کے چمڑے کی مانند ہو جائے لیکن ان کی ولایت کا منکر ہو تو وہ میرے پاس آئے گا لیکن اسے جنت نصیب نہیں ہوگی۔ میرے عرش کے سائے میں نہیں ہوگا۔

اے محمدؐ! کیا انہیں دیکھنا چاہتے ہو!

میں نے عرض کیا: ہاں اے پروردگار!

خدا نے فرمایا: اپنے سر کو بلند کرو۔

پس میں نے سر کو بلند کیا اور اچانک علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن حسینؑ، محمدؑ بن علیؑ، جعفرؑ بن محمدؑ، موسیٰؑ بن جعفرؑ، علیؑ بن موسیٰؑ، محمدؑ بن علیؑ، علیؑ بن محمدؑ اور حسنؑ بن علیؑ کے انوار کا مشاہدہ کیا جو ستاروں کی مانند درخشاں تھے۔

میں نے عرض کیا: اے پروردگار! یہ کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ ائمہ ہیں جو میرے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کریں گے قائم کے ذریعے اپنے دشمنوں کا انتقام لوں گا اور وہ میرے اولیاء کے لئے آرام وسکون کا سبب ہیں یہ وہ ہیں جو شیعیوں کے دلوں کو مطمئن اور تیرے پیروکاروں کی شفاعت کرے گا۔ البتہ ان کا امتحان بنی اسرائیل کے بچھڑے کی پوجا سے زیادہ سخت ہوگا۔[1]

اسی طرح بحار الانوار میں علل الشرائع سے عبدالرحیم قصیر امام باقرؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

جب قائمؑ کا ظہور ہوگا حمیرا ان کی طرف لوٹ آجائے گا تا کہ اسے تازیانہ کی حد تک ماریں اور فاطمہؑ بنت محمدؐ کا انتقام لے۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں۔ اسے تازیانہ کیوں ماریں گے؟

---

[1] کمال الدین ج۱، ص ۲۵۲

آپؑ نے فرمایا: اسی تہمت کی خاطر جو ابراہیمؑ کی ماں پر لگائی گئی تھی۔

میں نے عرض کیا: پس خدا نے اسے قائم علیہ السلام کے ظہور تک تاخیر کیوں کیا؟

آپؑ نے فرمایا:

بے شک خدا نے محمدؐ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا لیکن قائم کو انتقام لینے کے لئے بھیجا ہے۔ [1]

اسی کتاب میں مزار کبیر سے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب قائم کا ظہور ہوگا تو وہ خدا، رسول اور ہمارے تمام خاندان کا انتقام لے گا۔ [2]

اسی کتاب میں ارشاد دیلمی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: بنی شیبہ کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور کعبہ پر آویزاں کیا جائے گا اور یہ لکھا جائے گا: یہ ہیں کعبہ کے چور۔ [3]

احتجاج میں خطبہ غدیر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح نقل ہوا۔ توجہ کریں!

ائمہ کا خاتم ہم میں سے مہدی علیہ السلام ہے آگاہ رہو! وہ ہے تمام ادیان پر غالب آنے والا، وہ ہے ظالموں سے انتقام لینے والا، وہ فاتح اور قلعوں کو منہدم کرنے والا ہے، وہ تمام اہل شرک کو نابود کرے گا وہ تمام اولیاء کے خون کا بدلہ لے گا، وہ لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے گا، وہ خدا کا برگزیدہ ہے وہ تمام علوم کا وارث ہے، اپنے پروردگار کی طرف سے خبر دے گا، دین کے امور اس کے سپرد ہیں پہلے والے انبیاء اور ائمہ نے اسے خوشخبری دی وہ حجت الٰہی باقی ہے، اس کے بعد حجت نہیں ہے وہی حق ہے اور وہی نور ہے کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا، وہ زمین پر خدا کا ولی ہے۔

اس خطبہ کے دوسرے حصے میں اس طرح آیا ہے:

اے لوگوں کے گروہ! خدا کا مخصوص نور میرے وجود میں ہے پھر علیؑ کے وجود میں تجلی کرے گا پھر ان کی نسل تا قائم آل محمد علیہم السلام جو خدا کا حق ہیں جو ہمارا حق ہے اسے لے گا۔ [4]

---

[1] بحارالانوار ج ۵۲، ص ۳۱۴، علل الشرائع ج ۲، ۲۶۷

[2] بحارالانوار ج ۵۲، ص ۳۷۶

[3] بحارالانوار ج ۵۲، ص ۳۷۳

[4] الاحتجاج، ج ۱، ص ۸۰

تفسیر قمی میں ملتا ہے کہ اس آیت "فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا"[1] (پس کافروں کو مہلت دو لیکن تھوڑی مہلت ہو) کے بارے میں فرمایا: قائم جبار اور طاغوت حاکموں سے میرے لئے بدلہ لے گا۔

۸۔حدود الٰہی کا اجراء

ایک دعا میں خود امام عالی مقام کی عمر مبارک کے وسیلہ سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا:

وَأَقِمْ بِهِ الْحُدُودَ الْمُعَطَّلَةَ وَالْأَحْكَامَ الْمُهْمَلَةَ.

اس کے ذریعے حدود کو جاری کرو اور احکام پر عمل کراؤ۔

کتاب کمال الدین میں امام صادق علیہ السلام حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں تشریح فرماتے ہیں اور اس زمانے میں حدود الٰہی کا اجراء ہوگا۔[2]

ایک اور حدیث میں ملتا ہے: بے شک حدود الٰہی میں سے ایک حد کا جاری کرنا چالیس دن رات کی بارش سے زیادہ پاکیزہ ہے۔[3]

چنانچہ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے جو حیات الارض نام کی بحث میں یہ ہے کہ زمین کا زندہ رہنا اس کی برکت سے ہے۔

بحار الانوار میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: دو خون خدا کی طرف سے مباح ہیں لیکن ان دو خون جس کا خدا نے حکم دیا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا جہاں تک کہ قائم کا ظہور نہ ہو جائے۔ پاس ان میں حکم الٰہی فرمائیں گے اور شاہد و گواہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

ا۔زانی جسے سنگسار کیا جاتا ہے۔

---

[1] سورۂ طارق: ۱۷ .

[2] کمال الدین، ج ۲، ص ۶۴۷

[3] فروع کافی، ج ۷۔ص ۱۷۴

۲۔زکات کا منکر کہ جسے قتل کیا جاتا ہے۔[1]

۹۔قائم کا اضطرار

دعائے ندبہ میں آیا ہے:

أَيْنَ الْمُضْطَرُّ الَّذِي يُجَابُ إِذَا دَعَا.

کہاں ہے وہ مضطر کہ جب بھی وہ دعا مانگتا ہے دعا قبول ہوتی ہے۔

اس آیت - اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔[2]

(کون ہے جو مضطر و بے قرار کی دعا و پکار کو قبول کرتا ہے۔ جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور اس کی تکلیف و مصیبت کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے؟) کے بارے میں تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں آیا ہے امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سے مراد قائم آل محمد علیہم السلام ہے وہ مضطر جو جب مقام ابراہیمؑ میں دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے خدا اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اسے اپنی زمین پر خلیفہ بناتا ہے۔[3]

۱۰۔قائم کی بخشش

بحار الانوار میں امام باقر علیہ السلام سے حضرت قائم علیہ السلام کی صفات کے بارے میں نقل ہوا کہ دنیا کا تمام مال اور زمین کے اندر و باہر ہر شئے ان کی خدمت میں جمع ہو جائے گی۔

پس امام قائم علیہ السلام لوگوں سے فرمائیں ان کی طرف آئیں کہ جس نے آپؑ سے قطع رحم کیا اور حرام خون بہایا

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۲۵

[2] نمل: ۶۲

[3] تفسیر قمی: ۴۹۷

اور خدا کے محرمات کے مرتکب ہوئے اس وقت اتنا بخشش کریں گے کہ ان سے پہلے کسی نے بخشش نہ کی ہو۔ [۱]

۱۱۔قائدین وراہنماؤں کی قدر

حضرت قائم علیہ السلام کے وجود مبارک کے فیوض میں سے ایک فیض یہ ہے کہ قائد اور رہبر لوگوں کی ہدایت کے لئے ہیں۔ وہ عوام کے امور کی اصلاح کرتے ہیں۔

احتجاج میں روایت ہے اور حوادث و واقعات رونما ہونے والے زمانے میں مراجع کی طرف رجوع کی جائے بے شک وہ تم پر میری طرف سے حجت ہیں اور میں اللہ کی حجت ہوں۔ [۲]

۱۲۔قائم علیہ السلام کی مشکلات

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام پر سات پیغمبروں کے برابر مصیبتیں آئیں گی۔ (یہاں تک کہ فرمایا) ایوب علیہ السلام کی مصیبتیں بھی ان کے مقابلہ میں کم ہوں گی۔ [۳]

۱۳۔قائم علیہ السلام کی برکات

تیسرے حصے میں بیان کر چکے ہیں کہ تمام ظاہری و باطنی نعمتیں قائم علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں کو ملیں گی۔

---

[۱] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۵۱

[۲] الاحتجاج۔ ج ۲۔ ص ۲۸۳

[۳] کمال الدین۔ ج ۱، ص ۳۳۲

احتجاج میں روایت ہے مری غیبت سے فائدہ اٹھانا اسی طرح ہے جس طرح خورشید سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے کہ جب خورشید بادلوں میں آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے۔ [1]

۱۴۔ تالیف قلوب

لوگوں کو متحد کرنا اور ان کے دلوں کو جمع کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بیشتر لوگ دوغلہ پن رکھتے ہیں یا اپنی حقیقی اصلاح نہیں کرتے لہٰذا نقصان اٹھاتے ہیں یا مصلحت کی تشخیص دیتے ہیں لیکن دنیاوی منافع کی خاطر راضی نہیں ہوتے۔

لہٰذا دعائے ندبہ میں ہم پڑھتے ہیں:

أَيْنَ مُؤَلِّفُ شَمْلِ الصَّلَاحِ وَالرِّضَا.

کہاں ہیں وہ جو بکھرے دلوں کو جمع کرتے ہیں اور لوگوں میں اصلاح و رضا انجام دیتے ہیں؟

حضرت امیرؑ کی دعا قائم کے بارے میں ہے:

بکھری امت کو جمع فرمائیں گے۔ [2]

ایک اور حدیث میں ہے:

قائمؑ کے وسیلے سے مختلف لوگوں کے دل جمع کریں گے اور ان کے درمیان الفت و اتحاد پیدا کریں گے۔ [3]

کافی میں امام صادقؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

خدا قائمؑ کے وسیلے سے لوگوں کے بکھرے دلوں کو جمع کریں گے اور مخالفت کو ختم کریں گے۔ [4]

---

[1] الاحتجاج۔ ج ۲۔ ص ۲۸۴

[2] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۱۵

[3] کمال الدین۔ ج ۲، ص ۶۴۷

[4] الکافی۔ ج ۱۔ ص ۳۴۳

بحارالانوار میں حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا مہدی؛ آل محمد علیہم السلام میں سے ہے یا ہمارے علاوہ دوسروں میں سے ہے؟

آپؐ نے فرمایا: نہ، بلکہ وہ ہم میں سے ہیں، خداوند عالم اس کے ذریعے دین کو ختم کرے گا،

نیز فرمایا: ہمارے ذریعے لوگ فتنوں سے نجات پائیں گے کہ جس طرح وہ انہوں نے شرک سے نجات پائی پس دشمنی، فتنہ اور امتحان الٰہی سے قائم لوگوں کے دلوں میں الفت پیدا کریں گے۔ [1]

۱۵۔ ہم پر قائم علیہ السلام کا لطف وکرم

اس مطلب پر شاہد ایک روایت ہے جو توضیح یعنی قائم کے دستخط والی روایت ہے کہ احتجاج میں اس طرح آیا مجھے خبر ملی ہے کہ تم میں ایک گروہ دین میں شک وتردید کرنے لگا ہے اور اولیاء الٰہی کے بارے میں بھی ان کے دلوں میں شک ہے یہ ہمارے لئے غم کا سبب ہے البتہ تمہارے لئے نہ ہمارے لئے۔

تمہاری وجہ سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے نہ ہمیں کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے پس اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے حق ہمارے ساتھ ہے پس جو ہمیں چھوڑ دیتے ہیں ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔

ہم خدا کے صنائع ہیں اور مخلوق ہمارے صنائع ہیں۔ [2]

ایک اور روایت جو بصائر الدرجات میں نقل ہوئی نیز وہ بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہے۔ زید شحام سے نقل ہوا کہ وہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: اے زید! عبادت کی تجدید کرو اور توبہ کرو۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! کیا مجھے موت کی خبر ملے گی؟

حضرت نے مجھ سے فرمایا: اے زید! جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ تمہارے لئے خیر ہے تم ہمارے شیعوں

---

[1] بحارالانوار: ج۵۱، ص ۸۴

[2] الاحتجاج۔ ج ۲، ص ۲۷۸

میں سے ہو۔

کہتا ہے کہ میں نے کہا: اگر میں آپ کا شیعہ ہوں تو کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تم ہمارے شیعوں میں سے ہو تو شیعوں کا پل صراط، میزان اور حساب ہماری طرف سے ہے۔ [1]

۱۶۔ ہم ہاتھوں اذیت کا برداشت کرنا

توصیعی (دستخط والی روایت) میں ملتا ہے کہ جاہل شیعہ، احمق اور جن کا دین مچھر کے پر کی مانند ہے، ان سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ [2]

۱۷۔ ہمارے لئے اپنے حق سے دستبردار ہونا

حضرت قائم علیہ السلام نے اپنا دنیا و آخرت کا حق کو ہمارے نفع کے لئے ترک کیا اور فرمائیں گے: دنیا میں جو کچھ ہے وہ ہمارے لئے مباح ہے آخرت کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

جب روز قیامت ہوگا خدا ہمارے شیعوں کا حساب لے گا جن کے گناہ ہوں گے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طلب مغفرت کریں گے اور لوگوں کے حقوق کا گناہ مظالم محمدؐ کی طرف سے ادا ہوں گے اور جو ہمارے حقوق ہیں ہم انہیں بخشش دیں گے اور بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ [3]

---

[1] بصائر الدرجات: ۲۵۶

[2] الاحتجاج۔ ج ۲، ص ۲۸۹

[3] بحار الانوار۔ ج ۷ ص ۲۷۴

۱۸۔ ہمارے شیعہ مردوں کے جنازے میں شرکت

اس مطلب پر دلیل ایک روایت ہے جو بحار الانوار میں مناقب شہر آشوب سے نقل ہوا ہے: حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زمانے میں نیشاپور کے شیعہ جمع ہوئے محمد بن علی نیشاپوری نامی شخص کو انتخاب کیا گیا تا کہ وہ مدینہ جا کر امام زمانہ علیہ السلام سے شرعی مسائل پوچھے اور کچھ ہدیے آپؑ کی خدمت میں دے، جو کہ تیس ہزار دینار اور پچاس دینار اور کچھ کپڑے آپؑ کی خدمت میں بھیجا گیا ان میں سے شطیطہ نامی ایک عورت نے ایک درہم کی قیمت کا کپڑا اور ایک درہم بھی بھیجا کپڑے کی قیمت تقریباً چار درہم تھی وہ عورت کہتی ہے حق امام اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو ادا کرنا ضروری ہے۔

اس وقت وہ لوگ ایک جزوہ لے آئے جس کے ستر اوراق تھے۔ ہر صفحہ پر سوال لکھا ہوا تھا ان صفحوں کو اکٹھا کر کے بستہ بندی بنا کر اور مہر لگا کر آپؑ کی خدمت میں بھیجا گیا کہا گیا: یہ جزوہ رات کے اندر امامؑ کی خدمت میں پہنچنا چاہئے، مہر کو دیکھ لے اگر کھولے بغیر جواب موصول ہوئے تو سمجھ لینا یہ امامؑ کی طرف سے ہیں اور ان اموال کے وہی حق دار ہیں اگر جزوہ کھلا ہوا یا پھٹا ہوا دیکھو تو واپس آ جانا۔

محمد بن علی نیشاپوری مدینہ گیا اور عبداللہ افطح کے پاس گیا اور اس کا امتحان لیا اور سمجھ گیا وہ امامت کے لائق نہیں ہے۔ اس کے گھر سے باہر نکلا اور یہ کہہ رہا تھا:

رَبِّ اهْدِنِي إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ

خدایا مجھے راہ راست کی ہدایت فرما۔

اسٹنے میں ایک بچہ آیا اور اسے موسیٰ کاظم علیہ السلام کے گھر لے گیا جب امامؑ نے اسے دیکھا تو فرمایا: اے ابو جعفر! ناامید کیوں ہو اور یہودی و عیسائی کے پاس کیوں جاتے ہو؟ میری طرف دیکھو میں خدا کی حجت اور ولی ہوں۔

اس کے بعد آپؑ نے ان سب چیزوں کا نام لے کر فرمایا مجھے دو یہ شخص حیران ہو گیا۔

آپؑ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ

اے ابوجعفر! شطیطہ کو میرا سلام دینا اور یہ رقم اسے دے دینا وہ رقم چالیس درہم تھے پھر فرمایا: اپنے کفن کے کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی اسے ہدیہ دے رہا ہوں شطیطہ سے کہو کہ جب ابوجعفر پہنچے اس سے یہ چیزیں لے لو کیونکہ تو انیس دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے گی، پس اس رقم سے پندرہ درہم اپنے لئے خرچ کر، چار درہم صدقہ دینا اور باقی لوازمات خرید لینا، میں تیرے جنازے میں نماز پڑھوں گا۔

اے ابوجعفر! جب مجھے دیکھنا اس مطلب کو پنہاں رکھنا کہ تیری جان محفوظ رہے گی۔

پس اس جزوہ کو کھولو اور دیکھو کہ جواب ملے ہیں یا نہیں؟

وہ کہتا ہے: میں نے مہر کو دیکھا تو ایسا تھا جیسا کسی نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہو۔ جزوہ میں ایک سوال پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے خدا کے لئے نذر کیا کہ جو غلام قدیمی ہوگا اسے آزاد کروں گا، اگر اس کے پاس چند غلام ہوں تو کسے آزاد کرے جواب اس طرح تھا جو غلام چھ ماہ سے تیری ملکیت میں ہے اسے آزاد کردے، اس پر یہ آیت دلیل ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ. [1]

اور (ایک نشانی) چاند بھی ہے جس کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ (آخر میں) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ میں بہت سا مال صدقہ دوں گا اب مجھے کتنا صدقہ دینا چاہئے جواب ملا اگر بھیڑ بکریاں ہیں تو چوراسی بھیڑ بکریاں صدقہ میں دو اگر اونٹ ہیں تو چوراسی اونٹ صدقہ میں دو، اگر رقم ہے تو چوراسی درہم کا صدقہ دو اس پر یہ آیت دلیل ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ. [2]

بے شک اللہ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد فرمائی ہے۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ ایک شخص کے قبر کو کھود کر میت کی گردن کاٹ دی اور اس کے کفن کو چوری کر لیا گیا اس کی کیا سزا ہے۔ جواب ملا اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں سو دینار سر کاٹنے کے ادا کرے کیونکہ میت بہ منزلہ جنین ہے کہ

---

[1] سورۂ یٰسین: ۳۹

[2] سورۂ توبہ: ۲۵

جس کے نطفہ کی وجہ یہ بہت دینار ہیں۔

جب ابوجعفر واپس خراسان آیا تو دیکھا کہ جن کا مال حضرت نے واپس کر دیا تھا وہ فطحیہ مذہب اختیار کر چکے تھے لیکن شطیطہ اپنے مذہب پر ثابت قدم رہی حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سلام اس عورت کو دیے گئے پس انیس روز شطیطہ اپنے مذہب پر ثابت قدم رہی حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سلام اس عورت کو دیے گئے پس انیس روز شطیطہ زندہ رہی اور جب وہ فوت ہوئی تو آپؑ ایک اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لائے، میت کے مراسم ختم ہونے کے بعد آپؑ پھر سوار ہو کر جنگل کی طرف نکلے اور فرمایا میرے اصحاب کو سلام دینا اور ان سے کہنا کہ جب بھی کوئی دنیا سے جاتا ہے تو میں اور ائمہ اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں پس تقویٰ الٰہی اختیار کرو۔[1]

۱۹۔فرسودہ اسلام کی تجدید بنیاد

ایک عمری کے ذریعے آنحضرتؑ سے نقل ہوئی ہے:

وَجَدِّدْ بِهِ مَا امْتَحَى مِنْ دِينِكَ........[2]

اے پروردگار! جو کچھ دین میں انحراف ہوا اسے قائم علیہ السلام کے ذریعے تجدید فرما۔ ایک اور دعا میں امام علی رضا علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوا:

جو کچھ دین الٰہی میں تغیر و تبدیلی ہوئی ہے اسے قائم کے وسیلے سے تجدید فرما اور دین کی نئی بنیاد رکھ تا کہ قائم کے ذریعے شرع محمدی دوبارہ لوگوں میں تازہ ہو۔[3]

بحار الانوار میں نقل ہوا ہے کہ ارشاد القلوب میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپؑ نے فرمایا:

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج48/74/باب4 معجزاته و استجابة دعواته و معالی أموره و غرائب شأنه صلوات الله عليه..... ص:29

[2] كمال الدين و تمام النعمة/ ج2/514/45 باب ذكر التوقيعات الواردة عن القائم عليه السلام..... ص:482

[3] جمال الاسبوع:۵۰۹

جب قائم کا ظہور ہوگا لوگ ایک دوسرے کو دوبارہ اسلام کی دعوت دیں گے اور جو دین میں کمی آئی ہے، جو لوگ آپؑ سے جدا ہوئے ہیں اور گمراہ ہوئے ہیں ان کی ہدایت فرما۔[1]

حضرت قائم علیہ السلام کو مہدی اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ آپ کے ذریعے لوگوں کی ہدایت فرمائیں گے اور حق کے ساتھ قیام کریں گے۔[2]

غیبت نعمانی میں امام صادق علیہ السلام ایک سوال کے جواب میں ہے امام مہدی کا کارنامہ رسول خداؐ والا ہوگا، جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظام جاہلیت کو ختم کیا اور اسلام کو رائج کیا اسی طرح قائم علیہ السلام بھی منحرف اور منہدم دین کی اصلاح کریں گے۔[3]

۲۰۔ دین کا کامل ہونا

کتاب توحید میں شیخ صدوق اپنی اسناد سے ساتھ فرماتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

قائم آل محمد علیہم السلام کے وجود مبارک کے ساتھ دین کامل ہوگا۔[4]

۲۱۔ صحف امیر علیہ السلام کی تعلیم

بحار الانوار میں نعمانی حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں ہمارے

---

[1] بحار الانوار، ج ۵۱۔ ص ۳۰

[2] غیبت نعمانی: ۱۲۲

[3] غیبت نعمانی: ۱۲۱

[4] کتاب توحید: ۲۳۳

شیعوں نے مسجد کوفہ میں خیمے لگائے ہیں اور جس طرح قرآن نازل ہوا اسی طرح اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔

نیز آپؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں عجم کو دیکھ رہا ہوں جس کے خیمے کوفہ میں لگے ہوئے ہیں اور جس طرح قرآن نازل ہوا اس طرح لوگوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔

اصبغ بن نباتہ کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: مگر یہ وہی نازل شدہ قرآن نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہ؛ قرآن سے قریش اور ان کے آباء واجداد کے ستر نام حذف کر دیئے گئے ہیں ابولہب کا نام اسی لئے لے آئے کیونکہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا تھا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ شیعہ قرآن کو لئے لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں تفسیر برہان میں ہے کہ حسان بن عامری سے نقل ہوا کہ اس نے کہا: میں نے اس آیت "وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ" [1] (اور بلاشبہ ہم نے آپ کو دہرائی جانے والی سات آیتیں عطا کی ہیں اور قرآنِ عظیم بھی) کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے پوچھا۔

آپؑ نے فرمایا: تنزیل اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے:

"وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ"

بے شک ہم نے تجھے سات مثانی عطا فرمائی ہیں کہ وہ ہم ہیں۔ [2]

قاسم بن العروہ حضرتؑ سے نقل کرتا ہے کہ اس آیت "وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ" کے بارے میں فرمایا: سات امام اور قائم علیہ السلام

بحار الانوار میں حضرت امیر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: قائم کے دو نام ہیں ایک پنہانی اور دوسرا آشکار۔ پنہانی نام احمد اور آشکار محمدؐ۔ [3]

---

[1] سورۂ حجر: ۸۷

[2] تفسیر البرھان، ج ۲، ص ۳۵۴

[3] بحار الانوار۔ ج ۵۲، ص ۳۵

۲۲۔ حضرت قائم علیہ السلام کی ولایت کی وجہ سے ثواب اور نیک اعمال کی قبولیت

کمال الدین میں روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر آدمی جو ہماری ولایت کا اقرار کرتا ہے اور ولی مہدی کا منکر ہو، وہ ایسا ہے کہ جو تمام انبیاء پر ایمان رکھتا ہے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنے والا ہو۔

عبداللہ بن ابی منصور کہتا ہے: میں نے پوچھا:

کیا مہدی آپ کی اولاد میں سے ہے؟

آپ نے فرمایا: ساتویں امام کا پانچواں فرزند جو تمہاری نظروں سے غائب ہوگا اس کا نام لینا تمہارے لئے جائز نہیں۔ [۱]

۲۳۔ شہدائے کربلا علیہم السلام کے خون کا بدلہ

مجمع البحرین میں ہے: ثائر یعنی وہ شخص کو کسی حالت میں آرام وسکون نہ ہو، جب تک وہ خون کا بدلہ نہ لے لے۔ [۲]

ہم زیارت عاشورہ میں پڑھتے ہیں خدا کے بعد کہ جس نے تجھ مقام عطا کیا اور مجھے تیری دوستی کی وجہ سے نجات ملی۔ میں درخواست کرتا ہوں غیبت نعمانی میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قائم کا کام مخالفین سے انتقام لینا

---

[۱] کمال الدین، ج ۱۔ص ۳۳۸

[۲] مجمع البحرین۔ ج ۳،ص ۲۳۴، ۲۳۵

ہے۔[1]

تفسیر عیاشی میں اس آیت وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۔[2] (اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو (قصاص کا) اختیار دے دیا ہے پس چاہیئے کہ وہ قتل میں حد سے آگے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد کی جائے گی) کے بارے امام باقرؑ فرماتے ہیں: وہ حسین بن علیؑ ہیں مظلوم شہید کئے گئے ہیں ہم اولیائے خدا ہیں جب قائم قیام کرے گا تو امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لے گا اتنا قتال کریں گے کہ کوئی دشمن باقی نہ رہے گا۔[3]

امام صادقؑ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ آیت امام حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر اہل زمین اس کی وجہ سے قتل کئے جائیں تو اسراف نہیں۔[4]

علل شرائع میں امام باقرؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب ہمارے جد حسینؑ شہید کر دیئے گئے تو فرشتوں نے درگاہ خدا میں بلند آواز سے گریہ کیا اور عرض کیا الٰہی! صاحب اختیار! کیا کر رہے ہو اس سے کہ جس نے تیرے برگزیدہ فرد حسین شہید کر دیا اور بہترین خلق کا قتل ہوا۔

پس خدا نے وحی بھیجی اے میرے ملائکہ! آرام و سکون اختیار کرو اپنی عزت و جلالت کی قسم! ان سے ضرور بدلہ لیا جائے گا۔ اگر کافی مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

پھر خدا نے فرشتوں کے لئے ائمہ اور ان کی اولاد سے پردہ اٹھایا۔ ملائکہ خوشحال ہو گئے کہ ان میں سے ایک کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں خدا نے فرمایا: یہ قائم ہیں اور انتقام لیں گے۔[5]

کافی میں حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو

---

[1] بحار الانوار۔ ج ۵۲، ص ۲۳۱

[2] سورۂ اسراء: ۳۳

[3] تفسیر عیاشی۔ ج ۲، ۲۹۰

[4] روضۃ الکافی، ج ۸، ص ۲۵۵

[5] علل الشرائع ۱۶۰

آسمان وزمین کی ہر مخلوق نے گریہ کیا اور کہا اے پروردگار! مجھے اجازت دیں تا کہ تمام خلائق کو نابود کریں پس خدا نے ان سے وحی فرمائی اے فرشتو! اے میرے آسمان اے زمین صبر کرو بھی ایک حجاب اٹھایا اس کے پیچھے سے بارہ وصی کا مشاہدہ کیا گیا۔

فرمایا: اے فرشتو! اے آسمان! اے زمین! ان کی مدد کروں گا، تین مرتبہ خطاب ہوا۔ [1]

غایۃ المرام میں سید ہاشم بحرانی اہل سنت سے حدیث معراج کو اس طرح بیان کرتے ہیں: خدااور عالم نے فرمایا: اے محمدؐ! کیا انہیں دیکھنا پسند کرو گے؟

میں نے کہا: ہاں۔

پروردگار نے فرمایا: عرش کی دائیں طرف دیکھ

جب میں نے دیکھا تو اچانک علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، علیؑ بن حسینؑ، محمدؑ بن علی، جعفرؑ بن محمدؑ، موسیٰؑ بن جعفرؑ، علیؑ بن موسیٰؑ، محمدؑ بن علیؑ، علیؑ بن محمدؑ، حسن بن علیؑ اور مہدی جن کو نور نے احاطہ کر رکھا تھا اور وہ کھڑے نماز ادا کر رہے تھے ان کے درمیان مہدی علیہ السلام ستارے کی مانند درخشاں تھا،

خدا نے فرمایا: یہ حجت ہیں اور وہ تیری عترت سے ہیں۔

اپنی عزت کی قسم! یہ حجت دشمنوں کے انتقام لے گی۔ [2]

امام زمانہ علیہ السلام کی فوج سیسہ پلائی دیوار کی مانند ہوگی۔ ان کے دل خدا کی توحید اور ایمان سے سرشار ہوں گے۔

امام کے گھوڑے سے تبرک سمجھیں گے آپؑ کی بھرپور مدد کریں گے۔ بعض ایسے مرد ہوں جو رات کو نہیں سوئیں گے اور نماز میں مکھیوں کے زمزمہ کے مانند آواز آئے گی۔ وہ امام کے مطیع ہوں گے ان کے دل نورانی اور ان کا نعرہ -یالثارات الحسین- یعنی حسینؑ کے خون کا بدلہ لیں۔ [3]

---

[1] کافی۔ ج ۱، ص ۵۳۴

[2] غایۃ المرام: ۱۹۳

[3] بحارالانوار۔ ج ۵۲، ص ۳۰۸

جہاں بھی یہ فوج حرکت کرے گی لوگوں پر رعب ڈالے گی لوگ مولا کی مدد کے لئے جلدی کریں گے۔[1]

کتاب المحجة فیما نزل فی القائم الحجة میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام اس آیت "وصف قتل مظلوما" کے بارے میں فرمایا: یہ حسین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ان کا ولی اہل زمین کو قتل کرے گا تو یہ اسراف نہیں ہے۔[2]

۲۴۔ قائم علیہ السلام کا جمال

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام زمانہ علیہ السلام زیبا ترین اور خوبصورت ترین شخصیت ہیں اور لوگوں میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ مشابہ ہوں گے۔

کتاب حجۃ نہیں سید بحرانی وغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمار! خدانے مجھ سے پیمان لیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی نسل سے نو (۹) آئمہ آئیں گے اور نہم امام لوگوں کی نظروں سے غائب ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے فرمایا:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔[3]

کہیے! کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو پھر تمہارے لئے (شیریں پانی کا) چشمہ کون لائے گا؟

ان کی غیبت طولانی ہوگی اور لوگ ان سے ناامید ہو جائیں گے اور اپنے عقائد سے پھر جائیں گے لیکن کچھ لوگ ثابت قدم رہیں گے۔ پاس جب امام زمانہ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے زمین عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم وستم سے پر ہوگی۔[4]

---

[1] بحار الانوار۔ ج ۵۲، ص ۳۱۳

[2] المحجة فیما نزل فی القائم الحجة: ۱۳۷

[3] سورۂ ملک: ۳۰

[4] کمال الدین۔ ج ۱، ص ۲۸۷

کمال الدین میں رسول خداؐ سے مروی ہے: مہدی میری اولاد میں سے ہے۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے وہ مشابہ ہوں گے۔

آپؑ کی غیبت میں امت کے بعض افراد گمراہ ہوں گے نیز اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام اپنے آباء اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہے اس کا نام میرے نام جیسا اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی خلق و اخلاق کے لحاظ سے لوگوں میں سے زیادہ میرے مشابہ ہوں گے آپؑ کی غیبت میں امت گمراہ ہوجائے گی۔

پس اس وقت شہاب ستارے کی مانند آئیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا پہلے وہ ظلم و ستم سے پر ہوگی۔ [1]

اسی کتاب میں رسول خداؐ سے منقول ہے کہ ابن عباس روایت کرتے ہیں: امام حسین علیہ السلام کی نسل میں ائمہ قرار دیئے گئے ہیں ان کا نہم امام قائم اہل بیت علیہم السلام کا میرے امت کا مہدی ہے سیرت وصورت وگفتگو میں میں سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہوں گے۔ [2]

بحار الانوار میں غیبت شیخ طوسی میں حضرت امیر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی کہ آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میری اولاد میں آخری امام زمانہؑ کا ظہور ہوگا جن کا سفید رنگ اور سرخ چہرہ ہوگا شکم موٹا اور ان کی لمبی دو کاندھوں کی ہڈیاں عریض اور دو خال ان کی پشت پر ہوں گے ایک کا رنگ جلد جیسا اور دوسرے کا رنگ رسول خداؐ کے خالوں کی مانند ہوں گے۔

اہل سنت سے نقل ہوا کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

مہدی علیہ السلام جنت کا مور ہیں۔ [3]

نیز رسول خداؐ نے فرمایا: مہدی میرے اولاد سے ہوگا۔ ان کا رنگ عرب کا رنگ اور ان کا بدن بنی

---

[1] کافی: ج۱، ص ۳۴۳

[2] بحار الانوار: ج۵۱، ص ۳۵

[3] بحار الانوار: ج۵۱، ص۹۱

اسرائیل کی مانند ہے ایک درخشاں ستارے کی مانند ہیں۔[1]

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے مہدی علیہ السلام کی پیشانی چوڑی اور ناک باریک ہوگی۔[2]

۲۵۔ قائم علیہ السلام کا جہاد

حضرت امام رضا علیہ السلام سے قائم علیہ السلام کے بارے میں ایک روایت نقل ہوئی ہے: وہ بزرگوار، مجاہد اور تلاش کرنے والے ہیں۔[3]

بحارالانوار میں امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

وہ خون کا بدلہ لے گا اور غضب کی حالت میں خروج کریں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ قمیص پہنے ہوئے ہوں گے جو آپ سے جنگ احد کے وقت پہن رکھی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ، زرہ اور شمشیر ان کے پاس ہوگی چھ ماہ تک قتل جاری رہے گا۔[4]

اسی کتاب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان "وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ"۔[5] ((اے مسلمانو) ان (کفار) سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ وفساد ختم ہو جائے اور دین پورے کا پورا صرف اللہ کے لئے ہو جائے) کے بارے میں فرمایا: اس آیت کی تاویل ابھی تک نہیں ہوئی تھی اس کے بعد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ضرورت اور اصحاب کو اجازت دیتے کہ اگر تاویل ہوتی تو ان سے قبول نہ ہوئی لیکن ان کے ساتھ جنگ ہوئی تاکہ توحید باقی رہے اور شرک نابود ہو جائے۔[6]

---

[1] بحارالانوار: ج۵۱، ص۹۵

[2] بحارالانوار: ج۵۴، ص۸۰

[3] بحارالانوار: ج۹۵، ص۳۳۳

[4] بحارالانوار: ج۵۲، ص۳۶۱

[5] سورۂ انفال: ۳۹

[6] کافی: ج۸، ص۲۰۱

بشیر بن نبال سے نقل ہوا کہ اس نے حضرت امام باقرؑ سے عرض کیا: وہ کہتے ہیں جب حجیت الٰہی ظہور کریں گے خود بخود امور درست ہو جائیں گے اور ایک حجامت کے برابر بھی خون نہیں بہایا جائے گا۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں

اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر امور خود بخود درست ہوتے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی خود بخود درست ہوتے پس خدا کی قسم! ہم آپؑ عرق و خون اپنے چہرے سے پاک کریں گے۔ [۱]

نیز محمد بن مسلم سے مروی ہے: میں حضرت امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ چاہتا تھا کہ قائم کے بارے میں سوال کروں آپؑ نے خود شروع کر دیا اور فرمایا: اے محمد بن مسلم! قائم اہل بیت پانچ انبیاء کے مشابہ ہوں گے۔

۱۔ حضرت یونس بن متی

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام بن یعقوب

۳۔ حضرت موسیٰ

۴۔ حضرت عیسیٰ

۵۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [۲]

۲۶۔ توحید و اسلام پر کلمہ جمع

دعائے ندبہ میں آیا ہے:

أَيْنَ جَامِعُ الْكَلِمَةِ عَلَى التَّقْوٰى.

کہاں ہیں وہ جو لوگوں کو تقویٰ میں جمع کریں گے۔

---

[۱] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۵۷

[۲] کمال الدین: ج ۱ ص ۳۲۷

کتاب حجۃ میں حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت "لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" [1] کے بارے میں فرمایا: کوئی ایسی آبادی نہیں ہوگی جہاں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی صدا بلند نہ ہو۔ [2]

ابن عباس سے ملتا ہے یہ آیت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے وقت تحقق پائے گی۔ [3]

علی بن ابراہیم اس تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں: یہ آیت قائم آل محمد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ [4]

کتاب الحجۃ میں عباس سے منقول ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس "وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا" [5] (سب خوشی سے یا ناخوشی سے (چاروناچار) اسی کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں) کے بارے میں فرمایا: جب امام مہدی علیہ السلام قیام کریں گے کوئی نہیں ایسی جگہ نہ ہوگی جس پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی آواز بلند نہ ہو۔ [6]

۲۷۔دین کی نصرت کیلئے فرشتوں، جنوں اور مومنین کا جمع ہونا

اس آیت "اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا" [7] (تم جہاں بھی ہوگے اللہ تم سب کو (جزاوسزا کے لئے ایک جگہ) لے آئے گا۔) کی تفسیر کے بارے میں امام صادق نے فرمایا:

---

[1] سورۂ فتح: ۲۸
[2] المحجة: ۸۴
[3] المحجة: ۸۶
[4] المحجة: ۸۷
[5] سورۂ آل عمران: ۸۳
[6] المحجة: ۵۰
[7] سورۂ بقرہ: ۱۴۹

یعنی قائم آل محمد علیہم السلام کے تین سو اس اور چند اصحاب ہیں پھر فرمایا: ایک ساعت جمع ہوں گے جس طرح خزاں کے بادل۔ [1]

حضرت علی بن حسین علیہ السلام اوران کے فرزند سے منقول ہے:

ایک گروہ مکہ میں حاضر ہوگا اور یہ ہے آیت کا معنی۔ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ۔ وہ قائم کے اصحاب ہیں۔ [2]

بحار الانوار میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: ان پر تیس ہزار تین سو تیرہ فرشتے نازل ہوں گے۔

ابان بن ثعلب نے عرض کیا: کیا یہ سب فرشتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

ہاں وہ فرشتے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں تھے، وہ فرشتے جو ہیں کہ جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا ان کے ساتھ تھے، وہ ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ جب انہوں نے دریا کو عبور کیا وہ ہیں کہ جو حضرت کے اوپر جانے کے وقت تھے اور چار ہزار فرشتے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہزار فرشتے پے در پے آتے تھے، تین سو تیرہ جو جنگ بدر میں تھے، چار ہزار فرشتے نازل ہوں گے تا کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ انہیں اجازت نہیں ملی اور وہ حضرت حسین علیہ السلام کے ہمراہ دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ انہیں اجازت نہیں ملی اور وہ حضرت حسن کی قبر کے کنارے پریشان اور غبار آلود گریہ کر رہے ہیں ورتا روز قیامت ایسا کریں گے۔ ان فرشتوں کا سردار کا نام منصور ہے۔ یہ سب قائم کے ظہور کے منتظر ہیں۔ [3]

مفضل امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اے مفضل! وہ تنہا ظاہر ہوں گے اور تنہا کعبہ میں داخل ہوں گے جب رات آئے گی تو جبرائیل، میکائیل اور دوسرے فرشتے صفوں کی صورت میں آپؑ پر نازل ہوں گے پس جبرائیل فرمائے گا:

---

[1] البرھان: ج ا،ص ۱۶۳

[2] البرھان: ج ا،ص ۱۶۲

[3] بحار الانوار: ج ۵۲،ص ۳۲۸

يَاسَيِّدِي قَوْلُكَ مَقْبُولٌ وَأَمْرُكَ جَائِزٌ.

اے سردار! آپ کا حکم قبول اور آپ کا دستور اجراء ہوگا۔

پس ہاتھوں کو چہرے پر ملیں گے اور فرمائیں گے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ. [1]

سب تعریف (اور شکر) ہے اس خدا کا جس نے ہم سے کیا ہوا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں (اس) زمین کا وارث بنایا کہ اب ہم جنت میں جہاں چاہیں گے وہاں رہیں گے۔ کتنا اچھا صلہ ہے (نیک) عمل کرنے والوں کا۔

اس وقت رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہوں گے اور فریاد کریں گے اے میرے نقیبو۔ اے میرے خاص رشتہ دارو!

اے وہ افراد جن کو خدا نے میرے ظہور سے پہلے تمہیں ذخیرہ کر رکھا ہے! یار غیب میرے پاس آؤ۔

پاس آپؑ کی آواز ان تک پہنچے گی اور زمین کسی حصے میں رہنے والے حاضر ہوں گے۔

آپؑ کو مثبت جواب دیں گے اور آنکھ جھپکنے کے لحظہ میں مقام و رکن کے پاس حاضر ہوں گے خدا نور کو حکم دے گا کہ زمین سے آسمان تک ایک عمود بن جائے۔ اس نور سے ہر آدمی فائدہ اٹھائے گا مومنین اس نور سے خوشنود ہوں گے۔

مفضل نے عرض کیا: اے میرے سردار! کیا مکہ میں مقیم رہیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں اے مفضل! بلکہ ہمارے خاندان کے ایک آدمی کو وہاں پر جانشین قرار دیں گے جب آپؑ مکہ سے حرکت کریں گے تو لوگ اس پر حملہ کریں گے اور اسے قتل کر دیں گے پس آپؑ واپس آئیں گے اور لوگ سر جھکائے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے گریہ و تضرع کریں گے اور عرض کریں گے: اے مہدی ہم توبہ کرتے ہیں پس آپؑ انہیں وعظ و نصیحت کریں گے اور انہیں خبردار فرمائیں گے۔ ان پر جانشین قرار دیں گے۔ آپؑ دوبارہ حرکت کریں گے لیکن لوگ دوبارہ انہیں پر حملہ کریں گے اور اسے قتل کر دیں گے اس اپنے جنوں اور نقباء کو ان کی طرف

---

[1] سورۂ زمر: ۷۴

بھیجیں گے اور فرمائیں گے ایمان والوں کے علاوہ سب کو ہلاک کر دو۔

مفضل کہتا ہے میں نے پوچھا: اے میرے سردار! مہدی کا گھر کہاں ہوگا مومنین کہاں جمع ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: سرائے حکومت کوفہ میں اور مجلس حکم جامع مسجد میں بیت المال اور مال غنیمت تقسیم کرنے کا مقام مسجد سہلہ اور آپؑ کی خلوت کی حالت میں نجف کی صاف زمین ہے۔

مفضل نے پوچھا: اے میرے مولا! کیا تمام مومنین کوفہ میں ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم! مومنین کی یہ حالت ہوگی کہ وہ آرزو کریں گے کہ اے کاش ایک وجب زمین زمین سبع میں سے ایک وجب سونے کے بدلے خرید یں گے زمین وسیع ہمدان کا خطہ ہے۔ [1]

۲۹۔ جمع عقول

کمال الدین میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: جب قائم کا ظہور ہوگا اللہ ان کی حکومت لوگوں پر قرار دے گا پس ان کی عقلیں جمع ہو جائیں گی اور علم و بر کامل ہوگی۔

کافی میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

إِذَا قَامَ قَائِمُنَا وَضَعَ اللهُ يَدَهُ عَلَى رُءُوسِ الْعِبَادِ فَجَمَعَ بِهَا عُقُولَهُمْ وَ كَمَلَتْ بِهِ أَحْلَامُهُمْ. [2]

ترجمہ:

جب قائم قیام کرے گا خدا آپؑ کے ہاتھ کو بندوں کے سروں پر قرار دے گا پس ان کی عقلیں جمع ہو جائیں گی حلم و بردباری کامل ہو جائے گی۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۷

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ج 1/ 25/ کتاب العقل والجہل..... ص:10

۲۹۔قائم علیہ السلام کی اسلام سے حمایت

اس مطلب کو آپؑ کے بارے میں جہاد کی بحث میں بیان کر چکے ہیں بحار الانوار میں شیخ نعمانی اپنی سند سے امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں تمہارا دین پے در پے ضعیف ہو رہا ہے اور نابودی کی طرف جا رہا ہے اور اپنے مقصد و ہدف سے دور کر جائے گا اور اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک شخص اسے واپس اصلی حالت میں لے آئے گا۔[۱]

۳۰۔مخالفین سے آپؑ کی جنگ

جنگ اور جہاد میں فرق یہ ہے کہ جہاد کافروں سے جنگ کرنے کا نام لیکن جنگ عام ہے چنانچہ آیت حرب سے مربوط یہ ہے: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.[۲] (بے شک جو لوگ خدا اور رسول سے لڑتے ہیں) اس مطلب پر ہدایت دلالت کرتی ہے۔

بحار الانوار نعمانی سے منقول ہے جو کہ اپنی سند سے نقل ہے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو وہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ جاہلیت میں تھا ایسی ہی حالت کا مشاہدہ کریں گے۔

میں نے پوچھا: کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے جو سنگ ولکڑی اور پتھر سے بت بناتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔لیکن قائم آل محمد علیہم السلام کا ظہور ہوگا لوگوں کے لئے آئیں گے جو آپؑ اور کتاب خدا کی

---

[۱] مرأۃ العقول: ج۱، ص۸۰

[۲] سورۂ مائدہ: ۳۳

تاویل اور احتجاج کریں گے۔[۱]

ایک اور روایت میں ملتا ہے آپؑ نے فرمایا: آپؑ اور کتاب الٰہی کی تاویل کریں گے بعد ان سے مقاتلہ کریں گے۔[۲]

آپؑ ہی نے فرمایا: قائم آل محمد علیہ السلام تیرہ شہر اور قبائل سے جنگ کریں گے وہ بھی آپؑ سے جنگ کریں گے۔

۱۔اہل مکہ	۲۔اہل مدینہ	۳۔اہل شام
۴۔بنی امیہ	۵اہل بصرہ	۶ کردلوگ
۷اہل ویسان	۸۔اعراب	۹ضبہ
۱۰غنی	۱۱۔باہلہ	۱۲۔آزد
۱۳۔اہل رے۔[۳]		

کتاب کمال الدین میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس صاحب امر میں سنت موسیٰ، سنت عیسیٰ سنت یوسف اور سنت محمدیؐ ہے۔

سنت موسیٰ خوف و انذار ہے۔ سنت عیسیٰ یعنی آپؑ کے بارے میں وہی کچھ کہا جائے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا تھا۔ سنت یوسفؑ زندان اور غیبت ہے اور سنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمشیر سے قیام کرنا اور آپؑ کی پیروی کرنا اس وقت آپؑ آٹھ ماہ تک دشمنوں کو قتل کریں گے جہاں تک کہ خدا راضی ہوگا۔

ابوبصیر نے عرض کیا: کیسے معلوم ہوگا کہ خدا راضی ہو گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا ان کے دل میں رحم ڈالے گا۔[۴]

مفضل سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: حسنی وہ جوانمرد خوبصرت دیلم سے

---

[۱] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۶۲

[۲] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۶۳

[۳] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۶۴

[۴] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۲۹

خروج کرے گا اور فریاد کرے گا۔

اے آل محمدؑ! پریشان حال لوگوں کی فریاد سننا اور ضریح (شاید کعبہ مراد ہو) سے ندا دے گا پس گنجیہ الٰہی طالقان میں اس کی اجابت کرے گا اور گنج سونا چاند مراد نہیں بلکہ وہ مرد ہیں جو آہنی دیوار کی مانند گھوڑوں پر سوار ظالموں سے جنگ کریں گے اور انہیں قتل کریں گے جہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہوں گے وہاں محل اقامت قرار دیں گے۔

پس ظہور مہدیؑ کی خبر سید حسنی ورر ضا اصحاب سنیں گے۔ اصحاب ان سے کہیں گے اے فرزند رسول! یہ کون ہے جو ہماری حدود میں آیا ہے؟ کہیں گے آؤ چلیں دیکھتے ہیں کون ہے حالانکہ سید حسنی جانتا ہے کہ وہ مہدی قائم آل محمدؑ ہیں اس لئے کہ تا کہ ان کے اصحاب آپؑ کی شناخت کرلیں پس سید حسنی باہر آئے گا اور حضرت قائمؑ کے پاس پہنچ جائے گا اس وقت کہے گا اگر تو مہدی قائم آل محمدؑ ہے بتائیں اپنے جد رسول خداؐ کا عصا کہاں ہے؟ ان کی انگھوٹھی اور زرہ کہاں؟ عمامہ، گھوڑا، اونٹ، خچر، گدھا اور رسول خداؐ کا اصیل گھوڑا کہاں؟ مصحف حضرت امیرؑ کہاں؟ پس آپؑ ان سب چیزوں کو دکھائیں گے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اصحاب قائم کی فضیلت کو آشکار کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ حضرت کی بیعت کریں۔

سید حسنی عرض کرے گا اللہ اکبر! اے فرزند رسول اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تا کہ آپؑ کی بیعت کریں حضرت مہدیؑ اپنے ہاتھ کو بڑھائیں گے سید حسنی اور اس کے اصحاب آپؑ کی بیعت فرمائیں گے لیکن چالیس ہزار افراد جو زیدیہ معروف ہیں آپؑ کی بیعت کرنے سے انکار کریں گے اور کہیں گے یہ ایک بہت بڑا جادو ہے اس کے بعد دونوں لشکر آپس میں لڑیں گے حضرت مہدیؑ منحرف طائفہ کی طرف جا کر انہیں وعظ و نصیحت اور پیروی کرنے کی دعوت دیں گے لیکن وہ اپنے کفر پر باقی رہیں گے۔ آپؑ انہیں قتل کرنے کا حکم دیں گے پس سب کو قتل کر دیا جائے گا۔

پھر حضرت مہدیؑ، اپنے اصحاب سے فرمائیں گے ان کے قرآن نہ لو، انہیں چھوڑ دو ورنہ حسرت و پریشانی کا سبب ہوگا انہوں نے اپنے قرآن کو بدل دیا اور اس میں تحریف ہے اور اس کے مطابق انہوں نے عمل نہیں کیا۔ [1]

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۱۵

۳۱۔ حضرت قائم علیہ السلام کا حج

شیخ صدوق کمال الدین میں صحیح سند سے محمد بن عثمان عمری سے روایت نقل کرتے ہیں: حضرت قائم علیہ السلام ہر سال حج کے مراسم میں شرکت کرتے ہیں، پس لوگوں کو دیکھتا ہے اوران کو پہچانتا ہے لیکن وہ نہیں پہچانتے۔ [۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: شب عرفہ میں شام ہوجائے خدا دو فرشتوں کو بھیجتا ہے جو لوگوں کے چہروں کی پہچان کرتا ہے دو فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں: فلاں شخص کس حال میں ہے؟

جواب ملتا ہے: خدا بہتر جانتا ہے۔

پس کہتا ہے: اے پروردگار اگر فقیر ہے تو اسے غنی فرما اگر مقروض ہے تو اس کا قرض ادا کر اگر بیمار ہے تو اسے شفا دے اگر وہ دنیا سے چلا گیا تو اس کی مغفرت ورحمت فرما۔ [۲]

۳۲۔ زمیں کی حیات آپؑ کے وجود سے۔

شیخ صدوقؒ کمال الدین میں اپنی سند سے محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ [۳] (خوب جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کی موت کے بعد) کے بارے میں فرمایا: یعنی خدا قائم آل محمد علیہم السلام سے زمین کی اصلاح فرمائے گا زمین پر ظلم وستم کے بعد۔

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ.

---

[۱] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۴۰

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ: ج ۲، ص ۱۲

[۳] سورۂ حدید: ۱۷

اور ہم نے اپنی آیات تمہارے لئے واضح طور پر بیان کر دی ہیں تا کہ تم عقل سے کام لو۔[1]

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام اس آیت "يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا" کے بارے میں فرمایا: نہ بارش کے وسیلے سے بلکہ خدا ایسے لوگوں کو بھیجے گا کہ زمین زندہ ہو جائے گی، عدالت کے زندہ اور حدود کے اجراء کرنا چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حد کا جاری کرنا چالیس روز و شب کی بارش سے بہتر ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام سے اس آیت "اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا" کے بارے میں پوچھا تو حضرت نے جواب دیا: یعنی ظلم وستم کے بعد عدالت۔[4]

۳۳۔ حضرت قائم علیہ السلام کی ہم سے محبت

آپؑ ہم پر بڑا لطف فرماتے ہیں۔ دوستی بھی واضح ہو جاتی ہے اور لطف در حقیقت محبت کا پھل ہے۔ اس موضوع کے بعض مطالب بیان ہو چکے ہیں پس حضرت ہر حال میں قائم آل محمد علیہم السلام کا ہم پر احسان اگر چاہتے ہو کہ آپؑ بزرگوار کی محبت ہو تو تمہیں خدا کی اطاعت کرنی چاہیے۔ خدا کی مخالفت آپؑ سے دشمنی محبوب ہوتی ہے خداوند عالم ان کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝.[5]

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ص) کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۶۸

[2] المحجة: ۲۲۲

[3] اصل حدیث در کافی: ج ۷، ص ۱۷۴

[4] المحجة: ۲۲۲

[5] سورۂ احزاب: ۵۷

ہے اوران کیلئے رسوا کرنے والا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

دار السلام میں امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے جدفر جعفی کو فرمایا: بندہ اطاعت کے بغیر خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا، جو خدا کا مطیع وفرمانبردار ہے وہ ہمارا دوست اور ولی ہے اور جو خدا کی معصیت کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ ولایت گناہ سے دوری کا نام ہے۔

کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: حضرت امیرؑ نے فرمایا: ہر آدمی کے لئے چالیس ڈھال ہیں جو چالیس گناہان کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے جب بھی چالیس معصیت کا مرتکب ہو، ان سے ڈال کو ہٹا لیا جاتا ہے اس وقت خدا فرشتوں کو وحی فرماتا ہے: میرے بندے کو اپنے بالوں میں چھپالیں، پس فرشتے اسے اپنے بالوں میں چھپاتے ہیں۔ آدمی برائی کو اپنے لئے افتخار سمجھتا ہے اور لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے اس وقت فرشتے کہیں گے۔ خدایا یہ تیر بندہ ہر گناہ کا مرتکب ہوا اور ہمیں شرم آتی ہے جو کچھ وہ انجام دیتا ہے پس خدا وحی فرمائے گا۔ اپنے بالوں کو اس سے اتار لو وہ شخص ہم اہل بیتؑ سے دشمنی کرنے لگے گا پس آسمان میں اس کے لئے پردہ چاک ہوجائے گا اور فرشتے عرض کریں گے: اے خدا! تیرا بندہ بغیر کپڑوں کے ہے؟ پس خدا وحی فرمائے گا، اگر اسے خدا کی نیاز ہوتی تو تمہیں امر نہ کرتا کہ اپنے بالوں کو اس سے ہٹالو۔ [1]

۳۴۔ حضرت قائم علیہ السلام حکم حق

کمال الدین میں اپنی سند سے ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ اس نے کہا: حضرت امام صادق نے فرمایا مسجد مکہ میں تین سو تیرہ مرد آئیں کہ اہل مکہ جانتے ہوں گے کہ وہ ان کے آباء واجداد نہیں ہے۔

ان کے پاس شمشیریں ہیں جن پر کلمہ لکھا ہوا ہے......... یہ راستہ عبرت اور بصیرت کے لئے ہے۔ [2]

بحار الانوار میں کتاب غیبت سید علی بن عبد الحمید اپنی سند سے ابو بصیر سے اور وہ امام باقرؑ سے نقل کرتے

---

[1] کافی: ج۲، ص۲۷۹

[2] کمال الدین: ج۲، ص۶۷۱

پس قائم آل محمد علیہم السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبیہ ہوں گے۔

خدا فرماتا ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. [1]

اور بے شک آپ خلقِ عظیم کے مالک ہیں۔

۳۷۔ قائم آل محمد علیہم السلام کا خوف

کافی میں زرارہ کی سند سے روایت نقل ہوئی ہے جس میں انہوں نے کہا: میں نے سنا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم کے قیام سے پہلے غیبت ہے۔

میں نے عرض کیا: کیوں؟

آپ نے فرمایا: ان کے قتل ہونے کا خوف ہے۔ [2]

زرارہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اگر میں نے اس زمانے کو پالیا تو کیا عمل انجام دوں؟

آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! اگر تو نے اس زمانے کو پایا تو یہ دعا پڑھنا:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِي. [3]

میں کہتا ہوں کہ یہ دعا ایک اور حدیث میں اس طرح آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَبِيَّكَ

[1] سورۂ قلم: ۴

[2] کافی: ج۱، ص ۳۳۷

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج 1 / 337 / باب فی الغیبۃ ص:335

ہے اوران کیلئے رسوا کرنے والا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

دار السلام میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے جدفر جعفی کو فرمایا: بندہ اطاعت کے بغیر خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا، جو خدا کا مطیع وفرمانبردار ہے وہ ہمارا دوست اور ولی ہے اور جو خدا کی معصیت کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ ولایت گناہ سے دوری کا نام ہے۔

کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: ہر آدمی کے لئے چالیس ڈھال ہیں جو چالیس گناہان کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے جب بھی چالیس معصیت کا مرتکب ہو، ان سے ڈال کو ہٹالیا جاتا ہے اس وقت خدا فرشتوں کو وحی فرماتا ہے: میرے بندے کو اپنے بالوں میں چھپالیں، پس فرشتے اسے اپنے بالوں میں چھپاتے ہیں۔ آدمی برائی کو اپنے لئے افتخار سمجھتا ہے اور لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے اس وقت فرشتے کہیں گے۔ خدایا یہ تیر بندہ ہر گناہ کا مرتکب ہوا اور ہمیں شرم آتی ہے جو کچھ وہ انجام دیتا ہے پس خدا وحی فرمائے گا۔ اپنے بالوں کو اس سے اتار لو وہ شخص ہم اہل بیتؑ سے دشمنی کرنے لگے گا پس آسمان میں اس کے لئے پردہ چاک ہوجائے گا اور فرشتے عرض کریں گے: اے خدا! تیرا بندہ بغیر کپڑوں کے ہے؟ پس خدا وحی فرمائے گا، اگر اسے خدا کی نیاز ہوتی تو تمہیں امر نہ کرتا کہ اپنے بالوں کو اس سے ہٹالو۔ [1]

۳۴۔ حضرت قائم علیہ السلام حکم حق

کمال الدین میں اپنی سند سے ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ اس نے کاہ: حضرت امام صادق نے فرمایا مسجد مکہ میں تین سو تیرہ مرد آئیں کہ اہل مکہ جانتے ہوں گے کہ وہ ان کے آباء واجداد نہیں ہے۔

ان کے پاس شمشیریں ہیں جن پر کلمہ لکھا ہوا ہے...... یہ راستہ عبرت اور بصیرت کے لئے ہے۔ [2]

بحار الانوار میں کتاب غیبت سید علی بن عبد الحمید اپنی سند سے ابو بصیر سے اور وہ امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے

---

[1] کافی: ج ۲، ص ۲۷۹

[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۷۱

ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت قائم علیہ السلام قضاوت کریں گے ان میں بعض افراد ایسے جنہوں نے آپؑ کے ساتھ مل کر تلوار چلائی ہے آپؑ کا انکار کریں اور وہ آدمؑ کی قضاوت ہے پس دستور دیا جائے گا کہ انہیں لے آؤ اور ان کی گردنیں اڑادو۔ پھر آپؑ جو قضاوت کریں گے وہ حضرت داؤد کی قضاوت ہے۔ بعض ایسے افراد جنہوں نے آپؑ کے ہمراہ تلوار سے جنگ کی آپؑ کا انکار کریں۔ ان کی بھی گردنیں اڑا دی جائیں گی پھر تیسری قضاوت ابراہیم کی قضاوت ہوگی۔

ان میں سے بعض افراد آپؑ کا انکار کرنیوالے ہوں، ان کی بھی گردنیں جدا کی جائیں گی آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قضاوت ہوگی پس اس وقت آپؑ کا انکار کرنے والا نہیں ہوگا۔ [1]

۳۵۔ قائم علیہ السلام کا باطنی حکم

حضرت قائم علیہ السلام اپنے علم کے مقتضاء کے مطابق حکم کرتے ہیں بحار الانوار میں نعمانی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اس حال میں کہ جب مردان کی خدمت میں حاضر ہوگا اور آپؑ اسے امر و نہی کریں گے اچانک اسے حکم دیں گے اسے واپس لے آؤ پس اسے واپس پلٹایا جائے گا، حکم ہوگا کہ اس کی گردن اڑادو۔ پس مغرب و مشرق میں سب ہی آپؑ سے خوف زدہ ہوں گے ارشاد دیلمی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب قائم آل محمد علیہم السلام قیام کریں گے۔ تو لوگوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح فیصلہ کریں گے۔ گواہ اور شاہد کی ضرورت نہیں ہوگی خدا انہیں الہام فرمائے گا۔ پس اپنے علم کے مطابق فیصلہ کریں گے ار جن قوم کے باطم میں مخفی ہوگا، اس کی خبر دیں گے۔ نشانی کے ذریعے دشمن کو دوست کی تشخیص کریں گے خدا فرماتا ہے:

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ۝ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ۝. [2]

بے شک اس (واقعہ) میں حقیقت کی پہچان رکھنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ اور وہ (بستی) ایک عام گزرگاہ پر واقع ہے جو اب تک قائم ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۸۹

[2] سورۂ حجر: ۷۵، ۷۶

البتہ یہ حکیم ودانا لوگوں کے لئے عبرت کا اشارہ ہے اور وہ اپنی راہ پر قائم ہے۔ [1]

عبداللہ بن مغیرہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قائم آل محمد علیہم السلام ظہور کریں گے۔ قریش کے پانچ سو افراد کھڑے ہوں گے اور ان کی گردنیں اڑا دے گا اسی طرح پانچ سو افراد اور کو کھڑے کر کے قتل کر دے گا اور یہ چھ بار کام انجام دے گا میں نے پوچھا: اس وقت ان کی تعداد کتنی ہوگی؟

آپ نے فرمایا: ہاں وہ خود اور ان کے پیروکار۔ [2]

آپؑ ہی سے منقول ہے کہ جب امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو مسجد الحرام کو اس کی اصلی بنیاد تک منہدم کر دیں گے اور مقام ابراہیم پہلی والی جگہ واپس لے آئیں گے۔ بنی شیبہ کے قطع کریں گے، کعبہ پر آوازیاں کرے گا، اس پر یہ لکھے گا یہ کعبہ کے چور ہیں۔ [3]

۳۶۔ قائم آل محمد علیہم السلام کا خلق

بحار الانوار میں نعمانی اپنی سند سے ابووائل سے نقل کرتے ہیں:

حضرت امیر علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سردار کا نام دیا۔ خدا ان کی نسل سے ایک شخص پیدا کرے گا جو تمہارے رسولؐ کے ہمنام ہے اور اخلاق و عادات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوگا۔ جب لوگ اس سے غافل ہو جائیں اور ظلم و ستم عام ہوگا تو وہ خروج کریں گے۔ [4]

ان کے خروج سے اہل آسمان خوشحال ہوں گے اس کی پیشانی چوڑی اور ناک باریک ہوگی۔ [5]

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۹

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۸

[3] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۸

[4] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۹

[5] کفایۃ الطالب: ۵۲۰

پس قائم آل محمد علیہم السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبیہ ہوں گے۔

خدا فرماتا ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ. [1]

اور بے شک آپؐ خلقِ عظیم کے مالک ہیں۔

۳۷۔ قائم آل محمد علیہم السلام کا خوف

کافی میں زرارہ کی سند سے روایت نقل ہوئی ہے جس میں انہوں نے کہا: میں نے سنا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم کے قیام سے پہلے غیبت ہے۔

میں نے عرض کیا: کیوں؟

آپ نے فرمایا: ان کے قتل ہونے کا خوف ہے۔ [2]

زرارہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اگر میں نے اس زمانے کو پالیا تو کیا عمل انجام دوں؟

آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! اگر تو نے اس زمانے کو پایا تو یہ دعا پڑھنا:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِي. [3]

میں کہتا ہوں کہ یہ دعا ایک اور حدیث میں اس طرح آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَبِيَّكَ

---

[1] سورۂ قلم: ۴

[2] کافی: ج۱، ص۳۳۷

[3] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج1/ 337/ باب فی الغیبۃ..... ص:335

فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَبِيَّكَ لَمْ أَعْرِفْهُ قَطُّ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِي.[1]

کافی میں حضرت امیر علیہ السلام کے ایک خطبے میں ملتا ہے: اے پروردگار! تو اپنی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑتا خواہ ظاہر ہو اور اطاعت نہ ہو یا گمنام تاکہ تیرے دوست ہدایت کے بعد گمراہ نہ ہوں۔[2]

کمال الدین میں امام سجادؑ سے منقول ہے:

حضرت قائم علیہ السلام میں سات انبیاء کی سیرت پائی جاتی ہے ہمارے باپ آدم علیہ السلام کی سیرت، ابراہیم علیہ السلام کی سیرت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت، حضرت ایوب علیہ السلام کی سیرت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی سیرت یعنی طولانی عمر۔ سیرت ابراہیم علیہ السلام یعنی ولادت کا مخفی ہونا اور لوگوں سے دوری۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت یعنی خوف و غیبت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت یعنی آپ کے بارے میں لوگوں میں اختلاف اور ایوب علیہ السلام کی سیرت یعنی امتحان کے بعد ظہور سیرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی خروج باشمشیر۔[3]

اسی کتاب میں حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: جب قائم آل محمد علیہم السلام ظہور کریں گے تو یہ کہیں گے:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ﴿۲۱﴾.[4]

تو جب میں تم سے ڈرا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد میرے پروردگار نے مجھے علم و حکمت عطا کیا اور مجھے رسولوں میں سے قرار دے دیا۔[5]

امام صادق علیہ السلام اس آیت -وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج 1/ 342/ باب فی الغیبۃ ص:335

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج 1/ 339

[3] کمال الدین: ج۱، ص ۳۲۲

[4] سورۂ شعراء: ۲۱

[5] کمال الدین: ج۱، ص ۳۲۸

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ [1] (جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح جانشین بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنایا تھا۔ اور جس دین کو اللہ نے پسند کیا ہے وہ انہیں ضرور اس پر قدرت دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ پس وہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں) کے بارے میں فرمایا: یعنی قائم اور ان کے اصحاب۔ [2]

۳۸۔ مسلمانوں پر آپؑ کی خلافت

اس موضوع کے کچھ مطالب تیسرے حصے میں بیان ہو چکے ہیں نیز کفایہ الاثر میں ایک روایت ہے جو اہل سنت سے نقل ہوئی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلفاء ہیں ان میں سے نو خلفاء امام حسینؑ کی نسل سے ہوں گے اور ان میں سے نواں امام قائم مہدیؑ ہیں۔ پس دوستان خوش نصیب ہیں اور دشمنوں پر افسوس۔ [3]

اس کتاب میں ملتا ہے کہ حضرت نے فرمایا: قیامت اس وقت برپا نہیں ہوگی جب تک امام مہدی کا ظہور نہ ہو جائے۔ پس اس وقت خدا فرمائے گا جو ان کی پیروی کرے گا نجات پائے گا اور جو ان کی مخالفت کرے گا ہلاک ہو جائے گا۔

پس خدا کے لئے! خدا کے لئے! اے اللہ کے بندو! اس کی طرف آؤ کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ [4]

بحار الانوار میں کشف الغمہ سے ایک روایت نقل ہوئی ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب مہدیؑ

---

[1] سورۂ نور: ۵۵

[2] المحجة: ۱۲۸

[3] کفایۃ الاثر: ۲۹۲

[4] کفایۃ الاثر: ۳۰۱

ظہور کرے گا تو اس کے سر پر بادل ہوگا جس میں منادی ندا دے گا۔ یہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے لہٰذا اس کی پیروی کرو۔ [1]

پھر فرمایا: خدا کا خلیفہ مہدی آئے گا جب اس کی خبر سنو ان کی طرف جاؤ اور ان کی بیعت کرو بے شک وہ ہدایت کرنے والا اللہ کا خلیفہ ہے۔ [2]

۳۹۔ مومنین کے لئے حضرت قائم علیہ السلام کی دعا

احتجاج کے آخر میں قائم کے دستخط والی روایت میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: کیونکہ ہم ان کی حفاظت کے لئے ہیں اس دعا کے ساتھ جو خدا سے زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں ہے۔ پس امر سے اولیاء الٰہی کے دلدہ اطمینان اور آرام و سکون ملتا ہے۔ آسید ابن طاوس لکھتے ہیں: میں سامرا کی سرزمین پر تھا سحر خیز افراد کو دعا کرتے سنا اور اسے حفظ کیا۔

وَأَبْقِهِمْ أَوْ قَالَ وَأَحْيِهِمْ فِي عِزِّنَا وَمُلْكِنَا أَوْ سُلْطَانِنَا وَدَوْلَتِنَا. [3]

انہیں باقی رکھ یا فرمایا: انہیں زندہ رکھ۔ ہماری حکومت، عزت، ہمارے ملک و دولت میں۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں جس میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا:

۱۔ خدا کے لئے خالص عمل انجام دینا۔

۲۔ ائمہ اور مسلمانوں کے راہنماؤں کے لئے خیر اندیشی

۳۔ ان کے ساتھ جماعت کیونکہ ان کی دعا عام ہے۔ جو ان کی پیروی کرتا ہے۔ [4]

کافی میں قریش کا ایک آدمی اہل مکہ سے روایت نقل کرتا ہے کہ سفیان ثوری نے اس سے کہا: مجھے امام

---

[1] بحار الانوار: ج۵۱، ص۸۱

[2] بحار الانوار: ج۵۱، ص۸۳

[3] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج52 / 61 / باب18 ذکر من رآہ صلوات اللہ علیہ..... ص:61

[4] کافی: ج۱، ص۴۰۳

جعفرؑ کی خدمت میں لے جاؤ۔

وہ کہتا ہے ہم اس کے ساتھ حضرت کی بیعت کے لئے گئے۔ جب ہم پہنچے تو آپؑ سواری پر سوار ہو چکے تھے۔

سفیان نے عرض کیا: اے ابا عبداللہ! ہمارے لئے وہ خطبہ بیان فرمائیں جو رسول خداؐ نے مسجد خیف میں پڑھا تھا۔

آپ نے فرمایا: میں ابھی کسی کام کے لئے جا رہا ہوں، واپس آ کر بیان کرتا ہوں۔

اس نے عرض کیا۔ رسولؐ کی خدا کی قسم! اس مطلب کو بیان فرمائیں۔

پس آپ سواری سے اتر آئے۔

سفیان نے کہا: حکم دیں تو ہم قلم و کاغذ لے آئیں تا کہ آپ کی زبانی اسے لکھیں۔

پس آپؑ نے قلم و کاغذ کا حکم دیا اور فرمایا: لکھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رسولؐ کا مسجد خیف میں خطبہ۔ خدا اس آدمی کو خوش و خرم رکھے جو میری بات کو سنتا ہے اور جو موجود نہیں جا کر سناتا۔

اے لوگو! حاضرین غائبین کو بتانا بعض افراد فقہ جانتے ہیں لیکن فقیہ نہیں ہیں۔ امام زمانہؑ ہر زمانے میں اپنے شیعوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔

بحار میں مناقب شہر آشوب سے موسیٰ بن سیار نقل کرتا ہے۔ میں حضرت امام رضاؑ کے ہمراہ تھا اور شہر طوس کے دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ میں نے رونے کی آواز سنی۔ میں اس کے پیچھے گیا۔ اچانک میں نے ایک جنازہ دیکھا۔ میں نے دیکھا امام رضاؑ جلدی سے پیدل چلنے لگے اور جنازے کی طرف تشریف لے گئے اور جنازے کو اپنے کاندھے پر اٹھایا۔

پھر مجھ سے فرمایا: اے موسیٰ بن سیار! جو ہمارے شیعہ کے جنازے میں شرکت کرتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایسے پاک ہوتا ہے جیسے ماں کے شکم سے پیدا ہوتا ہے۔

جب جنازے کو قبر کے کنارے رکھا گیا تو میں نے حضرتؑ کو دیکھا کہ لوگوں کو پیچھے ہٹا رہے تھے اور اپنا ہاتھ

اس کے سینے پر رکھ کر فرمایا: اے فلاں بن فلاں! تجھے جنت کی خوشخبری ہو اس کے بعد تیرے لئے کوئی خوف نہیں ہے۔

میں نے امام سے عرض کیا: قربان جاؤں! کیا اس مرد کو جانتے ہیں؟ کیونکہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں آپ نے پہلے قدم نہیں رکھا؟

آپؑ نے فرمایا: اے موسیٰ بن سیار! کیا تو نہیں جانتا کہ ہمارے شیعوں کے اعمال ہم ائمہ کے ہاں ہر صبح و شام پیش ہوتے ہیں۔ [1]

۴۰۔ قائم آل محمد علیہم السلام کی حق کی طرف دعوت

آپ کی زیارت میں ملتا ہے: سلام ہو تجھ اے دعوت الٰہی دینے والے! اے مظہر صفات ربانی۔ [2]

نیز زیارت جامعہ میں آیا ہے: سلام ہو ائمہ پر جو خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ہدایت کرنے والے ہیں۔

کافی اور کمال الدین میں عبدالعزیز بن مسلم سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: امام خدا کی خلق میں اس کا امین ہے اور اس کے بندوں پر حجت ہے، اس کے ملک میں خلیفہ ہے خدا کی طرف دعوت دینے والا اور حقوق کی رعایت کرنے والا ہے۔ [3]

بحار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: خداوند عالم قائم آل محمد علیہم السلام کے خروج اذن فرمائے گا۔ آپ منبر پر جائیں گے اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں گے اور آپؑ لوگوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل کرائیں گے۔ پس خدا جبرائیلؑ کو بھیجے گا تا کہ وہ قائم آل محمد علیہم السلام کے پاس جائے کہ حطیم پر

---

[1] بحار الانوار ۴۹ / ۴۹، ص ۹۸

[2] احتجاج: ج ۲، ص ۲۷۷

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۷۸، کافی: ج ۱، ۲۰۰

نازل ہو۔

آپ سے عرض کرے گا: کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟

پس قائم آل محمد علیہ السلام اسے باخبر کرے گا۔

اس وقت جبرائیلؑ کہے گا: میں سب سے پہلے آپ کی بیعت کرنے والا ہوں۔

اس وقت تین سو تیرہ لوگ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپؑ کی بیعت کریں گے اور مکہ میں رہیں گے۔ جب آپ کے اصحاب کی تعداد دس ہزار ہو جائے گی تو آپ ان کے ساتھ مدینہ کی طرف حرکت کریں گے۔ [1]

حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث میں ہے پھر لوگوں کو قرآن وسنت ولایت اور دشمنوں سے بیزاری کی دعوت دے گا۔ [2]

اس کتاب میں ایک روایت اس طرح نقل ہوئی ہے:

جب قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو لوگوں کو جدید امر کی طرف دعوت دیں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی کام کیا، اسلام کا بڑا غریبانہ آغاز ہوا اور حالت غربت میں واپس آئے گا۔ [3]

۴۱۔ قائم علیہ السلام کی برکت سے بلا ومصیبت کا دور ہونا

اس موضوع کے بعض مطلب حرف الف میں بیان ہو چکے ہیں۔ خراج میں ایک روایت موجود ہے جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہے۔ علّان ظریف سے اور وہ خادم نصر سے نقل کرتے ہیں: میں صاحب الزمانؑ کی خدمت حاضر ہوا اور آپؑ گہوارے میں تھے۔

پس آپؑ نے مجھ سے فرمایا: میرے لیے سرخ صندل لے آؤ۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۷

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۴۲

[3] بحار الانوار: ج ۴۲، ص ۳۳۶

میں ان کے لئے لے آیا۔

اس وقت مجھے فرمایا: کیا مجھے پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: آپؑ میرے آقا اور میرے سردار کے فرزند ہیں۔

آپ نے فرمایا: میں نے یہ نہیں پوچھا؟

میں نے عرض کیا: آپ وضاحت فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: میں خاتم اوصیاء ہوں۔ صرف میرے وسیلے سے مصیبتیں میرے شیعیان سے دفع ہوتی ہیں۔[1]

شیخ صدوق کمال الدین میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل آسمان کے لئے ستارے امان ہیں اگر ستارے ختم ہوجائیں تو وہ بھی ختم ہوجائیں گے۔ میرا خاندان اہل زمین کے لئے امان ہے اگر میرے اہل بیت علیہم السلام نہ ہوں تو اہل زمین بھی نہ ہوں گے۔[2]

اسی کتاب میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور میرا خاندان میری امت کے لئے امان ہے۔[3]

اسی کتاب میں ہے حضرت حسینؑ بن علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا نے سب سے پہلے جس چیز کو پیدا کیا وہ اس کے حجاب ہیں۔ پس ان کے حواشی پر لکھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهٗ.

پھر عرش کو خلق کیا اور اس کے اطراف میں لکھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهٗ.

پھر لوح کو خلق فرمایا اور اس پر حدود کے بارے میں لکھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهٗ.

---

[1] الخرائج، ص ٦٧

[2] کمال الدین: ج ٢ ص ٣٠٥

[3] غایۃ المرام: ٢٧٤

جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے وصی کو دوست نہیں رکھتا وہ جھوٹا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت رکھتا ہے لیکن اس کے وصی کی شناخت نہیں رکھتا اس نے کفر کیا۔

پھر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میرے اہل بیت علیہم السلام تمہارے لئے امان ہیں۔ پس انہیں محبوب رکھو۔ میری دوستی رکھو اور ان سے تمسک کرو تا کہ کبھی گمراہ نہ ہو۔ کہا گیا: اہل بیت علیہم السلام کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: علی اور دونوا سے اور نو افراد امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ائمہ ابرار، امین و معصومین ہیں آگاہ رہو! یہ میرے اہل بیت علیہم السلام اور میری عترت ہیں اور میرے گوشت وخون سے ہیں۔ [1]

لوگوں سے حضرت قائم علیہ السلام کے شیعیان کی برکت سے بلا کا دفع ہونا۔ یہ بھی آپؑ کے وجود کمال کے آثار و برکات ہیں۔ کمال الدین میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس میں انہوں نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا امام ان کی نظروں سے غائب ہوگا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ہماری پیروی کریں گے اور ثابت قدم رہیں گے۔ انہیں کم ترین ثواب یہ ملے گا کہ خدا انہیں ندا دے گا اور فرمائے گا۔ اے میرے بندو اور کنیزو! جو مجھ پر ایمان لائے اور غائب پر یقین رکھا۔ پس تمہیں معاف کرتا ہوں، تمہارے گناہوں کو بخش دیتا ہوں، تمہاری خاطر بندوں کے لئے بارش برساتا ہوں، مصائب ان سے دور کرتا ہوں، اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا عذاب نازل کرتا۔ [2]

۴۲۔ قائم علیہ السلام کے ہاتھوں دشمنوں کا ذلیل ہونا

کافی میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے: جب قائم آل محمد علیہم السلام کا ظہور ہوگا۔ ہر ناصبی کو ایمان لانے کا حکم دیا جائے گا۔ پس اگر بطور حقیقی اسے قبول کیا تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ لیکن اگر قبول نہ کیا تو ان کو قتل کر دیا جائے گا یا انہیں جزیہ دینا چاہیے۔ سب اکٹھے ہوں گے اور انہیں بڑے شہروں کی طرف بھگا دیں گے۔ [3]

---

[1] کفایۃ الاثر: ۳۱۰

[2] کمال الدین: ج ۱، ص ۲۰۷

[3] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۱۶

کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حق کی حکومت اور باطل کی حکومت دونوں ایک دوسرے کو ذلیل وخوار کریں گے۔ [1]

بحار الانوار میں امام باقر علیہ السلام اس آیت "تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ" [2] (ان پر ذلت ورسوائی چھائی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ وعید کیا جاتا تھا) کے بارے میں فرمایا: یعنی قائم آل محمد علیہم السلام کے خروج کا دن۔ [3]

تفسیر علی بن ابراہیم میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس آیت:

"فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا" [4] (اس کے لئے تنگ زندگی ہوگی)

کے بارے میں فرمایا: یہ ناصبیوں کی حالت ہے۔

معاویہ بن عمار نے عرض کیا: قربان جاؤں! ہم نے ان کا طولانی عرصہ دیکھا ہے جو وسعت میں ہیں جہاں تک کہ مر گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: ان کے سخت حالت رجعت میں ہوگی۔ [5]

۳۴۔آپ کی دولت میں مخلوق کو آرام وسکون ملنا

ابن عباس سے بحار میں اس آیت "لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ" [6] (اسے تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرک اسے ناپسند ہی کریں) کے بارے میں ملتا ہے۔ یہ اس وقت تحقیق پذیر ہوگا جب نہ یہودی، نہ عیسائی بلکہ صرف مسلمان ہوں گے۔ جہاں تک کہ بھیڑ اور بھیڑیا، گائے اور شیر اور انسان اور سانپ

---

[1] کمال الدین: ج۱،ص ۳۳۰
[2] سورۂ معارج: ۴۴
[3] بحار الانوار: ج۵۱،ص۸۱
[4] سورۂ طٰہٰ: ۱۳۴
[5] تفسیر قمی: ۴۲۴
[6] سورۂ توبہ: ۳۳

ایک دوسرے سے امان میں ہوں گے۔[1]

نیز بحار الانوار میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے حضرت قائم علیہ السلام کے اوصاف میں فرمایا: ان کی دولت میں درندے صلح کریں گے۔ زمین سے سبزہ اُگے گا۔ آسمان سے برکت نازل ہوں گی۔[2]

اس کتاب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہے، ان کے بدن کا رنگ عربی قوم کا ہوگا۔ وہ قوی اور باصلاحیت ہیں۔ ان کا دایاں رخسار ستارے کی مانند سے چمکے گا۔ زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا۔ جیسا کہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوگی۔ زمین وآسمان کی مخلوق اور ہوا کے پرندے ان کی خلافت میں راضی ہوں گے۔[3]

ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: زمین وآسمان کے تمام رہنے والے ان کی حکومت سے راضی ہوں گے۔ اموال کی عادلانہ تقسیم ہوگی۔[4]

اس کتاب میں سعد السعود ادریس کے مصحف سے نقل کرتے ہیں...... ان زمانے میں امامت تحقق پائے گی۔ کوئی چیز دوسری چیز کو ضرر ونقصان نہیں دے گی۔ کوئی جاندار کسی دوسرے سے نہیں ڈرے گا۔ جانور اور انسان اکٹھے ہوں گے لیکن ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دے گے۔ ڈنگ مارنے والے جانور کا ڈنگ ختم ہوجائے گا۔ ہر زہریلے جانور کی زہر بے اثر کردے گا۔ آسمان سے برکات کا نزول ہوگا۔ زمین سرسبز وشاداب ہوگی۔ درخت پھل دار ہوں گے۔ عطر کی اقسام ظاہر ہوں گی الفت ومحبت اور مہربانی کا زمانہ ہوگا۔ لوگوں کو ایک دوسرے سے مہربان بنا دوں گا۔[5]

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر قائم آل محمد علیہم السلام ظہور کریں گے آسمان بارش برسائے گا، زمین سبزہ اگائے گی۔ لوگوں کے دلوں سے کدورت اور کینہ ختم ہوجائے گا۔ درندے اور جانور آپس میں

---

[1] بحار الانوار: ج۵۱، ص۶۱

[2] بحار الانوار: ج۵۲، ص۲۸۰

[3] بحار الانوار: ج۵۱، ص۸۰

[4] بحار الانوار: ج۵۱، ص۸۱

[5] بحار الانوار: ۵۲، ص۳۸۴، سعد السعود: ۳۴، ۳۵

سازگار ہوں گے، حتی کہ ایک عورت عراق وشام کا راستہ طے کرے گی کوئی درندہ اسے وحشت زدہ نہیں کرے گا۔ [1]

۴۴۔ قائم آل محمد علیہ السلام کا زہد

کافی میں حماد بن عثمان سے روایت ہے: میں امام صادق علیہ السلام کی خلافت میں تھا ایک آدمی نے عرض کیا: اصلحك الله! کیا تجھے یاد ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سستا اور کھردرا لباس پہنتے تھے ان کے لباس کی قیمت چار درہم ہوتی تھی۔ اب آپؑ کے پاس اچھا اور نیا لباس ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام اس لئے ایسا لباس پہنتے تھے تا کہ لوگ اعتراض نہ کریں لیکن آج کل ایسا نہیں ہے بلکہ اس جیسا لباس پہننے سے لوگ اعتراض کریں گے۔ پس بہترین لباس اس زمانے کا لباس ہے سوائے امام زمانہ علیہ السلام کہ ان کے زمانے میں دوبارہ حضرت علی علیہ السلام کی سیرت پر عمل ہوگا لوگ موٹا وسخت لباس پہنیں گے۔ [2]

اس کتاب میں معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: قربان جاؤں! بنوعباس یاد آتے ہیں جو نعمتوں سے مالا مال ہیں پس اپنے آپ سے کہنے لگا: اگر حکومت تمہارے پاس ہوتی تو ہم بھی ثروت مند ہوتے۔

آپؑ نے فرمایا: افسوس! اے معلیٰ! خدا کی قسم! اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو شب بیداری ہوتی، روزانہ کے کام کاج کرتے اور سخت لباس پہنتے۔ [3]

بحار میں شیخ طوسی اپنی سند سے ابوبصیر سے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کیا قائم آل محمد علیہم السلام کے ظہور کے لئے جلدی کرتے ہو؟ خدا کی قسم! ان کا لباس سخت اور کھانا جَو ہوگا ان کا خروج شمشیر کے سائے میں ہوگا۔ [4]

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۱۶

[2] کافی: ج ۱، ص ۴۱۱

[3] کافی: ج ۱، ص ۴۱۰

[4] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۵۲

اس کتاب میں حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: تم آج کل زیادہ آرام وسکون سے ہو۔

اس وقت راوی نے عرض کیا: کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر قائم آل محمد علیہم السلام کا ظہور ہوگا۔ خون، پسینہ اور سختی کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ آپؑ کی غذا سخت اور لباس کھردرا ہوگا۔ [1]

۴۵۔ ائمہ علیہم السلام کے حرم میں آپؑ کی زیارت

بحار میں جزیرہ خضراء میں آیا ہے: سید شمس الدین راوی کے جواب میں کہا کہ جس نے یہ پوچھا: کیا امام زمانہ علیہ السلام حج ادا کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: دنیا مومن کے لئے ایک قدم ہے، ہاں وہ ہر سال حج بجالاتے ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کی مدینہ، عراق اور طوس میں زیارت کرتے ہیں۔ [2]

۴۶۔ قائم آل محمد علیہم السلام کی سیرت

بحار میں حضرت امام باقر علیہ السلام آپ کے وصف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب بھی امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہوگا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو اپنائیں گے۔ [3]

اسی طرح بحار میں شیخ نعمانی اپنی سند سے عبداللہ بن عطا سے روایت نقل کرتا ہیں: میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: جب امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو کس کی سیرت پر عمل کرے گا؟

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۵۸

[2] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۷۴

[3] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۴۷

آپؑ نے فرمایا: اپنے سے پہلے والے ماحول کو ویران کریں گے۔ جس طرح رسول خداؐ نے انجام دیا اور اسلام کا نیا آغاز ہوگا۔[1]

کتاب بصائر میں عبد الملک بن اعین سے ملتا ہے کہ اس نے کہا: حضرت امام باقرؑ نے حضرت علیؑ کی بعض کتب مجھے دکھائیں۔

پھر فرمایا: یہ کتب کس لئے لکھی گئی ہیں؟

میں نے عرض کیا: مطلب کتنا واضح و روشن ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کہو۔

میں نے عرض کیا: جیسے وہ جانتا تھا کہ حضرت قائمؑ ایک دن قیام کریں گے۔ پس دوست رکھتا تھا کہ اس پر عمل کرے۔[2]

۴۷۔ قائم کی سخاوت

بحار الانوار میں شیخ نعمانی حضرت امام باقرؑ سے روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپؑ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں، تمہارا دین تم سے دور اور خون میں غوطہ ور ہے۔ اسے واپس اصلی حالت کوئی نہیں لاسکتا۔ سوائے قائم آل محمد علیہم السلام کے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دنیا میں زمین کا ظاہری و باطنی اموال قائم آل محمد علیہم السلام کے پاس ہے۔ لوگوں سے کہا جائے گا۔ آؤ یہ وہ چیز ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنے رشتہ داروں سے رشتہ داری قطع کی تھی اور ناحق خون بہایا اور حرام کاموں میں مرتکب ہوئے ہو۔ پس قائم آل محمد علیہم السلام ان کو ثروت بخش دے گا کہ اس سے پہلے

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۵۴، غیبت نعمانی: ۱۲۱

[2] بصائر الدرجات: ۱۶۲

کسی نے نہیں بخشا۔[1]

اہل سنت کے ذریعے رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک مرد مہدی کے پاس آئے گا اور کہے گا مجھے عطا فرمائیں۔ پس جتنا وہ مرد اٹھا سکتا ہے اتنا اسے عطا ہوگا۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے:

اس زمانے میں رقم جمع ہوگی اور جب کوئی آدمی حاجت مند ہوگا وہ امام مہدی علیہ السلام کے پاس آئے گا اور کہے گا مجھے کچھ عطا فرمائیں۔ آپؑ فرمائیں گے اس میں سے اٹھالو۔[3]

غایۃ المرام میں رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جس کا راوی ابوسعید خدری ہے: رقم اور اموال جمع کئے جائیں گے جو شخص قائم مہدی علیہ السلام سے درخواست کرے گا اسے کہا جائے گا جتنا اٹھا سکتے ہو اٹھالو۔[4]

ایک حدیث ابوہریرہ سے منقول ہے کہ رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایک خلیفہ آئے گا جو بے شمار بخشش کرے گا۔[5]

۴۸۔ ہماری شفاعت

غایۃ الحرام میں عامہ سے نقل ہوا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں تمہیں حوض کوثر پر لے جاؤں گا۔ اے علی! تو ساقی کوثر ہے، امام حسن علیہ السلام حمایت کرنے والے، حسین علیہ السلام فرمان دینے والے، امام سجاد علیہ السلام تقسیم کرنے والے، محمد باقر علیہ السلام نشر کرنے والے، جعفر صادق علیہ السلام اہتمام کرنے والے، موسیٰ کاظم علیہ السلام محب و بغض رکھنے والوں کو شمار کرنے والے، علی رضا علیہ السلام مومنین کو زینت دینے والے،

---

[1] بحارالانوار: ج۵۲، ص۳۹۰

[2] بحارالانوار: ج۵۱، ص۸۸

[3] بحارالانوار: ج۵۱، ص۸۸

[4] غایۃ المرام: ۶۹۸

[5] غایۃ المرام: ۶۹۸

محمد تقی علیہ السلام جنتیوں کو اپنی جگہ لانے والے، علی نقی علیہ السلام شیعوں کو خطیب اور ان کا حور العین سے شادی کرانے والے، حسن عسکری علیہ السلام جنتی افراد کے لئے چراغ ہیں جن سے وہ روشنی حاصل کریں گے اور مہدی علیہ السلام روزِ قیامت شفاعت کرنے والے ہیں۔ [1]

یاد رہے کہ ہمارے سب ائمہ شفاعت کرنے والے ہیں اور اس حدیث میں شفاعت کو آخر الزماں علیہ السلام سے مختص کیا گیا ہے کیونکہ آپؑ پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

۴۹۔ ہمارے لئے قائم آل محمد علیہم السلام کی شہادت

"فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔" [2]

اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

کافی میں اس آیت کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت صرف امت محمدی کے لئے نازل ہوئی ہے۔ ہر زمانے میں ہم میں سے اس امت پر ایک امام ناظر و شاہد رہا ہے اور محمدؐ ہم پر گواہ ہیں۔ [3]

نیز آپؑ سے منقول ہے: ہم لوگوں پر گواہ ہیں پس جو ہماری تصدیق کرتا ہے ہم روز قیامت اس کی تصدیق کریں گے اور جو ہمیں انکار کرتا ہے ہم بھی روز قیامت اس کی تکذیب کریں گے۔ [4]

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپؑ نے اس آیت "وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً

---

[1] مضمون آیت ۱۰۰، ۱۰۱ سورۂ شعراء: (فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿۱۰۱﴾)

[2] سورۂ نساء: ۴۱

[3] سورۂ نساء: ۴۱

[4] کافی: ج ۱، ص ۱۹۰

وَّسَطًا۔[1] (اسی طرح ہم نے تم کو ایک درمیانی (میانہ رو) امت بنایا ہے) کے بارے میں فرمایا:

ہم درمیانی امت ہیں ہم مخلوق خدا پر گواہ ہیں اور زمین حجت الٰہی ہیں۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے ہمیں پاکیزہ رکھا اور ہمیں معصوم بنایا اور مخلوق پر گواہ قرار دیا اور اپنی زمین پر ہمیں حجت قرار دیا۔ خدا نے قرآن کو ہمارے ہمراہ اور ہمیں قرآن کے ہمراہ قرار دیا نہ ہم اس سے جدا ہوتے ہیں اور نہ وہ ہم سے جدا ہے۔[3]

۵۰۔ قائم مہدی علیہ السلام کی شرافت

بحار میں نعمانی اپنی سند سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ سے سوال کیا گیا: کیا قائم آل محمد علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، البتہ اگر ان کے زمانے کو پاتا تو پوری زندگی ان کے ہمراہ رہتا۔[4]

۵۱۔ قائم آل محمد علیہم السلام کا صبر

کمال الدین اور دوسری کتب میں حدیث لوح میں روایت ہے جس میں حضرت مہدی علیہ السلام کے اوصاف بیان ہوئے ہیں یہ ملتا ہے: کمال موسیٰ علیہ السلام، درخشندگی عیسیٰ علیہ السلام وصبر ایوب علیہ السلام سب صفات آپؑ میں پائے جاتے ہیں۔

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۴۳

[2] کافی: ج ۱، ص ۱۹۰

[3] کافی: ج ۱، ص ۱۹۱

[4] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۴۸

ان کے مصائب کے بارے میں ایک شعر ہے:

فَحُزْنِیْ مَا یَعْقُوْبُ بَثَّ اَقَلَّہٗ

وَ کُلُّ بَلَاءِ اَیُّوْبَ بَلِیَّتِیْ

ترجمہ:

جو غم مجھے ہے اس میں سے کمترین حضرت یعقوبؑ میں نہ تھا اور حضرت ایوبؑ کے تمام مصائب مجھ پر ہیں۔

پس ہم پر لازم ہے کہ قائم علیہ السلام آل محمد علیہم السلام کے ظہور کے لئے دعا کریں۔

۵۲۔ قائم آل محمد علیہم السلام کی ضیافت

دارالاسلام میں قصص الانبیاء میں نقل ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوضیفان کی کنیت دی گئی تھی اور یہ اس لئے کہ آپ صبح کا کھانا اور شام کا کھانا مہمان کے بغیر تناول نہیں فرماتے تھے۔ بعض اوقات ایک فرسنگ یا دو یا اس سے بھی زیادہ کی مسافت طے کرتے تا کہ انہیں کوئی مہمان مل سکے اور آپؑ کی ضیافت قیامت تک جاری رہے گی۔

خدا فرماتا ہے:

یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ.[1]

یہ ضیافت و مہمانی، علوم اور سنت کے ذریعے ہے[2] کہ جو وجود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام کی وجہ سے قیامت تک برپا ہے روز جمعہ کی زیارت میں اس طرح پڑھتے ہیں۔

وَ أَنَا يَا مَوْلَايَ فِيهِ ضَيْفُكَ وَ جَارُكَ.[3]

---

[1] سورۂ نور: ۳۵

[2] یہاں ضیافت مادی و معنوی دونوں کا شامل ہے جو چیز بھی ہمیں حاصل ہے یہ سب وجود امام علیہ السلام سے ہے۔

[3] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع/38/يوم الجمعة و هو يوم صاحب الزمان صلوات الله عليه و باسمه و هو اليوم الذي يظهر فيه عجل الله فرجه ..... ص: 37

اے میرے آقا آج کے دن میں تیرا مہمان ہوں اور تیری پناہ میں ہوں۔

کتاب دارالاسلام میں مشکلات طبری سے نقل ہوا: ایک شخص نے امام ہادیؑ کی خدمت میں عرض کیا: یہ کیسے ہے کہ ابودلف کے پاس چار ہزار ایک گاؤں تھے؟

آپؑ نے فرمایا: ایک رات ایک مومن اس کے پاس بطور مہمان آیا اس نے ایک طشت میں چار ہزار ایک کھجور کے دانے اسے دیئے پس خدا نے اسے ہر دانے کے بدلے ایک گاؤں نصیب فرمایا۔

۵۳۔ قائم آل محمد علیہم السلام سے زمین کی طہارت

کمال الدین میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے: خدا نے چودہ انوار کو مخلوق سے پہلے چودہ ہزار سال خلق فرمایا جو کہ ہمیں ارواح ہیں۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ! یہ چودہ انوار کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ کی نسل سے ائمہ اور قائم آل محمد علیہم السلام آخری ہوں گے جو طولانی غیبت کے بعد ظہور کریں گے۔ اس وقت دجال کو قتل کریں گے اور زمین کو ہر قسم کے ظلم وستم سے پاک کریں گے۔ [1]

۵۴۔ طالب حقوق وخون ائمہ علیہم السلام ومومنین

بحار الانوار میں حضرت امیر علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

خدا کی قسم! میں اور یہ میرے بیٹے شہید ہوں، خدا ضرور آخری زمانے میں ہم سے ایک فرد کا ظہور فرمائے گا۔ جو ہمارے خون کا مطالبہ کرے گا۔ البتہ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گا تا کہ گمراہ لوگ اور ہدایت والے

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۳۵

جدا ہو جائیں گے۔ اس طرح کہ جاہل لوگ یہ کہیں گے کہ خدا کو آل محمد علیہم السلام کی ضرورت نہیں ہے۔ [1]

۵۵۔ قائم علیہ السلام کی دشمنوں پر کامیابی

کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

بے شک ہم میں سے ایک امام غائب ہے جو فاتح ہے جب خدا نے چاہا ان کا ظہور ہوگا اور خدا کے حکم سے قیام کریں گے۔ [2]

مجمع میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ" [3] (تھوڑی مدت تک ہمیں مہلت کیوں نہ دی؟) کے بارے میں فرمایا: امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور تک نصرت و فتح ان کے ساتھ ہے۔ [4]

۵۶۔ قائم علیہ السلام پر دشمنوں کا ظلم

علی بن ابراہیم اپنی تفسیر میں اپنی سند سے حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت:

"وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ" [5] (اور جو شخص بھی ظلم کے بعد بدلہ لے) کے بارے میں فرمایا: حضرت قائم اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔ [6]

---

[1] بحار الانوار: ج ۲، ص ۱۱۲

[2] کافی: ج ۱، ۳۴۳

[3] سورۂ نساء: ۷۷

[4] المحجة: ۶۰

[5] سورۂ شوریٰ: ۴۱

[6] تفسیر قمی: ۶۰۴

کتاب المحجة میں یہی حدیث محمد بن العباس اپنی سند سے دوسرے طریقے سے نقل کرتے ہیں۔[1]

تفسیر علی بن ابراہیم میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے اس آیت "اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ"[2] (ان مظلوموں کو (دفاعی جہاد کی) اجازت دی جاتی ہے جن سے جنگ کی جارہی ہے اس بناء پر کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے) کے بارے میں فرمایا: اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ آیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب کفار مکہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ قائم آل محمد علیہم السلام ہے جو خروج کرے گا اور امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لیں گے اس کا یہ معنی ہے کہ ہم ان کی دیہ طالب ہیں۔[3]

مرحوم سید بحرانی البرہان میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔ اس سے مراد قائم اور ان کے اصحاب ہیں۔[4]

کتاب المحجة اور بحار الانوار میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قائم آل محمد علیہم السلام ظہور کریں گے تو بیت اللہ الحرام کی ٹیک لگائیں گے۔

یہاں تک کہ کہتا ہے: تمہیں بحق خدا، بحق رسول اور میرے حق یعنی قرابت و رشتہ داری کا حق، خدا کی قسم، ہماری مدد کریں۔ جنہوں نے ہم پر ظلم کیا انہیں دور کریں کیونکہ انہوں نے ہم پر ظلم کیا، ہمیں شہر سے نکال دیا گیا۔[5]

بحار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: قائم ظہور کریں گے ان کے اصحاب ان کے ساتھ نجف پہنچیں گے۔ اس وقت سفیانی کی فوج کوفہ سے خروج کرے گی اور وہ دن بدھ ہوگا۔ پس ان کو دعوت دیں گے اور ان سے حق کا مطالبہ کریں گے اور ان کو اعلان کریں گا کہ وہ مظلوم ہے۔[6]

---

[1] المحجة: ۱۹۶
[2] سورۂ حج: ۳۹
[3] تفسیر قمی: ج ۲، ص ۹۳
[4] تفسیر البرھان: ۳۲۱
[5] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۲۳۸
[6] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۸۷

کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قائم آل محمد علیہم السلام میری نسل میں سے نواں شخص ہوگا۔ وہ صاحب غائب ہے۔ وہ زندہ ہیں لیکن ان کی میراث تقسیم ہوگی۔ [1]

اس کتاب میں ایک حدیث کے ضمن میں ابو خالد کابلی حضرت امام سجادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ جعفر کذاب زمانے کا سرکش انسان ہے۔ [2]

غیبت شیخ طوسی میں رشیق سے روایت ہے کہ اس نے کہا: معتضد نے ہمیں تین افراد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ ہر ایک دو گھوڑے لے آئے۔ ایک پر سوار اور دوسری کو ہاتھ میں پکڑنا اور جلدی سے سامرہ جائیں اور ہمیں محلے اور گھر کا پورا پتہ دیا اور کہا کہ جب تم وہاں پہنچوں گے تو ایک سیاہ رنگ کے خدمت کار کو دیکھو گے پس گھر میں گھس جانا اور جسے دیکھو ان کا سر میرے پاس لے آؤ۔ جب ہم سامرہ پہنچے تو ایسا ہی کیا جیسے معتضد نے حکم دیا تھا۔ جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ گھر پاکیزہ ہے گھر میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ ہم نے ایک کمرہ دیکھا جس میں ایک دریا نظر آیا جس میں پانی جاری تھا۔ ایک چٹائی تھی جس پر ایک خوبصورت جوان کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اسی دوران احمد بن عبداللہ جو ہم تین افراد میں سے ایک تھا، نے پانی میں قدم رکھا تاکہ کمرے میں داخل ہو لیکن پانی میں ڈوبنے لگا، غرق ہونے لگا، اس نے ہاتھ پاؤں بہت مارے آخر میں اس کا ہاتھ تھاما اور اسے نجات دی۔ ایک ساعت کے لئے وہ بے ہوش رہا۔ دوبارہ اس نے یہی کام کیا پھر بھی ڈوبنے لگا۔ میں نے صاحب خانہ سے معذرت کی لیکن میں حقیقت سے آگاہ نہ تھا۔

اس شخص نے ہماری طرف توجہ نہ دی۔ لہٰذا ہم وہاں سے باہر آ گئے۔ معتضد ہماری انتظار میں تھا اس نے اپنے خادموں کو کہہ رکھا تھا کہ جب وہ واپس آئیں تو مجھے بتانا۔ آدھی رات کو ہم واپس بغداد گئے۔ معتضد کے پاس گئے اور پورا ماجرا سنایا۔ جب اس نے سنا تو فریاد کرنے لگا۔ وائے ہو تم پر! کیا مجھ سے پہلے تمہیں کسی نے دیکھا اور یہ کلام کسی نے سنی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: میں اپنے جد کا فرزند نہیں ہوں اور بڑی قسم کھائی کہ یہ خبر کسی کو نہ بتانا۔ اگر تم نے کسی کو بتایا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دوں گا۔ ہم بھی آخری عمر تک جرأت نہ کر سکے کہ کسی سے اس کا ذکر

---

[1] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۱۷

[2] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۲۰

کریں۔[1]

۵۷۔ظہور کمالات ائمہ اور ان کا اخلاق

کچھ مطالب حرف "خ" میں گزر چکا ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام علوم ظاہر و باطن کے آشکار کرنے والے ہیں کہ خدا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ کو عطا فرمایا۔ امام زمانہ علیہ السلام مظہر تمام کمالات ائمہ ہیں۔

اس مطلب پر مزید ایک روایت ہے جو بحار میں نقل ہوئی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک گروہ اصحاب بھی موجود تھا۔

آپؑ سے کہا گیا: یا امیر المومنین! ہمیں کوئی نصیحت فرمائیں۔

آپؑ نے ان سے فرمایا: میرا کلام مشکل ہے۔ دانا افراد کے علاوہ کوئی سمجھ نہیں سکتا۔

اصحاب نے اصرار کیا کہ ہمیں کوئی سخن کہیں۔

پس آپؑ نے ان سے فرمایا: اٹھو! گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا: میں وہ ہوں جسے برتری حاصل تھی اور شکست دی گئی، میں وہ ہوں جو زندہ کرتا ہوں، میں مارتا ہوں، میں اول و آخر ظاہر و باطن ہوں۔

اصحاب غصے ہو گئے اور کہنے لگے: آپ نے کفر کیا۔ پھر وہ اٹھ گئے۔

حضرتؑ نے دروازے سے فرمایا: اے دروازہ! ان لوگوں پر بند رہنا۔

دروازہ بند ہو گیا۔

پس آپؑ نے فرمایا: میں نے کہا تھا کہ میرا کلام دشوار ہے اور دانا افراد کے علاوہ کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ آؤ تا کہ تمہیں تفصیل سے بتاؤں۔

یہ کہہ کر میں نے کہا: میں نے برتری حاصل کی اور شکست دی۔ بتایا کہ میں نے اس شمشیر سے تم پر برتری

---

[1] غیبت طوسی: ۱۴۹

حاصل کی اور تمہیں شکست دی۔ یہاں تک کہ تم خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے تھے۔

یہ کہ میں نے کہا کہ میں زندہ کرتا ہوں میں مارتا ہوں یعنی میں اسلام کو زندہ کرتا ہوں اور بدعت کو مارتا ہوں۔

یہ کہ میں نے کہا: میں اول ہوں یعنی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو قبول کرنے والا پہلا فرد ہوں۔

اور یہ کہ میں نے آخر ہوں یعنی میں آخری ہوں جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس پہنا اور اسے دفن کیا۔

اور یہ کہ میں ظاہر و باطن ہوں۔ یعنی علم ظاہر و باطن میرے پاس ہے۔ [1]

۵۸۔ قائم آل محمد علیہم السلام کا علم

اس موضوع پر بعض مطالب بیان ہو چکے ہیں کمال الدین میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کتاب الٰہی کا علم، سنت رسولؐ ہمارے مہدی کے دل میں رشد کرے گا۔ جس طرح بہترین طریقے سے گھاس اُگتی ہے۔

پس تم میں سے اگر کوئی باقی رہے تو ان کا دیدار کرنا۔ جب ان کو دیکھو تو یہ کہو: اے صاحب خانہ سلام ہو،

---

[1] بحار الانوار: ج ۴۲، ص ۱۸۹، الاختصاص: ۱۶۳

روایت کی عربی یہ ہے جو کہ اختصاص سے لی گئی ہے:

رُوِيَ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام كَانَ قَاعِداً فِي الْمَسْجِدِ وَ عِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَقَالُوا لَهُ حَدِّثْنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لَهُمْ وَيْحَكُمْ إِنَّ كَلَامِي صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لَا يَعْقِلُهُ إِلَّا الْعَالِمُونَ قَالُوا لَا بُدَّ مِنْ أَنْ تُحَدِّثَنَا قَالَ قُومُوا بِنَا فَدَخَلَ الدَّارَ فَقَالَ أَنَا الَّذِي عَلَوْتُ فَقَهَرْتُ أَنَا الَّذِي أُحْيِي وَ أُمِيتُ أَنَا الْأَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ فَغَضِبُوا وَ قَالُوا كَفَرَ وَ قَامُوا فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام لِلْبَابِ يَا بَابُ اسْتَمْسِكْ عَلَيْهِمْ فَاسْتَمْسَكَ عَلَيْهِمُ الْبَابُ فَقَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنَّ كَلَامِي صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لَا يَعْقِلُهُ إِلَّا الْعَالِمُونَ تَعَالَوْا أُفَسِّرْ لَكُمْ أَمَّا قَوْلِي أَنَا الَّذِي عَلَوْتُ فَقَهَرْتُ فَأَنَا الَّذِي عَلَوْتُكُمْ بِهَذَا السَّيْفِ فَقَهَرْتُكُمْ حَتَّى آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ أَمَّا قَوْلِي أَنَا أُحْيِي وَ أُمِيتُ فَأَنَا أُحْيِي السُّنَّةَ وَ أُمِيتُ الْبِدْعَةَ وَ أَمَّا قَوْلِي أَنَا الْأَوَّلُ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ أَسْلَمَ وَ أَمَّا قَوْلِي أَنَا الْآخِرُ فَأَنَا آخِرُ مَنْ سَجَّى عَلَى النَّبِيِّ ثَوْبَهُ وَ دَفَنَهُ وَ أَمَّا قَوْلِي أَنَا الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ فَأَنَا عِنْدِي عِلْمُ الظَّاهِرِ وَ الْبَاطِنِ قَالُوا فَرَّجْتَ عَنَّا فَرَّجَ اللَّهُ عَنْكَ.

اے خانہ نبوت و مرکز علوم و عظمت رسالت۔ [1]

بحار الانوار میں نعمانی اپنی سند سے امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد گرامی سے نقل کیا: ایک آدمی حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ سے عرض کرنے لگا ہمیں مہدی علیہ السلام کے بارے بتائیں آپؑ نے فرمایا: جب کئی صدیاں گزر جائیں اور نسلیں ختم ہو جائیں و مومنین کم ہو جائیں۔ امام زمانہ علیہ السلام کے اصحاب چلے جائیں۔ پس وہی جگہ ہے۔

اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ مرد کا کس طائفہ سے تعلق ہے؟ آپؑ نے فرمایا: بنی ہاشم سے اپنے اہل خانہ نے اس پر جفا کیا۔

آپؑ نے حضرت قائم علیہ السلام کی صفات بیان کرنا شروع کیں اور فرمایا: تم سے زیادہ پناہ دینے والا ہے، اس کا علم تم سے زیادہ، صلہ رحمی سبقت کرنے والا، خدایا! جب ان کی بیعت ہو تو غم و اندوہ کو دور فرما اور امت کو تفرقہ سے نجات دے۔ پس جب خدا نے تمہیں ان کا دیدار نصیب کیا تو قطعی ارادہ رکھو۔ جب آپؑ کا دیدار ہو تو کسی کی طرف نہ جانا۔ صرف ان کا ساتھ دینا۔ پھر اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا اور آہ لی اور خود شدت اشتیاق کا اظہار فرمایا۔ [2]

۵۹۔ قائم آل محمد علیہم السلام کے ظہور سے عزت اولیاء

ہم دعائے ندبہ میں پڑھتے ہیں: این معز الاولیا، وعذل الاعداء۔ کہاں ہیں اولیاء کو عزیز کرنے والے اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والے۔

کمال الدین میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: گویا اصحاب مہدی کو دیکھ رہا ہوں کہ جس نے مشرق و مغرب کو پر کر رکھا ہے۔ تمام موجودات حتیٰ کہ حیوانات درندے اور وحشی پرندے آپؑ کی اطاعت کریں گے اور ہر کام میں آپؑ سے راضی ہوں گے۔

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۵۳

[2] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۱۵

امام زمانہ علیہ السلام کے ایک صحابی مجھے ملے۔[1]

۶۰۔ قائم علیہ السلام کے دشمنوں پر عذاب

حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت: وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ۔[2] (اور اگر ہم ان پر عذاب نازل کرنے میں ایک مقررہ مدت تک تاخیر بھی کر دیں تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ کون سی چیز نے اسے روک رکھا ہے؟) کے بارے میں پوچھا: عذاب قائم آل محمد علیہم السلام اور امت معدود، اہل بدر اور حضرت کے اصحاب ہیں۔

علی بن ابراہیم اس آیت "سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ"[3] (ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا) کے بارے میں پوچھا: صلح ہے جو مغرب کی طرف سے آئے گی۔ بنی امیہ کا خاندان جلایا جائے گا اور آل محمد علیہم السلام کے گھر کو بھی جلا دیں گے اور وہ مہدی ہے اس کے بعد میں بحث آئے گی۔

۶۱۔ قائم علیہ السلام کی عدالت

آپ ایک زیبا ترین صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ آپؑ عدل وانصاف کریں۔ آپؑ عدل کا لقب دیا گیا ہے وہ دعا جو ماہ رمضان آپؑ ہی سے نقل ہوئی ہے۔ جسے دعا افتتاح بھی کہتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلىٰ وَلِيِّ أَمْرِكَ۔ الْقَائِمِ الْمُؤَمَّلِ وَالْعَدْلِ الْمُنْتَظَرِ.

کمال الدین میں ابی سے روایت نقل ہوئی۔ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت قائم علیہ السلام کے صفات بیان

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۷۳

[2] سورۂ ہود: ۸

[3] سورۂ معارج: ۱

فرمائے

أوّل العدل و آخره.

اول و آخر عدل وہی ہیں۔

کم ہی احادیث ایسی ہیں جن میں کلمہ عدل نہ ہو۔ کمال الدین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بے شک میرے خلفا و اوصیا مخلوق خدا حجت الٰہی بارہ ائمہ ہیں۔............... میں نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا۔ [1]

بہت سی احادیث میں ملتا ہے کہ آخر الزمان میں حاکم و قاضی لوگ ظلم و ستم کریں گے۔ پس جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے ظلم کو ختم کریں گے اور حکومت عدل و انصاف والی ہوگی۔ تمام دنیا میں عدالت قائم ہوگی۔ لہٰذا حضرت امام صادق علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا، جو بحار میں غیبت نعمانی سے نقل ہوا ہے: خدا کی قسم! ہر گھر میں عدل ہوگا، جس طرح موسم گرما اور سرما داخل ہوتا ہے۔ [2]

۶۲۔ ہدایت پر ہوائے نفس

حضرت امیر علیہ السلام امام زمانہ علیہ السلام کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں وہ سوائے نفس کو مطیع اور ہدایت کے تابع بنائے گا۔ [3]

۶۳۔ حضرت قائم علیہ السلام کی عطا

---

[1] کمال الدین: ج۱، ص۲۸۰

[2] بحار الانوار: ج۵۲، ص۳۶۲

[3] بحار الانوار: ج۵۱، ص۱۳۰

اہل سنت کے ذریعے بحار اور غایۃ المرام میں رسول خداؐ سے روایت نقل ہوئی کہ آپؐ نے فرمایا:

جب زمانے میں نشیب وفراز آئیں گے وفتنہ عام ہوں گے تو ایک ایسا آدمی آئے گا جس کی بخشش گوارا ہے۔[1]

میں کہتا ہوں حضرت قائم آل محمدؑ کی یہ عطا اس لئے ہے کیونکہ ظہور سے پہلے تنگی وسختی میں ہوں گے۔ اس آیت "وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ"[2] (اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے خوف وخطر، اور کچھ بھوک (وپیاس) اور کچھ مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ) کی تفسیر میں حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ یہ حضرت قائمؑ کے قیام کے وقت مومنین کے لئے ہے۔[3]

کمال الدین میں حدیث ابراہیم کرخی نے حضرت امام صادقؑ سے نقل کیا اور حضرت قائمؑ کی صفات میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اے ابراہیم! وہ شیعوں کو شدید مشکلات وسختیوں سے نجات دلانے والے ہیں۔[4]

آیت حمعسق[5] کی تفسیر میں امام باقرؑ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "حم" حتمی ہونا "ع" عذاب "س" سال۔ سال خشکی وقحط ہے جیسا حضرت یوسفؑ کے زمانے میں قحط آیا تھا ویسے ہی آخری زمان میں بھی واقع ہوگا۔[6]

تم پر مخفی نہ رہے کہ کشایش شدت کے بعد ہے فشار ومشقت کے بعد عطا ہے۔ اس حدیث کے اول میں حضرت نے اشارہ فرمایا: جب فتنہ عام ہوں گے.................[7]

ایک اور حدیث میں حضرت سے ملتا ہے: اس زمانے میں مال اور روزگار زیادہ ہوں گے۔ ایک آدمی کہتا

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۸۲
[2] سورۂ بقرہ: ۱۵۵
[3] البرہان: ج ۱، ۱۶۷
[4] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۳۵
[5] سورۂ شوریٰ: ۱
[6] المحجۃ: ۱۹۰
[7] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۰۵

ہے: اے مہدی! مجھے دے دیں، پس فرماتے ہیں: لے لو۔ [۱]

۶۴۔ لوگوں سے قائم علیہ السلام کی عزلت

بعض مطالب پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ ایک صحیح روایت میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

نا چار صاحب امر کے لئے غیبت ہوگی اور غیبت کے زمانے میں حضرت لوگوں سے عزلت یعنی گوشہ نشینی اختیار کریں گے اور کتنی اچھی منزل ہے (مدینہ) اور تیس وحشی افراد کے ساتھ نہیں ہے۔ [۲]

علی بن مہزیار کے واقعہ میں جو کمال الدین میں ذکر ہوا ہے، حضرتؑ سے ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

میرے والد گرامی نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ پنہانی سرزمین دور سکونت اختیار کروں تا کہ مخفی رہوں۔ تا کہ ظالموں کے شر سے محفوظ رہوں۔ [۳]

۶۵۔ قائم علیہ السلام کی عبادت

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: شب بیداری کی وجہ سے ان کا رنگ زرد ہوگا۔

میں کہتا ہوں: یہ وہی معنی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

---

[۱] غایۃ المرام: ۷۰۲

[۲] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۵۷

[۳] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۴۷

وَجْهُهُ كَالدِّيْنَارِ.[1]

ان کا چہرہ سونے کی مانند ہے۔

۶۶۔ قائم علیہ السلام کی غیبت

یہ غیبت حضرت قائم علیہ السلام پروردگار کے حکم سے واقع ہوئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اطہار نے اس غیبت کے واقع ہونے کی خبر دی ہے۔

کمال الدین میں ملتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہے اس کا نام میرا نام، اس کی کنیت میری کنیت ہے۔ خلق و خلق کے لحاظ سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہوں گے۔ ان کی غیبت میں امت گمراہ ہوجائے گی پھر ایک چمکتے ہوئے ستارے کی مانند قائم ظاہر ہوں گے زمین کو عدل و انصاف سے پھیر دیں گے جیسا پہلے وہ ظلم وستم سے پُر ہوگی۔[2]

نیز حضرت فرماتے ہیں کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے اس کے لئے غیبت ہے جس میں امت گمراہ ہوگی۔ انبیاء کا ذخیرہ لایا جائے گا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے پہلے ظلم وستم سے پُر ہوگی۔[3]

آنحضرتؐ نے فرمایا: خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو امام زمانہ علیہ السلام کا زمانہ پائیں گے۔ قیامت سے پہلے ان کے لئے غیبت ہے اور لوگ آپ کی پیروی کریں گے۔ میرے دوستوں کے دوست ہوں گے اور میرے دشمنوں سے بیزار ہوں گے۔

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ عزیز ترین ہوں گے۔[4]

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے اپنے بیٹے حسین علیہ السلام سے فرمایا: اے حسینؑ! تیری اولاد میں

---

[1] بحار الانوار: ج۵۱، ص۷۷

[2] کمال الدین: ج۱، ص۲۸۶

[3] کمال الدین: ج۱، ص۲۸۷

[4] کمال الدین: ج۱، ص۲۸۶

سے نواں قائم آل محمد علیہم السلام ہیں جو دین کو وسیع کریں گے اور عدالت کو رائج کریں گے۔

امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: اے امیر المومنین! کیا یہ ہو کر رہے گا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! جس نے محمدؐ کو مبعوث فرمایا اور تمام پر ان کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد ایک غیبت کا زمانہ آئے گا۔ جس میں صرف مخلص افراد دین پر ثابت قدم رہیں گے۔ جنہوں نے ہماری ولایت سے تمسک کیا اور جن کے دلوں میں ایمان ہو۔ ایسے لوگوں کی روح القدس نے تائید فرمائی ہے۔ [1]

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے: میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ آپؑ فکر میں گم تھے اور انگلی زمین میں دباتے تھے۔

میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! کیا آپ خلافت میں رغبت رکھتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم! نہ وہ اور نہ دنیا کے مور میں مجھے کوئی رغبت ہے۔ لیکن میں ایسے بچے کی ولادت کے بارے میں فکر کر رہا ہوں جو میری اولاد میں سے ہے جس پر گیارہواں فرزند یعنی حضرت مہدی علیہ السلام جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کردے گا جس طرح پہلے ظلم و ستم سے پُر ہوگی اس کے لئے ایک غیبت ہے جس میں ایک قوم گمراہ اور ایک قوم ہدایت پائے گی۔

اے امیر المومنین علیہ السلام! کیا یہ ہو کر رہے گا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں وہ پیدا ہو کر رہیں گے۔ [2]

آپؑ ہی نے فرمایا: ہمارے قائم کے لئے غیبت ہے جس کی مدت طولانی ہوگی گویا میں شیعیان کو دیکھ رہا ہوں کہ جس طرح جانور چراگاہ میں جاتے ہیں لوگ بھی ایسے ہوں جو آپؑ کو نہیں دیکھیں گے۔

آگاہ رہو! پس ان میں سے جو شخص اپنے دین پر ثابت رہے گا اور غیبت طولانی ہونے کی وجہ سے دل میں قساوت نہ ہوگی ایسا شخص ہمارے درجے میں ہمارے ساتھ ہوگا۔ پھر فرمایا: جب ہمارے قائم آل محمد علیہم السلام قیام کریں گے تو کسی کے لئے ان کی بیعت نہیں۔ لہٰذا ان کی ولادت مخفی اور خود غائب ہوگا۔ [3]

---

[1] کمال الدین: ج۱، ص ۳۰۴

[2] کمال الدین: ج۱، ص ۲۹۸

[3] کمال الدین: ج۱، ص ۳۰۳

نیز آنحضرتؑ سے منقول ہے جب حضرت قائم علیہ السلام کا ذکر ہو، فرمایا: لیکن وہ غائب ہوگا حتیٰ کہ جاہل آدمی کہے گا خدا کو آل محمد علیہم السلام کی ضرورت نہیں ہے۔ [1]

حضرت حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عیسیٰؑ آپؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے...... [2]

حضرت حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس امت کا قائم آل محمد علیہم السلام میری اولاد میں سے نواں فرد ہے وہ غائب ہے۔........ ہمارے اہل بیتؑ کا تسلیم ہو۔ [3]

اس آیت: "فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾" (تو نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے۔ سیدھے چلنے اور چھپ جانے والے ستاروں کی) [4] کے بارے میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک مولود ہے جو آخرالزمان ہے وہ اس عترت سے مہدی ہے۔ ان کے لئے غیبت ہوگی۔ بعض گروہ گمراہ اور بعض ہدایت پائیں گے۔ [5]

ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:........ تمہارے لئے حلال نہیں ہوگا۔ [6]

نیز امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نزدیک ترین و پسندیدہ ترین لوگوں کی حالت خدا کی نسبت اس وقت ہوگی جب وہ قائم حجت الٰہی کو نہیں پائیں گے اور ان کے لئے آشکار نہیں ہوں گے۔

ایک آنکھ جھپکنے میں حجت خدا کو ان سے پنہاں نہیں کریں گے۔ [7]

آپؑ ہی سے منقول ہے کہ غیبت چھٹے فرزند کے زمانے میں ہوگی اور وہ بارہ ائمہ میں سے بارہویں امام ہوں گے۔.......... جیسا پہلے ظلم و ستم سے پُر ہوگی۔ [8]

---

[1] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۰۳
[2] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۱۴
[3] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۲۳
[4] سورۂ تکویر: ۱۵، ۱۶
[5] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۳۰
[6] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۳۸
[7] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۳۹
[8] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۴۲

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھائی علی بن جعفر سے مروی ہے: جب پانچواں فرزند آٹھویں ائمہ میں سے غائب ہوگا..................ان کی پیروی کرتے۔ [1]

حسین بن خالد سے منقول ہے:

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو پرہیز گار نہ ہو اس کا دین نہیں اور جو تقیہ نہیں کرتا اس کا ایمان نہیں ....جواب میں لکھا: جب تمہارا قائم آل محمد علیہم السلام ظالمین کی سرزمین سے غائب ہوں گے فرج کے لئے متوقع رہو۔ [2]

احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری سے منقول ہے: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ارادہ کیا کہ آپؑ سے ان کے بعد ان کے جانشین کے بارے میں سوال کروں ....شاکرین میں سے بنو کہ کل روزِ قیامت ہمارے ساتھ اعلیٰ درجے پر فائز ہو گے۔ [3]

ابو محمد حسن بن محمد المکتب سے منقول ہے: اس سال کہ جب شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری نے وفات پائی۔ میں بغداد میں تھا۔ اس کی وفات سے چند روز پہلے اس کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا ایک دستخط والی روایت لوگوں کے لئے لے آیا کہ جس کی عبارت یہ تھی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے علی بن محمد سمری!

..................وہ اس کی آخری بات تھی جو سنی گئی۔ [4]

یہاں پر ہم چند مغیر نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

نکتہ: اول

حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت کے دو قسم کے سبب ہیں:

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۷۷

[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۸۰

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۸۲

[4] کمال الدین: ج ۲، ص ۵۱۶

قسم اول:

وہ یہ ہے کہ ہمارے لئے بیان نہیں ہوا اور ظہور کے بعد ہمارے لئے آشکار ہوگا۔ شیخ صدوق اپنی سند سے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے روایت نقل کرتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: بے شک قائم آل محمد علیہم السلام کے لئے غیبت طولانی ہے اور اس سے گریز نہیں ہے کہ اس زمانے میں ہر باطل فرد تردید و شک میں پڑ جائے گا۔ میں نے عرض کیا: کیوں؟ قربان جاؤ! آپؑ نے فرمایا: اس امر کو آشکار کرنے کا ہمیں اذن حاصل نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: پس ان کی غیبت میں کیا حکمت ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ حکمت ہے جو آپ سے پہلے اولیاء و حجت الٰہی افراد کے لئے تھی۔ البتہ قائم آل محمد علیہم السلام کی غیبت کی حکمت ان کے ظہور سے پہلے معلوم نہیں ہوگی۔ جس طرح حضرت خضر نے کشتی میں سوراخ کیا، نوجوان کو قتل کیا اور دیوار کو بنانا، ان سب امور کی حکمت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم نہ تھی۔ لیکن جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا۔

اے فضل کے بیٹے! یہ غیبت امر الٰہی ہے، سر خدا اور غیبت خدا ہے چونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا حکیم ہے گواہی دیتا ہوں کہ ان کے تمام کام حکمت پر مبنی ہیں۔ اگر چہ اس کی علت ہمارے لئے واضح اور آشکار نہیں ہے۔ [1]

احتجاج میں دستخط والی روایت جو قائم آل محمد علیہم السلام سے منقول ہے: میری غیبت کی علت کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۔ [2]

اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو۔ کہ جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

میرے آباؤ اجداد کے زمانے میں ہر امام کی بیعت واجب تھی۔ لیکن اس حال میں خروج کروں گا کہ کسی ظالم کی بیعت مجھ پر نہیں ہوگی۔ [3]

قسم دوم: وہ یہ ہے کہ ہمارے آئمہ نے ہمارے لئے بیان فرمایا:

اس کی چند اقسام ہیں:

---

[1] علل الشرائع: ج ۱، ص ۲۴۵

[2] سورۂ مائدہ: ۱۰۱

[3] احتجاج: ج ۲، ص ۲۸۴

۱۔قتل ہونے کا ڈر:

یہ بحث خوف و دار میں بیان ہو چکی ہے پس آپؑ کی غیبت کی ایک علت یہ ہے کہ انہیں قتل کا خطرہ تھا پس آپؑ پر واجب ہے تلوار و اسلحہ سے قیام کریں۔ اگر آپ قیام نہ کریں تو دشمن آپؑ کو قتل کر دیں گے جس طرح پہلے ان کے آباء واجداد کو ظلم و ستم سے شہید کیا۔

۲۔کوئی ظالم آپؑ سے بیعت نہیں لے گا۔

۳۔لوگوں کے امتحان وآزمائش کے لئے:

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ۔ [1]

نیز اللہ اس (ابتلاوآزمائش) سے یہ چاہتا تھا کہ خالص اہل ایمان کو چھانٹ کر الگ کر دے اور کافروں کو رفتہ رفتہ مٹا دے۔

امام رضاؑ سے مروی ہے کہ خدا کی قسم! قائم آل محمدؑ کا ظہور اس وقت ہوگا جب اس سے پہلے مومنین ومنافقین کا امتحان نہ ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ جہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ سوائے نادرترین نادرترین۔

نعمانی سے امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امیرؑ کے زمانے میں دریائے فرات میں طوفان آیا۔ پس آپؑ کے ساتھ آپؑ کے دو بیٹے حسن وحسین سوار ہوئے اور گئے۔ جب ثقیف کے طائفہ نے یہ سنا تو فوراً انہوں نے کہا: علیؑ آئے ہیں تاکہ پانی کو واپس کریں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اور میرے یہ دو فرزند شہید ہوں گے اور خدا آخرالزمان میں ضرور ایک امام کو بھیجے گا جو میری اولاد میں سے ہوگا۔ البتہ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوں گے۔ تاکہ گروہ گروہ مشخص ہو جائے۔ جہاں تک کہ ایک نادان آدمی یہ کہے گا کہ خدا کو آل محمدؑ کی ضرورت نہیں۔ [2]

۴۔انبیائے الٰہی کی سنن آپؑ میں ہوں گی:

حدیث سدیر میں امام صادقؑ سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے قائم آل محمدؑ کے لئے غیبت

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۴۱

[2] غیبت نعمانی: ۱۴۰

ہے کہ جس کی مدت طولانی ہوگی۔

میں نے عرض کیا: کیوں یابن رسولؐ اللہ!

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ انبیاء الٰہی کی سنن آپؑ کی غیبت میں جاری ہوں۔

اے سدیر! ناگزیر ہے کہ ان کی مدت ختم ہو جائے۔

خدا فرماتا ہے:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔[1]

تمہیں یونہی (تدریجاً) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے (اور ایک ایک منزل طے کرنی ہے)۔

یعنی ان کی سنن جو تم سے پہلے تھے۔[2]

۵۔ خدا کی امانت ضائع نہ ہو جائے

یعنی مومنین جو کہ کافروں سے پیدا ہوں گے جیسا کہ علل الشرائع اور کمال الدین میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ابن ابی عمیر کہ جس نے اسے یاد کیا اس سے کہا یعنی چھٹے امام سے عرض کیا: امیر المومنینؑ نے پہلے ہی مخالفین سے جنگ کیوں نہ کی

آپ نے فرمایا: اس آیت لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔[3] (اگر وہ (اہلِ ایمان) الگ ہو جاتے تو ہم ان (اہلِ مکہ) میں سے کافروں کو دردناک سزا دیتے) کی بنا پر آپ نے ایسا نہیں کیا۔[4]

۶۔ ہمارے برے اعمال کی وجہ سے:

ہم جب کوئی خلاف کام انجام دیتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں تو یہ بھی آپ کے ظہور کا ایک مانع ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جان لو! زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی لیکن لوگوں کے ظلم وستم و اسراف کی وجہ سے خدا ان کے دیدار سے محروم رکھے گا۔[5]

---

[1] سورۂ انشقاق: ۱۹

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۴۲

[3] سورۂ فتح: ۲۵

[4] علل الشرائع: ۱۴۷

[5] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۱۳

امام باقرؑ نے فرمایا: اے ثابت! خداوند عالم نے اس کو ستر سال قرار دیا تھا لیکن چونکہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ غضب الٰہی زمین پر سخت ہو گیا اور اسے ایک سو چالیس سال تاخیر کر دیا۔ ہم نے یہ مطلب تمہیں کہا اور تم نے اسے آشکار کر دیا اور اس راز کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ لہٰذا خدا نے بھی اسے مؤخر کر دیا۔ اب اس کا وقت ہمارے علم میں نہیں ہے۔

خدا نے فرمایا:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ.[1]

خدا جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہے ثابت رکھتا ہے اور لوح محفوظ اس کے پاس ہے۔

ابو حمزہ ثمالی کہتا ہے: یہ گفتگو کو امام صادقؑ کی خدمت میں بھی عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: مطلب اسی طرح ہے۔[2]

ابو بصیر امام صادقؑ سے روایت نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں نے حضرت سے عرض کیا: قربان جاؤں! امام زمانہؑ کا خروج کس وقت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! ہم وہ خاندان ہیں جو وقت معین نہیں کرتے اور بے شک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ.

وقت معین کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں۔

اے ابو محمد! قائم کے ظہور سے پہلے پانچ حتمی علامات ہیں:

۱۔ ماہ رمضان میں آسمان سے ندا آئے گی۔

۲۔ سفیانی کا خروج ہوگا۔

۳۔ خراسانی کا خروج ہوگا۔

---

[1] سورۂ رعد: ۳۹

[2] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

ہے کہ جس کی مدت طولانی ہوگی۔

میں نے عرض کیا: کیوں یا بن رسولؐ اللہ!

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ انبیاء الٰہی کی سنن آپؑ کی غیبت میں جاری ہوں۔

اے سدیر! ناگزیر ہے کہ ان کی مدت ختم ہو جائے۔

خدا فرماتا ہے:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔ [1]

تمہیں یونہی (تدریجاً) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے (اور ایک ایک منزل طے کرنی ہے)۔

یعنی ان کی سنن جو تم سے پہلے تھے۔ [2]

۵۔ خدا کی امانت ضائع نہ ہو جائے

یعنی مومنین جو کہ کافروں سے پیدا ہوں گے جیسا کہ علل الشرائع اور کمال الدین میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ابن ابی عمیر کہ جس نے اسے یاد کیا اس سے کہا یعنی چھٹے امام سے عرض کیا: امیر المومنینؑ نے پہلے ہی مخالفین سے جنگ کیوں نہ کی

آپ نے فرمایا: اس آیت لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔ [3] (اگر وہ (اہلِ ایمان) الگ ہو جاتے تو ہم ان (اہلِ مکہ) میں سے کافروں کو دردناک سزا دیتے) کی بنا پر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ [4]

۶۔ ہمارے برے اعمال کی وجہ سے:

ہم جب کوئی خلاف کام انجام دیتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں تو یہ بھی آپ کے ظہور کا ایک مانع ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جان لو! زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی لیکن لوگوں کے ظلم وستم و اسراف کی وجہ سے خدا ان کے دیدار سے محروم رکھے گا۔ [5]

---

[1] سورۂ انشقاق: ۱۹

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۴۲

[3] سورۂ فتح: ۲۵

[4] علل الشرائع: ۱۴۷

[5] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۱۳

قائم آل محمد علیہم السلام کے دستخط والی روایت کو شیخ مفید نے اس طرح نقل کیا: اگر ہمارے پیمان کی وفا ترین تو انہیں جلدی نعمتیں ملیں گی اور ہمارے دیدار کی سعادت کامل معرفت سے بہرہ مند ہوگے۔[1]

نکتہ دوم:

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ قائم آل محمد علیہم السلام کی دو غیبت ہیں:

(۱) صغریٰ (۲) کبریٰ

غیبت صغریٰ کی مدت آپؑ کی ولادت سے لے کر سمری کی وفات تک ہے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات آٹھ ربیع الاول دو سو ساٹھ ہجری میں ہوئی اور سمری نے پندرہ شعبان تین سو اٹھائیس (۳۲۸ھ) میں وفات پائی۔ لہٰذا غیبت صغریٰ اڑسٹھ (۶۸) سال بنتے ہیں۔

نکتہ سوم:

غیبت کبریٰ کے لئے۔ اس کی ابتدا سمری کی وفات سے ہے اور انتہا معلوم نہیں ہے بلکہ فرمان خدا کے تابع ہے۔

اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔ بحار الانوار میں شیخ طوسی اپنی سند سے فضیل سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا قائم علیہ السلام کے لئے کوئی وقت ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ.[2]

جو وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس میں آپؑ نے فرمایا: جب امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا وقت معین کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں ہم نے نہ ماضی میں وقت معین کیا اور نہ آئندہ وقت معین کریں گے۔[3]

کتاب المحجة میں فضل بن عمر سے منقول ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا امام مہدی کے

---

[1] احتجاج: ج۲، ص۳۲۵

[2] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

[3] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

ظہور کا وقت معین ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو؟ آپؑ نے فرمایا: ہم ان کے وقت معین کریں؟ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! علت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کیونکہ وہ ساعت ہے کہ خدا فرماتا ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ. [1]

(اے رسول) لوگ آپ سے قیامت کی گھڑی کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار کے ہی پاس ہے اسے اس کا وقت آنے پر وہی ظاہر کرے گا۔

ایک صحیح خبر میں محمد بن مسلم حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب لوگوں نے تیرے لئے وقت معین کیا تو ڈرنا مت اور تکذیب بھی نہ کرنا کیونکہ ہم کسی کے لئے وقت معین نہیں کرتے۔ [2]

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام سے سوال ہوا: کیا امام قائم علیہ السلام کی حکومت کے لئے وقت معین ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، کیونکہ خدا کا علم وقت کو معین کرنے والوں پر غالب ہے۔ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس رات میقات کا وعدہ دیا اور بعد میں دس رات کا اضافہ کیا گیا۔

نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ دس رات کو جانتا تھا اور نہ بنی اسرائیل جانتی تھی کیونکہ جب تیس رات گزریں تو بنی اسرائیل نے کہا: موسیٰ نے ہمیں فریاد دی۔ لہٰذا انہوں نے گوسالہ کی پوجا شروع کردی لیکن جب لوگوں میں فقر اور غربت زیا سوئی۔ ایک دوسرے کو قبول نہیں کیا اور انکار کیا۔ اس زمانے میں ہر صبح وشام قائم آل محمد علیہم السلام کے ظہور کی انتظار میں رہو [3]

ایک روایت صحیح میں ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے: ستر سال تک مصائب ہیں اور بلا کے بعد آرام ہوگا۔ اب وہ ستر سال تو گزر چکے ہیں اور آرام نہیں دیکھا۔

---

[1] سورۂ اعراف: ۱۷۸

[2] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

[3] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ثابت! خداوند عالم نے اس کو ستر سال قرار دیا تھا لیکن چونکہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ غضب الٰہی زمین پر سخت ہو گیا اور اسے ایک سو چالیس سال تاخیر کر دیا۔ ہم نے یہ مطلب تمہیں کہا اور تم نے اسے آشکار کر دیا اور اس راز کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ لہٰذا خدا نے بھی اسے مؤخر کر دیا۔ اب اس کا وقت ہمارے علم میں نہیں ہے۔

خدا نے فرمایا:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ.[1]

خدا جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہے ثابت رکھتا ہے اور لوح محفوظ اس کے پاس ہے۔

ابوحمزہ ثمالی کہتا ہے: یہ گفتگو کو امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھی عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: مطلب اسی طرح ہے۔[2]

ابوبصیر امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں نے حضرت سے عرض کیا: قربان جاؤں! امام زمانہ علیہ السلام کا خروج کس وقت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! ہم وہ خاندان ہیں جو وقت معین نہیں کرتے اور بے شک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ.

وقت معین کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں۔

اے ابومحمد! قائم کے ظہور سے پہلے پانچ حتمی علامات ہیں:

۱۔ ماہ رمضان میں آسمان سے ندا آئے گی۔

۲۔ سفیانی کا خروج ہوگا۔

۳۔ خراسانی کا خروج ہوگا۔

---

[1] سورۂ رعد: ۳۹

[2] غیبت شیخ طوسی: ۲۶۲

۴۔ نفس زکیہ کو قتل کر دیا جائے گا۔

۵۔ بیداء نامی زمین دھنس جائے گی۔[1]

بحار الانوار میں مروی ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا علم خدا کے پاس ہے اور جو اس کے لئے وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔[2]

نکتہ چہارم:

یہ کہ ائمہ نے امام زمانہ علیہ السلام کی ہر دو غیبت کے بارے میں خبر دی ہے۔ بحار میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ائمہ کی تعداد کو شمار کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا: پھر ان کا امام ان سے غائب ہوں گے۔ ایک دوسرے سے زیادہ طولانی ہے۔

راوی کہتا ہے: اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور بلند آواز سے فرمایا: ہوشیار رہو! ساتویں امام سے پانچویں امام جب غائب ہوں گے۔ علیؑ نے فرمایا: میں نے پوچھا: یا رسولؐ اللہ! غیبت کے وقت کیا حالت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: صبر کرے تا کہ خدا اسے خروج کریں گے اور ان کے سر پر میرا عمامہ، میری زرہ اور ذوالفقار ان کے ہمراہ ہوگی۔ منادی ندا دے گا، یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہے اس کی پیروی کرو۔[3]

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ صاحب زمان کے لئے دو غیبت ہیں۔[4]

ایک حدیث میں آپؑ سے مروی ہے کہ قائم آل محمد علیہم السلام کے لئے دو غیبت ہیں۔ ایک کہے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے اور معلوم نہیں کس بیابان میں چلے گئے ہیں۔[5]

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے حازم بن حبیب سے فرمایا: اے حازم! اس قائم کے لئے دو غیبت ہیں کہ دوسری میں وہ ظاہر ہوں گے۔ اگر کوئی اس کے پاس آئے اور کہے اس کی تصدیق نہ کر۔[6]

---

[1] غیبت نعمانی: ۲۸۹

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۱۱

[3] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۸۰

[4] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۵۵

[5] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۵۶

[6] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۵۴

ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ آپؑ کے لئے دو غیبت ہیں ایک چھوٹی اور دوسری طولانی۔ پہلی غیبت میں صرف آپؑ کے خاص افراد آپؑ کے گھر کو جانتے ہیں۔ [1]

نکتہ پنجم:

یہ کہ حضرت قائم علیہ السلام زمانہ غیبت میں لوگوں پر ناظر ہیں لیکن لوگ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

بحار میں نعمانی اپنی سند سے سدیر صیرفی سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے سنا حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم آل محمد علیہم السلام میں حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہ ہیں۔

میں نے عرض کیا: تم غیبت کی خبر دے رہے ہو؟

آپ نے فرمایا: یہ افراد معلون ہیں اور خنزیر کے مشابہ ہیں۔ کیوں اس کلام کا انکار کرتے ہیں؟

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی عقل مند اور صمیم تھے وہ یوسفؑ سے ملتے تھے ان سے باتیں کرتے اور ان سے معاملہ کرتے تھے۔ رفت و آمد تھی۔ جس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: میں یوسف ہوں اس وقت بھائیوں نے پہچانا۔ لہٰذا امت سرگردان کیسے انکار کرتے ہیں کہ جب خدا چاہے اپنی محبت کو مخفی رکھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ تھے اور یہ درمیانہ فاصلہ اٹھارہ دن کا تھا اگر خدا چاہتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی جگہ بتا دیتا۔ پس یہ امت کیسے انکار کرتی ہے کہ خدا نے آپؑ سے وہی معاملہ کیا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ تمہارا مظلوم پیشوا جس کا حق غضب ہو گیا اور صاحب امران کے درمیان رفت و آمد رکھتا ہے لوگوں کے بازاروں میں جاتا ہے ان کے فرشتوں پر پاؤں رکھتا ہے لیکن وہ نہیں پہچانتے؟ جب تک خدا انہیں اذن نہ دے کہ وہ ظہور کا اعلان کریں۔

چنانچہ یوسفؑ کو اجازت دی گئی۔ جب ان کے بھائیوں نے پوچھا: تم یوسفؑ ہو؟

اس نے کہا: ہاں میں وہی یوسف ہوں۔ [2]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: لوگ امام زمانہ علیہ السلام کو نہیں دیکھیں گے۔ پس وہ حج کے موسم ان کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں لیکن لوگ دیکھنے سے قاصر ہیں۔ [3]

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۵۵

[2] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۵۴

[3] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۵۱

۲۔ حضرت قائم علیہ السلام کی غربت:

غربت کے دو معانی ہیں:

ا۔ خاندان، وطن اور شہر سے دوری ۲۔ دوستوں اور یاروں کی کمی

حضرت قائم علیہ السلام آل محمد علیہم السلام میں دونوں معانی پائے جاتے ہیں پس اے اللہ کے بندو! اس کی نصرت کرو۔ اے اللہ کے بندو! ان کی مدد کرو۔ حضرت کا لوگوں سے عزت والی حدیث پہلے معنی پر دلالت کرتی ہے اور دوسری روایت جس میں کہا گیا ہے کہ جب آپ کے اصحاب خاص کر تعداد تین سو تیرہ ہو جائے گی خدا ان کا ظہور فرمائے گا۔ یہ مطلب دوسرے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ پس اے عقل مند انسان! غور کرو اور دیکھو کہ کیسے صدیاں اور سال گزر گئے ہیں اور حضرت کے لئے یہ تعداد میسر نہیں ہوئی اور یہ غربت پر بہترین شاہد ہے۔

اس معنی پر دوسری دلیل ایک روایت ہے کہ بحار میں غیبت شیخ طوسی میں نقل ہوا کہ: نفس زکیہ آل محمد علیہم السلام میں سے ایک جوان ہیں جن کا نام محمد بن حسن ہے جو بے جرم و گناہ قتل کیا جائے گا۔ اس وقت خدا قائم آل محمد علیہم السلام کا ایک گروہ کے ساتھ ظہور فرمائے گا۔ جب وہ خروج کریں گے لوگ ان کے حال پر گریہ کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ وہ جلد ہی دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہو جائیں گے۔ لیکن خدا ان کے لئے مشرق و مغرب کو ان کے لئے وسیع کر دے گا۔

جان لو! وہ حقیقی مسلمان ہیں آگاہ رہو! بہترین جہاد آخر زمانہ میں ہوگا۔ [1]

۶۷۔ قائم علیہ السلام کے زمانے میں مسلمانوں کی فتح

بعض مطلب بیان ہو چکے ہیں۔ کتاب الحجّة میں زرارہ سے روایت ہے: حضرت امام باقر علیہ السلام نے

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۶۱

اس آیت "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً"۔[1] (اور تمام مشرکین سے اسی طرح جنگ کرو جس طرح کہ وہ تم سب سے کرتے ہیں) کے بارے میں فرمایا ہے: کوئی شرک باقی نہیں رہے گا۔

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ [2]

تمام دین خدا کے لئے ہے۔

۶۸۔ قائم علیہ السلام کی برکت سے مومنین کا بے نیاز ہونا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم میں سے ایک مرد جستجو کرے گا کہ وہ اپنے مال سے احسان کرے گا اور اپنی زکات سے اس کی مدد کرے گا۔ لوگ روزی سے بے نیاز ہوں گے۔

۶۹۔ حق و باطل میں فرق

اس مطلب پر ایک روایت دلالت کرتی ہے جو بحار الانوار سے نقل کیا کہ اس نے کہا حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: دن اور راتیں ختم نہیں ہوں گے۔ جب تک آسمان سے ایک ندا نہ آجائے:

اے اہل حق! جدا ہو جاؤ! اے اہل باطل جدا ہو جاؤ۔

پس ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا:

أَصْلَحَكَ اللهُ.

کیا ندا آنے کے بعد پھر یہ دوبارہ جمع ہو جائیں گے؟

---

[1] سورۂ توبہ: ۳۶

[2] سورۂ انفال: ۳۹

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

خدا قرآن کریم میں فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۔ [1]

اللہ مومنوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس حال پر تم اب ہو۔ جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے۔ [2]

اسی کتاب میں حضرت امیر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں ملتا ہے کہ آپؑ نے ظہور کے واقعات کے بارے میں فرمایا: مشرق سے ماہ رمضان ایک منادی ندا دے گا۔ صبح سویرے ندا دے گا:

اے اہل ہدایت! جمع ہو جاؤ! شفق کی سرخی غائب ہونے کے بعد مغرب سے ایک ندا آئے گی۔

اے اہل باطل! جمع ہو جاؤ، کل خورشید کا ظہر کے وقت رنگ تبدیل ہوگا اور زرد ہو جائے گی پھر گھٹ اندھیرا ہو جائے گا۔ تیسرے دن خدا حق کو باطل سے جدا کرے گا۔ دابۃ الارض خروج کرے گا اور رومی کہف جوانوں تک آئیں گے۔ پس خدا اصحاب کہف کو ان کے کتے سمیت بیدار کرے گا۔ ان میں سے ایک کا نام ملیخا ہے۔ دوسرے کا نام فصلا اور دونوں شاہد ہیں حضرت قائم علیہ السلام کے تسلم ہوں گے۔

غیبت نعمانی سے ربان بن تغلب سے روایت ہے کہ اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: دنیا وآخرت کو نہیں پہنچے گی جب تک ایک منادی ندا نہ دے۔ اے اہل حق! جمع ہو جاؤ پس ان کو ایک زمین میں قرار دیا جائے گا۔ پھر دوبارہ ندا آئے گی۔ اے اہل باطل! جمع ہو جاؤ۔ پس وہ بھی ایک زمین پر جمع ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا: کیا یہ دو گروہ آپس میں جمع ہو سکتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! یہ ہے کہ خدا نے فرمایا:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۔ [3]

اللہ مومنوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس حال پر تم اب ہو۔ جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر

---

[1] سورۂ انفال: ۳۹

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۲۲۲؛ تفسیر عیاشی: ج ۱، ص ۲۰۷

[3] سورۂ انفال: ۳۹

دے۔

۷۰۔ قائم علیہ السلام کے ہاتھوں مومنین کے لئے فرج

اس مطلب پر ایک عبارت دلالت کرتی ہے جو دستخط والی روایات میں احتجاج میں اس طرح ملتا ہے:

وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَإِنَّ ذٰلِكَ فَرَجُكُمْ.[۱]

نیز روز جمعہ کی زیارت میں ہم پڑھتے ہیں:

هَذَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَ هُوَ يَوْمُكَ الْمُتَوَقَّعُ فِيهِ ظُهُورُكَ وَ الْفَرَجُ فِيهِ لِلْمُؤْمِنِينَ عَلَى يَدِكَ وَقَتْلُ الْكَافِرِينَ بِسَيْفِكَ.[۲]

آج کا دن روز جمعہ رہے۔ یہ آپ کا دن ہے مومنین کو تیری وجہ سے کشائش ملے گی کافر آپ کی تلوار سے قتل ہوں گے۔

نیز کمال الدین میں ابراہیم کرخی سے روایت ہے کہ اس نے کہا: ایک دفعہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا:..................ایسی کلام نے مجھے کبھی خوش نہیں کیا اور میری آنکھوں کو روشن نہیں کیا۔[۳]

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ظالموں کے دور میں مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں میں تم مردار کی مانند اور ان کے سامنے تم حقیر ہو گے۔

اور یہ فرمان خدا ہے:

حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا.[۴]

---

[۱] كمال الدين وتمام النعمة/ج2/485/45باب ذكر التوقيعات الواردة عن القائم ؑ..... ص: 482

[۲] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع/38/ يوم الجمعة وهو يوم صاحب الزمان صلوات الله عليه و باسمه وهو اليوم الذي يظهر فيه عجل الله فرجه..... ص: 37

[۳] کمال الدین: ج۱، ص ۳۳۴

[۴] سورۂ یوسف: ۱۱۰

یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہونے لگے اور خیال کرنے لگے کہ (شاید) ان سے جھوٹ بولا گیا ہے تو (اچانک) ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی۔

بحار میں غیبت شیخ طوسی سے روایت ہے کہ وہب بن منبہ نے ابن عباس سے ایک طولانی حدیث کو نقل کیا ابن عباس کہتے ہیں: اے وہب! خدا کی قسم! وہ میری اولاد میں سے نہیں ہے لیکن علیؑ کی اولاد میں سے ہے خوش نصیب ہیں وہ افراد جو ان کا زمانہ پائیں گے اور خدا ان کے وجود مبارک سے امت کو کشائش دے گا۔ حتیٰ کہ زمین عدل انصاف سے پر ہو جائے گی۔ [1]

حضرت امام صادق علیہ السلام کی دعا جو آپؑ کے بارے میں اکیس میں پڑھی جاتی ہے اور کتاب اقبال سے منقول ہے کہ یہ کہ اجازت دیں کسی کے کشائش سے اولیاء کے فرج اور.................. [2]

اے۔ کافروں کے ملک و شہر فتح ہوں گے

کتاب کمال الدین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

میرے بعد ائمہ کی تعداد بارہ ہے۔ یا علیؑ! پہلے تم ہو گے اور آخری قائم آل محمد علیہ السلام ہوگا۔ خدا اس کے دست مبارک سے شرق و غرب کو فتح کرے گا۔ [3]

بحار الانوار کی جلد نمبر ۹ میں امالی شیخ طوسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک حدیث میں جابر سے فرمایا: پس خدا نے نبوت کو مجھ پر ختم کیا اور علیؑ کی ولادت ہوئی پس ان کو وصیت کی۔ پھر ہمارے دونوں کے نطفے آپس میں ملے اور حسن و حسین پیدا ہوئے اور خدا نے ان پر اسباط سے نبوت کو ختم فرمایا اور میری اولاد اس میں قرار دی۔ نیز وہ جو شہر و ملک فتح کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے پھر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم و ستم سے پر بھی۔ [4]

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۷۶

[2] اقبال: ۲۰۱

[3] کمال الدین: ج ۱، ص ۲۸۲

[4] بحار الانوار: ج ۳۷، ص ۴۶، امالی شیخ طوسی: ج ۲، ص ۱۱۴

بحار کی تیرہویں جلد میں امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قائم آل محمدؑ تین سو سال حکومت کریں گے جتنی دیر اصحاب کہف غار میں رہے ہیں۔ زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردیں گے۔ جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے پُر ہوگی۔ پس خدا اس کے لئے شرق وغرق تک فتح قرار دے گا۔ اور لوگوں کو قتل کرے گا اور دین محمد کے علاوہ کچھ باقی نہ رہے گا اور سلیمان بن داوٴد کا سلوک کرے گا۔ آفتاب وچاند کو صدا دے گا وہ جواب دیں گے اس کے لئے زمین نورانی ہوگی۔ اس کی وصی ہوگی اور آپؑ وحی کے مطابق عمل کریں گے۔ [1]

کتاب غایۃ المرام میں اہل سنت رسول خداﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہے۔ آپ کا چہرہ چالیس سالگی اوران کی صورت ستارہ کی مانند درخشاں ہوگی۔ اور دائیں رخسار پر ایک سیاہ خال کا نشانہ ہوگا۔ اس کی دو عبائیں ہوں گی۔ ایک بنی اسرائیل ہے وہ گنج وخزانہ کو زمین سے باہر نکالیں گے۔ [2]

نیز آپؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک ہمارے خاندان میں سے ایک آدمی حکومت نہ کرلے۔ وہ قسطنطنیہ وجبل الدیلم کو فتح کرے گا۔ اگر دنیا میں عمر کا ایک دن باقی رہتا تو خدا اسے اتنا طولانی کرے گا تا اس کو فتح کرے گا۔ [3]

بحار میں امام صادقؑ سے منقول ہے جب مہدیؑ قائم آل محمدؑ ظہور کریں گے۔ ہر اقالیم میں ایک آدمی کو قرار دے گا اور اسے کہے گا۔ اگر کوئی موضوع تم پر عارضی ہوا اور تم اسے نہ سمجھ سکو کہ کیسے قضاوت کرنی ہے۔ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر دیکھو اور جو کچھ اس پر ہے اس پر عمل کرو اور لشکر قسطنطنیہ بھیجے گا۔ جو خلیج میں پہنچیں گے ایک چیز کو اپنے پاؤں سے لکھیں گے۔ وہ پانی پر چلیں گے۔ یہ آپؑ کے اصحاب ہیں جو پانی پر چلتے ہیں۔ ان میں تین کمالات پائے جاتے ہیں۔ شہروں کے دروازے آپ پر کھول دیئے جائیں گے۔ جس میں وہ داخل ہوجائیں گے اور جو کچھ چاہیں گے حکم دیں گے۔ [4]

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۲۹۰

[2] غایۃ المرام: ۶۹۳

[3] غایۃ المرام: ۶۹۵

[4] غایۃ المرام: ۶۹۵

۷۲۔ائمہ علیہم السلام کی خون خواہی کیلئے جعفر احمر کو فتح کرنا

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ابن ابی یعفور سے فرمایا: میرے پاس جعفر احمر ہے۔

میں نے عرض کیا: جعفر احمر میں کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اسلحہ ہے جو خون کا انتقام لینے کے لئے ہے۔[1]

۷۳۔آپؑ کی تلوار سے کافرین کا قتل

اس مطلب پر دلیل روایت مستفیض بلکہ متواتر ہے۔ بحار میں اور اختصاص نامی کتاب میں معاویہ دہنی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت "يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ۔[2] (مجرم اپنے چہروں (اپنی علامتوں) سے پہچان لئے جائیں گے اور پھر پیشانیوں اور پاؤں سے پکڑے جائیں گے) کے بارے میں فرمایا: اے معاویہ! اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ روز قیامت خدا مجرمین کو ان کے چہروں سے پہچانے گا۔ حکم دے گا، ان کی پیشانی اور پاؤں سے پکڑ کر آگ میں ڈال دیں۔

فرمایا: جس خدا نے خود مخلوق کو پیدا کیا اسے پہچاننے کی کیا ضرورت ہے۔

میں نے عرض کیا پس قربان جاؤں! پھر آیت کا معنی کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے خدا آپؑ کی چہرہ شناسی عطا فرمائے گا۔ اس وقت حکم

---

[1] کافی: ج ۱، ص ۲۴۰

[2] سورۂ رحمٰن: ۴۱

دے گا کافروں کو پیشانی اور پاؤں سے پکڑو پھر تلوار چلاؤ۔[1]

کتاب المحجۃ میں ابو بصیر حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

یہ آیت ہمارے قائم کے بارے میں نازل ہوئی اور وہی ہے جو ان کو چہروں سے شناخت کرے گا۔ پس آپؑ اور آپؑ کے اصحاب انہیں قتل کریں گے۔[2]

عیاشی اپنی سند سے ابن بکیر سے روایت نقل کرتا ہے: حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے یہ آیت "وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا۔[3] (جو آسمانوں میں ہیں یا زمین میں ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے (چارو ناچار) اسی کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت قائم علیہ السلام آل محمد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب یہودی، عیسائی، صائبین، زندیق، مرتد اور کفار شرق و غرب میں آپؑ پر قیام کریں گے آپ سب اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں گے۔ جس نے اپنی رغبت سے اسلام قبول کرلیا۔ آپؑ اسے حکم دیں گے کہ نماز پڑھیں وزکات دیں اور جو کچھ مسلمانوں پر واجب ہے انجام دیں۔ جو اسلام قبول نہیں کرے گا اسے قتل کردیا جائے گا۔ حتیٰ کہ زمین میں مشرق سے مغرب تک ایک کافر بھی باقی نہیں رہے گا۔ سب موحد ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! زمین پر بہت سے لوگ ہیں قائم آل محمد علیہم السلام کیسے سب کو مسلمان کرے گا یا قتل کریں گے۔

آپؑ نے فرمایا: جب خدا چاہے زیادہ کو کم اور کم کو زیادہ کردیتا ہے۔[4]

ابو بصیر حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت "هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔[5] (وہ (اللہ) وہی ہے جس نے ہدایت اور دین حق دے

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۲۰

[2] المحجۃ: ۲۱۷

[3] سورۂ عمران: ۸۳

[4] تفسیر عیاشی: ج ۱، ص ۱۸۳

[5] سورۂ توبہ: ۳۳

کر اپنے رسول کو بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرک اسے ناپسند ہی کریں) کے بارے میں پوچھا: تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابھی اس کی تاویل نازل نہیں ہوئی۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! کب اس کی تاویل نازل ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: جب قائم آل محمد علیہم السلام ظہور کریں گے۔ جب آپ ظہور کریں گے تو کوئی کافر یا مشرک باقی نہیں رہے گا۔ اگر کافر کے دل میں سنگ ہو تو وہ کہے گا: اے مومن! میرے شکم میں کافر یا شرک ہے اسے قتل کرو پس خدا اسے الگ کردے گا اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔ [1]

مفضل بن عمر سے ملتا ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت "وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ [2] (اور ہم انہیں (قیامت والے) بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب کا مزہ چکھائیں گے تا کہ یہ باز آجائیں) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: عذاب ادنیٰ عذاب سقر سے نزدیک ہے۔ اور قیام اکبر سے مراد قیام امام مہدی علیہ السلام ہے۔ [3]

کشف البیان میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد عذاب ردنی، قحط وخشک سالی ہے اور عذاب اکبر سے مراد امام زمانہ علیہ السلام کا تلوار کے ساتھ خروج ہے۔

بحار میں الاختصاص سے ایک مرفوع حدیث نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام زمانہ علیہ السلام قیام کریں گے تو میدان کوفہ میں آکر پاؤں زمین پر ماریں گے اور ہاتھ سے اشارہ کریں گے پھر کہیں گے: یہاں پر کنواں کھودیں اور پاؤں زمین پر ماریں گے۔ وہاں ایک کنواں کھودیں گے اور بارہ ہزار افراد، بارہ ہزار زرہ، بارہ ہزار شمشیریں، بارہ ہزار ٹوپیاں، اس وقت آپؑ کے بارہ ہزار پیروکار یا غلام کو بلائیں گے۔ انہیں یہ سب اسلحہ پہنائیں گے۔ پھر فرمائیں گے جو کچھ تمہارے ساتھ ہے اگر کسی پر نہ ہو تو اسے قتل کردو۔ [4]

نعمانی اپنی سند سے امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر لوگ جانتے ہوتے کہ جب امام قائم

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۶۰

[2] سورۂ سجدہ: ۲۱

[3] تفسیر البرھان: ج ۳، ص ۲۸۸

[4] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۴۷

ظہور کریں گے تو کیا کرتے ان میں اکثر اس بات کے مائل ہوئے کہ امام کو نہ دیکھتے کہ وہ لوگوں کو قتل کریں گے۔

البتہ حضرت قریش سے قتل شروع کریں گے اور بتہ سے لوگوں کے آمنے سامنے ہونے کے بعد قتل ہو جائیں گے۔ بہت سے لوگ کہیں گے کہ یہ آل محمد علیہم السلام سے نہیں ہیں اگر ان میں سے ہوتو رحم کرنے والا ہوتا۔

ارشاد دیلمی سے باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی کہ آپؑ نے فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو کوفہ کی طرف جائیں گے اور پھر کئی دس ہزار افراد اسلحہ سے لیس ہو کر آئیں گے۔ آپؑ سے عرض کریں گے ہمیں وہاں واپس پلٹا دو جہاں سے ہم آئے ہیں کہ ہمیں بنی فاطمہؑ کی ضرورت نہیں۔ آپؑ ان سب کو قتل کرنے کے بعد گلی میں داخل ہوں گے اور ہر منافق کو واصل جہنم کر دیں گے ان کے محلوں کو خراب کر دیں گے۔ آپ کے جنگجو افراد انہیں قتل کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ خوشنود ہوگا۔ [1]

۴۷۔ شیطان رجیم کا قتل

بحار میں کتاب الانوار المضیہ میں ایک مرفوع حدیث کے ضمن میں اسحاق بن عمار سے نقل ہوا کہ اس نے کہا: میں نے حضرت سے پوچھا: یہ کہ خدا نے شیطان کو مہلت دی اور اپنی کتاب میں خدا فرماتا ہے:

فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۔ [2]

آپؑ نے فرمایا: وقت معلوم حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کا وقت مراد ہے۔ جب خدا ان کا ظہور فرمائے گا اور مسجد کوفہ ہو کہ ابلیس ذلت سے آئے گا اور کہے گا: افسوس! افسوس! اس دن پر! اس وقت اس کی پیشانی اور گردن سے پکڑ کر زمین پر ماریں گے۔ اس روز روز معلوم ہے اور اس کے وقت کی مہلت ختم ہو جائے گی۔ [3]

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۸

[2] سورۂ حجر: ۳۷، ۳۸

[3] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۷۶

۷۵۔ظہور کے وقت مومنین کے دل مضبوط ہوں گے

ایک مطلب پر ایک روایت دلالت کرتی ہے جو بحار میں خصال سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ خدا ہمارے شیعوں سے آفات و مصائب دور کردے گا۔ مومنین کے دل لوہے کے ٹکڑے کی مانند مضبوط ہوں گے۔ ہر ایک آدمی کی قدرت چالیس مردوں کے برابر ہوگی۔ وہ زمین پر حاکم ہوں گے۔ [1]

بصائر میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے: امام قائم دشمنوں کو پاؤں کی ٹھوکر ماریں گے۔ یہ وہ وقت ہے کہ نزول رحمت خدا، بندوں پر۔ [2]

کمال الدین میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں یہ کہ حضرت لوط نے اپنی قوم سے فرمایا:

لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ [3]

کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا یہ کہ میں کسی مضبوط پایہ کا سہارا لے سکتا۔

اس سے مراد قائم آل محمد علیہم السلام کی قدرت کی غنی اور رکن شدید سے مراد آپؑ کے اصحاب ہیں کہ ایک مرد کی قدرت چالیس مرد کے برابر ہوگی۔ اوران کے دل کوہ آہن سے زیادہ محکم ہوں گے۔ [4]

بحار میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے: جب ایسا ہوگا تو تم میں سے ہر آدمی کی قدرت چالیس مرد کی قدرت کے برابر ہوگی اوران کے دل لوہے کے ٹکروں کی مانند ہوں گے کہ اگر وہ پہاڑوں پر حملہ کریں تو انہیں شگاف دیں گے۔ [5]

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۱۶

[2] بصائرالدرجات: ۲۴

[3] سورۂ ہود: ۸۰

[4] کمال الدین: ج ۲، ۶۷۳

[5] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۹۱

۷۶۔ امام قائم علیہ السلام مومنین کا قرضہ ادا کریں گے

کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مومن یا مسلمان دنیا سے جاتا ہے اور مقروض ہو کر جاتا ہے۔ از روئے فساد اور اسراف نہ ہوں تو امام پر ضروری ہے کہ وہ قرض کو ادا کریں۔ [1]

المحجة اور بحار میں ملتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے ایک طولانی حدیث میں فرمایا: پھر آپ کوفہ کی طرف آئیں گے وہاں آرام گاہ ہوگی۔

کوئی مسلمان غلام نہیں رہے گا سب کو آزاد کر دیں گے۔ آپؑ سب کا قرض ادا کریں گے کسی کا حق ضائع نہ ہوگا۔ اور جو غلام آپؑ کی طرف سے قتل کیا جائے گا اس کی دیت ادا ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے پُر کریں گے۔ جس طرح پہلے وہ ظلم و ستم سے پُر ہوگی۔ آپؑ اپنے خاندان سمیت رحبہ میں سکونت اختیار کریں گے۔ رحبہ حضرت نوح علیہ السلام کی منزل گاہ ہے۔ یہ زمین زرخیز اور اچھی ہے۔ آل محمد علیہم السلام کا کوئی آدمی سکونت اختیار نہیں کرے جب اسے پاکیزہ زمین نہ مل جائے۔ وہ پاکیزہ اولیاء ہیں۔ [2]

بحار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام سب سے پہلے یہ کام انجام دیں گے کہ ہر جگہ ندا دیں گے۔ توجہ کریں! اگر ہمارے شیعہ میں سے کوئی مقروض ہے تو وہ آئے اور کہے تا کہ اگر اس کا قرض رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہوا سے ادا کیا جائے گا۔ چہ جائے! سونا، چاندی اور زمین وغیرہ کا قرض بھی ادا کیا جائے گا۔

---

[1] کافی: ج ۱، ص ۴۰۷

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۲۲۴

۷۷۔ قضائے حوائج مومنین

یہاں پر دو واقعات کو ذکر کرتے ہیں جو اس مطلب سے مربوط ہیں:

واقعہ اول:

یہ واقعہ محمد تقی موسوی اصفہانی (جو مولف کتاب ہیں) کا ہے۔ تالیف کتاب سے پہلے مجھ پر زیادہ قرض تھا۔ پس ماہ رمضان کی راتوں میں سے ایک رات قائم علیہ السلام اور آپ کے آباء واجداد سے متوسل ہوا ہوں اور حاجت کو ذکر کیا۔ طلوع آفتاب کے بعد جب میں نے مسجد میں مراجعہ کیا اور وہاں میں سویا ہوں۔ آپؑ نے خواب میں مجھے فرمایا: تھوڑا صبر کر، میں اپنے خاص دوستوں سے مال جمع کروں اور تجھے دوں گا۔ میں خوشحال اور مسرور ہوا اور خدا کا شکر بجا لایا۔ تھوڑی سی دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور اس نے مجھے رقم دی اور کہا: یہ امام کا حصہ ہے۔

پس میں بہت خوش ہوا اور اپنے آپ سے کہنے لگا:

هٰذَا تَأْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ [1]

یہ میرے خواب کی تعبیر ہے کہ جسے خدا نے حقیقت کر دکھایا۔

اے مسلمان بھائیو! میں تمہیں حضرت قائم علیہ السلام سے توسل کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔

کافی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام ماں کے شکم میں سنتے ہیں جب آپ کی ولادت ہوں تو دو کاندھوں کے درمیان یہ لکھا ہوا تھا:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. [2]

اور آپ کے پروردگار کی بات صدق وسچائی اور عدل وانصاف کے لحاظ سے مکمل ہے اور اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔

---

[1] سورۂ یوسف:۱۰۰

[2] سورۂ انعام:۱۱۵

جب انہیں امامت ملے گی خدا ان کے لئے نور کی عمود قرار دے گا جس کے ذریعے ہر شہری کے انجام دینے کے فعل کو دیکھتے ہیں۔ [1]

واقعہ دوم:

حاجی مرزا نوری جنۃ الماوی میں اس طرح لکھتے ہیں۔ ماہ جمادی الاول سال ۱۲۹۹ ش تھا۔ ایک آدمی آقا محمد مہدی کاظمین میں آیا۔ وہ بندر ملومین میں ساکن ہوا۔ وہ جہاں سخت مریض میں مبتلا ہوا اور صحت یابی کے بعد بہرہ اور گونگا ہو گیا۔ وہ شفاء کے لئے ائمہ کی زیارت کرنے کے لئے عراق گیا اور ائمہ سے توسل کیا۔ اور عراق میں آپ کے رشتہ دار تاجر وہاں تھے۔ ان کے ان کے پاس گیا اور بیس دن تک وہاں ٹھہرا۔ آخر کار اس نے سامرہ جانے کا ارادہ کیا۔ اس کے رشتہ دار سے وہاں سے کشتی میں سوار کرایا۔ جب وہ اس پاک سرزمین پر پہنچا۔ دس جمادی الثانی ظہر جمعہ کے بعد اس سال سرداب میں داخل ہوا۔ اور وہاں مقدس افراد پہلے بھی موجود تھے۔ آپؑ سے توسل کیا۔ دیوار پر زندگی نامہ لکھا اور لوگوں سے بھی دعا کے لئے کہا: وہ خود بھی کافی مدت تک دعا اور توسل کیا۔ ابھی دعا ختم نہیں ہوئی کہ خدا نے معجزہ کے ذریعے حضرت قائم علیہ السلام نے اسے شفا دی اور فصیح زبان سے بولنا ہوا۔ سرداب سے باہر آیا ہفتے کے دن اسے مرزا نوری کی خدمت میں لایا گیا۔

اس شخص نے آپ کے سامنے سورہ حمد کی تبرکاً پڑھی۔ ہر جگہ خوشی ہی خوشی تھی اتوار اور پیر کو صحن سکوین میں علماء و طلباء نے جشن منایا۔ جگہ جگہ کو چراغاں کیا نظم پڑھی اور مختلف ممالک میں منتشر کیا۔ جو لوگ اس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ ان کو مریض ہوتے اور شفا پاتے دیکھا اور اسے ایک نظم کی صورت میں لکھا۔

۸۷۔ قائم کی برحق قضاوت

بحار میں دعوات راوندی سے اور وہ حسن بن طریف سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا اور حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں پوچھا کہ جب وہ ظہور کریں گے تو لوگوں میں کیسے

---

[1] کافی: ج ۱، ص ۲۸۷

قضاوت کریں گے؟

اور آپؑ سے ہادی کے بارے میں بھی سوال کیا۔

جواب ملا: امام قائم علیہ السلام کے بارے میں تو نے سوال کیا۔ پس جب وہ ظہور کریں گے تو اپنے علم سے لوگوں میں قضاوت کریں گے۔ جیسے حضرت داؤد کی قضاوت کو گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [1]

اسی کتاب میں کتاب الغیبہ میں سید عبدالحمید رین سند سے حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت قائم علیہ السلام پہلے انطا کیہ سے آغاز کریں گے تورات کو ایک غار میں سے کہ جس عصائے موسیٰ اور سلیمان کی انگوٹھی ہے سب کو باہر لے آئیں گے۔

اور فرمائیں گے: لوگوں میں سعادت مندترین قائم کے واسطہ سے اہل کوفہ والے ہوں گے۔

نیز فرمایا: مہدی اس لئے نام رکھا گیا کہ پنہانی ہدایت کریں گے۔ حتیٰ کہ جو شخص خانہ میں رہتا ہے وہ بات کرنے سے ڈرے گا کہ کہیں دیوار کہہ نہ دے۔ [2]

۷۹۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی قرابت

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کا تقاضا ہے کیونکہ دعا مودت کی اقسام میں سے ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ [3]

کہیے کہ میں تم سے اس (تبلیغ ورسالت) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابتداروں کی محبت کے۔

شیخ صدوق کتاب خصال [4] میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: چار گروہوں

---

[1] بحار الانوار: ج۵۲، ص۳۲۰

[2] بحار الانوار: ج۵۲، ص۳۹۰

[3] سورۂ شوریٰ: ۲۳

[4] الخصال: ج۱، ص۱۹۶

کی میں شفاعت کروں گا اگر یہ وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو، میرے اہل بیت کی مدد کرنے والے، ان کی حاجات پوری کرنے والے، جب وہ محتاج ہوں۔ ہاتھ اور زبان سے انہیں دوست رکھنا اور جو شخص کسی سے تکلیف کو دور کرے۔

۸۰۔ قائم علیہ السلام کی عدالت

عدل کی پہلے بیان ہو چکی ہے۔ چند اور روایات کا ذکر کرتے ہیں غایۃ المرام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں کہ جب میری امت لوگوں کے درمیان اختلاف دزلزلہ کا آنا، ایسے حالات میں وہ ظہور کریں گے۔ پس زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ پہلے وہ ظلم وستم سے پُر ہوگی۔ پس زمین وآسمان میں رہنے والے ان سے راضی ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں: اگر دنیا میں ایک دن باقی نہ رہتا ہو خداوند اس رات کو طولانی فرمائے گا تا کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے ایک مرد حکومت نہ کرے۔ جس کا نام میرا نام، جس کے والد کا نام میرے والد کا نام، جو زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا جیسا کہ پہلے وہ ظلم وستم سے پُر ہوگی۔

مذکورہ بالا حدیث میں یہ اشکال نہ ہو کہ آپؑ کے والد کا نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کا نام ہوگا۔ اس کی تاویل یوں ہوگی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنیت کو نام اور جد کو باپ فرمایا ہے۔ ایسی صورت میں باپ سے مراد حسین علیہ السلام کہ کنیت ابو عبداللہ ہے۔

۸۱۔ قائم علیہ السلام کے ہاتھوں قتل دجال

اس مطلب پر ایک روایت دلالت کرتی ہے جو صدوق نے کمال الدین سے اور انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا۔ کہ آپ نے فرمایا: خدا نے چودہ نور چودہ ہزار سال مخلوق کو خلق کرنے سے خلق فرمایا۔ جو ہماری ارواح تھیں۔ آپؑ سے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ چودہ نور کون سے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: محمد ﷺ، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی نسل سے دوسرے ائمہ جن میں سے آخری قائم آل محمد علیہم السلام ہیں جو غیبت کے بعد ظہور کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور زمین کو ظلم وستم سے پاک کریں گے۔[1]

اسی کتاب میں نزال بن سبرہ سے نقل ہوا کہ اس نے کہا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ہمارے لئے تقریر فرمائی۔ حمد وثناء بجالائے، محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجا پھر تین مرتبہ فرمایا:

سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي.

اے لوگو! مجھ سے میرے چلے جانے سے پہلے پوچھ لو۔

صعصعہ بن صوحان اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کرنے لگا: اے امیر المومنین! دجال کب خروج کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: بیٹھ جائیں۔ خدا نے تیری بات کو سن لیا اور تیرے مقصد کو بھی اس نے جان لیا۔

خدا کی قسم! جو کچھ پوچھا گیا ہے وہ سوال کرنے سے زیادہ دانا نہیں ہے لیکن وہ نشانیاں ہیں۔ اگر تو چاہے تجھے ان کی خبر دوں!

عرض کیا! ہاں امیر المومنینؑ!

آپ نے فرمایا: ان نشانیوں کو یاد کر لے۔ جب لوگ نماز کو مار دیں گے، امانت میں خیانت کریں، جھوٹ کو جائز سمجھتے ہوں، سود کھاتے ہوں، رشوت لیتے ہوں، عورتوں سے مشورہ کرتے ہوں، صلہ رحمی کو قطع رحمی کرتے ہوں، ہوا وہوس کا شکار ہوں، خون بہانا آسان جانتے ہوں، عدل وعلم ضعیف ہو جائے، ظلم کرنا افتخار ہو، امراء فاجر ہوں، وزیر ستم گر ہوں، حاکم خائن ہوں، قرآن پڑھنے والا فاسق ہوں، جھوٹی شہادت وگواہی دی جائے، زنا، گناہ، وتہمت عام ہو جائے۔ قرآن اور مساجد کو زینت دیں گے۔ ان کے منارے بلند بنائیں گے۔ شریر لوگ قابل احترام ہوں، صفوں میں ہجوم، دلوں میں اختلاف اور پیمان شکنی عام ہوگی۔ موعود نزدیک ہو جائے، دنیا کی حرص کی وجہ سے عورتیں تجارت میں اپنے شوہر کے ساتھ شریک ہوں گی، بے دین کی آواز بلند ہوگی، لوگ ان کی باتیں سنیں گے، ان کے سرپرست بدترین افراد ہوں گے، فاجر لوگوں سے تقیہ کیا جائے گا، چھوٹے افراد سچے اور خائن امانت دار کے طور پر

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۲۰

پہچانے جائیں گے۔عورتیں گلوکارہ ہوں،اس امت کے آخری لوگ پہلی امت پر لعنت کرتے ہوں گے،عورتیں زین پر سوار ہوتی ہوں گی۔[1]

عورتیں اپنے آپ کو مردوں کی مانند اور مرد اپنے آپ کو عورتوں کی مانند بنائیں، نہ دیکھنے والے چشم دید گواہی دیتے ہو، گواہ طرفدار کی خاطر گواہی دیں۔

غیر خدا کے لئے فقہ یاد کرتے ہوں، دنیا کے امور کو آخرت پر ترجیح دیتے ہوں، بھیڑیے کے دلوں والے افراد، ان کے دل مردار سے زیادہ گندے اور خبر سے زیادہ تلخ ہوں۔پس اس وقت جلد! جلد وجلدی جلدی! بہترین جگہ بیت المقدس ہے۔لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ تمنا کریں گے کہ وہاں ساکن ہوں۔

اصبغ بن نباتہ اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کرنے لگا: یا امیر المومنینؑ! دجال کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: دجال صائد بن صائد ہے وہ آدمی بدبخت ہوگا جو اس کی تصدیق کرے گا اور نیک لوگ اس کی تکذیب کریں گے وہ اصفہان نامی شہر اور یہودیہ نامی گاؤں سے خروج کرے گا اس کی دائیں آنکھ مسوح اور دوسری آنکھ پیشانی پر ایک درخشاں ستارہ کی مانند ہوگی۔اس میں ایک داغ جو خون سے ملا ہوگا۔دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا۔یہ کافر ہے پر پڑھا اور ان پڑھا دونوں پڑھ سکتے ہوں گے۔دریاؤں میں چلا جائے گا، اس کے مقابلے میں دھویں کا پہاڑ، اس کے پیچھے سفید پہاڑ ہے اور لوگ اسے روئی سمجھیں گے، سخت قحط میں خروج کرے گا اور سفید گدھے پر سوار ہوگا۔اس کا ایک قدم ایک میل کا ہوگا۔فریاد کرے گا جو مشرق ومغرب میں سنی جائے گی۔جہاں بھی پانی نظر آیا وہاں سے گزرے گا بلند صدا سے کہے گا میری طرف آؤ، میرے دوستو! میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا، میں ہوں تقدیر وہدایت کرنے والا ان ربکم الاعلی، وہ دشمن خدا جھوٹ بولے گا، اس کی ایک آنکھ ہے، غذا کھائے گا، بازار میں جائے گا، بے شک تیرے پروردگار نہ ایک آنکھ ہے نہ وہ چلتا ہے نہ کھاتا ہے نہ بازار میں جاتا ہے۔تعالی اللہ علواً کبیراً خدا ان کی فکر سے بالاتر ہے۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے اس کے اکثر پیروکار زنازادے ہوں گے۔خدا اسے شام کے قریب رفیق سے قتل کرے گا۔جمعہ کے دن تین ساعت گزرنے کے بعد اس شخص کے ہاتھوں قتل ہوگا۔جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریم

---

[1] بحار الانوار: ج ۷۴، ص ۳۲۰

نماز پڑھیں گے۔

میں نے عرض کیا: وہ کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: دابہ الارض سے اس بات کا کنایہ ہے یعنی کوہ صفا کہ جس کے ہاتھ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور ہاتھ میں عصائے موسیٰ ہوگا۔ انگوٹھی جس مومن پر رکھے گا نقش بنا دے گا کہ بحق یہ مومن ہے۔ جب کافر پر رکھی جائے تو لکھا ہوا ہوگا یہ بحق کافر ہے۔ حتیٰ مومن بلند آواز سے کہے گا افسوس ہو تم پر اے کافر! کافر فریاد کرے گا خوش نصیب ہوا اے مومن! پھر خدا اسے شرق و غرب دیکھے گا۔ یہ عمل طلوع آفتاب کے بعد مغرب کے قریب ہوگا۔ اس وقت نہ توبہ قبول ہوگی نہ کوئی عمل کام آئے گا۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۔ [1]

جس دن تمہارے پروردگار کی بعض مخصوص نشانیاں آ جائیں گی تو اس دن ایسے شخص کو ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا جو پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا اور اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہوگی۔

نزال بن سبرہ کہتا ہے: میں نے صعصعہ بن صوحان سے کہا: اے صعصعہ! حضرت کا اس کلام سے کیا مراد ہے؟

اس نے کہا: اے فرزند سبرہ! وہ شخصیت جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نماز پڑھیں گے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کے بارہویں فرزند ہیں اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے نواں امامؑ ہے۔ وہ ایسا آفتاب ہے جو مغرب سے آئے گا اور رکن و مقام کے درمیان ظاہر ہوگا زمین کو پاک کرے گا۔ میزان عدل کو برقرار رکھے گا۔ پس اس وقت کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ہمیں خبر دی کہ اس کے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وعدہ کیا کہ ائمہؑ کے سوائے کسی کو نہ بتانا کہ بعد میں میں ہوگا۔ [2]

بحار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: ایک شخص عمار بن یاسر نے کہا: اے ابو

---

[1] سورۃ انعام: ۱۵۸

[2] کمال الدین: ج ۲، ۵۲۵

الیقظان! کیا کتاب خدا میں کوئی آیت ہے کہ جس میں یہ ہو کہ میرے قلب کو تباہ کر دیا ہے اور مجھے شک میں ڈال دیا گیا۔

عمار نے کہا: کون سی آیت؟

اس مرد نے کہا: وہ جس میں خدا فرماتا ہے:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔ [1]

اور جب ان لوگوں پر وعدہ پورا ہونے کو ہوگا تو ہم زمین سے چلنے پھرنے والا نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا۔ (اس بناء پر) کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔

یہ کونسی آیت ہے؟

عمار نے کہا: خدا کی قسم! جب تک تجھے یہ آیت نہ دکھادوں نہ بیٹھوں گا نہ غذا کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ پھر اس مرد کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس لے جایا گیا۔ آپؑ اس وقت کھجور اور مکھن تناول فرمارہے تھے۔

آپؑ نے عمار سے فرمایا: آگے آئیں اے الیقظان! عمار بیٹھ گیا اور کھانا کھانا شروع کر دیا۔

اس مرد نے تعجب کیا۔ جب عمار اٹھا تو اس سے کہا سبحان اللہ! اے ابوالیقظان! تو قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک دابۃ الارض والی آیت نہ دکھاتا، نہ کھاتا نہ پیتا اور نہ بیٹھتا۔

عمار نے کہا: اگر تو نے غور کیا ہوتا تو سمجھ جاتا کہ تجھے میں نے دکھائی ہے۔ [2]

نیز آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے اور علی مسجد میں ریت جمع کئے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو جگایا اور فرمایا: اے دابۃ الارض اٹھو!

ایک صحابی جس نے یہ ماجرا دیکھا تھا، عرض کرنے لگا! کیا ہم ایک دوسرے کو اس نام سے پکار سکتے ہیں؟

---

[1] سورۂ نمل: ۸۲

[2] بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۵۳

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ یہ فقط علیؑ سے مخصوص ہے۔ علیؑ ہی وہ فرد ہیں جسے خدا نے قرآن میں دابہ کے نام یاد فرمایا۔[1]

۸۲۔ حضرت قائم علیہ السلام کے کمالات

اگر تم سنو کہ ایک آدمی میں کمالات پائے جاتے ہیں اور اس پر مشکل وقت آجائے تو انسان عقل یہ کہتی ہے کہ اس کی مدد کی جائے اگر یہ عمل نہیں کر سکتے تو اس کے لئے دعا کرو۔ تاکہ تیرے اور اس کے درمیان شفقت پائی جائے۔ اب ان مطالب پر تو نے توجہ دی تو میں کہتا ہوں حضرت قائم علیہ السلام آل محمد علیہم السلام میں تمام کمالات کی حدود جمع ہیں اور وہ جمال وجلال کے بہترین مرتبہ پر فائز ہیں۔ یہ سب اہل عقل پر واضح ہے۔ آپ کی مصیبت کی عظمت خود آپؑ کی عظمت کے برابر ہے۔

شیخ محمد حر عاملی نے کتاب اثبات الھداۃ بالنصوص والمعجزات کتاب اثبات الرجعہ سے فضل بن شاذان سے صحیح سند سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کسی نبی یا وصی کا معجزہ نیست مگر یہ کہ ان کی مانند حضرت قائم علیہ السلام سے بھی معجزات ظاہر ہوں گے تاکہ دشمنوں پر اتمام حجت ہو۔[2]

کتنا اچھا جملہ آپؑ کے بارے میں کہتے ہیں: جو سب کچھ اولیاء کے پاس ہے وہ صرف آپؑ ایک موجود ہے بحار الانوار میں علامہ مجلسی مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو آپؑ خانہ خدا کی پشت کا تکیہ لگائے ہوئے فرمائیں گے۔ اے لوگو! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ آدمؑ و شیثؑ کو دیکھے، جان لو! میں آدم و شیث ہوں، جو کوئی حضرت نوح علیہ السلام اور اس کے بیٹے سام کو دیکھنا چاہتا ہے۔ میں نوح و سام ہوں۔ جو شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو میں ابراہیمؑ و اسماعیلؑ ہوں۔ جو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشعؑ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ میں وہی موسیٰؑ و یوشعؑ ہوں۔ جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۵۲

[2] اثبات الہداۃ: ج ۷، ص ۳۵۷

اور شمعون کو دیکھے، میں عیسیٰ و شمعون ہوں جو آدمی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت امیر علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہے میں وہی محمدؐ و علیؑ ہوں۔ جو یہ چاہے کہ حسنؑ و حسینؑ کو دیکھے میں وہی حسنؑ و حسینؑ ہوں۔

جو یہ چاہتا ہے کہ وہ حسینؑ کی اولاد کو دیکھے تو میں ہی وہی ائمہ اطہار ہوں۔ میری دعوت کو قبول کرو اور جمع ساتھ جمع ہو جاؤ تا کہ میں اس کی خبر دوں جو انہیں کہا اور جو نہیں کہا۔ [۱]

شیخ صدوق کمال الدین میں اپنی سند سے ابوبصیر سے نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: سنت انبیاء اور جو کچھ قائم کی غیبت میں واقع ہوا وہ سب کچھ حضرت قائم علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا۔

ابوبصیر کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یابن رسول! آپ میں سے قائم آل محمد علیہم السلام کون ہے؟

آپ نے فرمایا: اے ابوبصیر! وہ فرزند موسیٰؑ کا پانچواں فرد ہوگا، وہ بہترین کنزوں کا فرزند ہے۔ اس کے لئے غیبت ہے کہ بعض افراد میں شک و تردید کریں گے۔ پھر خدا انہیں ظاہر فرمائے گا اور ان کے ہاتھوں مشرق و مغرب کو فتح کرے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم آسمان سے نازل ہو کر آپؑ کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ [۲]

۸۳۔ حضرت قائم علیہ السلام کی انبیاء سے شباہت

(۱) آدمؑ سے شباہت

خدا نے آدم کو اپنی زمین میں خلیفہ قرار دیا۔ اور اسے ولایت بنایا اور فرمایا:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ [۳]

---

[۱] بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۹

[۲] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۴۵

[۳] سورۂ بقرہ: ۳۰

بے شک میں نے زمین پر جانشین قرار دیا ہے۔

خداوند عالم حضرت قائم علیہ السلام کو بھی زمین کا وارث اور اپنا خلیفہ قرار دے گا۔ چنانچہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت: "وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔"[1] (جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح جانشین بنائے گا) کی تفسیر کے بارے میں فرمایا، اس سے مراد حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہیں۔ مکہ سے ظہور کے وقت فرمائے گا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ۔[2]

سب تعریف (اور شکر) ہے اس خدا کا جس نے ہم سے کیا ہوا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں (اس) زمین کا وارث بنایا۔

آدم علیہ السلام کا گریہ

انبیاء سے ملتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت آدمؑ نے جنت کے فراق میں اتنا گریہ کیا کہ آپؑ کے دونوں رخسار سے پانی کی مانند جاری ہو گئے۔[3]

امام صادق علیہ السلام سے بھی اسی مضمون کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔[4]

حضرت قائم علیہ السلام آل محمد علیہم السلام حضرت آدمؑ کی مانند بہت گریہ کرتے ہیں چنانچہ زیارت ناحیہ میں آپؑ اپنے جد حسینؑ سے خطاب کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: دن رات میں تیرے لئے ندبہ کرتا ہوں اور اشک کی بجائے خون کے آنسو روتا ہوں۔ حضرت آدمؑ کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔[5]

---

[1] سورۂ نور: ۵۵

[2] سورۂ زمر: ۷۴

[3] بحار الانوار: ج ۱۱، ص ۲۰۴

[4] بحار الانوار: ج ۱۰۱، ص ۳۲۰

[5] سورۂ بقرہ: ۳۰

خدا نے سب کچھ آدم کو تعلیم دی حضرت قائم علیہ السلام کی تعلیم دی گئی ہے بلکہ اس کے علاوہ دوسرے اور مطالب بھی آپ کے اسرار الٰہی میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اسم اعظم کے پچیس حرف یاد کئے اور روایت میں ملتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت حروف یاد کئے اور جو کچھ خدا نے اپنے انبیاء کو دیا وہی اپنے اوصیاء کو بھی دیا۔

کلینیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ علم جو حضرت آدمؑ پر نازل ہوا وہ باقی رہا اور ہر عالم کو وارث میں ملا۔ زمین عالم کے علاوہ باقی نہیں رہ سکتی۔[1]

حضرت آدمؑ نے خدا کی زمین کو عبادت سے زندہ کیا پھر جنوں کے کفر وطغیان سے سب کو مار دیا گیا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی زمین کو دین خدا اور عدل الٰہی سے حدود کو زندہ کریں گے۔

بحار میں حضرت امام باقر علیہ السلام نے اس آیت **یحی الارض بعد موتھا**[2] (زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے) کے بارے میں فرمایا: خداوند عالم حضرت قائم علیہ السلام کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرے گا، مردہ ہونے سے مراد ان کا کفر ہے کیونکہ کافر درحقیقت مردہ ہوتا ہے۔[3]

وسائل میں اس آیت یحی الارض بعد موتھا کے بارے میں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: بارش کے ذریعے زندہ نہیں کرے گا بلکہ بعض افراد کو اٹھائے گا جو عدالت کو زندہ کریں گے زمین عدالت کی خاطر زندہ ہوتی ہے۔ پس بے شک زمین پر ایک حد کا جاری ہونا چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید ہے۔[4]

اسی کتاب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک ساعت میں عادل امام ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اگر خدا کے لئے ایک حد جاری کی جائے تو یہ چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے اب حضرت آدم اور حضرت قائم علیہ السلام کا کیسے معائنہ کریں۔ حضرت آدمؑ اور حضرت قائم علیہ السلام کا کیسے معائنہ کریں حضرت آدمؑ حضرت قائم علیہ السلام کی خاطر خلق ہوا۔

---

[1] کافی: ج ۱، ص ۲۲۳

[2] سورۂ روم: ۱۹

[3] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۵۴

[4] وسائل الشیعہ: ج ۱۸، ص ۳۰۸

(۲) ہابیل سے شباہت

حضرت ہابیل کو اپنے سگے بھائی قابیل نے قتل کیا اور یہ زمین پر پہلا انسان ہے۔ خدا قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ. [1]

(اے رسولؐ) آپ انہیں آدم کے دونوں بیٹوں کا سچا قصہ پڑھ کر سنایئے۔ جب کہ ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ایک کی تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے) نے کہا میں تمہیں ضرور قتل کروں گا۔ پہلے نے کہا اللہ تو صرف متقیوں (پرہیز گاروں) کا عمل قبول کرتا ہے۔

(۳) حضرت شیث علیہ السلام سے شباہت

ہبۃ اللہ شیث کو اجازت نہیں ملی کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ چنانچہ کافی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث میں اس طرح فرمایا: جب ہبۃ اللہ نے اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا۔ قابیل اس کے پاس گیا اور کہا: اے ہبۃ اللہ! میں نے دیکھا کہ میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے تجھے اتنا علم عطا فرمایا کہ اتنا مجھے عطا نہیں کیا گیا۔

یہ وہی علم ہے جس سے اس کے بھائی ہابیل کی دعا قبول ہوئی تھی اور اس کی قربانی قبول ہوتی۔ لہٰذا میں نے اسے قتل کر دیا تا کہ اس کی اولاد نہ ہو اور لوگ میری نسل پر افتخار کریں اور لوگ کہیں کہ میں وہ ہوں جس کی قبول ہوئی اور تم وہ ہو جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اگر جو علم تو نے باپ سے سیکھا ظاہر کرو گے تو تجھے بھی قتل کر دوں گا جس طرح ہابیل کو قتل کیا۔ پس ہبۃ اللہ اور اس کی اولاد نے علم و ایمان کو اس سے مخفی رکھا۔ [2]

---

[1] سورۂ مائدہ: ۲۷

[2] روضۃ الکافی: ۱۱۴

حضرت قائم علیہ السلام کو بھی اجازت حاصل نہیں کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کریں تا معین دن تک چنانچہ حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے: جب آپؑ کی ولادت ہوئی اور زانو پر آئے تو آپؑ نے دو انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور چھینک لیا اور فرمایا:

الحمد للہ۔

ظالم حاکم سمجھتے ہیں کہ حجت الٰہی نابود ہو گئی ہے۔ حالانکہ اگر ان کو بات کرنے کی اجازت ہوتی تو شک دور ہو جاتا۔[1]

(۴) حضرت نوح علیہ السلام سے شباہت

حضرت نوح علیہ السلام کو شیخ الانبیاء بھی کہا جاتا ہے امام صادق علیہ السلام اور امام ہادی سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر دو ہزار پانچ سو سال تھی۔

حضرت قائم علیہ السلام شیخ الاوصیاء ہیں۔

کافی کی روایت کے مطابق وہ نیمہ شعبان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔[2]

آپؑ کی عمر اس سال تک ایک ہزار پچاس سال ہو چکی ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت قائم علیہ السلام آدمؑ و نوحؑ کی سیرت پر ہوں گے اور یہ طولانی عمر ہے۔[3]

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے کلام سے زمین کو کافروں سے پاک کیا اور کہا: اے پروردگار! کافروں میں سے کسی کو زمین پر جگہ نہ دے۔[4]

حضرت قائم علیہ السلام بھی زمین کو کافروں سے پاک کریں گے حتیٰ کہ ان کا اثر تک نہیں رہے گا۔

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۳۰

[2] اصول کافی: ج ۱، ص ۵۱۴

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۳۰

[4] سورۂ نوح: ۲۶

حضرت نوح علیہ السلام نے نوسو پچاس سال صبر کیا حالانکہ لوگ ستم کرتے تھے۔ خدا فرماتا ہے:

فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ۖ فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ۔ [1]

وروہ اس میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر (آخرکار) اس قوم کو طوفان نے آ پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔

حضرت قائم علیہ السلام نے بھی اپنی امامت کے اوائل سے لے کر اب تک صبر کیا اور معلوم نہیں کہ کب تک صبر کریں گے۔ جس نے حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمانی کی وہ ہلاک ہوگیا۔ اسی طرح جو شخص حضرت قائم علیہ السلام سے بیعت نہیں کرے گا وہ ہلاک ہوجائے گا۔ [2]

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے لئے خدا نے اتنا فرج وکشائش کو اتنا مؤخر کیا کہ اکثر لوگ منحرف ہوگئے۔ [3]

حضرت ادریس علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام کے ظہور کی بشارت دی اور حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کی بشارت خدا نے فرشتوں کو دی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ندا شرق وغرب میں سنائی دی تھی اور یہ آپؑ کا ایک معجزہ تھا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی ظہور کے وقت رکن ومقام کے درمیان کھڑے ہوں گے۔ فریاد کریں گے اور فرمائیں گے۔ اے میرے سردارو! اور اے میرے خواص! اور اے ایسے افراد کہ جن کو خدا نے ظہور قائم سے پہلے زمین پر ذخیرہ کر رکھا ہے۔ رغبت سے میرا رخ کرو۔

پس قائم کی صدا ان تک پہنچے گی حالانکہ لوگ محرابوں، فرشتوں اور تخت خواب پر ہوں گے۔ ایک فریاد کو سارے لوگ سنیں گے اور وہ آواز پر لبیک کہیں گے اور آنکھ جھپکنے کے لحظہ میں سب رکن ومقام کے درمیان جمع ہوں گے۔ چنانچہ مفضل نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے۔ [4]

---

[1] سورۂ عنکبوت: ۱۴

[2] بحارالانوار

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۸۵

[4] بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۷

(۵) حضرت ادریس علیہ السلام سے شباہت

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کے دادا تھے کہ جن کا نام اخنوخ تھا۔ خدا نے اسے بہت بلند کیا۔ کہا جاتا ہے کہ چوتھے آسمان پر لے جایا گیا اور ایک قول ہے کہ چھٹے آسمان پر مجمع البیان میں مجاہد نقل کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو اوپر آسمان کی طرف اٹھایا گیا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھالیا گیا ہے اور وہ زندہ ہیں

بعض نے کہا کہ چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان ان کی روح قبض ہوگئی ہے۔

اسی مضمون کی روایت امام باقر علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔ [1]

حضرت قائم علیہ السلام کو بھی خدا نے رفیع درجات عطا کئے۔ خدا نے حضرت ادریس علیہ السلام کو فرشتے کے بالوں پر بٹھایا تا کہ وہ آسمانی فضا میں پرواز کریں۔

علی بن ابراہیم قمی اپنے والد گرامی سے محمد بن ابی عمیر سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے ایک فرشتے پر غضب کیا اور اس کے بال کاٹ دیئے اور اسے ایک جزیرہ میں پھینک دیا۔ کافی مدت تک وہ وہاں رہا۔ جب خدا نے حضرت ادریس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا: وہ فرشتہ ان کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے پیغمبر! میرے لئے دعا کریں تا کہ خدا مجھ سے راضی ہوجائے اور میرے دوبارہ بال آجائیں گے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، دعا کرتا ہوں۔ آپؑ نے خدا سے درخواست فرمائی اور خدا نے اس فرشتے کے بال واپس دیئے اور خدا اس سے راضی ہوگیا۔

پھر اس فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السلام سے کہا: کیا تجھے کوئی حاجت ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں، مجھے پسند ہے کہ تو مجھے اوپر لے جا تا کہ موت کے فرشتے کو دیکھ سکوں۔

پھر فرشتے نے آپ کو بالوں پر اٹھایا اور آسمان میں لے گیا اور چوتھے آسمان پر گیا۔ اچانک موت کے فرشتے کو دیکھا جو باتعجب حرکت کرنے لگے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے موت کے فرشتے کو سلام کیا اور کہا: تم سر کو کیوں

---

[1] مجمع البیان: ج۶، ص۵۱۹

ہلاتے ہو؟

اس نے کہا: خدا نے مجھے حکم دیا کہ چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان روح قبض کروں۔

میں نے کہا: اے پروردگار! یہ کام کیسے انجام دوں؟

چوتھے آسمان سے تیسرے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے؟

پھر اس کی چوتھے اور تیسرے آسمان کے درمیان روح قبض کی۔

لہٰذا خدا فرماتا ہے:

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا. [1]

ہم نے اسے بلند مقام عطا فرمایا۔

ادریس علیہ السلام کو ادرس اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ آپ بہت ہی درس دیتے تھے۔ [2]

کہا گیا ہے کہ وہ جنت میں زندہ ہیں اور یہ قول ابن عباس سے مروی ہے۔

حضرت قائم علیہ السلام کو روح القدس نے اپنے بالوں پر اٹھایا اور آسمان کی طرف لے گیا۔ کمال الدین میں ایک حدیث ہے کہ حکیمہ نقل کرتی ہیں۔ جب حضرت قائم علیہ السلام کا میلاد کا دن آیا تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو لیا حالانکہ آپؑ کے سر پر کبوتر پرواز کر رہے تھے۔ اس وقت امام نے ایک کبوتر کو آواز دی کہ آپ کو وہ اٹھاتے اور حفاظت کے ساتھ چالیس دن کے بعد واپس لے آ۔ اس کبوتر نے آپ کو اٹھایا اور آسمان کی طرف لے گیا۔ باقی کبوتر بھی اس کے ہمراہ تھے اس وقت میں نے سنا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے ایسے شخص کے ہاں سپرد کروں گا کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اپنے بیٹے کو سپرد کیا تھا۔

حضرت نرجس رونے لگی۔ امام نے اس سے فرمایا: آرام و سکون اختیار کرو۔ تیرے دودھ کے علاوہ باقی دودھ اس پر حرام ہے اور وہ جلد ہی تیرے پاس واپس آئیگا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پاس واپس آیا تھا۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

---

[1] سورۂ مریم: ۵۷

[2] تفسیر قمی: ج ۲، ص ۵۱

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ. [1]

اس طرح ہم نے وہ (بچہ) اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا۔ تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی اور غمناک نہ ہو۔

حکیمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: یہ پرندہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ روح القدس ہے۔ [2]

حضرت ادریس علیہ السلام اپنی قوم سے غائب ہوئے جب اسے قتل کرنا چاہتے تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی غیبت طولانی ہوگئی۔ اتنی زیادہ مدت گزر چکی کہ ان کے پیروکار سختی وشدت میں غمگین تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام کی بھی غیبت طولانی ہوگئی اور شیعہ سختی وشدت میں پریشان ہیں۔

بحار میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تمہاری حالت ہمیشہ ایسی رہے گی حتیٰ فتنہ وفساد عام ہوگا ایسے حالات میں ایک شخصیت کی ولادت ہوگی جس کو لوگ پہچانتے نہیں ہوں گے۔ ظلم وستم کی اتنی حد ہوگی کہ اللہ کہنا مشکل ہوگا۔ پھر خدا میری اولاد سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے پر کردے گا جس طرح پہلے وہ ظلم وستم سے پر ہوگی۔ [3]

حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: البتہ زمین ظلم وستم سے پر ہوگی کوئی اللہ کا نام نہیں لے گا سوائے پنہانی۔ پھر خدا قوم صالح کو لے آئے گا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے پھیر دیں گے۔ جیسا کہ پہلے ظلم وستم سے پُر ہوگی۔

جب حضرت ادریس علیہ السلام کی غیبت طولانی ہوئی۔ لوگوں نے توبہ کرنے کا ارادہ کیا اور خدا کی طرف پلٹ آئے۔ خدا نے اسے ظاہر کردیا اور برائیوں سے انہیں نجات دی۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی اسی طرح ہیں کہ اگر لوگ توبہ پر اتفاق کرلیں اور اس کی مدد کے لئے تصمیم وارادہ کرلیں۔ خدا سے ظاہر فرمائے گا۔

---

[1] قصص: ۱۳

[2] کمال الدین: ج۲، ص۴۲۸

[3] بحار الانوار: ج۵۱، ص۶۸

(۶) حضرت ہود علیہ السلام سے شباہت

حضرت ہود علیہ السلام کا نام عابر تھا اور حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے ظہور کی بشارت دی تھی۔ کتاب کمال الدین میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے: جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بلایا اور فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرے بعد تمہارے لئے ایک غیبت آئے گی کہ ظالم لوگ ظاہر ہوں گے۔ البتہ خدا میرے فرزند کے قیام کے ذریعے کشائش عطا کرے گا جس کا نام ہودؑ ہوگا اس وقار و سکینہ کے ساتھ آئے گا اس کا خلق و اخلاق میرے مشابہ ہے۔ خدا اس کے ظہور کے وقت تمہارے دشمنوں کو ہوا و طوفان کے ذریعے ہلاک کرے گا۔ پس ہمیشہ ہودؑ کے ظہور کا انتظار کرو۔ حتیٰ کہ ان پر مدت طولانی ہوگی اور اکثر لوگوں کے دل میں قساوت آ گئی۔ پھر خدا نے ہود پیغمبر کو بھیجا کیونکہ لوگ ناامید ہو گئے تھے۔ ہوا کی خدا نے قرآن مجید میں اس طرح تعریف فرمائی:

مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ کَالرَّمِیۡمِ. [۱]

جو جس چیز سے بھی گزرتی تھی اسے ریزہ ریزہ کر دیتی تھی۔

اس وقت ان پر غیبت واقع ہوئی اور حضرت ہود علیہ السلام نے ظہور کیا۔ [۲]

حضرت قائم علیہ السلام کی بھی تمام ان کے آباء اجداد نے خوش خبری دی اور آپؑ کے ظہور کو بیان فرمایا۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اس کے وسیلے سے ان کو ہلاک کیا اور ان پر ایک عظیم طوفان و ہوا کو بھیجا۔

خدا فرماتا ہے:

اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ کَالرَّمِیۡمِ [۳]

جب ہم نے ان پر ایک ایسی بے برکت ہوا بھیجی۔ جو جس چیز سے بھی گزرتی تھی اسے ریزہ ریزہ کر دیتی

---

[۱] سورۂ ذاریات: ۴۱

[۲] کمال الدین: ج۱، ص ۱۴۵

[۳] سورۂ ذاریات: ۴۲، ۴۱

تھی۔

خدا حضرت قائم علیہ السلام کے وجود مبارک سے لوگوں کو سیاہ آندھی کے ذریعے کافروں کو ہلاک کرے گا۔

(۷) حضرت صالح علیہ السلام سے مشابہت

حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ جب وہ واپس آئے تو بہت لوگوں آپ کا نے انکار کر دیا۔
کتاب کمال الدین میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: حضرت صالح علیہ السلام کافی مدت اپنی قوم سے غائب رہے۔ جب ان کے درمیان سے غیبت ہوئے تو خوبصورت، داڑھی گھنی اور چھوٹا سا شکم تھا۔ اور درمیانی عمر کے تھے جب اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو لوگوں نے آپ کی صورت نہ پہچانا۔
آپ نے ان کے تین گروہ دیکھے، ایک گروہ منکر و کافر تھا۔ ایک گروہ شک و تردید میں تھا اور تیسرا گروہ یقین واعتماد پر تھے۔ آپ نے پہلے اس گروہ کو دعوت دی جو شک و تردید میں تھے اور ان سے کہا: میں صالح ہوں لیکن لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور دشنام و گالیاں دیں اور کہنے لگے: خدا تجھ سے بیزار ہے۔ صالح کی صورت تیری صورت جیسی نہ تھی۔

پھر منکر و کافروں کے پاس آئیں گے اور انہیں دعوت دیں گے اور فرمائیں گے۔ لیکن وہ لوگ قبول نہیں کریں گے۔ پھر تیسرے گروہ کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: میں صالح ہوں۔
لوگوں نے کہا: کوئی نشانی بتائیں۔
حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: میں وہی صالح ہوں جو اونٹنی کو لے آیا تھا۔
لوگوں نے کہا: آپ نے سچ کہا، لیکن نشانی کیا ہے؟ جو کچھ تو خدا کی طرف سے لے آیا ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

لہٰذا خدا نے فرمایا:
أَنَّ صَٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۔ [1]

---

[1] سورۂ اعراف: ۷۵

بے شک صالح اپنے پروردگار کی طرف سے آئے۔

اہل ایمان نے کہا:

إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ [1]

بے شک ہم تو اس (پیغام) پر ایمان لائے جسے دے کر ان کو بھیجا گیا ہے۔

جنہوں نے تکبر کیا، انہوں نے کہا:

إِنَّا بِالَّذِيَ آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ [2]

جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے کافر و منکر ہیں۔

بے شک حضرت قائم علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کی مانند ہوں گے۔ [3]

(۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شباہت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت مخفیانہ ہوئی اور حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت بھی مخفی ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دن میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے لوگ ایک ہفتے میں بڑھتے ہیں اور ایک ہفتے میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے لوگ ایک ماہ میں بڑھتے تھے۔ ایک ماہ میں اتنا بڑھتے تھے جتنا ایک عام آدمی سال میں بڑھتا ہے۔ چنانچہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے حضرت قائم علیہ السلام بھی ایسے ہی ہوں گے۔

حکیمہ سے مروی ہے: چالیس دن گزرنے کے بعد میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر داخل ہوئی۔ اچانک مولا قائم صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا کہ گھر میں چل رہے تھے۔ ان سے زیادہ فصیح اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

حضرت ابو محمد نے مجھ سے فرمایا: یہ مولود خدا کے نزدیک باگرامی ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! چالیس دن سے میں یہی حالت دیکھ رہا ہوں؟

---

[1] سورۂ اعراف: ۷۵

[2] سورۂ اعراف: ۷۶

[3] کمال الدین: ج ۱، ص ۱۳۶

اے میری پھوپھی! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم اوصیاء ایک دن میں عام افراد کی نسبت ایک ہفتہ کے برابر بڑھتے ہیں اور ایک ہفتے میں ایک ماہ جتنا بڑھتے ہیں اور ایک ماہ میں ایک سال کے برابر بڑھتے ہیں۔ [1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں سے عزلت اختیار کی۔ خدا نے ان سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ. [2]

اور میں آپ لوگوں سے اور ان سے جنہیں آپ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کنارہ کرتا ہوں۔

حضرت قائم علیہ السلام نے بھی عزلت اختیار کی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو غیبت تھیں۔ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے بھی دو غیبت ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا، جبرائیلؑ آپ کے لئے جنت کا لباس لے آئے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی ظہور کے وقت وہی لباس پہنیں گے۔

کمال الدین میں مفضل امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا لباس کیسا تھا؟

میں نے کہا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ روشن کی گئی تو جبرائیلؑ جنت کا لباس لے آیا اور آپ نے وہ پہن لیا۔ پس اس لباس سے گرمی وسردی کا اثر نہ ہوا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو اسے بازو پر باندھا گیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام پر آویزاں کیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر آویزاں کیا۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت یعقوبؑ نے ان پر آویزاں کیا۔

لہٰذا خدا فرماتا ہے:

اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ. [3]

تم مجھے مخبوط الحواس نہ سمجھو تو میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۱، ج ۷ ۳

[2] سورۂ مریم: ۴۸

[3] سورۂ یوسف: ۹۴

یہی قمیص تھی جو جنت سے لائی گئی تھی۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤ! یہ قمیص کسے ملے گی؟

آپ نے فرمایا: یہ قمیص حضرت قائم علیہ السلام کے پاس ہے۔ جب وہ خروج کریں گے۔

پھر فرمایا: جو نبی جس چیز کا وارث تھا وہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی اور حجر اسود کو نصب فرمایا۔

خدا فرماتا ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.[1]

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر (خانہ کعبہ) کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ (اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا کرتے جاتے تھے) اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ عمل) قبول فرما۔ بے شک تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دستور دیا کہ وہ کعبہ کی بنیاد رکھیں اور اس کے ستون بلند کریں اور لوگوں کو مقام عبادت دکھائے۔ پس ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے ہر روز ایک ساق (پنڈلی کے برابر) تعمیر کرتے تھے تا حجر اسود تک پہنچے۔ حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا: پس یہاں سے کوہ ابوقبیس نے اسے ندا دی کہ تو تیری میرے پاس امانت ہے۔ اس وقت حجر اسود ابراہیم کو دیا گیا اور آپؑ نے اس کو اپنی جگہ پر نصب کیا۔[2]

حضرت قائم علیہ السلام بھی اسی طرح ہوں گے۔ بحار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب قائم کا ظہور ہوگا، مسجد الحرام کو منہدم کریں گے اور مقام ابراہیم کو اصلی حالت میں واپس لے آئیں گے۔[3]

کتاب خرائج میں ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے مروی ہے کہ اس نے کہا: میں سال ۳۳۷ میں حج کے لئے بغداد گیا اور اس سال یہ قرارداد تھی کہ حجر اسود کو اپنی اصلی حالت میں لائیں۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۵۵

[2] البرھان: ج ۱، ص ۱۵۳

[3] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۸

میری کوشش یہ تھی کہ ایسے شخص کو پیدا کروں جو حجر اسود کو نصیب کرے۔ کیونکہ میں نے کتب میں پڑھا تھا کہ حجر اسود حجت الٰہی کے علاوہ کوئی نہیں نصب کر سکتا۔ چنانچہ حجاج کے زمانے میں امام زین العابدین علیہ السلام نے اسے دینی جگہ قرار دیا تھا۔ لیکن اس سال میں سخت مریض تھا اور مجھے ڈر تھا کہ شاید سفر کو جاری نہ رکھ سکوں۔ مجھے یہ علم بھی تھا کہ ہشام مکہ جائے گا۔ لہٰذا میں نے ایک خط لکھا، مہر لگائی اور خط میں یہ سوال تھا کہ میری عمر کی مدت کتنی ہے کیا میں اس بیماری میں ہی مر جاؤں گا یا نہ؟

میں نے ابن ہشام سے کہا: میں نے تجھے اس لئے بلایا کہ یہ خط ایسے فرد کو ملنا جو حجر اسود کو نصب کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔

ابن ہشام کہتا ہے جب ہم مکہ پہنچے اور حجر اسود کی جگہ پہنچے تو دربار کے خدام کو پیسے دیئے تاکہ خاص وقت میں یہ دیکھوں کہ حجر اسود کو کون نصب کرتا ہے لوگوں کا ہجوم تھا جو چاہتا حجر اسود کو نصب کرے لیکن نہیں کر سکتا تھا۔

پس ایک گندمی رنگ والا خوبصورت جوان آیا اس نے حجر اسود کو لیا اور اپنی جگہ قرار دیا۔ لوگوں نے بلند آواز سے فریاد کی لیکن جوان دروازے سے خارج ہوا اور چلا گیا۔ میں اسے ملا جہاں ہمیں کوئی دیکھنے والا نہ تھا۔ آپؑ میری طرف تشرف لائے اور فرمایا: تو اس سے کہہ دو کہ اس بیماری کا تجھے کوئی خوف نہیں ہے آخر وہ چلے گئے اور میں تنہا رہ گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے نجات پائی اور خدا فرماتا ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ.[1]

ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو کر اور ابراہیم کے لئے سلامتی کا باعث بن جا۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی اسی ترتیب سے انجام دیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے۔ اصفہان کا ایک شخص آپؑ کے خدمت میں حاضر ہو گا اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کا تقاضا کرے گا۔ آپؑ حکم دیں گے کہ آگ

---

[1] سورۂ انبیاء: ۶۹

روشن کی جائے اور پھر اس آیت فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔[1] (پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے) کی تلاوت فرمائی۔

پھر آپؑ آگ میں داخل ہوجائیں گے اور سلامتی سے باہر آئیں گے۔ وہ ملعون مرد اس معجزے کا انکار کرے گا اور کہے گا۔ یہ جادو ہے پس حضرت قائمؑ آگ کو حکم دیں گے اسے پکڑ کر جلا دے۔

حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو خدا کی توحید کی دعوت دی۔ حضرت امام باقرؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ وہی ہیں جو لوگوں کو صدا دیتے تھے اور فرماتے تھے: اے لوگو! میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ خدا نے تجھے حکم دیا اس خانہ کعبہ کا حج بجالائیں۔ پس تم حج بجالاؤ، جو آدمی حج کے لئے جاتا ہے، اس نے ابراہیمؑ کو اجابت کی۔[2]

حضرت قائمؑ بھی لوگوں کو توحید کی دعوت دیں گے۔

(۹) حضرت اسماعیلؑ سے شباہت

خدا نے ان کی ولادت کی بشارت دی اور فرمایا:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ.[3]

پس ہم نے اسے بردبار بیٹے کی خوشخبری دی۔

خدا نے ولادت اور قیام حضرت قائمؑ بھی بشارت دی۔ اسی طرح انبیاء اور ائمہ کے بشارت دی۔ بحار الانوار میں اسماعیل بن علی نوبختی سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا: ایک دن مریض کی حالت میں حضرت حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے اپنے غلام عقید سے فرمایا: اے عقید! میرے لئے ایک پیالی پانی کی گرم کریں۔

عقید نے اطاعت کی اور آپؑ کی خدمت میں گرم لے آیا۔ حضرت قائمؑ کی ماں انہیں لے آئی۔

حضرت نے برتن کو لیا آپؑ پینا چاہتے تھے لیکن آپؑ کے ہاتھ لرزنے لگے۔ آپؑ نے پانی کو زمین پر رکھا

---

[1] سورۂ انبیاء: ۶۹

[2] البرھان: ج ۱، ص ۱۵۴، کافی: ج ۴، ص ۲۰۵

[3] سورۂ صافات ۱۰۱

(۱۱) حضرت لوط علیہ السلام سے شبیہ

حضرت لوط علیہ السلام کی مدد کے لئے فرشتے نازل ہوئے۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ.[1]

انہوں (مہمانوں) نے کہا اے لوط ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں۔

حضرت قائم علیہ السلام کی مدد کے لئے بھی فرشتے نازل ہوں گے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز سے روایت ہے: جب حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اس نے درخشندہ نور دیکھا جو حضرت قائم علیہ السلام سے ظاہر ہوا اور یہ نور افق آسمان تک پہنچ گیا۔ سفید پرندوں کو دیکھا جو نیچے آ رہے تھے اور وہ اپنے بال آپؑ کے سر و صورت اور بدن پر مل رہے تھے۔ پھر پرواز کرتے تھے۔ جب میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو یہ مطلب عرض کیا تو آپ ہنسے اور فرمایا: وہ فرشتے تھے جو نیچے آ رہے تھے تا کہ مولود سے متوسل ہوں یہ فرشتے آپؑ کی مدد کرنے والے ہوں گے۔[2]

(۱۲) حضرت یعقوب علیہ السلام سے شباہت

حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے بہت گریہ کیا حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں حالانکہ غصہ پینے والے تھے۔[3]

حضرت قائم علیہ السلام نے بھی اپنے نانا حسینؑ کے لئے گریہ کیا اور زیارت ناحیہ میں فرمایا:

وَلَاَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بَدَلَ الدُّمُوْعِ دَمًا.[4]

حضرت یعقوب علیہ السلام انتظار فرج تھے اور فرماتے تھے:

---

[1] سورۂ ہود: ۸۱

[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۳۱

[3] سورۂ یوسف: ۸۴

[4] المزار الكبير (لابن المشهدي) / 501/9 - زيارة أخرى في يوم عاشوراء لأبي عبد الله الحسين بن علي صلوات الله عليه...... ص: 496

روشن کی جائے اور پھر اس آیت فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ۔[1] (پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے) کی تلاوت فرمائی۔

پھر آپؑ آگ میں داخل ہو جائیں گے اور سلامتی سے باہر آئیں گے۔ وہ ملعون مرد اس معجزے کا انکار کرے گا اور کہے گا۔ یہ جادو ہے پس حضرت قائم علیہ السلام آگ کو حکم دیں گے اسے پکڑ کر جلادے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو خدا کی توحید کی دعوت دی۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام وہی ہیں جو لوگوں کو صدا دیتے تھے اور فرماتے تھے: اے لوگو! میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ خدا نے مجھے حکم دیا اس خانہ کعبہ کا حج بجالائیں۔ پس تم حج بجالاؤ، جو آدمی حج کے لئے جاتا ہے، اس نے ابراہیمؑ کو اجابت کی۔[2]

حضرت قائم علیہ السلام بھی لوگوں کو توحید کی دعوت دیں گے۔

(۹) حضرت اسماعیل علیہ السلام سے شباہت

خدا نے ان کی ولادت کی بشارت دی اور فرمایا:

فَبَشَّرۡنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ۔[3]

پس ہم نے اسے بردبار بیٹے کی خوشخبری دی۔

خدا نے ولادت اور قیام حضرت قائم علیہ السلام بھی بشارت دی۔ اسی طرح انبیاء اور ائمہ کے بشارت دی۔ بحار الانوار میں اسماعیل بن علی نوبختی سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا: ایک دن مریض کی حالت میں حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے اپنے غلام عقید سے فرمایا: اے عقید! میرے لئے ایک پیالی پانی کی گرم کریں۔

عقید نے اطاعت کی اور آپؑ کی خدمت میں گرم لے آیا۔ حضرت قائم علیہ السلام کی ماں انہیں لے آئی۔

حضرت نے برتن کو لیا آپؑ پینا چاہتے تھے لیکن آپؑ کے ہاتھ لرزنے لگے۔ آپؑ نے پانی کو زمین پر رکھا

---

[1] سورۂ انبیاء: ۶۹

[2] البرھان: ج ۱، ص ۱۵۴، کافی: ج ۴، ص ۲۰۵

[3] سورۂ صافات ۱۰۱

اور عقید سے فرمایا: کمرے میں داخل ہو اور دیکھو ایک بچہ سجدہ کی حالت میں ہے اسے میرے پاس لے آؤ۔

ابو سہیل (نوبختی) کہتا ہے: عقید نے کہا: جب میں بچے کو لینے کے لئے کمرے کے اندر گیا تو بچہ حالت سجدہ میں تھا اور ایک انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے سلام کیا۔ آپؑ نے نماز کو مختصر کیا۔ میں عرض کی۔ آپؑ کو آپؑ کے والد گرامی بلا رہے ہیں۔ اس وقت اس کی ماں آئی اور والد کے پاس لے گئی۔

ابو سہیل کہتا ہے جب حضرت کی خدمت میں پہنچا تو سلام کیا۔ میں نے دیکھا کہ رنگ سفید، بال چھوٹے اور دندان کے درمیانی جگہ کشادہ تھی۔ جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسے دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا: اے میرے خاندان کے آقا! یہ پانی مجھے دو تا کہ پروردگار کی طرف جاؤ۔

آقا زادہ نے اطاعت کی اور پانی کو اٹھا کر والد گرامی کے منہ کے قریب کیا تا کہ وہ پانی پی سکیں۔ پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: مجھے نماز کے لئے تیار کرو۔ اس بیٹے نے باپ کو وضو کرایا۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا: اے فرزند! میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ صاحب الزماں علیہ السلام اور حجت خدا تم ہو تم میرے فرزند اور جانشین ہو۔ تم حسن بن علی علیہما السلام کے فرزند ہو۔ محمد بن علی علیہما السلام کے بیٹے موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہو۔ درود و سلام ہو اہل بیت علیہم السلام پر۔

اس وقت امام حسن علیہ السلام عسکری نے لبیک حق کہا۔ [1]

حضرت اسماعیل بھیڑ بکریاں چراتے تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام نے بھی یہ کام انجام دیا۔

مفضل امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے مفضل! خدا کی قسم! مجھے خوف ہے کہ مکہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس و عمامہ پہنے اور آپؐ کی نعلین مبارک کو پہن کر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصا لئے چند لاغر بکریوں کے ساتھ کعبہ میں جائے گا۔ اس وقت اسے کوئی نہیں پہچانے گا وہ جوانی کی عمر میں آشکار ہوں گے۔ [2]

حضرت اسماعیل علیہ السلام تسلیم امر الٰہی تھے۔ انہوں نے فرمایا:

يَٰٓأَبَتِ ٱفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ۔ [3]

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۶

[2] بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۶

[3] سورۂ صافات: ۱۰۲

بابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے وہ بجا لائیے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

(۱۰) حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہت

جب حضرت سارہ بچے دینے سے ناامید ہوگئیں تو خدا نے اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دی اور فرمایا:

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ.[1]

اوران کی بیوی (سارہ) پاس کھڑی ہوئی تھیں وہ ہنس پڑیں بس ہم نے انہیں اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔ (اس پر) وہ کہنے لگیں۔ ہائے میری مصیبت! کیا اب میرے ہاں اولاد ہوگی جبکہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں۔ اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہو چکے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی اسی طرح تھے کہ جب لوگ آپؑ کی ولادت سے ناامید ہوگئے تو آپؑ کی ولادت کی بشارت دی گئی۔

خرائج میں عیسیٰ بن صبیح سے روایت ہے کہ اس نے کہا: امام حسن عسکری علیہ السلام ہمارے ساتھ زندان میں داخل ہوئے۔ مجھے ان کے حق میں معرفت حاصل تھی۔ مجھے فرمایا: تیری عمر پینسٹھ سال ایک ماہ اور دو دن کی ہے۔ میرے پاس اپنی کتاب تھی جس میں میری تاریخ ولادت درج تھی دیکھا تو ایسا ہی تھا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

پھر حضرت نے پوچھا: کیا تیری اولاد ہے۔

اس نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: دعا کے لئے ہاتھ بلند کرو۔

آپؑ نے دعا فرمائی اور خدا نے اسے ایک فرزند عطا فرمایا۔

---

[1] سورۂ ہود، ۷۱، ۷۲

(۱۱) حضرت لوط علیہ السلام سے شبیہ

حضرت لوط علیہ السلام کی مدد کے لئے فرشتے نازل ہوئے۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ.[1]

انہوں (مہمانوں) نے کہا اے لوط ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں۔

حضرت قائم علیہ السلام کی مدد کے لئے بھی فرشتے نازل ہوں گے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز سے روایت ہے: جب حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اس نے درخشندہ نور دیکھا جو حضرت قائم علیہ السلام سے ظاہر ہوا اور یہ نور افق آسمان تک پہنچ گیا۔ سفید پرندوں کو دیکھا جو نیچے آرہے تھے اور وہ اپنے بال آپؑ کے سر و صورت اور بدن پر مل رہے تھے۔ پھر پرواز کرتے تھے۔ جب میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو یہ مطلب عرض کیا تو آپ ہنسے اور فرمایا: وہ فرشتے تھے جو نیچے آرہے تھے تاکہ مولود سے متوسل ہوں یہ فرشتے آپؑ کی مدد کرنے والے ہوں گے۔[2]

(۱۲) حضرت یعقوب علیہ السلام سے شباہت

حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے بہت گریہ کیا حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں حالانکہ غصہ پینے والے تھے۔[3]

حضرت قائم علیہ السلام نے بھی اپنے نانا حسینؑ کے لئے گریہ کیا اور زیارت ناحیہ میں فرمایا:

وَلَاَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بَدَلَ الدُّمُوعِ دَمًا.[4]

حضرت یعقوب علیہ السلام انتظار فرج تھے اور فرماتے تھے:

---

[1] سورۂ ہود: ۸۱

[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۳۱

[3] سورۂ یوسف: ۸۴

[4] المزار الكبير (لابن المشهدي) / 9/501 - زيارة أخرى في يوم عاشوراء لأبي عبد الله الحسين بن علي صلوات الله عليه..... ص: 496

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝[1]

اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔

(۱۴) حضرت یوسف علیہ السلام سے شبیہ

اپنے زمانے میں لوگوں میں سے خوبصورت ترین حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی اپنے زمانے میں لوگوں میں خوبصورت ترین ہوں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ایک طولانی مدت کے لئے غائب ہوئے اور بعد میں اس کی بھائیوں سے ملاقات ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو پہچانا حالانکہ بھائی پہچان نہ سکے۔[2]

حضرت قائم علیہ السلام بھی خلق سے غائب ہیں حالانکہ وہ راستے پر چلتے ہیں آپؑ کو لوگوں کی شناخت ہے لیکن لوگوں کو شناخت نہیں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کا خواب دیکھا:

حضرت قائم علیہ السلام بھی دو دراز ممالک سے لوگوں کو جمع کرے گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدی ہم اہل بیت میں سے ہیں اور خدا ایک شب میں اس کے امر کی اصلاح کرے گا۔[3]

حضرت یوسف علیہ السلام زندان میں گئے اور فرمایا:

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۝[4]

اے میرے پروردگار! اس کام کی نسبت جس کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں مجھے قید خانہ پسند ہے۔

ایک حدیث جو امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام سنت موسیٰ علیہ السلام، سنت عیسیٰ علیہ السلام، سنت یوسف علیہ السلام اور سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوں گے۔ لیکن یوسف علیہ السلام کی سنت زندان اور غیبت ہے۔[5]

---

[1] سورۂ یوسف: ۸۷

[2] کمال الدین: ج۱، ص۳۲۹

[3] بحار الانوار: ج۵۲، ص۲۸۰

[4] سورۂ یوسف: ۳۳

[5] کمال الدین: ج۱، ص۳۲۹

اے مومنین! آؤ اور امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کریں۔

حضرت یوسف علیہ السلام چند زندان میں رہے لیکن حضرت قائم علیہ السلام کتنے سالوں سے ہم سے جدا ہیں۔

اے کاش! ہم جانتے ہوتے کہ اس غیبت میں کیا ہوگا؟ اور آپؑ کا ظہور کب ہوگا؟ حضرت یوسف علیہ السلام ہر خاص و عام سے غائب رہے اور بھائیوں سے مخفی رہے۔ حضرت قائم علیہ السلام کی یوسفؑ سے بھی یہی شباہت ہے۔ کہ آپؑ ہر خاص و عام سے غیب ہیں۔

(۱۴) حضرت خضر علیہ السلام سے شباہت

خدا نے حضرت خضر کی عمر طولانی فرمائی اور یہ موضوع سنی و شیعہ کے نزدیک مسلم ہے اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔

بحار میں داؤد کے مناقب میں نقل ہوا کہ داؤد رقی سے روایت ہے۔ میرے دو بھائی زیارتی سفر پر گئے ان میں سے ایک شدت پیاس میں مبتلا ہو گیا حتیٰ کہ اپنے گدھے سے گر پڑے دوسرے کو بھی بڑی زحمت اٹھانی پڑی۔ لیکن اپنی جگہ سے اٹھا۔ نماز پڑھی اور خدا، رسول وائمہ علیہم السلام سے استغاثہ کیا۔ ایک ایک کا نام لیا جب جعفر بن محمدؑ پر پہنچا تو التماس شروع کرنے لگا۔ اچانک اس نے ایک مرد کو دیکھا جو یہ کہہ رہا ہے کہ تیرا ماجرا کیا ہے؟ میں نے سارا ماجرا سنایا۔ اس شخص نے ایک لکڑی کا قطعہ مجھے دیا اور کہا: اسے دولبوں کے درمیان رکھو۔

میں نے یہی کام کیا، میں نے اچانک دیکھا کہ اس نے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور اسے پیاس کا احساس بھی نہ تھا۔ وہاں سے چلے اور زیارت کی۔ جب کوفہ واپس آرہے تھے جس نے دعا کی تھی وہ مدینہ کی طرف سفر کرنے لگا۔ اور امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے فرمایا: بیٹھو! تیرے بھائی کا کیا حال ہے؟ اور وہ لکڑی کہاں ہے؟

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! جب میرے بھائی کی حالت بُری ہوئی تو مجھے بڑی پریشانی ہوئی اور جب خدا نے اس کی روح کو واپس پلٹایا تو اس خوشی میں وہ لکڑی کو بھول گیا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تو اپنے بھائی کے غم میں تھا تو میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام آئے

اوران کے ذریعے تیرے پاس طوبیٰ کی لکڑی کا ٹکڑا بھیجا تھا۔ پھر حضرتؑ اپنے خادم سے مخاطب ہوکر فرمایا: جاؤ وہ عطر دان لے آؤ۔ خادم وہ عطر دان لے آیا۔ حضرت نے اسے کھولا اور لکڑی کے تمام قطعات کو باہر نکالا اور اس آدمی کو دکھایا تا کہ وہ جان لے۔ اور دوبارہ اسے واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔ [1]

خدا نے حضرت قائم علیہ السلام کی بھی عمر طلانی فرمائی۔ بعض روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ آپؑ کی عمر طولانی ہونے کی حکمت یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی عمر بھی طولانی تھی۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے اپنے صالح بندے حضرت خضر علیہ السلام کی عمر طولانی فرمائی۔ نہ نبوت کی وجہ سے اور نہ آسمانی نازل ہونے والی کتاب کی وجہ سے اور نہ اس آئین کی وجہ سے جو آپؑ کی شریعت نے پہلی شریعت کو منسوخ کیا بلکہ خدا کے علم میں تھا کہ حضرت قائم علیہ السلام کی عمر طولانی ہوگی تا کہ لوگ انکار نہ کریں لہٰذا پہلے ایسی دلیل قائم کی کہ لوگوں کو بدلنے کا موقع نہ ملے۔

کمال الدین میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے: حضرت خضر علیہ السلام نے آب حیات پیا، پس وہ زندہ ہے اور صور پھونکنے تک زندہ رہیں گے۔ البتہ وہ ہمارے پاس آئے گا اور ہم پر سلام کرے گا۔ اس کی آواز سنائی دے گی لیکن خود نہیں دکھائی دیں گے۔ جب تم میں سے اسے کوئی یاد کرے تو اس پر درود بھیجنا چاہیے اور تم میں سے جو اسے یاد کرتا ہے وہ اس پر سلام کرتے ہیں۔ وہ ہر سال حج میں حاضر ہوتے ہیں اور تمام مناسک کو انجام دیتے ہیں۔ وہ عرفہ میں ٹھہرتے ہیں جب مومنین دعا کرتے ہیں تو آپؑ ان کے لئے آمین کہتے ہیں۔ خدا حضرت قائم علیہ السلام کی ہیبت کو غیبت کے ذریعے انس میں بدل دیتا ہے اور تنہائی دور ہوتی ہے۔ [2]

حضرت خضر علیہ السلام کا نام بلیا ہے بعض نے اور نام بھی لکھیں ہیں خضر کو خضر اس لئے کہا جاتا ہے کہ شیخ صدوق سے منقول ہے کہ جب وہ خشک لکڑی پر بھی بیٹھتے تھے تو سبز ہو جاتی تھی نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپؑ نماز پڑھتے تھے آپؑ کی اطراف سبز ہو جاتی تھی۔ [3]

نجم الثاقب میں روایت ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام بھی جس زمین سے گزریں گے وہ سبز ہو جائے گی۔ پانی

---

[1] بحار الانوار: ج ۲۴، ص ۱۳۸
[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۹۰
[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۹۱

جاری ہو جائے گا۔ [1]

اللہ نے حضرت خضرؑ کو یہ قدرت عطا فرمائی کہ وہ جس مشکل کو اختیار کرنا چاہیں کر لیتے تھے۔

چنانچہ علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت امام صادقؑ سے نقل کیا کہ خدا نے حضرت قائمؑ کو بھی یہی قدرت عطا فرمائی ہے۔ اس مطلب پر بہت سی حکایات دلالت کرتی ہیں۔

حضرت خضرؑ علم باطن پر مامور تھے چنانچہ حضرت موسیٰؑ سے کہا:

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۞ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا۔ [2]

آپ میرے ساتھ (رہ کر) صبر نہیں کر سکتے۔ اور بھلا اس بات پر آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جو تمہارے علمی دائرہ سے باہر ہے؟

حضرت قائمؑ بھی علم باطن پر مامور ہیں۔

حضرت خضر کے کاموں کی حکمت معلوم نہ ہو سکی کہ جب تک انہوں نے خود نہیں فرمایا۔

حضرت قائمؑ بھی اپنے ظہور کی حکمت ظاہر ہونے کے بعد بیان فرمائیں گے۔ حضرت خضرؑ ہر سال حج بجالاتے ہیں اور تمام مناسک انجام دیتے ہیں حضرت قائمؑ بھی ہر سال حج پر جاتے ہیں اور مناسک انجام دیتے ہیں۔

شیخ صدوق کمال الدین میں بیان کرتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابوالقاسم جعفر ابن احمد علوی رقی عریضی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابوالحسن علی بن احمد عقیقی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابونعیم انصاری زیدی نے، انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں مستجار کے پاس تھا ہمارے ساتھ عمرہ ادا کرنے والوں کی ایک جماعت بھی تھی ان میں محمودی اور علان کلینی اور ابوہیثم دیناری اور ابوجعفر احول ہمدانی اور محمد بن قاسم علوی وہ تیس افراد تھے اور محمد بن قاسم علوی عقیقی کے سوا ان میں کوئی مخلص نہ تھا یہ ذوالحجہ کی چھ تاریخ اور سن ۲۹۳ ہجری تھا۔

ہمارے پاس ایک نوجوان آیا، جو احرام باندھے ہوئے تھے، اس کے ہاتھ میں اس کی نعلین تھی، وہ ہمارے درمیان آیا، ہم لوگ اس کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے سلام کیا اور اس نے دائیں بائیں دیکھا اور

---

[1] نجم الثاقب: ۸۴

[2] سورۂ کہف: ۶۷

ہمارے درمیان بیٹھ گیا اور بولا، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی دعا میں کیا فرماتے ہیں۔

ہم نے دریافت کیا: کیا فرماتے ہیں؟

اس جوان نے کہا: آپ فرمایا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي بِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَبِهِ تَقُومُ الْاَرْضُ وَ بِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ وَ بِهِ تَجْمَعُ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَ بِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ وَ بِهِ اَحْصَيْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَ زِنَةَ الْجِبَالِ وَ كَيْلَ الْبِحَارِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَجْعَلَ لِي مِنْ اَمْرِي فَرَجاً وَ مَخْرَجاً.

اے میرے پروردگار! میں تجھ سے اس اسم مقدسہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، جس کے باعث آسمان اور زمین تھمے ہوئے ہیں۔ جس کے باعث حق و باطل کا فرق ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے متفرق اور پراگندہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ جس کے ذریعے سے جماعتوں میں افتراق اور اختلاف واقع ہوتا ہے۔ جس کے وسیلے سے ریگ بیابان کے اعداد، پہاڑوں کے اوزان اور دریاؤں کے پانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ درود بھیج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور میرے لئے، میرے تمام اُمور کو کشادہ اور آسان فرما۔

پھر وہ جوان اُٹھا، ان کے احترام میں ہم بھی اٹھے۔ وہ طواف میں مشغول ہو گئے ان کی ہیبت کے باعث ہم یہ پوچھنا بھول گئے کہ وہ کون تھے۔ دوسرے اسی وقت طواف سے فارغ ہو کر تشریف لائے اور اسی طرح ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر دائیں بائیں نظر کی اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ امیر المومنین نماز فریضہ کے بعد کیا دعا مانگتے تھے؟

ہم نے دریافت کیا: کیا فرماتے تھے؟

فرمایا: آپ دعا میں فرماتے تھے:

اللّٰهُمَّ اِلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَصْوَاتُ وَ دُعِيَتِ الدَّعَوَاتُ وَ لَكَ عَنَتِ الْوُجُوهُ وَلَكَ خَضَعَتِ الرِّقَابُ وَاِلَيْكَ التَّحَاكُمُ فِي الْاَعْمَالِ يَا خَيْرَ مَسْئُولٍ وَ خَيْرَ مَنْ اَعْطَى يَا صَادِقُ يَا بَارِءُ يَا مَنْ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ يَا مَنْ اَمَرَ بِالدُّعَاءِ وَ تَكَفَّلَ بِالْاِجَابَةِ يَا مَنْ قَالَ ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ يَا مَنْ قَالَ وَ اِذَا سَاَلَكَ

عِبادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذا دَعانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَ لْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ يَا مَنْ قَالَ يا عِبادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلى أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

"پروردگار تیری ہی طرف سب کی آواز جاتی ہے، تجھ سے ہی دعا مانگی جاتی ہے، تیرے ہی سامنے رخسار رکھے جاتے ہیں، تیری بارگاہ میں خصوع وخشوع بجالایا جاتا ہے، تمام اعمال میں تیرا ہی حکم مانا جاتا ہے۔ اے ان سب سے بہتر جن سے سوال کیا جاتا ہے، اے تمام عطا کرنے والے سے بہتر، اے سچے عفو کرنے والے، اے وہ جو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، اے وہ جو دعا کرنے کا بھی حکم کرتا ہے اور قبول کرنے کا بھی وعدہ فرماتا ہے۔ اے وہ کہ جس نے ارشادفرمایا ہے کہ جس نے جو کچھ مجھ سے طلب کیا، میں اس سے قریب ہوں اس کی دعا قبول کرتا ہوں جس دم وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔ پس دین کو قبول کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ، کہ تم ہدایت یافتہ ہو، اور اے وہ جو ارشاد فرماتا ہے، اے میرے بندوں جو اپنے نفسوں پر اسراف کر چکے ہو، خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو، خدا تعالیٰ تمام گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ کیونکہ وہ بہت بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے"۔

پھر انہوں نے دائیں بائیں نظر کی اور فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام سجدہ شکر میں کیا دعا کرتے تھے؟

ہم نے دریافت کیا: کیا دعا کیا کرتے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کہا کرتے تھے:

يَا مَنْ لَا يَزِيدُهُ إِلْحَاحُ الْمُلِحِّينَ إِلَّا جُوداً وَ كَرَماً يَا مَنْ لَهُ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ يَا مَنْ لَهُ خَزَائِنُ مَا دَقَّ وَ جَلَّ لَا تَمْنَعُكَ إِسَاءَتِي مِنْ إِحْسَانِكَ إِلَيَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَفْعَلَ بِي مَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَ أَنْتَ أَهْلُ الْجُودِ وَ الْكَرَمِ وَ الْعَفْوِ يَا رَبَّاهُ يَا اللهُ افْعَلْ بِي مَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَأَنْتَ قَادِرٌ عَلَى الْعُقُوبَةِ وَ قَدِ اسْتَحْقَقْتُهَا لَا حُجَّةَ لِي وَ لَا عُذْرَ لِي عِنْدَكَ أَبُوءُ إِلَيْكَ بِذُنُوبِي كُلِّهَا وَ أَعْتَرِفُ بِهَا

كَيْ تَعْفُوَ عَنِّي وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا مِنِّي بُؤْتُ اِلَيْكَ بِكُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَ بِكُلِّ خَطِيئَةٍ اَخْطَأْتُهَا وَ بِكُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلْتُهَا يَا رَبِّ اغْفِرْ لِي وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ.

رونے والوں کی گریہ وزاری سوائے تیرے جودوکرم کے اضافے کےاورکوئی اضافہ نہیں کرتی، اے وہ جس کے پاس آسمان اورزمین کے خزانے ہیں، اے وہ جس کا فضل بہت وسیع ہے میرے گناہ مجھے تیرے احسانات کے ملنے سے نہیں روک سکتے جن کے لئے میں تیری جناب میں استدعا کرتا ہوں، تو میرے ان اُمور میں ایسا ہی کرجیسا کہ تجھے شایان اورسزاوار ہے۔تو ہرقسم کے عذاب پرقادر ہے تجھ کوان عذابوں کاپورااستحقاق ہے۔ مجھ کوتیری جناب میں کوئی حجت حاصل نہیں ہےاورنہ تیرے درگاہ میں مجھےکوئی عذرکرنے کاموقع ہے، میں اپنے گناہ تیری خدمت میں پیش کرتا ہوں، ان کااقرارکرتا ہوں تاکہ توانہیں معاف فرمادے،توسب سے بہتر جاننے والا ہے میں ان گناہوں سے جوعمل میں لاچکا ہوں بری ہوتا ہوں اوران تمام خطاؤں سے جومجھ سے سرزدہوچکی ہیں اوران تمام برائیوں سے جوبجالایا ہوں۔اے میرے پروردگار، تومجھے بخشش دے اورمجھ پررحم فرمااوران تمام اُمورسے درگزرفرما جن کوتوسب سے بہتر جانتا ہے کیونکہ توسب سے زیادہ عزیزاورمہربانی کرنے والا ہے۔

پھروہ حضرت رخصت ہو گئے۔اگلے روز پھرآئے اورہم نے روزانہ کی طرح ان کااستقبال کیا۔پس وہ ہمارے درمیان بیٹھ گئےاوردائیں بائیں دیکھااورفرمایا:علی بن حسین سید العابدین علیہ السلام اپنے سجدہ میں اس جگہ [اپنے دست مبارک سے حجراسود کی طرف اشارہ کیااور] فرمایا کرتے تھے۔

عُبَيْدُكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِينُكَ بِبَابِكَ اَسْأَلُكَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ سِوَاكَ.

"تیرابندہ تیری چوکھٹ پر، تیرامسکین تیرے دروازے پر، تجھ سےان چیزوں کاطالب ہےجس پرسوائے تیرے اورکوئی قدرت نہیں رکھ سکتا۔"

پھرانہوں نے دائیں بائیں نظرکی اورمحمد بن قاسم علوی کی طرف متوجہ ہوئے اورفرمایا:اے محمد بن قاسم!تم بھلائی پرقائم ہو،ان شاءاللہ(یہ کہہ کر) آپؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اورطواف میں داخل ہوگئے۔

ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ دعا سیکھی نہ ہو اور ہم بھول گئے تھے۔ لیکن دن کے آخری حصہ میں اس کے بارے میں گفتگو کی محمود نے ہم سے کہا: اے لوگو! تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟

ہم نے کہا: نہیں۔

انہوں نے کہا: خدا کی قسم یہ صاحب الزمان علیہ السلام تھے۔

ہم نے کہا: اے ابوعلی! کیسے؟

وہ بولے: میں نے اپنے رب سے سات سال یہ دعا کی تھی کہ وہ مجھے صاحب الزمان علیہ السلام کی زیارت کرائیں۔

سات سال پہلے کی بات ہے کہ یہی حضرت عرفہ کی عشا کی دعا پڑھ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا: انسانوں میں سے ہوں۔

میں نے پوچھا: کن انسانوں میں سے عربوں میں سے یا ان کے دوستوں میں سے؟

فرمایا: عربوں میں سے۔

دریافت کیا: کن عربوں میں سے؟

فرمایا: اشراف اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے۔

میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: بنو ہاشم۔

میں نے دریافت کیا: بنو ہاشم کی کس شاخ میں سے ہیں،

جواب دیا: جو مشورہ دینے، بلند اور رفعت میں قابل تعریف ہیں۔

میں نے دریافت کیا ان میں سے کن حضرات سے ہیں۔

فرمایا: ان میں سے ہوں جنہوں نے کھوپڑی کو شگافتہ کیا تھا، کھانا کھلایا تھا اور رات کو اس وقت نماز پڑھی تھی جب لوگ سوئے ہوئے تھے۔

میں سمجھا کہ یہ کوئی علوی ہیں اور میں علویوں سے محبت کرتا ہوں، پھر آپ پوشیدہ ہو گئے۔ مجھے علم نہ ہو سکا کہ آسمان کی طرف گئے ہیں یا زمین کے اندر تشریف لے گئے۔

میں نے لوگوں سے دریافت کیا: جو آپ کے گرد جمع تھے کہ کیا تم اس عالم کو جانتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں۔ ہر سال ہمارے ساتھ پیدل تشریف لا کر حج ادا کرتے تھے۔

میں نے ان سے کہا: میں نے آپ کے قدم کے چلنے کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ پھر اپنی جدائی کی وجہ سے حزن وملال

کی حالت میں مزدلفہ چلا آیا۔ میں نے اسی رات رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپؐ نے فرمایا: اے محمودی! تم نے اپنے مطلوب کو دیکھا،

میں نے عرض کیا: میرے آقا! وہ کون تھے؟

فرمایا: عشاء میں تم نے جنہیں دیکھا، وہ صاحب الزمان (علیہ السلام) تھے۔

پس ہم نے اس سے یہ بات سنی تو اس پر غصہ کیا، کہ اس نے ہمیں اس سے آگاہ کیوں نہیں کیا، تو اس نے بتایا کہ وہ گفتگو کے دوران اس بات کو بھول گیا تھا۔ [1]

(۱۵) حضرت الیاس علیہ السلام سے شباہت

حضرت خضر علیہ السلام کی مانند حضرت الیاس کی بھی خدا نے طولانی عمر عطا فرمائی۔ خدا نے حضرت قائم علیہ السلام کی بھی عمر طولانی فرمائی ہے الیاس بھی خضر کی مانند ہر سال حج پر جاتے ہیں اور وہاں پر ملاقات کرتے ہیں۔ تفسیر امام حسن علیہ السلام میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے زید بن ارقم سے فرمایا: اگر چاہتے ہو کہ ان (منافقین) کا شر آپ تک پہنچے ہر صبح یہ دعا پڑھو۔

اگر چاہتے ہو کہ خدا تمہیں غرق ہونے، جل جانے و چوری سے امان ملے تو ہر صبح یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ۔ لَا يَصْرِفُ السُّوءَ إِلَّا اللهُ بِسْمِ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ لَا يَسُوقُ الْخَيْرَ إِلَّا اللهُ بِسْمِ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ. مَا يَكُونُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ بِسْمِ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بِسْمِ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبِينَ. [2]

حضرت الیاس علیہ السلام اپنی قوم سے فرار ہو گئے تھے اور ان کی نظروں سے غائب ہو گئے تھے کیونکہ آپؑ کو قتل کرنا چاہتے تھے حضرت قائم علیہ السلام بھی اپنی قوم سے غائب ہوں گے اور آپؑ کو بھی قتل کا خطرہ تھا۔ حضرت الیاس سات سال غائب رہے۔ حضرت کی غیبت معلوم نہیں کہ کب تک غائب رہے گا۔ حضرت الیاس کوہ دشوار میں سکونت پذیر

---

[1] کمال الدین و تمام النعمۃ / ج2/470/43 باب ذکر من شاهد القائم علیہ السلام ورآه و كلمه ..... ص: 434

[2] التفسير المنسوب إلى الإمام الحسن العسكري علیہ السلام / 19 / إسد الأبواب عن المسجد دون باب علي علیہ السلام ..... ص: 17 .

ہوئے تھے۔

علی بن مہریار زرہوازی سے کمال الدین و بحار میں منقول ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام نے فرمایا: مجھے میرے نے مجھے نصیحت کی کہ اس قوم کی مجاورت نہ کروں جس پر خدا کا غضب اور اس کی لعنت ہو۔ ان کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں ننگ و عار ہے۔ ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! یہ امر کب ظاہر ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جب تمہارے اور کعبہ کے درمیان جدائی واقع ہوئی، آفتاب و ماہ جمع ہوں۔ [1]

خدا نے حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا سے حضرت یونس علیہ السلام نبی کو بچپن کی حالت میں چودہ روز کے بعد وفات کے بعد انہیں زندہ کیا۔ [2]

حضرت قائم علیہ السلام کی دعا سے بھی خدا بہت سے مردوں کو زندہ کرے گا۔ پس کئی سال گزرنے کے بعد مندرجہ ذیل افراد زندہ ہوں گے:

۱۔ مردے

۲۔ اصحاب کہف

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے پچیس افراد جو حق سے قضاوت کریں گے۔

۴۔ یوشع بن نون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں۔

۵۔ مومن آل فرعون

۶۔ سلمان فارسی

۷۔ ابودجانہ انصاری

۸۔ مالک اشتر

بحار الانوار میں امام صادق علیہ السلام سے روایت موجود ہے۔ [3]

---

[1] تبصرۃ الولی: ۷۸۱

[2] کہا جاتا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا سے جس نبی کو زندہ کیا وہ الیسع علیہ السلام تھے۔ واللہ العالم (مؤلف)

[3] بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۹۰

حضرت الیاس علیہ السلام کو خدا آسمان کی طرف لے گئے۔ چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام کو بھی خدا آسمان پر لے جائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت الیاس بیابان میں مضطر افراد کی رہنمائی کرتے ہیں۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی گمنام افراد کی ہدایت کریں گے۔

خدا کے حکم سے آسمان سے حضرت الیاس علیہ السلام کے لئے کھانا آیا۔

تفسیر برہان میں انس سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کی چوٹی سے آواز سنی۔ خدایا! مجھے رحمت و مغفرت والی امت میں سے قرار دے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں گئے۔ اچانک آپ نے ایک بوڑھے مرد کو دیکھا اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: میں سال میں ایک بار غذا کھاتا ہوں۔ اب آسمان سے کھانا آچکا ہے۔ لہٰذا دونوں نے کھانا کھایا اور وہ تھے حضرت الیاس علیہ السلام۔ [1]

ہم یہاں پر حضرت قائم علیہ السلام کا ایک واقعہ لکھتے ہیں جسے علامہ مجلسی نے ابو محمد عیسیٰ بن مہدی جویری سے نقل کیا: ۲۶۸ کے سال میں ہم حج پر گئے۔ ہمارا راستہ مدینہ تھا کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ حضرت قائم علیہ السلام وہاں پر ظاہر ہوں گے۔ راستے میں بیمار ہو گیا۔ ہم فید نامی منزل سے باہر آئے۔ میرے دل میں تھا کہ مچھلی، کھجور اور دہی کھاؤں جب ہم مدینہ پہنچے۔ دینی بھائیوں نے مجھے بتایا کہ حضرت قائم علیہ السلام صابر آشکار ہوئے ہیں ہم صابر گئے۔ وہاں بیاباں میں لاغر بکریاں دیکھیں۔ وقت نماز تھا میں نے نماز پڑھی اور دعا کی اچانک مجھے ایک خادم نے بلایا: اے عیسیٰ بن مہدی جوہری! داخل ہو جاؤ۔ جب میں صحن میں داخل ہوا تو ایک بڑا دستر خوان دیکھا خادم نے مجھے دستر خوان پر بٹھایا اور کہا: تم جب فید نامی جگہ سے آرہے تھے تو تجھے بھوک تھی لہٰذا اب کھانا سیر ہو کر کھالو۔

اس شخص نے کہا: میں کیسے کھانا کھاؤں کہ مولا کو بھی نہیں دیکھا۔

اچانک حضرت قائم علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا: اے عیسیٰ! کھانا کھاؤ! میں نے دیکھا کہ دستر خوان پر تازہ مچھلی اور کھجور کے ساتھ ساتھ دہی بھی موجود تھی۔ میں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔

آواز آئی یہ جنت کا کھانا ہے۔

---

[1] البرھان: ج ۴، ص ۳۳

پھر حضرت قائم علیہ السلام نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: آپؑ کا نور درخشاں تھا۔

حضرت نے فرمایا: اے عیسیٰ! جو کچھ تو نے دیکھا اپنے دوستوں کو بتانا لیکن ہمارے دشمنوں سے نہ کہنا میں نے عرض کیا: مولا میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں ثابت قدم رہو۔ آپؑ نے فرمایا: اگر تو ثابت قدم نہ ہوتا تو خدا تیری میرے ساتھ ملاقات نہ کرواتا۔ پس میں وہاں سے باہر نکلا اور خدا کا حمد و شکر ادا کیا۔ [1]

ذوالقرنین سے شباہت

ذوالقرنین نبی نہیں تھا لیکن لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتا تھا تقویٰ الٰہی اور خوف خدا کی طرف بلاتا تھا۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی نبی نہیں ہیں کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ذوالقرنین لوگوں پر حجت الٰہی تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی تمام اہل جہان پر حجت الٰہی ہیں۔

خدا نے ذوالقرنین کو آسمان میں لے گیا اور زمین سے پردہ اٹھایا اور اس نے مشرق سے مغرب تک عام عالم کا مشاہدہ کیا۔ خدا نے انہیں ہر چیز کا علم دیا اور فرمایا کہ اس کے ذریعے حق و باطل کی پہچان کریں۔ پھر اسے زمین پر بھیجا گیا اور اسے وحی ہوئی کہ مشرق و مغرب تمام زمین کی سیر کریں اسے علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں ایک طولانی حدیث کے ضمن میں حضرت امیر علیہ السلام سے ذکر کیا۔ [2]

خدا نے حضرت قائم علیہ السلام کو بھی پہلے آسمان پر لے گیا اور پھر زمین پر واپس بھیجا گیا۔ ذوالقرنین کی غیبت طولانی تھی حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت بھی طولانی ہے۔

قرآن کے مطابق ذوالقرنین مغرب سے مشرق تک گئے اور حضرت قائم علیہ السلام بھی ہی کریں گے۔

کمال الدین میں اپنی سند سے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: میں نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذوالقرنین صالح بندہ تھا.................. زمین کو عدل و انصاف سے پُر کردے گا جس

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۶۸

[2] بحارالانوار: ج ۱۲، ص ۱۹۸

طرح ظلم وستم سے پُر تھی۔ [1]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خدا نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ رام اور سخت دو بادلوں میں سے ایک کا انتخاب کرے۔ انہوں نے رام کو اختیار کیا۔ یہ وہ بادل ہے جس میں بجلی نہیں ہے۔ اگر سخت بادل کو اختیار کرتا تو ان کے لئے میسر نہ تھا کیونکہ خدا نے اسے حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ذخیرہ فرمایا ہے۔ [2]

(۱۶) حضرت شعیب علیہ السلام سے شباہت

حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی آپؑ کی عمر طولانی تھی پھر لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے اور دوبارہ جوانی کی صورت میں پلٹے۔ اسے علامہ مجلسیؒ نے بحار میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

حضرت قائم آل محمد علیہ السلام بھی طولانی عمر کے باوجود جوان ظہور کریں گے جیسا کہ کوئی چالیس سال سے کم ہوتا ہے۔ [3]

حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ اگر آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہوتی تو سمجھو کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام نہیں ہیں۔ [4]

اسی مضمون میں متعدد روایات موجود ہیں جو مذکورہ بالا مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے: حضرت شعیب علیہ السلام خدا کی محبت میں اس قدر روئے کہ آپؑ کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی۔ خدا نے انہیں دوبارہ آنکھیں عطا فرمائیں۔ دوبارہ روئے اور نابینا ہوگئے۔ خدا نے دوبارہ آپؑ کو بینائی عطا فرمائی۔ [5]

حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں زیارت ناحیہ میں حضرت اپنے جد حسین علیہ السلام کے بارے میں اس طرح

---

[1] کمال الدین: ج۲، ص ۳۹۴
[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۸۱
[3] بحار الانوار: ج ۱۲، ص ۳۸۵
[4] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۱۹
[5] بحار الانوار: ج ۱۲، ص ۳۸۰

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے یوں خطاب فرمایا:

اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ. [1]

میں نے تمہیں اپنی پیغمبری اور ہم کلامی کے لیے تمام لوگوں سے منتخب کیا ہے پس جو چیز (توراۃ) میں نے تمہیں عطا کی ہے اسے لو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔

حضرت قائم علیہ السلام نے بھی اسی طرح خدا سے خطاب کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کے حکم سے دو فرشتے اوپر لے گئے اور خدا کا جواب آیا: مرحبا۔ تو میرا بندہ ہے میری دین کی مدد کرے گا۔ [2]

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ڈر سے غائب ہوئے۔

خدا فرماتا ہے:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ. [3]

چنانچہ موسیٰ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نتیجہ کا انتظار کرتا ہوا نکلا۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی اپنے دشمنوں کے ڈر سے غائب ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت غائب ہوئے جب آپ کی قوم سختی و مشکلات اور ذلت میں مبتلا تھی۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی جب سے غائب ہیں آپ کے پیروکار سختی و مشکلات اور ذلت میں سرگردان ہیں۔

تا کہ خدا ایمان والوں کو پاک کرے اور کافروں کو ہلاک کرے۔ [4]

حضرت موسیٰ کے لئے بنی اسرائیل منتظر تھی کیونکہ انہیں خبر دی گئی تھی کہ آپ کا ظہور ہوگا۔ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ان کے شیعہ منتظر ہیں۔ خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ. [5]

---

[1] سورۂ اعراف: ۱۴۴

[2] بحار الانوار: ج۵۱، ص۲۷

[3] سورۂ قصص: ۲۱

[4] سورۂ آل عمران: ۱۴۱

[5] سورۂ ہود: ۱۱۰

طرح ظلم وستم سے پُر تھی۔[1]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خدا نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ رام اور سخت در بادلوں میں سے ایک کا انتخاب کرے۔ انہوں نے رام کو اختیار کیا۔ یہ وہ بادل ہے جس میں بجلی نہیں ہے۔ اگر سخت بادل کو اختیار کرتا تو ان کے لئے میسر نہ تھا کیونکہ خدا نے اسے حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ذخیرہ فرمایا ہے۔[2]

(۱۶) حضرت شعیب علیہ السلام سے شباہت

حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی آپؑ کی عمر طولانی تھی پھر لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے اور دوبارہ جوانی کی صورت میں پلٹے۔ اسے علامہ مجلسیؒ نے بحار میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

حضرت قائم آل محمد علیہ السلام بھی طولانی عمر کے باوجود جوان ظہور کریں گے جیسا کہ کوئی چالیس سال سے کم ہوتا ہے۔[3]

حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ اکثر آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہوتی تو سمجھو کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام نہیں ہیں۔[4]

اسی مضمون میں متعدد روایات موجود ہیں جو مذکورہ بالا مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے: حضرت شعیب علیہ السلام خدا کی محبت میں اس قدر روئے کہ آپؑ کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی۔ خدا نے انہیں دوبارہ آنکھیں عطا فرمائیں۔ دوبارہ روئے اور نابینا ہو گئے۔ خدا نے دوبارہ آپؑ کو بینائی عطا فرمائی۔[5]

حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں زیارت ناحیہ میں حضرت اپنے جد حسین علیہ السلام کے بارے میں اس طرح

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۳۹۴
[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۸۱
[3] بحار الانوار: ج ۱۲، ص ۳۸۵
[4] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۱۹
[5] بحار الانوار: ج ۱۲، ص ۳۸۰

فرماتے ہیں:

وَلَأَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بَدَلَ الدُّمُوعِ دَماً.[1]

حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا:

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.[2]

اللہ کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو؟

کمال الدین میں حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے: جب حضرت قائمؑ ظہور کریں گے کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگائیں گے اور تین سو تیرہ مرد آپؑ کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس آپؑ کی زبان سے سب سے پہلے یہ آیت جاری ہوگی۔

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.

پس ان پر کوئی سلام نہیں کرے گا مگر یہ کہ یہ فرمائیں گے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَقِيَّةَ اللهِ فِي أَرْضِهِ.[3]

خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہوگا۔ بت اور اصنام نابود ہو جائیں گے۔ آپؑ کی غیبت طولانی ہوگی اور اس عرصے میں معلوم ہوگا کون صاحب ایمان ہے۔[4]

حضرت شعیبؑ کو تکذیب کرنے والے آگ میں جلے۔ خدا فرماتا ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ.[5]

پس ان لوگوں نے ان (شعیبؑ) کو جھٹلایا تو سائبان والے دن کے عذاب نے انہیں اپنی گرفت میں لے

---

[1] المزار الكبير (لابن المشهدي) / 9/501 - زيارة أخرى في يوم عاشوراء لأبي عبد الله الحسين بن علي صلوات الله عليه...... ص: 496

[2] سورۂ ہود: ۸۶

[3] إثبات الهداة بالنصوص والمعجزات / ج5/346/ الفصل الرابع ..... ص: 345

[4] کمال الدین: ج۱، ص ۳۳۱

[5] سورۂ شعراء: ۱۸۹

لیا۔ بے شک وہ ایک بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔

حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور میں تمام بت اور غیر خدا معبود جل جائیں گے۔

(۱۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شباہت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی حاملہ تھیں لیکن مخفی تھا۔ حضرت قائم علیہ السلام کی والدہ بھی ولادت سے پہلے حاملہ ہونے کے باوجود مخفی تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت مخفیانہ طور پر واقع ہوئی اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت بھی پنہانی طور پر واقع ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم میں دو غیبت تھیں ایک دوسری سے طولانی تھی۔ ایک غیبت مصر میں تھی اور دوسری اس وقت کہ جب پروردگار کی طرف میقات پر گئے۔ پہلی غیبت کی مدت اٹھائیس سال تھی۔

چنانچہ کمال الدین میں شیخ صدوق اپنی سند سے عبداللہ بن سنان سے نقل ہوا کہ اس نے کہا: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا: حضرت قائم علیہ السلام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔

میں نے عرض کیا: حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی سنت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ولادت کا مخفی ہونا اور قوم سے غائب ہونا۔

میں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام بن عمران کتنا عرصہ اپنی قوم سے غائب رہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اٹھائیس سال۔ [1]

دوسری غیبت کی مدت چالیس دن تھی۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ. [2]

اس طرح ان کے پروردگار کی مدت چالیس راتوں میں پوری ہوگئی۔

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے بھی دو غیبت ہیں ایک کم مدت اور دوسری طولانی۔

---

[1] کمال الدین: ج۱، ص ۳۴۰

[2] سورۂ اعراف: ۱۴۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے یوں خطاب فرمایا:

إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ [1]

میں نے تمہیں اپنی پیغمبری اور ہم کلامی کے لیے تمام لوگوں سے منتخب کیا ہے پس جو چیز (توراۃ) میں نے تمہیں عطا کی ہے اسے لو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔

حضرت قائم علیہ السلام نے بھی اسی طرح خدا سے خطاب کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کے حکم سے دو فرشتے اوپر لے گئے اور خدا کا جواب آیا: مرحبا۔ تو میرا بندہ ہے میری دین کی مدد کرے گا۔ [2]

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ڈر سے غائب ہوئے۔

خدا فرماتا ہے:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ. [3]

چنانچہ موسیٰ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نتیجہ کا انتظار کرتا ہوا نکلا۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی اپنے دشمنوں کے ڈر سے غائب ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت غائب ہوئے جب آپؑ کی قوم سختی و مشکلات اور ذلت میں مبتلا تھی۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی جب سے غائب ہیں آپؑ کے پیروکار سختی و مشکلات اور ذلت میں سرگردان ہیں۔

تا کہ خدا ایمان والوں کو پاک کرے اور کافروں کو ہلاک کرے۔ [4]

حضرت موسیٰ کے لئے بنی اسرائیل منتظر تھی کیونکہ انہیں خبر دی گئی تھی کہ آپؑ کا ظہور ہوگا۔ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ان کے شیعہ منتظر ہیں۔ خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ. [5]

---

[1] سورۂ اعراف: ۱۴۴

[2] بحار الانوار: ج۵۱، ص ۲۷

[3] سورۂ قصص: ۲۱

[4] سورۂ آل عمران: ۱۴۱

[5] سورۂ ہود: ۱۱۰

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تو اس میں اختلاف کیا گیا۔

یعنی ان کی قوم نے کتاب الٰہی کے بارے میں اختلاف کیا۔ [1]

حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے جب حضرت حجت قرآن لائیں گے لوگ اس میں اختلاف کریں گے۔

روضہ کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے اس آیت وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ۔ حضرت قائم علیہ السلام کے پاس جو کتاب ہے اس میں بھی اختلاف ہوگا بہت سے لوگ انکار کردیں گے۔ آپؑ ان کو قتل کردیں گے۔ [2]

حضرت موسیٰ علیہ السلام خوف سے مصر کی طرف فرار کر گئے۔ خدا ان سے یوں نقل فرماتا ہے:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ۔ [3]

جب میں تم سے ڈرا تو بھاگ کھڑا ہوا۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی شریر افراد کے ڈر سے شہروں سے دور غائب ہیں۔

خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن قارون کو زمین میں دھنس دیا۔ خدا فرماتا ہے:

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ [4]

پھر ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

حضرت قائم علیہ السلام کے دشمن سفیانی لشکر بھی بیداء نامی زمین میں دھنس جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ید بیضا ہے اور حضرت قائم علیہ السلام کا بھی نور درخشاں ہوگا۔

حضرت ہارون علیہ السلام سے شباہت

حضرت ہارون علیہ السلام کو خدا اوپر لے گیا پھر زمین میں واپس لے آیا۔ اسی طرح بحار میں روایت ہے کہ

---

[1] مجمع البیان: ج۵، ص۱۹۸

[2] روضہ کافی: ۲۸۷

[3] سورۂ شعراء: ۲۱

[4] سورۂ قصص: ۸۱

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون سے کہا آؤ دونوں کوہ سینا پر چلتے ہیں دونوں اکٹھے گئے اچانک انہوں نے ایک مکان دیکھا کہ جس پر درخت تھا اور اس درخت پر دو قمیص تھیں۔

پس موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے کہا: اپنے لباس کو اتار دو اور اس گھر میں داخل ہو جاؤ اور یہی جنتی لباس پہنو اور بستر پر سو جا۔

ہارونؑ نے یہی کام کیا۔ خدا نے اس کی روح کو قبض کیا وہ گھر اور درخت اٹھا لیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں واپس آئے اور انہیں آگاہ کیا کہ خدا نے ہارونؑ کی روح قبض کر لی ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار کی طرف چلے گئے ہیں۔

لوگوں نے کہا: پس جھوٹ بول رہے ہو تم نے اسے قتل کر دیا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا کی بارگاہ میں شکوہ کیا۔ خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے زمین و آسمان کے درمیان لے آئیں۔ تا کہ بنی اسرائیل اسے دیکھے اور جان لیں کہ وہ مر چکے ہیں۔ [1]

اسی روایت کی مانند صاحب الکامل نے نقل کی ہے حضرتؑ قائم کو بھی ان کی ولادت کے بعد اوپر لے جایا گیا اور پھر زمین کی طرف پلٹے۔

ہارون دور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام سنتا تھا اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ہارون کے کلام کو دور سے سنتے تھے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: خدا حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو ہمارے شیعیان کے کان اور آنکھوں کے درمیان پردہ حائل نہیں ہوگا یعنی سب حضرت قائم علیہ السلام کی آواز کو سنیں گے۔

حضرت یوشع علیہ السلام سے شباہت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام نے اپنی امت کے منافقین سے جنگ کی۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی اس امت کے منافقین سے جنگ کریں گے۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے سورج پلٹا تھا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی صبر و محبت سے ان کو آواز دیں گے اور وہ ان

---

[1] بحار الانوار: ج ۱۳، ص ۳۶۸

کا جواب دیں گے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت تین سو نو سال حکومت کریں گے۔ جتنا اصحاب کہف نماز میں تھے۔ آپؑ زمین میں عدل وانصاف سے پُر کردیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے پُر ہوگی۔

پس خدا ان کے لئے مشرق ومغرب کو فتح کرے گا۔ تمام منافقین کو قتل کریں گے اور دین محمدیؐ کے ماننے والوں کے سوائے کوئی باقی نہیں رہ جائے گا۔ حضرت قائم علیہ السلام پر وحی ہوگی کہ اس کے مطابق عمل کرے۔[1]

(۱۸) حضرت حزقیل علیہ السلام سے شباہت

خدا نے حضرت حزقیل کے لئے مردوں کو زندہ کیا۔ روضہ الکافی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس آیت "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ"[2] (کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ خدا نے ان سے کہا: مرجاؤ (پس وہ سب کے سب مر گئے) پھر انہیں زندہ کیا) کے بارے میں فرمایا:

یہ افراد شام کے شہروں میں ستر ہزار اہل خانہ تھے کبھی کبھی طاعون میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ پس جب طاعون کے آنے کی خبر سنتے تو امیر لوگ شہروں سے نکل جاتے تھے لیکن غریب لوگ باہر جانے کی قدرت نہیں رکھتے تھے لہذا وہ وہاں ہی سکونت اختیار کرتے تھے پس جو شہر میں باقی رہ جاتے ان میں سے اکثر اس بیماری سے مرجاتے اور جو شہر سے دور نکل جاتے تھے ان میں سے کم مرتے تھے پس جو شہر سے دور چلے گئے تھے وہ کہنے لگے: اگر ہم بھی شہر میں رہتے تو ہمیں بھی موت آجاتی۔

جب طاعون کی شدت ہوئی تو تمام لوگ شہروں سے نکل گئے۔ جب یہ افراد جارہے تھے تو اچانک انہوں نے ایک ویران شہر کو دیکھا۔ جب خاک بن چکے تھے۔ جب اس شہر کے قریب آئے تو خدا نے حکم دیا مرجاؤ اور سب مر گئے۔

---

[1] بحارالانوار: ج۵۲، ص۳۹۰

[2] سورۂ بقرہ: ۲۴۳

حضرت حزقیل علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا جب ان کی ہڈیوں کو دیکھا تو حضرت حزقیل علیہ السلام رونے لگے اور درخواست کی: خدایا! جیسے تو نے ایک ہی وقت میں تو موت دی انہیں زندہ کرتا کہ ان سے نسل بڑھے۔

خدا نے ان کو وحی فرمائی: کیا تم اسے دوست رکھتے ہو؟

آپؑ نے کہا: ہاں! اے پروردگار! انہیں زندہ کریں۔

حضرت نے فرمایا: خدا نے وحی فرمائی کہ اس طرح پڑھو۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ حضرت حزقیل علیہ السلام کے پاس اسم اعظم تھا کہ جب اسے زبان پر لاتے تو لوگ مردہ زندہ ہو جاتے تھے۔ اس وقت حضرت حزقیل علیہ السلام نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے بھی خدا منافقین و کافروں کو زندہ کرے گا۔ اس مطلب پر بہت سی روایات و دلالت کرتی ہیں۔

روضہ کافی میں ابوبصیر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ یہ کہ خدا فرماتا ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔[2]

اس سے کیا مراد ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! اس کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: مشرکین یہ سمجھتے ہیں اور قسم بھی کھاتے ہیں کہ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مردوں کو زندہ نہیں کرتا۔

حضرت نے فرمایا: ایسے شخص کو موت آئے جو یہ کہتا ہے۔ کہ ان سے پوچھو کہ یہ خدا کی قسم کھاتے کہ لات و عزیٰ کی!

ابوبصیر نے کہا: پس ہمارے لئے بیان فرمائیں۔

---

[1] روضہ کافی: ۱۹۸

[2] سورہ نحل: ۳۸

آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! جب حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا خدا ہمارے شیعوں کے ایک گروہ کو اٹھائے گا اور زندہ کرے گا۔ جب خبر عام ہوگی تو لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے فلانی فلانی قبروں سے زندہ اٹھے ہیں اور وہ حضرت قائم علیہ السلام کا ساتھ دیں گے جب یہ خبر ہمارے دشمن سنیں گے تو کہیں گے: اے گروہ شیعہ! تم کتنے جھوٹے ہو۔ یہ حکومت تمہاری ہے اور تم جھوٹ بولتے ہو۔ نہیں خدا کی قسم! یہ روز قیامت زندہ ہوں گے۔ خدا نے ان کے کلام کو حکایت میں بیان فرمایا:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ.

بحار میں عبدالکریم خثعمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: حضرت قائم علیہ السلام کتنی مدت حکومت کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: سات سال۔ دن و رات اتنے طولانی ہوں گے کہ وہ ایک سال تمہارے دس سالوں کے برابر ہوگا۔ پس آپؑ کی حکومت کی مدت ستر سال ہوگی۔

جب قیام قریب ہوگا تو ماہ جمادی الاخرہ اور دس دن ماہ رجب میں اتنی بارش ہوگی جو کسی نے پہلے نہیں دیکھی ہو۔ پس خدا قبروں میں مردوں پر گوشت پیدا کرے گا اور وہ اپنے بالوں کو صاف کر رہے ہوں گے۔ [1]

اسی کتاب میں خصائص سے نقل ہوا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک طولانی حدیث میں فرمایا: میں کیسے تعجب نہ کروں کہ خدا قبروں سے مردوں کو زندہ کرے گا اور بعض گروہ کوفہ کی گلیوں میں داخل ہوں گے۔ [2]

حضرتؑ نے اس آیت "رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ" [3] (جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ بہت تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے) مسلمین کے بارے میں جب ہم اور ہمارے شیعہ قبروں سے باہر آئیں گے۔ عثمان بن عفان اور اس کے پیروکار بھی باہر آئیں گے ہم قریش اور بنی امیہ کو قتل کریں گے۔ اس وقت کافر لوگ افسوس کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ [4]

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۷

[2] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۳۴۷

[3] سورۂ حجر: ۲

[4] بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۶۲

تفسیر علی بن ابراہیم میں اس آیت فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔[1] ((اے رسولؐ) ان (کافروں) کو مہلت دے دیجئے ان کو تھوڑی سی مہلت دے دیجئے۔) کی تفسیر کے بارے میں ملتا ہے کہ مہلت دوں تاکہ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کا ظہور ہو۔ پس وہ قریش و بنوامیہ کے ظالموں اور طاغوت افراد سے میرے لئے انتقام لے گا۔[2]

(۱۹) حضرت داؤد علیہ السلام سے شباہت

خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا اور فرمایا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ.[3]

اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے۔

خدا حضرت قائم علیہ السلام کو بھی اپنی زمین پر خلیفہ قرار دیا اور فرمایا:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ.[4]

کون ہے جو مضطر و بے قرار کی دعا و پکار کو قبول کرتا ہے۔ جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور اس کی تکلیف و مصیبت کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے؟

حضرت امام رضا علیہ السلام کی دعا میں اس طرح آیا ہے:

اِدْفَعْ عَنْ وَلِيِّكَ وَخَلِيفَتِك.[5]

خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کیا جس کا قرآن میں ذکر موجود ہے۔

---

[1] سورۂ طارق: ۲

[2] تفسیر قمی: ج۲، ص۴۱۶

[3] سورۂ ص: ۱۷

[4] سورۂ نمل: ۶۲

[5] البلد الامین: ۸۱

وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ [1]

اور ہم نے ان کیلئے لوہا نرم کردیا۔

خدا نے حضرت قائم علیہ السلام کے لئے بھی لوہے کو نرم کیا ہے۔

محمد بن زید کوفی حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عثمان کا ایک مرد آپؑ کی خدمت میں آئے گا اور عرض کرے گا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہوا اگر تم بھی اس جیسا معجزہ لے آؤ تو ہم تصدیق کریں گے۔ پس آپؑ حضرت داؤد علیہ السلام والا معجزہ دکھائیں گے۔ لیکن وہ شخص انکار کرے گا پس حضرت قائم علیہ السلام لوہے کی ایک عمود اس کی گردن پر ماریں گے جس سے وہ ہلاک ہوجائے گا۔

پتھر نے حضرت داؤد علیہ السلام سے بات کی اور آواز دی: اے داؤد! مجھے لے لو اور جالوت کو قتل کرو۔ حضرت قائم علیہ السلام کا علم و شمشیر آواز دیں گے اور کہے گا اے ولی خدا! خروج کرو اور دشمن خدا کو قتل کرو۔

حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے۔ حضرت قائم علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے جو جالوت سے بھی بدتر ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر آسمان سے صحیفہ نازل ہوا جس پر سونے کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اس پر تیرہ مسائل لکھے ہوتے تھے کہ خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی۔ ان کے بارے میں اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے پوچھ۔ اگر انہوں نے جواب دے دیا تو وہ تیرے بعد خلیفہ ہے پس حضرت داؤد علیہ السلام نے ستر روحانی اور ستر قلم دوات منگوائیں۔ ان کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی نگرانی میں بٹھایا گیا اور کہا:

اے بیٹے! مانوس ترین چیز کیا ہے؟ اور کم ترین چیز کیا ہے؟ بیشتر ترین چیز کیا ہے؟ قائم کون ہیں؟ دو مختلف کیا ہیں؟ دو کینہ کرنے والے کون ہیں؟ وہ کیا ہے کہ جب بھی اس پر کوئی انسان بیٹھتا ہے تو آخر مذموم ہے؟ زیبا ترین چیز کیا ہے؟ بدترین چیز کیا ہے؟ وحشت ترین چیز کیا ہے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: نزدیک چیز آخرت ہے دور ترین وہ چیز ہے جو دنیا میں ہاتھ سے نکل جائے۔ مانوس ترین چیز انسانی بدن ہے جس میں نطق روح ہے۔ وحشت ترین چیز وہ جسم ہے جس میں روح نہ ہو۔ بہترین چیز کفر کے بعد ایمان ہے۔ بدترین چیز کفر بعد از ایمان ہے۔ کم ترین چیز یقین اور بہشت ترین چیز شک ہے۔

---

[1] سورۂ سبا: ۱۰

دو مختلف دن رات ہیں۔ جب کوئی کسی چیز پر سوار ہوتا ہے۔ اس کا انجام نیک ہے۔ اور اس کے غضب پر حلم و بردباری ہے۔ وہ چیز جس پر اگر انسان سوار ہو تو مذموم ہے۔ وہ غصہ و غضب ہے۔

پس روحانیوں نے پوچھا: وہ کون سی چیز ہے کہ اگر صالح ہو جائے تو تمام چیزیں صالح ہو جاتی ہیں اور اگر فاسد ہو جائے تو تمام چیزیں فاسد ہو جائیں گی۔

آپؑ نے فرمایا: وہ دل ہے۔

حضرت قائم علیہ السلام کے پاس بھی سونے کی مہر والا صحیفہ ہے۔ [1]

(۲۰) حضرت سلیمان علیہ السلام سے شباہت

حضرت سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا خلیفہ و جانشین قرار دیا حالانکہ آپؑ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ حضرت امام جوادؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام سے وحی فرمائی کہ سلیمان کو اپنا جانشین قرار دے حالانکہ گلہ بانی کا کام کرتے تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام کو بھی خدا نے اپنا خلیفہ قرار دیا ہے جبکہ آپؑ کی عمر صرف پانچ سال کی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي . [2]

اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر جو میرے بعد کسی کیلئے زیبا نہ ہو۔

بادشاہوں کی حکومت صرف انسانوں پر تھی جبکہ سلیمان علیہ السلام کی حکومت جن و انس اور پرندوں پر تھی۔

خدا فرماتا ہے:

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ. [3]

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۷۲

[2] سورۂ ص: ۳۵

[3] سورۂ نمل ۱۷

اور سلیمان کے لئے جنوں، انسانوں اور پرندوں میں سے لشکر جمع کیے گئے۔ پس ان کی ترتیب وار صف بندی کی جاتی تھی۔

خداوند عالم حضرت قائم علیہ السلام کو سلطنت عطا فرمائے گا۔ ایسی حکومت کو جو نہ کسی پہلے اور نہ بعد میں کسی کو ملے گی۔

خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کیا خدا فرماتا ہے:

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ۔ [1]

اور ہم نے ان کیلئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے آرام سے چلتی تھی۔

کمال الدین میں ایک روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پس خدا کے حکم سے ہوا چلے گی اور ہر بیابان میں صدا دے گا۔ یہ مہدی علیہ السلام ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام والی قضاوت کریں گے اور گواہی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [2]

حضرت سلیمان علیہ السلام کافی عرصہ تک اپنی قوم سے غائب رہے۔

شیخ صدوق کمال الدین میں لکھتے ہیں کہ حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت حضرت سلیمان علیہ السلام کی غیبت سے طولانی ہوگی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے آفتاب واپس آیا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی ماہ و آفتاب کو آواز دیں گے اور وہ آپ کو جواب دیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حشمۃ اللہ تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی حشمۃ اللہ ہیں۔

(۲۱) حضرت آصف علیہ السلام سے شباہت

حضرت آصف علیہ السلام کے پاس علمی کتاب تھی۔ حضرت قائم علیہ السلام کے پاس بھی علوم کی کتاب ہے۔

خدا نے ان کو اپنی قوم سے ایک طولانی مدت کے لئے غائب کر دیا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی کافی مدت کے

---

[1] سورہ ص: ۳۶

[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۷۱

لئے لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں۔

(۲۲) حضرت دانیال علیہ السلام سے شباہت

حضرت دانیالؑ کافی مدت تک بنی اسرائیل سے غائب رہے۔ انہیں ایک بڑے کنویں میں ایک درندے شیر کے ساتھ زندان میں رکھا گیا تھا۔ تاکہ شیر انہیں چیر پھاڑ دے۔ پس خدا نے اس کی حفاظت فرمائی اور بنی اسرائیل کے ایک نبی کو خدا نے حکم دیا کہ ان کے لئے پانی اور غذا لے جائے۔

ان کے ماننے والے سخت پریشانی میں تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام ہماری نظروں سے غائب ہیں اور شیعیان سختی میں مبتلا ہیں۔ دشمن آپؑ کو قتل کرنا چاہتا تھا لیکن خدا نے آپؑ کی حفاظت فرمائی۔

(۲۳) حضرت عزیر علیہ السلام سے مشابہت

جب حضرت عزیر علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور ان کے درمیان ظاہر ہوئے تو تورات کو جس طرح نازل ہوئی تھی ایسے ہی پڑھا۔ حضرت قائم علیہ السلام جب ظاہر ہوں گے قرآن کو اسی طرح پڑھیں گے جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

(۲۴) حضرت جرجیس علیہ السلام سے شباہت

خدا آپؑ کی دعا سے مردوں کو زندہ کرتا تھا۔

بحارالانوار میں ملتا ہے: ایک عورت آپؑ کی خدمت حاضر ہوئی اور کہا: اے بندہ صالح! ہمارے پاس ایک گائے تھی جو ہمارا ذریعہ معاش تھا۔ اب وہ مرگئی ہے۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے اس سے کہا: یہ عصا لو اور اسے گائے کے ساتھ مس کرو اور کہو کہ جرجیسؑ کہتا ہے: خدا کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔

جب اس عورت نے یہ کام انجام دیا وہ گائے زندہ ہوگئی اور وہ عورت خدا پر ایمان لے آئی۔[1]

خدا تعالیٰ حضرت قائم علیہ السلام کی دعا سے مردوں کو زندہ کرے گا۔

(۲۵) حضرت ایوب علیہ السلام سے شباہت

آپؑ نے سات سال تک مصائب پر صبر کیا۔ چنانچہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت[2] ہے کہ خدا فرماتا ہے:

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ.[3]

بے شک ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا بڑا اچھا بندہ (اور ہماری طرف) بڑا رجوع کرنے والا۔

حضرت قائم علیہ السلام نے بھی باپ کی جدائی سے لے کر آج تک صبر کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے خدا نے دو چشمے جاری کئے۔

خدا فرماتا ہے:

ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ.[4]

اپنا پاؤں (زمین پر) مارو۔ یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کیلئے اور پینے کیلئے۔

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے بھی ایک چشمہ جاری ہوا۔

حضرت ایوبؑ مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ خدا فرماتا ہے:

وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ.[5]

اور اپنی خاص رحمت سے ہم نے ان کو ان کے اہل و عیال عطا کئے اور ان کے برابر اور بھی اور اس لئے کہ یہ

---

[1] بحار الانوار: ج ۱۴، ص ۴۷۲

[2] بحار الانوار: ج ۱۲، ص ۳۴۷

[3] سورۂ ص: ۴۴

[4] سورۂ ص: ۴۲

[5] سورۂ انبیاء: ۸۴

عبادت گزاروں کیلئے یادگار ہے۔

حضرت قائم علیہ السلام بھی مردوں کو زندہ کرے گا۔

(۲۶) حضرت یونس علیہ السلام سے شباہت

شیخ صدوق اپنی سند سے محمد بن مسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہتا تھا آپؑ سے قائم آل محمد علیہم السلام کے بارے میں سوال کروں کہ خود آپؑ نے کلام کو آغاز کیا اور فرمایا: اے محمد بن مسلم! بے شک قائم آل محمد علیہم السلام میں پانچ انبیاء کی شباہت پائی جاتی ہیں۔ حضرت یونس بن متیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ [1]

(۲۷) حضرت زکریا علیہ السلام سے شباہت

جب آپؑ نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو فرشتے آپؑ کو صدا کرتے تھے۔ حضرت قائم علیہ السلام کو بھی خدا نے موردِ خطاب فرمایا اور ہر شب قدر کو فرشتے ندا دیتے ہیں۔ جبرائیلؑ جب آپؑ سے بیعت کرے گا۔ مہدی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے گا اور کہے گا۔ خدا کے لئے بیعت۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے مفضل روایت ملتی ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے عرض کرے گا۔ اے میرے سرور! میرے حکم کی تعمیل کرو اور دستورات کو جاری کریں۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں تین دن تک گریہ کیا۔ حضرت قائم علیہ السلام پوری عمر میں روئے اور ہر زمانے میں آپؑ پر گریہ کیا۔ زیارت ناحیہ میں آیا ہے:

فَلَأَنْدُبَنَّكَ صَبَاحاً وَمَسَاءً، وَلَأَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بَدَلَ الدُّمُوعِ دَمًا. [2]

---

[1] کمال الدین: ج۱، ص ۳۲۷

[2] بحار الأنوار (ط-بیروت)/ ج98/238/باب 18 زیاراته صلوات الله علیه المطلقة و هی عدة زیارات منها مسندة و منها مأخوذة من کتب الأصحاب بغیر إسناد..... ص: 148

میں شب و روز تم پر ندبہ کرتا ہوں اور اشک کی بجائے خون کے آنسو روتا ہوں۔

(۲۸) حضرت یحییٰ علیہ السلام سے شباہت

آپؑ کی ولادت سے پہلے آپؑ کو خوشخبری دی گئی۔ حضرت یحییٰؑ نے ماں کے شکم میں کلام کیا۔ حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک مریمؑ، یحییٰ علیہ السلام کی ماں کی خدمت میں آئی۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھیں۔ یحییٰ علیہ السلام نے ماں کے شکم میں ندا دی۔ دنیا کی بہترین و افضل ترین عورتوں میں سے تیرے پاس آئی اور تو نے اس کا کھڑے ہو کر احترام نہ کیا؟ پس ماں جان گئی اور اٹھیں۔ [1]

روایت حکیمہ سلام اللہ علیہا میں ملتا ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام نے بھی ماں کے شکم میں کلام کیا اور سورت قدر کی تلاوت فرمائی۔ [2]

حضرت یحییٰ اپنے زمانے میں زاہدترین اور عابدترین لوگوں میں سے تھا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی عابدترین اور زاہدترین لوگوں میں سے ہیں۔

(۲۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شباہت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمانے کی بہترین اور افضل ترین عورت کا بیٹا تھا۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی اپنے زمانے کی افضل ترین عورت کے فرزند ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کے شکم میں کلام کیا اور تسبیح کا ذکر کیا۔ چنانچہ جیسا کہ گزر چکا ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام نے بھی ماں کے شکم میں کلام کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں گہوارے میں گفتگو کی اس طرح حضرت قائم علیہ السلام بھی گہوارے میں گفتگو کی۔ کمال الدین میں ملتا ہے کہ آپؑ نے ولادت کے بعد بھی کلام کیا۔ اور فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

---

[1] بحار الانوار: ج ۱۴، ص ۱۸۷

[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۲۸

پھر حضرت امیرؑ اور باقی ائمہ پر درود بھیجا۔ پھر یہ آیت:

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ [1]

اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں کمزور کر دیا گیا تھا اور انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں (زمین کا) وارث قرار دیں۔

اس کے علاوہ یہ بھی ملتا ہے کہ جب آپؑ کی ولادت ہوئی تو حضرت قائمؑ سجدے کی حالت میں تھے دو انگلیوں کو بلند کیا اور فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنَّ جَدِّیْ وَ أَنَّ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ أَنَّ أَبِيْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. [2]

پھر سب ائمہ کو شمار کیا اور اپنے آپ کو بھی شمار کیا اور فرمایا: خدایا! میرے وعدہ کو پورا فرما۔ میرے امر کو انجام دے۔ میرے قدموں کو ثابت رکھ اور زمین کو میرے ذریعے عدل و انصاف سے پُر کر دے۔ [3]

اسی کتاب میں دو کنیزوں نسیم اور ماریہ سے نقل ہوا کہ جب حضرت قائمؑ پیدا ہوئے زمین زانو تھے دو انگلیوں کو بلند کئے ہوئے تھے۔

پھر آپؑ نے چھینک لی اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ.

ظالمین یہ سمجھتے تھے کہ حجت خدا نابود ہوگئی۔ اگر ہمیں بات کرنے کا حق حاصل ہوتا تو ان کا تردید و شک دور ہو جاتا۔ [4]

اسی کتاب میں نسیم خادم سے مروی ہے: حضرت قائمؑ کی ولادت کے ایک دن بعد میں آپؑ کی خدمت

---

[1] سورۂ قصص: ۵

[2] روضة الواعظين و بصيرة المتعظين (ط - القديمة) / ج2 / 259 / مجلس فی ذکر ولادة القائم صاحب الزمان..... ص: 256

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۲۸

[4] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۳۰

میں گیا میں نے چھینک لی اور مجھے فرمایا: رَحِمَكَ اللهُ، خدا نے تجھ پر رحمت فرمائی۔

نسیم خادم کہتا ہے: میں اس سے خوشحال تھا۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: کیا تجھے چھینک کے بارے میں خوشخبری دوں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپؑ نے فرمایا: چھینک آنے سے آدمی تین تک موت سے امان میں ہوتا ہے۔[1]

خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں حکمت و نبوت کی صفات عطا فرمائیں۔ اللہ نے حضرت قائم علیہ السلام کو بھی امامت کی صفات بچپن میں عطا فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ ان کی زبانی قرآن میں یہ آیا ہے:

وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ.[2]

اور خدا کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

اور ان کو خطاب ہوا:

وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ.[3]

اور تم میرے حکم سے مردوں کو (زندہ کر کے قبروں سے) نکالا کرتے تھے۔

(۳۰) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شباہت

فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جامع کلام یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مہدی میری نسل سے ہے، اس کا نام میرا نام، اس کی کنیت، میری کنیت اور خلق و خلق کے لحاظ سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے شبیہ ہوگا۔

---

[1] کمال الدین: ج۲، ص۴۳۰

[2] سورۂ عمران: ۱۹

[3] سورۂ مائدہ: ۱۱۰

۸۴۔ائمہ علیہم السلام سے قائم علیہ السلام کی شباہت

اس فصل میں حضرت قائم علیہ السلام کے آباؤ اجداد کی صفات معجزات اور حالات بیان ہوں گے۔اس کے لئے ایک مفصل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ہم صرف مشہورترین اوصاف کو بیان کریں گے۔

(۱) حضرت امیر علیہ السلام سے شباہت

آپؑ کی اظہر صفات ان کا علم، زہد، تقویٰ اور شجاعت ہے۔یہ تمام صفات حضرت قائم علیہ السلام میں بھی موجود ہیں۔باقی حرف ض، ح، ز اور ع میں بیان ہو چکی ہیں۔

(۲) امام حسن علیہ السلام سے شباہت

آپؑ کی مشہورترین صفت حلم و بردباری ہے۔یہ ایسی صفت ہے جس سے انسان کو آرام وسکون ملتا ہے۔

(۳) امام حسین علیہ السلام سے شباہت

آپؑ دونوں کے درمیان بہت سے امور مشترک ہیں جن میں سے چند کو ہم ذکر کرتے ہیں۔

۱۔گذشتہ انبیاء کا امام حسین علیہ السلام کے لئے گریہ کرنے کا اہتمام کرنا و مجالس کا برپا کرنا۔اسی طرح ائمہ نے بھی ایسا ہی اہتمام کیا۔امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کرنا اور ان کے ظہور کے لئے دعا کرنا۔

۲۔قرآن وحدیث اور آسمانی کتب تعلیمات کو رائج کرنا۔

۳۔ہر دو ائمہ کا امر بہ معروف و نہی عن المنکر کا اہتمام کرنا۔

۴۔آپؑ دونوں کے زمانے میں طاغوت وظالم کی بیعت کا نہ ہونا۔

اوصاف امام حسین علیہ السلام میں ملتا ہے کہ عاشورا کے دن امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ حکومت میں اپنے چچازاد بھائیوں کو لے آوَ۔آپؑ نے فرمایا:

لَا وَاللهِ لَا أُعْطِيكُمْ بِيَدِي إِعْطَاءَ الذَّلِيلِ وَلَا أُقِرُّ إِقْرَارَ الْعَبِيدِ۔[1]

خدا کی قسم! میں ہرگز اپنے ہاتھوں تم سے ذلت وخواری نہیں ہوں گا اور غلاموں کی مانند فرار نہیں کروں گا۔

اس وقت بلند آواز سے فرمایا: اے اللہ کے بندو! میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں۔

۵۔امام حسین علیہ السلام وحضرت قائم علیہ السلام دونوں کو خدا کے حکم سے فرشتے اوپر آسمان پر لے گئے۔

۶۔عاشورا کے دن امام کی نصرت کرنے کی آرزو کرنا۔ یعنی اے کاش کہ ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں ہوتے ایسے شخص کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

اسی طرح امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور میں موجود ہونے کی آرزو کرنا تاکہ امام زمانہ علیہ السلام کے سپاہی ہو کر جہاد کریں۔

۷۔امام حسین علیہ السلام کوف سے مدینہ چھوڑا اور مکہ میں آئے اور پھر کوفہ کی طرف حرکت کی۔ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے بھی یہی اتفاق ہوگا۔ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے پس سفیانی ایک گروہ کو مدینہ بھیجے گا اور حضرت قائم علیہ السلام وہاں سے مکہ کی طرف جائیں گے۔ سفیانی لشکر کو خبر ملے گی کہ امام زمانہ علیہ السلام مکہ میں ہیں۔ ان کا لشکر آپؑ کا تعاقب کرے گا لیکن جب یہ لشکر بیداء نامی زمین پر پہنچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔ پس منادی آسمان سے ندا دے گا۔

يا بيدا بيدى القوم

اے بیدا! اس گروہ کو نابود کر۔

پس زمین ان کو نگل لے گی اور صرف تین آدمی باقی رہ جائیں گے اور وہ کلب قبیلہ سے ہوں گے جن کے چہرے برعکس ہو جائیں گے۔[2]

۸۔آپؑ دونوں بزرگواروں کی مصیبت سخت ہے۔

---

[1] الإرشاد فی معرفة حجج الله على العباد / ج2 / 98 / واقعة كربلاء و بطولة الإمام الحسين و أصحابه و استشهادهم و ما جرى عليهم بعده..... ص: 95

[2] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۲۳۸

(۴) زین العابدین علیہ السلام سے شباہت

آپؑ کی مشہور ترین صفت عبادت ہے۔ زین العابدین سید العابدین اور ذوالثفنات کے نام معروف تھے۔ ذوالثفنات اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کثرت عبادت سے آپ کے زانو، اور پیشانی پر سجدے کرنے کے آثار موجود تھے۔ آپؑ ساری رات عبادت کرتے تھے۔ آپؑ کے لئے رات کا بستر پھیلا نہیں ہوتا تھا۔

(۵) حضرت امام باقر علیہ السلام سے شباہت

آپؑ زیادہ تر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہیں۔ پس جب شیخ انصاری نے آپؑ کو دیکھا تو کہا: کعبہ کی قسم! شمائل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہر شیعہ وسنی سے نقل ہوا اور روایات متعدد موجود ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ آپؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ مشابہ ہیں۔

(۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مشابہ

آپؑ کی مشہور ترین صفات کشف اور بیان احکام اسلامی ہیں۔ آپؑ نے علوم معارف اسلامی پر پرچار کیا۔ جتنا موقع آپؑ کو علوم رائج کرنے والا اتنا کسی اور امام کو نہیں ملا ہے۔ ایک حدیث میں موجود ہے کہ آپؑ کے شاگردوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ جو آپؑ کے قابل اعتماد اور آپ سے روایت کرنے والے تھے۔ [1]

ابھی تک تمام علوم کشف نہیں ہوئے۔ لہٰذا جب امام قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو تمام علوم کشف ہو جائیں گے۔ حضرت امیر علیہ السلام کبھی کبھی اپنے سینہ پر ہاتھ مارتے اور فرماتے:

إِنَّ هَاهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ لَعِلْماً جَمّاً لَوْ أَصَبْتُ لَهُ حَمَلَةً.

یہاں پر (اپنے دست مبارک سے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) علم زیادہ ہے لیکن اس علم کو حاصل کرنے والے کی تلاش ہے۔

---

[1] مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۳۷۲

(۷) حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے شباہت

آپؑ کی معروف وصف تقیہ اور دشمنوں کا خوف تھا اس سے پہلے آپؑ کے آباؤ اجداد بھی اسی حالت میں ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام کی بھی یہی حالت ہے۔

(۸) حضرت علی علیہ السلام رضا سے شباہت

خدا نے آپؑ کے لئے مقام ظاہری قرار دیا۔ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوا۔ اس زمانے میں تقیہ اور خوف اتنا کچھ کم ہوا۔ حضرت قائم علیہ السلام کے خوف کو بھی خدا امن میں بدل دے گا اور اسے زمین پر اقتدار ملے گا۔ جو پہلے کسی کو نہیں ملا۔ تمام عالم پر آپ کا غلبہ ہوگا۔

علی بن ابراہیم صحیح سند سے حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس آیت "وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ"۔[1] کے بارے میں فرمایا: روز یعنی ہمارے قائم آل محمد علیہم السلام مراد ہیں کہ جب وہ ظہور کریں گے باطل پر غالب آئیں گے۔[2]

(۹) امام محمد تقی علیہ السلام سے شباہت

آپؑ کو بہت ہی کم سنی میں امامت ملی۔ جب آپؑ کو یہ عہد ملا تو آپؑ کی عمر صرف آٹھ برس تھی۔ حضرت قائم علیہ السلام کو بھی بچپن میں امامت ملی۔

(۱۰) حضرت علی نقی علیہ السلام سے شباہت

آپؑ کی سب سے زیادہ مشہور صفت یہ تھی کہ آپؑ کی ایسی ہیبت تھی کہ دشمن بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔ لوگ آپ کا اتنا احترام و تعظیم کرتے کہ کسی اور کا اتنا احترام نہیں ہوتا تھا۔ یہ آپؑ کی ہیبت کی وجہ سے تھا۔

---

[1] سورۂ لیل: ۲

[2] تفسیر قمی: ج ۲، ص ۴۲۵

حضرت قائم علیہ السلام بھی اسی طرح ہوں گے کہ دشمنوں کے دلوں میں آپؑ کا رعب ہوگا۔

(۱۱)امام حسن عسکری علیہ السلام سے شباہت

مرحوم مجلسی اپنی سند سے لکھتے ہیں: بنوعباسی، صالح بن علی اور اہل بیت علیہم السلام سے ایک منحرف گروہ صالح بن وصیف کے پاس گئے اور کہا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام پر سختی کی جائے اس پر آپؑ زندان میں تھے۔

انہوں نے مزید کہا: کہ آپؑ کو کسی قسم کی سہولت نہ دی جائے۔

اس نے ان افراد کے جواب میں کہا: میں کیا کروں؟ بدترین شخص کو آپؑ پر مامور کیا گیا ہے لیکن وہ عبادت و نماز میں بلند مقام رکھتے ہیں۔

پھر ان دو افراد کو بلوایا جو آپؑ پر مامور تھے اور ان سے کہا: وائے ہو تم پر! اس شخص کے بارے میں کیا فکر کرتے ہو؟

انہوں نے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپؑ کیا کہیں گے؟ جو دن روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔ عبادت کے علاوہ کوئی کام انجام نہیں دیتا۔ ہمارے دلوں میں ان کی ہیبت ہے۔ جب بنی عباس کے لوگوں نے یہ سنا تو ذلیل وخوار ہو گئے۔ [1]

۸۴۔ حضرت قائم علیہ السلام کا کرم

کریم افراد سے دوستی فطرت کا تقاضا ہے۔ اہل عقل افراد کا اتفاق ہے کہ ان کے لئے دعا کی جائے۔ سخی اور کریم کے درمیان فرق یہ ہے کہ سخی درخواست کے بعد اس آدمی کو کچھ عطا کرتا ہے لیکن کریم وہ ہے جو درخواست کرنے سے پہلے عطا کرتا ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ج۵۰،ص۳۰۵

۸۵۔ مومنینؑ کے لئے کشف علوم

تمام علوم امام قائم علیہ السلام کے زمانے میں کشف ہوں۔ صاحب بصائر اپنی سند سے سعد بن طریف اصبغ بن نباتہ سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا: حضرت امیرؑ ایسی شخصیت تھی کہ جب بھی ان کی خدمت میں کوئی آدمی حاضر ہوتا تو اسے فرماتے۔ اے فلانی آخرت کے لئے سفر کے لئے تیار رہو اور اپنے آپ کے لئے جو چاہو آمادہ کرو کہ فلاں دن فلاں بیماری تجھے اپنی لپیٹ میں لے گی اور فلاں ماہ، فلاں روز میں تیری موت آجائے گی۔

سعید کہتا ہے: اس کلام کو امام باقر علیہ السلام کے لئے میں نے تعریف کی تو آپؑ نے فرمایا: اسی طرح ہے تا کہ ہم آخرت کے سفر کے لئے تیار رہیں۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! پس ہمارے لئے ایسی خبر کیوں نہیں دیتے؟

آپؑ نے فرمایا: علی بن حسین علیہ السلام نے یہ دروازہ بند کر دیا اس زمانے تک کہ امام قائم ظہور فرمائیں گے۔ [1]

بحار میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: علم کے ستائیس حرف ہیں۔ تمام انبیاء کے پاس صرف دو حرف رکھے ابھی تک لوگ دو حرف جانتے ہیں۔ جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو باقی پچیس حروف بھی امام لے آئے گا ان دو حروف کے ساتھ بشر علم میں ترقی کرے گا۔ [2]

اسی کتاب میں حضرت امام باقر علیہ السلام امام قائم علیہ السلام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے آپؑ کے ظہور کے بارے میں ایک طولانی حدیث کے ضمن میں نقل کرتے ہیں...... پھر امام واپس کوفہ آئیں گے اور ان تین سو تیرہ افراد کو تمام دنیا کے نقاط پر بھیجیں گے۔ پس ہر زمین پر لا الہ الا اللہ محمد رسول کی صدا بلند ہوگی۔ اسی لئے خدا نے فرمایا:

وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ. [3]

---

[1] بصائر الدرجات: ج۶، ص ۲۶۲

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۶

[3] سورۂ آل عمران: ۸۳

جو آسمانوں میں ہیں یا زمین میں ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے (چار وناچار) اسی کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور بالآخر سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اسی ایک اور مقام پر فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ.[1]

(اے مسلمانو) ان (کفار) سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ وفساد ختم ہوجائے اور دین پورے کا پورا صرف اللہ کے لئے ہوجائے۔

بحار میں حضرت امیر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں آیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مومنین کے دلوں میں علوم ہوں گے۔ پس ہر شخص دوسرے سے علم کا محتاج نہیں ہوگا۔ اس آیت یعنی یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ۔[2] (خدا ہر ایک کو اپنی رحمت واسعہ سے بے نیاز فرمائے گا) زمین اپنے خزانے کو باہر نکالے گی اور حضرت قائم علیہ السلام فرمائیں گے۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ.[3]

(ان سے کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے اور خوشگواری کے ساتھ ان اعمال کے صلے میں جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کئے ہیں۔

۸۶۔ مومنین کی پریشانیوں کا برطرف ہونا

حضرت قائم علیہ السلام تمام مومنین کے لئے دعا کریں گے جس سے ان کی تمام سختی ومشکلات دور ہوجائیں گے۔ خاص کردہ افراد جو آپؑ سے توسل کرتے ہیں وہ ہر بدی اور تلخی سے محفوظ رہے گا۔

---

[1] سورۂ انفال: ۳۹

[2] سورۂ نساء: ۱۳۰

[3] سورۂ حاقہ: ۲۴

مرزا نوری اپنی کتاب جنۃ الماوی میں کتاب کنوز النجاح طبری سے نقل کرتے ہیں: ایک دعا ہے جس کی حضرت قائم علیہ السلام نے اپنی صحابی کو تعلیم دی وہ شخص جسے یہ دعا تعلیم دی گئی تھی وہ قتل سے فرار کر گیا اور آخر اسے نجات ملی اور دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ،

اِلٰهِيْ عَظُمَ الْبَلَاۗءُ، وَ بَرِحَ الْخَفَاۗءُ، وَانْكَشَفَ الْغِطَاۗءُ، وَانْقَطَعَ الرَّجَاۗءُ، وَضَاقَتِ الْاَرْضُ، وَمُنِعَتِ السَّمَاۗءُ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى، وَعَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِي الشِّدَّةِ وَالرَّخَاۗءِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، اُولِي الْاَمْرِ الَّذِيْنَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ، وَعَرَّفْتَنَا بِذٰلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ، فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجًا عَاجِلًا قَرِيْبًا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اِكْفِيَانِيْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَانِ، وَانْصُرَانِيْ فَاِنَّكُمَا نَاصِرَانِ، يَا مَوْلَانَا يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ، اَلْغَوْثَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ، اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ، اَلسَّاعَةَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ، اَلْعَجَلَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ.[1]

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

میرے معبود! مصیبت بڑھ گئی ہے، چھپی بات کھل گئی ہے، پردہ فاش ہو گیا ہے، امید ٹوٹ گئی ہے، زمین تنگ ہو گئی ہے اور آسمان نے رکاوٹ ڈال دی ہے، تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تجھی سے شکایت ہو سکتی ہے، تنگی و آسانی میں صرف تو ہی سہارا بن سکتا ہے، اے معبود! رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر جو صاحبان امر ہیں، جن کی اطاعت تو نے ہم پر فرض کی ہے اور اس طرح ہمیں ان کے مرتبہ کی پہچان کرائی ہے، پس ان کے صدقے میں ہمیں آسودگی عطا فرما، جلد تر، نزدیک تر، گویا آنکھ جھپکنے کی مقدار یا اس سے بھی پہلے، یا محمدؐ! یا علیؑ! یا علیؑ! یا محمدؐ! میری سرپرستی فرمایئے

---

[1] المصباح للكفعمي (جنة الأمان الواقية)/176/ أما أدعية المسجون..... ص: 176

کہ آپ دونوں ہی کافی ہیں، میری مدد فرمایئے کہ آپ دونوں ہی میرے مددگار ہیں، اے ہمارے آقا! اے صاحب زمان! فریاد کو پہنچیں، فریاد ہے، فریاد ہے، فریاد ہے، میری خبر لیجئے، میری خبر لیجئے، میری خبر لیجئے، اسی وقت، اسی لمحے، اسی گھڑی، جلد تر، جلد تر، جلد تر، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! واسطہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور ان کی پاک آلؑ کا۔

۸۷۔ حضرت قائم علیہ السلام کا پرچم

اہم امور میں سے ایک ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام کے پرچم لہرنے کی دعا کریں تا کہ لوگوں کے دل خوش ہو جائیں اور تمام غصہ دور ہو جائے۔ چنانچہ کمال الدین میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: میری اولاد سے آخری زمانے میں ایک شخص ظہور فرمائے گا.................. ایک دوسرے کو خوش خبری دیں گے۔ [1]

نیز کمال الدین میں آیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا پرچم میں ہے کہ رفعت و برتری خدا کی طرف سے ہے۔ اس کتاب میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہمارا ایک پرچم ہے کہ جو اس سے آگے بڑھے گا وہ سرکش شمار ہوگا۔ اور پیچھے رہ جانے والا ہلاک ہوگا اور جو اس کی پیروی کرے گا وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے گا۔ [2]

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ بہشت نجف پہنچے ہیں اور ایک گھوڑے پر سوار ہوں گے جس کی دو آنکھوں کے درمیان سفیدی ہوگی۔ آپؑ سوار ہو کر ہر شہر کو دیکھیں گے لوگوں کو گمان تک نہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام ان کے پاس ہے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم لہرایا جائے گا۔ تیرہ ہزار تیرہ فرشتے آسمان سے نازل ہوں گے جو کہ تمام حضرت قائم علیہ السلام کی انتظار میں ہوں گے۔ [3]

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۵۳

[2] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۵۴

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۷۱

حضرت ابوحمزہ ثمالی سے نقل ہوا کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: گویا حضرت قائم علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ میں پشت نجف ظاہر ہو گئے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم لہرائیں گے۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: کیا یہ پرچم ان کے پاس ہے یا ان کے لئے لایا جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: آپؑ کے لئے جبرائیل لے آئے گا۔ [1]

اس کتاب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طولانی حدیث میں نقل ہوا ان کے پاس ایک علم ہے کہ جب وہ خروج کریں گے اسے لہرائیں گے وہ علم خود بخود لہرائے گا۔ [2]

بحار میں ابوبصیر سے نقل ہوا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام اہل بصرہ کے ساتھ جنگ کے لئے آمادہ ہوئے تو پرچم کو لہرایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو لہرایا۔ لہٰذا متزلزل ہو گئے اور ابھی خورشید کی شعاعیں زرد نہیں ہوئی تھیں کہ فریاد کرنے لگے: اے ابی طالبؑ کے بیٹے! ہمیں تم نے ہلاک کر دیا۔ اس وقت حضرت نے دستور دیا کہ اسیر افراد کو قتل نہ کرنا اور زخمی افراد پر حملہ نہ کرنا، فرار کرنے والوں کو قتل نہ کرنا اور زخمی افراد پر حملہ نہ کرنا، فرار کرنے والوں کا تعاقب نہ کرنا اور زخمی افراد پر حملہ نہ کرنا جو شخص اسلحہ زمین پر رکھ دے اس کے لئے امان ہے اور گھر کا دروازہ بند کر دے وہ بھی امان میں ہے۔

جنگ صفین میں حضرت کے اصحاب نے خواہش ظاہر کی کہ پرچم کو دوبارہ لہرایا جائے۔ لیکن حضرت امیر علیہ السلام نے قبول نہ کیا۔ حسنؑ، حسینؑ، عمار یاسرؓ کا واسطہ دیا حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت حسینؑ سے فرمایا: اب اس پرچم کو امام قائم آل محمد علیہم السلام لہرائیں گے۔ [3]

ایک اور حدیث میں حضرت قائم علیہ السلام کے پرچم کے وصف کے بارے میں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ پرچم روئی، کتان اور ابریشم کا نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: پس کس چیز کا پرچم ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جنتی درخت کے پتوں کا بنا ہوا ہوگا۔

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۷۲

[2] کمال الدین: ج ۱، ص ۲۶۸

[3] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۶۷

رسول خدا ﷺ نے اسے جنگ بدر کے دن لہرایا تھا۔ اس کے بعد اسے باندھ دیا اور حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ وہ پرچم ہمیشہ آپؑ کے پاس ہوتا تھا حتیٰ کہ جنگ جمل کا وقت آ گیا اور حضرت امیر علیہ السلام نے اس پرچم کو لہرایا۔ خدا نے آپؑ کو فتح نصیب فرمائی۔ اس کے بعد پرچم کو باندھ دیا گیا اور ایک روم کے بعد دوسرے کے پاس رہا اور آخری امام حضرت قائم علیہ السلام اس پرچم کو لہرائیں گے۔ مشرق و مغرب میں رہنے والا ہر شخص اسے دیکھے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: وہ اپنے آباؤ اجداد کے خون کا انتقام لے گا۔ خدا کے لئے غضب ناک ہوں گے۔ حضرت قائم علیہ السلام رسول خدا ﷺ کی قمیص پہنیں گے، اسی طرح آپؑ کی زرہ شمشیر ذوالفقار لے کر آٹھ ماہ تک مسلسل جہاد کریں گے۔ [1]

۸۸۔ راہ خدا میں مرابطہ

حضرت قائم علیہ السلام راہ خدا میں مرابطہ ہیں۔ چند روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ شیخ مفید حضرت قائم علیہ السلام کے دستخط والی روایت کو یوں نقل کرتے ہیں۔

مِنْ عَبْدِ اللهِ الْمُرَابِطِ فِي سَبِيلِهِ إِلَى مُلْهَمِ الْحَقِّ وَ دَلِيلِهِ. [2]

۲۔ کتاب غیبت شیخ نعمانی اپنی سند سے محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ ابن عباس نے ایک شخص کو امام زین العابدین علیہ السلام بھیجا تا کہ وہ اس آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا" [3] (اے ایمان والو! صبر و تحمل سے کام لو۔ اور (کفار کے) مقابلہ میں پامردی دکھاؤ اور خدمت دین کے لیے کمر بستہ رہو) کے متعلق معلوم کرے۔

فرمایا: یہ آیت میرے والد گرامی اور ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ رباط ابھی تک نہیں پہنچی اور وہ ہماری

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۳۶۰

[2] بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۱۷۶

[3] عمران ۲۰۰

نسل میں آئے گا۔[1]

۳۔عیاشی سے برہان میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے اس آیت مذکورہ کے بارے میں فرمایا: یہ ہمارے لئے نازل ہوئی ہے۔رباط ابھی تک نہیں آئی اور وہ ہماری نسل میں مرابط آئے گا۔[2]

۸۹۔حضرت قائم علیہ السلام کے معجزات

خدا کے دین کی ترویج اور لوگوں کی ہدایت الٰہی کے لئے بہترین ابزار معجزات ہیں۔جو شخص تبلیغ دین اور معجزہ کے ذریعے لوگوں کی ہدایت کرے۔ایسے فرد کے لئے عقلاً ونقلاً دعا کرنا خرابی ہے یہی وجہ ہے کہ طالب علم کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں۔

حضرت قائم علیہ السلام کے معجزات پر شیخ حر عاملی کی کتاب اثبات الھداۃ میں فضل بن ساذان اپنی سند سے عبداللہ بن یعفور سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا: حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو معجزات پہلے انبیاء لے آئے ہیں وہ سب قائم آل محمد علیہم السلام سے ظاہر ہوں گے۔تا کہ دشمنوں پر اتمام حجت ہو جائے۔[3]

زیادہ معجزات کے مطالعہ کے لئے بحار الانوار کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

۹۰۔حضرت قائم علیہ السلام کی محنت

کتاب غیبت نعمانی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب حضرت مہدی علیہ السلام ظہور ہوگا تو آپ کو اس سے زیادہ جاہل افراد کی جہالت کا سامنا ہوگا۔جتنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدمہ پہنچا

---

[1] الغیبة النعمانی: ۱۳۲

[2] تفسیر البرہان: ج۱،ص ۳۴۵

[3] اثبات الہداۃ: ج۷،ص ۳۵۷

تھا۔

فضل کہتا ہے میں نے عرض کیا: یہ کیسے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب رسولؐ خدا نے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی تو اس وقت لوگ پتھر اور لکڑی کے بنے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جب حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ بہت سے افراد آپ کی تاویل کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔ [1]

۹۱۔ حضرت قائم علیہ السلام کے مصائب

آپؑ اپنے آباو اجداد کی مانند مصائب بھی زیادہ ہیں آپؑ ان کے خون کے دلی ہیں تفسیر میں ملتا ہے کہ مصیبت زدہ افراد کے لئے دعا کرنا مستحب ہے جیسا کہ ائمہ سے بہت سی روایات منقول ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

۹۲۔ حضرت قائم علیہ السلام سے متقابل محبت

حضرت کی مومنین سے محبت اور مومنین کی آپؑ سے محبت اہم ترین امور میں سے ہے اور یہ آپؑ کے ظہور کے لئے دعا کرنے کا انگیزہ ہے۔ آپؑ کی مومنین کی نسبت محبت کے مختلف درجات ہیں۔

۱۔ بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں کہ امام مومنینؑ کی نسبت ایک شفیق مہربان والد کی مانند ہے بلکہ والد سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔

۲۔ بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں کہ شیعیان امامت کے درخت کے پتوں کی مانند ہیں۔

۳۔ اخبار میں ملتا ہے کہ جب کوئی شیعہ حزن کی حالت میں ہوتا ہے تو آپؑ بھی محزون ہوتے ہیں اور شیعیان

---

[1] الغیبۃ النعمانی: ۲۹۶

کے مصائب میں آپ برابر کے شریک ہیں۔

۴۔روایات میں ملتا ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام شیعیان کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

۵۔انفال وغیرہ کو امام نے اپنے شیعہ کے لئے مباح قرار دیا۔

۶۔روایات میں ملتا ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام مومن کے جنازے میں حاضر ہوتے ہیں۔

۸۔آپؑ کی شیعیان کے ساتھ خوشی وغمی میں برابر کے شریک ہیں۔

البتہ آپؑ کی محبت مومن کی نسبت واجب ہے اور ایسا واجب کہ باقی اعمال کے قبول کا دارومدار آپؑ کی مودت پر منحصر ہے۔

۹۳۔حضرت قائم علیہ السلام کا نفع

آپ وجود مبارک کے منافع چند اقسام پر مشتمل ہیں۔

قسم اول:

آپ خواہ غائب ہوں یا حاضر منافع کی دو اقسام ہیں۔

نوع اول: تمام مخلوق اس میں شریک ہیں زندگی اور بشر کی بقاء۔سب کچھ آپ کے وجود مبارک سے ہے۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: میں اہل زمین کے لئے امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں۔[1]

نوع دوم: فیض علم اور مومنین کے لئے ربانی عنایات ہیں جو مومنین کے لئے مخصوص ہیں۔

قسم دوم:

حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں منافع کی دو قسمیں ہیں۔

نوع اول: مومنین کے ساتھ مخصوص ہیں اور وہ لامحدود ہیں اور ثواب بھی زیادہ ملتا ہے جیسے امام زمانہ علیہ السلام

---

[1] بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۱۸۱

کے ظہور کی انتظار کرنا۔ غیبت میں ان کی جدائی پر صبر کرنا۔

نوع دوم: جو منافقین اور کافروں کے ساتھ مخصوص ہیں، اور وہ ان کو مہلت دینا اور عذاب میں تاخیر ہے، تفسیر علی بن ابراہیم میں اس آیت: "فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔"[1] (تو (اے رسولؐ) ان (کافروں) کو مہلت دے دیجئے ان کو تھوڑی سی مہلت دے دیجئے) کے بارے میں فرمایا: جب قائمؑ ظہور فرمائیں گے وہ ظالموں اور ستمگروں سے انتقام لیں گے۔[2]

قسم سوم:

ظہور کے زمانے کے منافع بھی دو نوع پر مشتمل ہیں:

نوع اول: یہ منافع تمام موجودات کو شامل ہیں۔ جیسے انتشار نور ظہور، عدالت، امن، شہروں کے لئے راستے، زمین کی برکات، درندوں اور حیوانات میں دوستی و صلح۔

بحار میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: آسمان سے بارش، درختوں کے پھل اور زمین سبزہ اُگائے گی اور زینت کا باعث ہے، ورندے رام ہوں گے کسی کو نقصان نہیں دیں گے۔[3]

نوع دوم: یہ منافع مومنین سے مخصوص ہیں اور ان کی دو اقسام ہیں:

۱۔ مومنین کی زندگی اور حضرت قائم علیہ السلام کے شرف سے فیض پانا، آپؑ کے نور سے فائدہ اٹھانا، علوم کو یاد کرنا، بیماریوں کا خاتمہ۔

۲۔ مُردوں کے لئے منافع

آپ مرحوم مومنین کے لئے خوشحالی کا باعث ہیں کیونکہ آپؑ ان کی قبر میں جاتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ"[4] (اور اس دن اہلِ ایمان خوش ہوں گے اللہ کی نصرت سے) کے ذیل میں فرمایا: یعنی ان کی قبروں میں حضرت قائم علیہ السلام کا آنا۔ اس کے علاوہ

---

[1] سورۂ طارق: ۱۷
[2] تفسیر قمی: ج ۲، ص ۴۱۶
[3] بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۸۵
[4] سورۂ روم: ۴، ۵

اور بھی منافع ہیں جیسے موت کے بعد ان کا زندہ ہونا۔

بحار میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی، ماہ جمادی الثانی اور دس دن رجب کے لوگوں کے لئے بارش آئے گی کہ اس سے پہلے کسی نے اتنی بارش نہیں دیکھی ہوگی۔ پس خدا اس کے ذریعے قبروں میں مردوں پر گوشت بنے گا۔ میں گویا ان کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آرہے ہیں اور اپنے بالوں سے خاک صاف کررہے ہیں۔[1]

۹۴۔حضرت قائم علیہ السلام کا نور

آپؑ کے لئے دعا کرنے کا اہم ترین انگیزہ آپؑ کا نور ہے۔ اور اس دلیل عقلی موجود ہے کہ اگر رات کی تاریکی میں خم و پیچ راستے پر چلنا کہ جن پر لغزش، ہولناک اور آزار دینے والے درندوں کا خوف بھی ہو۔ ان سب مشکلات سے بچنے کا خوف ایک راہ ہے کہ انسان روشن چراغ لے۔ اگر کوئی تمہارے لئے چراغ لے آئے۔ جس کے ذریعے تمہیں نجات مل جائے تو انسانی عقل بلکہ فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے لئے دعا کریں۔

فصل اول: نور کا معنی

نور ایسی چیز کا نام ہے جو خود روشن ہو اور دوسری اشیاء کو بھی ظاہر کرے۔ بعض نے نور کی اس طرح تعریف کی:
نور ایسی چیز کا نام ہے کہ جس کے وسیلے سے اشیاء ظاہر ہوں نور کی تعریف یہ ہے:

الظاٰھر بنفسہ المُظھر لغیرہ.

نور یعنی خود بخود ظاہر ہے اور دوسروں کو ظاہر کرتا ہے نور منطق میں کلی مشکک کے نام سے مشہور ہے اس کے افراد مختلف ہیں۔ جداعلیٰ خدا کی ذات خدا فرماتا ہے:

---

[1] المحجۃ: ۱۶۲

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.[1]

خدا زمین و آسمان کا نور ہے۔

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ نُوْرِ النُّوْرِ بِسْمِ اللّٰهِ نُوْرٌ عَلٰى نُوْر.[2]

نور کی دوسری قسم کو جوہر کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کا مصداق اعلیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جسے خدا نے اپنے نور کی مانند قرار دیا ہے۔

نور امامؑ بھی اسی قسم میں سے ہے۔ایک اور نور کی قسم ہے جو عرض کے نام سے مشہور ہے۔ جیسے بجلی کا نور و چراغ کا نور وغیرہ۔

فصل دوم: نورانیت شرافت کی نشانی ہے

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ نور کی مختلف اقسام ہیں اور درجات مختلف ہیں اس میں شک نہیں کہ نورانیت صاحب نور کے لئے شرافت کی نشانی ہے اور اس کا کمال دلیل کمال شرافت ہے۔اس مطلب پر بہت سی روایا تو آیات دلالت کرتی ہیں۔

۱۔آیت نور

۲۔خدا فرماتا ہے:

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا.[3]

اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔

۳۔ماہ و خورشید کا نور: خدا فرماتا ہے:

---

[1] سورۂ نور:۳۵

[2] الدعوات (للراوندی)، فصل فی ذكر أدعية مفردة لأوجاع معينة..... ص: 194

[3] سورۂ نوح:۱۶

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا.[1]

قسم ہے سورج اور اس کی ضیاء وشعاع کی۔ اور چاند کی جب وہ اس (سورج) کے پیچھے آئے۔

روایات زیادہ ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے بارے میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: محمد وعلی علیہما السلام کو خدا نے دو ہزار سال مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے خلق فرمایا۔ اس نور کو فرشتوں نے مشاہدہ کیا اور خدا سے پوچھا: اے پروردگار! یہ نور کیا ہے؟ خدا نے ان کو وحی فرمائی۔ یہ نور میرے نور سے ہیں اس کی اصل نبوت اور فرع امامت ہے۔ نبوت محمد کے لئے اور امامت علیؑ کے لئے ہے۔ اگر یہ دو نور نہ ہوتے تو میں مخلوق کو خلق ہی نہ کرتا۔[2]

بحار میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: خدا نے مجھے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو آدم کی خلقت سے پہلے خلق فرمایا جب نہ کوئی آسمان تھا اور نہ زمین، نہ تاریکی تھی اور نہ نور، نہ آفتاب تھا اور نہ چاند، نہ جنت تھی نہ دوزخ۔

عباس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ کی خلقت کی ابتداء کیسے تھی؟

آپؐ نے فرمایا: اے چچا! جب خدا نے ارادہ کیا کہ ہمیں خلق فرمائے تو ایک کلمہ فرمایا اور اس سے نور خلق فرمایا۔ پھر دوسرا کلمہ فرمایا اور اس سے روح کو خلق کیا پھر نور کو روح سے ملا دیا۔ ہم نے اس وقت تسبیح کی جس وقت کوئی تسبیح کرنے والا نہ تھا۔

جب خدا نے خلق کا ارادہ کیا تو پہلے میرے نور کو خلق فرمایا۔

پھر اس سے عرش کو خلق کیا اور عرش میرے نور سے ہے اور میرا نور عرش سے افضل ہے۔

پھر میرے بھائی علی علیہ السلام کا نور خلق فرمایا اور اس سے ملائکہ کو خلق کیا۔ پس فرشتے علی علیہ السلام کے نور سے ہیں اور نورِ علی علیہ السلام نورِ خدا ہے۔ علی علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔

پھر میری بیٹی کا نور خلق کیا اور اس سے زمین وآسمان کو خلق کیا۔ پس زمین وآسمان نور فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہیں اور میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نور خدا کا نور ہے۔ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا زمین وآسمان سے افضل ہیں۔

---

[1] سورۂ شمس: ۱، ۲

[2] بحار الانوار: ج ۱۵، ص ۱۱

پھر نور حسن علیہ السلام کو خلق کیا اور اس سے خورشید و ماہ کو خلق کیا۔ پس خورشید و ماہ حسن علیہ السلام کے نور سے ہیں۔ اور حسن علیہ السلام کا نور خدا کا نور ہے۔

پھر حسین علیہ السلام کے نور کو خلق کیا اور اس سے جنت وحور العین کو پیدا کیا۔ پس جنت اور حور العین حسین علیہ السلام کے نور سے ہیں اور حسین علیہ السلام ان سے افضل ہیں۔ [1]

فصل سوم: آپؑ کا وجود مبارک نور ہے

یہاں پر دو موضوع زیر بحث ہوں گے۔

۱۔ نور امامؑ

۲۔ نور وجود مبارک حضرت قائم علیہ السلام

۱۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ نور ایک ایسی چیز ہے جو خود ظاہر ہے اور غیر کو ظاہر کرے۔

بنابرایں امام کا ظہور آپ کے کمالات کا موجب ہے۔ البتہ ممکن ہے شخص امام کبھی غائب ہو اور کبھی ظاہر۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے فرمایا: جب امام سے اس نے یہ سنا کہ شبہات زیادہ ہو جائیں اور زمانہ غیبت میں پرچم مختلف ہوں جو لوگوں کے لئے مشتبہ ہوں گے، بہت رویا۔

حضرتؑ نے اس سے فرمایا: کیا تو یہ آفتاب دیکھ رہا ہے؟

اس نے عرض کیا: ہاں!

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرا قائم اس سے زیادہ روشن ہے۔

کمال الدین میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ مسجد کے منبر پر تشریف لے گئے اور اس طرح فرمایا: اے پروردگار! تیری زمین تیری طرف مخلوق پر حجت ہے جو لوگوں کو حق کی دعوت دیتا ہے اور انہیں علم سکھاتا ہے تاکہ دلائل باطل نہ ہو جائیں۔ اس کے ذریعے تو نے لوگوں کی ہدایت فرمائی۔ تیری حجت یا آشکار لیکن اس کی اطاعت نہیں ہوتی یا مخفی ہے اور لوگ اس کی انتظار میں ہیں۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۸، ص ۲۴

ائمہ کے علاوہ کشف علوم ممکن نہ تھا۔ اس موضوع پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔ ہم بعض ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ شیخ کلینیؒ اصول کافی میں ابو خالد کابلی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت "فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا"۔ [1] (تو تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کا نور یعنی ائمہ کا نور مراد ہے۔ تا قیامت وہ نور ہیں۔ خدا کی قسم ان کا نور خدا زمین و آسمان میں۔

۲۔ اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت "وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"۔ [2] (اور اس نور (روشنی) کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے یہی لوگ فوز و فلاح پانے والے ہیں) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہاں حضرت امیر علیہ السلام اور دوسرے ائمہ مراد ہیں۔ [3]

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے اس آیت "وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ"۔ [4] (اور تمہیں وہ نور عطا کرے گا کہ جس کی روشنی میں تم چلو گے) کے بارے میں فرمایا: یعنی وہ ائمہ جن کی تم اقتداء کرتے ہو۔ [5]

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت "وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُورًا"۔ [6] (تو اسے دیکھ نہ پائے اور جسے اللہ نور (ہدایت) نہ دے) کے بارے میں فرمایا: یعنی حضرت فاطمہؑ کی اولاد سے ائمہ مراد ہیں۔

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ وجود مبارک حضرت قائم علیہ السلام بھی خاص کر نور ہیں۔

ا۔ بعض زیارت جامعہ میں آپؑ کے وصف کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام ایک ایسا نور ہیں

---

[1] سورۂ تغابن: ۸
[2] سورۂ اعراف: ۱۵۷
[3] کافی: ج ا، ص ۱۹۵
[4] سورۂ حدید: ۲۸
[5] کافی: ج ا، ص ۱۹۵
[6] سورۂ نور: ۳۵

جوجلد ہی رفین کوروشن کردے گا۔

۲۔دوسری زیارت میں ہم پڑھتے ہیں: سلام ہوتم پر اے اللہ کے نور! اس کے ذریعے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔

۳۔زیارت میں ملتا ہے: نور خدا زمین وآسمان پر ہے۔[1]

۴۔دعائے نیمہ شعبان میں حضرت کے وصف بیان ہوئے ہیں۔

نُورُكَ الْمُتَأَلِّقُ وَضِيَاؤُكَ الْمُشْرِقُ......

متالق یعنی درخشاں آپؑ کے ظہور کے بعد آپؑ کا نور شرق کوروشن کردے گا۔

۵۔جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت امیرؑ انگلی سے کچھ لکھ رہے ہیں اوران کے چہرے پر تبسم ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ ہنس رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے تعجب ہے کہ اس آیت کو پڑھتے ہیں لیکن مفہوم نہیں جانتے۔

میں نے عرض کیا: کونسی آیت؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ" سے مراد محمدﷺ، "فِيْهَا مِصْبَاحٌ" سے مراد علیؑ ہیں، "فِيْ زُجَاجَةٍ" سے مراد حسنؑ وحسینؑ ہیں "كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ" یعنی امام سجادؑ، "يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" یعنی محمد بن علیؑ "زَيْتُوْنَةٍ" یعنی جعفر بن محمدؑ "لَّا شَرْقِيَّةٍ" یعنی موسیٰ کاظمؑ "وَّلَا غَرْبِيَّةٍ" یعنی علی رضاؑ، "يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ" یعنی محمد تقیؑ "وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ" یعنی علی نقیؑ، "نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ" یعنی حسن عسکریؑ، "يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ" یعنی حضرت قائمؑ مراد ہے۔ "وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ".[2]

---

[1] کافی: ج۱،ص۱۹۵

[2] تفسیر نور: ج۳،ص۱۳۶ ذیل سورۂ نور آیت ۳۵

فصل چہارم: غیبت، ظہور اور حضور کے وقت اشراق نور

عالم ملکوت میں حضرت ابراہیم کے اشراق نو آشکار ہوا تھا جب ملکوت آسمانی آپ کے کشف ہوا نیز حضرت قائم علیہ السلام کا نور اس وقت بھی آشکار ہوا تھا جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تھی۔

اسی طرح شب معراج میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آشکار ہوا۔

غایۃ المرام میں اہل سنت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک طولانی حدیث میں وصف معراج میں ملتا ہے۔

اے محمدؐ! کیا تم اپنے اوصیاء کو دیکھنا پسند کرتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں اے پروردگار!

اللہ نے کہا: عرش کے دائیں طرف دیکھو۔

جب میں نے دیکھا تو اچانک علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام، زین العابدین علیہ السلام، محمد باقر علیہ السلام، جعفر صادق علیہ السلام، موسیٰ کاظم علیہ السلام، علی رضا علیہ السلام، محمد تقی علیہ السلام، علی نقی علیہ السلام، حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت حجت قائم آل محمد علیہ السلام دیکھے ان میں سے حضرت قائم علیہ السلام ایک ستارے کی مانند درخشاں تھے۔ [1]

تفسیر مجمع البیان کتاب العین میں حکایت ہے: ہر چیز کے درمیان میں بہترین اور عادلانہ ترین اس کی جگہ ہے۔ [2]

ریاض السالکین میں روایت ہے: جنت کے سو درجات ہیں ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان جتنا ہے۔ اس کا سب سے اوپر کے درجے کا نام فردوس ہے کہ جس پر عرش کو قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ جنت کی وسیع ترین جگہ ہے۔ جنت کی نہریں وہاں جاری ہیں پس اگر دعا کرو کہ خدا سے فردوس کے لئے دعا کرو۔ [3]

بحار میں حضرت امیر علیہ السلام سے ملتا ہے: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منزل جنت میں ہے جسے عدن کہتے

---

[1] غایۃ المرام: ۱۸۹

[2] مجمع البیان: ج ا، ص ۲۲۴

[3] ریاض السالکین: ج ٦، ص ۷۰

ہیں۔ جو جنت کے درمیان میں ہے۔ اور یہ عرش الٰہی کے نزدیک ترین جگہ ہے۔ [1]

اور آپ کے ساتھ بارہ ائمہ بھی ہیں۔ [2]

مولف کہتا ہے: شاید عدن وفردوس دونوں ایک ہی جنت کے دونام ہوں۔

خدا نے نماز وسطیٰ کی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا. [3]

اسی طرح ہم نے تم کو ایک درمیانی (میانہ رو) امت بنایا ہے۔

ایک رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشہور حدیث ہے کہ آپؐ نے فرمایا: خیر امور اوسطھا۔ بہترین امور درمیانی ہیں۔

۹۵۔ دنیا میں حضرت قائم علیہ السلام کے نور کی درخشندگی

اس کی چند اقسام ہیں:

ا۔ ولادت کے وقت نور۔

۲۔ ظہور وغیبت کے وقت نور۔

۳۔ خاص کر غیبت کے وقت نور۔

۴۔ خاص حضور کے وقت کا نور۔

ا۔ جب حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اتنا نور تھا کہ آسمان تک پہنچا۔ چنانچہ کمال الدین میں محمد بن عثمان عمری سے روایت ہے: جب حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ کے سر سے آسمان کی طرف نور ظاہر ہوا۔ پھر

---

[1] ممکن ہے کہ اس بہشت کے دونام ہوں ایک "فردوس" اور دوسرا "بہشت عدن"

[2] بحارالانوار: ج ۱۰، ص ۲۲

[3] سورۂ بقرہ: ۱۴۳

سجدے میں گئے اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت یہ پڑھا: شَهِدَ اللهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ آپ کی ولادت جمعہ کے دن تھی۔

روایت میں ہے کہ حضرت حکیمہ خاتون نے نقل کیا کہ جب حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اچانک نور کا اثر دیکھا نور اتنا زیادہ تھا کہ آپؑ کی آنکھیں چندھیاں گئیں۔

۲۔ حضور و غیبت ہر دو زمانے میں آپؑ کے نور کی درخشندگی، یہ درخشندگی دو قسم کی ہے:

الف۔ اشراق بغیر واسطہ کے جس سے مومنین آپؑ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ کمال الدین میں محمد بن حسن کرفی سے روایت ہے: ابو ہارون نے کہا: میں نے حضرت قائم علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا آپ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی مانند تھا۔ [1]

ب۔ اشراق نور باواسطہ۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ دن رات چاند سورج وغیرہ کے تمام نور حضرت قائم علیہ السلام اشراق نور کی وجہ سے ہیں۔ خواہ آپ غائب ہوں یا حاضر۔

شیخ جعفر شوستری اپنی کتاب خصائص الحسین میں لکھتے ہیں: امام حسین علیہ السلام کا نور سب سے پہلے خلق ہوا۔ کیونکہ آپؑ کا نور، نور محمدؐ ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اول وخلق اللہ نوری۔ خدا نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق فرمایا۔

ج۔ حضرت قائم علیہ السلام کا نور اشراق غیبت کے زمانے میں بھی دو قسم کا (۱) باطنی (۲) ظاہری

۹۶۔ اشراق باطنی

یہ مومنین کے دلوں میں ہے۔ لوگ امام کو حقائق ایمان سے مشاہدہ کرتے ہیں گویا آنکھوں کے سامنے ہیں ہر زمان و مکان میں۔

کلینی اصول کافی میں ابو خالد کابلی سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۳۴

فرمایا: خدا کی قسم! اے ابوخالد! نور امام مومنین کے دلوں میں خورشید سے زیادہ روشن اور دن سے زیادہ نورانی ہے۔ ائمہ علیہم السلام مومنین کے دلوں کو نورانی کرتے ہیں۔ خدا ان کے نور سے بعض دلوں سے مانع کر دیتا ہے اور وہ دل تاریک رہتے ہیں۔ خدا کی قسم، اے ابوخالد! جن کے دل میں ائمہ کی محبت ہو ان کے دل پاکیزہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح شیخ صدوق کمال الدین میں جابر انصاری ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ ائمہ کا تصریح کے ساتھ نام لیا اور فرمایا: پھر میرا ہمنام اور ہم کنیت زمین پر حجت الٰہی، حسن بن علی علیہ السلام کا فرزند اور لوگوں کے لئے بقیۃ اللہ۔ خدا اس کے دست مبارک سے مشرق ومغرب کو فتح کرے گا۔

جابر نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ کی غیبت میں ان کے ماننے والوں کو نفع پہنچے گا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم جس نے مجھے پیغمبر مبعوث کیا۔ آپؐ کے پیروکار آپؐ کے نور سے نفع اٹھائیں گے۔

اے جابر! یہ اسرار الٰہی اور خدا کے مخزون علم میں سے ہے۔ جو اہل نہ ہو اس سے پنہاں کر۔[1]

۹۷۔ اشراق ظاہری

اس موضوع کی وضاحت کے لئے ہم تین حکایات بیان کرتے ہیں۔

حکایت اول:

بحار میں سید علی بن عبدالحمید لکھتے ہیں: جن افراد نے امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کی ہے ان کا ایک مشہور واقعہ اور تمام لوگوں میں خبر عام ہونے والا قضیہ یہ ہے۔ اس واقعہ کو ایک بزرگ وفضلا گروہ نے بھی نقل کیا۔ واقعہ اس طرح ہے۔ حلہ کا حاکم مرجان الصغیر تھا۔ اسے لوگوں نے خبر دی کہ ابوراجح خلفاء کو گالیاں دیتا ہے۔ اسے مارا گیا اور اس کے سامنے والے دانت ٹوٹ گئے۔ اس کی زبان باہر نکال کر لوہے کا ٹکر لٹکایا۔ اس کے ناک کو سوراخ کیا گیا۔ اور ایک رسی کے ساتھ بالوں سے باندھ دیا گیا۔ ایسی حالت میں حاکم نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھیرایا جائے۔ اس کے ساتھ

---

[1] کمال الدین: ج۱، ص ۳۵۳

ایسا ہی سلوک کیا گیا۔لوگ تماشا دیکھنے آ گئے۔یہ بے چارہ زمین پر گر گیا اور موت کو دیکھ رہا تھا۔

جب حاکم کو خبر ملی تو اس نے قتل کرنے کا دستور دیا لیکن حاضر افراد نے کہا کہ وہ بوڑھا آدمی ہے پس اس کے لئے یہی سزا کافی ہے لہٰذا اب اسے چھوڑ دیا جائے جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو حاکم نے قتل کرنے کا دستور واپس لے لیا۔

اس کے چہرے اور زبان سوج گئے ، رشتہ دار دیکھنے آئے تو انہوں نے یقین کر لیا کہ یہ اب مر جائے گا۔ جب لوگ دوسرے دن اس کی خبر لینے گئے تو وہ دیکھتے ہیں کہ وہ پہلے سے بہتر حال میں مشغول نماز ہیں۔لوگوں نے تعجب کیا اور پوچھا کہ وہ کیسے جلدی ٹھیک ہو گیا ہے۔

اس نے کہا: میں مرنے کے قریب تھا خدا سے حاجت طلب کرنے کے لئے زبان کو کھول نہیں سکتا تھا لیکن امام زمانہ علیہ السلام کا استغاثہ کیا۔اسی رات اچانک میرا گھر نورانی ہو گیا۔اچانک دیکھا کہ حضرت قائم علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔آپؑ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے فرمایا: باہر جاؤ اور اپنے اہل وعیال کے لئے کام کرو خدا نے تجھے عافیت دی ہے۔[1]

حکایت دوم:

اس طرح بحار الانوار میں ایک واقعہ ہے جو نجف اشرف کے لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔ایک حسین نامی مرد اپنے اہل وعیال کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔جو فالج میں مبتلا بھی تھا۔کافی مدت تک اسی حال میں رہا۔اس کے گھر والے اسے بڑی مشکل سے اٹھاتے تھے۔بعض اوقات اس کے گھر والے دوسرے لوگوں کو بلاتے تا کہ وہ اس کے اٹھنے بیٹھنے میں مدد کریں۔ایک رات اس نے اپنے اہل وعیال کو بیدار کیا۔جب وہ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ گھر پر چھت تک نور ہی نور ہے۔

کہتے ہیں یہ ماجرا کیا ہے؟ اس نے کہا: امام زمانہ علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرمایا: اٹھو! اے حسین!

میں نے عرض کیا: میں اس حالت میں کیسے اٹھ سکتا ہوں۔

پس آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے بلند کیا۔جو مجھے تکلیف تھی وہ دور ہو گئی۔اب میری حالت بہتر ہو گئی۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۷۰

آپؑ نے مجھے فرمایا: یہ راستہ میرے جد کی زیارت کرنے کے لئے ہے۔ پس وہ مرد اٹھا اور حضرت امیرؑ کے حرم گیا اور امام کی زیارت کی۔ وہ خدا کی حمد بجالایا۔[1]

حکایت سوم:

اس حکایت کو مرزا نوری نے کتاب جنۃ الماوی میں ذکر کیا ہے۔ محمد بن احمد بن حیدر حسنی حسینی کہتے ہیں جب میں نجف اشرف کا طالب علم تھا۔ وہاں لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ ایک متدین فرد جو خچر و گدھا بیچتا تھا نے امام زمانہؑ کی زیارت کی۔ میں نے اس شخص کو ملنے کی بڑی کوشش کی۔ میں اسے تنہائی میں ملنا چاہتا تھا تا کہ سارا واقعہ سنوں۔ آخر میں اس کو دیکھا اور دوست بنالیا۔ کبھی اس سے چیز خریدتا تا کہ ہمارے درمیان محبت و دوستی قائم ہو۔ ایک دفعہ نماز و دعا کے لئے میں نے بدھ کو مسجد سہلہ کی طرف گیا۔ وہاں میں حضرت قائمؑ سے ملاقات کا واقعہ پوچھنا چاہتا تھا آخر اس نے ماجرا اس طرح بیان کیا۔

میں نے دیندار اور نیک افراد سے سنا ہوا تھا کہ اگر چالیس شب بدھ کو پے در پے مسجد سہلہ میں امام زمانہؑ کی زیارت کی نیت سے جائیں تو آپؑ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ موسم خراب تھا، بارش اور بادل سے فضا تاریک تھی مسجد کا خادم بھی نہیں تھا۔ مجھے بہت ڈر لگا لیکن میں مغربین نماز پڑھنا شروع کردی۔ نماز کے دوران میں نے دیکھا کہ صاحب الزمانؑ نماز میں مشغول ہیں وہاں چاروں طرف نور ہی نور تھا میں بہت خوش ہوا۔ مجھ پر آپؑ کی ہیبت طاری ہوگئی۔ میں حضرت حجت کی زیارت میں مشغول ہوگیا۔ نماز زیارت پڑھی ار مسجد کوفہ میں جانے کا میں نے ارادہ کیا تھا۔ آپؑ کے چہرے پر تبسم تھا

حضرت قائمؑ نے فرمایا: اٹھو! اکٹھے مسجد کوفہ جاتے ہیں راستے میں تاریکی کی بجائے روشنی تھی جو آپؑ کے وجود مبارک کا نور تھا ہم مسجد کوفہ میں پہنچے اچانک تاریکی ہوگئی اور آپؑ غائب ہو گئے۔ مسجد میں داخل ہوا۔ دوبارہ بجلی چمک رہی تھی، بارش برس رہی تھی اور فضا تاریک تھی لیکن دوبارہ آپؑ کی زیارت کے لئے خواہش کی۔[2]

قسم چہارم:

اشراق نور حضرت قائمؑ ظہور کے زمانے میں، اس کی بھی دو اقسام ہیں: (۱) باطن (۲) ظاہری

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۴۷

[2] جنۃ الماوی: ۳۰۹

پہلی قسم پہلے بیان ہو چکی ہے اور دوسری قسم پر ایک روایت دلالت کرتی ہے جو علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں مفضل بن عمر سے روایت کی کہ اس نے حضرت صادق علیہ السلام سے اس آیت: "وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا"۔[1] (اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی) یعنی امام الارض یعنی زمین کا امام کے بارے میں فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہو گا تو دنیا خورشید و ماہ کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ دن رات ایک ہو جائیں گے لوگوں آپؑ کے نور پر اکتفا کریں گے۔[2]

علامہ مجلسی بحار میں مفضل سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے سنا کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہو گا۔ زمین خدا کے نور سے درخشاں ہوگی اور لوگ خورشید کے نور سے بے نیاز ہو جائیں گے، تاریکی ختم ہو جائے گی۔[3]

اب رہا کہ آخرت میں آپؑ کا نور اشراق تو اس پر ایک روایت دلالت کرتی ہے جو کلینیؒ نے اصول کافی میں حضرت صادق علیہ السلام سے اس آیت: "يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم"۔[4] (جس دن تم دیکھو گے کہ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا) کے بارے میں فرمایا: ائمہ معصومین علیہم السلام روز قیامت آگے آگے اور دائیں طرف مومنین چلیں گے اور جنت میں اپنی منزل پائیں گے۔[5]

نیز سید بحرینی البرہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ" ائمہ کا نور آگے آگے اور دائیں طرف مومنین کا نور حرکت کرے گا اور جنت میں منزل و مقصود پر پہنچے گے۔[6]

---

[1] سورۂ زمر: ۶۹
[2] تفسیر قمی: ج ۲، ص ۲۵۳
[3] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۰
[4] بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۷
[5] سورۂ حدید: ۱۲
[6] کافی: ج ۱، ص ۱۹۵

۹۸۔ وجود قائم علیہ السلام ایک نعمتیں

البرہان میں ایک روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس آیت ۔ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔ (پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس کی جائے گی) کے بارے میں فرمایا: اس امت سے نعمتوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی کہ جو خدا نے پیغمبر و اہل بیت علیہم السلام کی وجہ سے لوگوں کو عطا فرمائی تھیں۔ [1]

نیز آپؑ نے اس آیت ۔ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔ کے بارے میں فرمایا: وہ نعمت ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ [2]

ابو خالد کابلی سے نقل ہوا ہے کہ وہ حضرت محمد بن علیؑ کے پاس گئے۔ میرے لئے غذا لائی گئی جو کہ بہت ہی خوش مزہ تھی لیکن میں نے اسے نہ کھایا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو خالد! ہماری غذا کیسی تھی؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! غذا خوش مزہ ہے لیکن مجھے خدا کی طرف سے نازل شدہ یہ آیت ۔ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔ یاد آ گئی۔ مجھے ناراضگی ہوئی۔

آپؑ نے پوچھا: کون سی آیت؟

میں نے عرض کیا: ۔ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس نعمت سے مراد غذا نہیں۔ پھر آپؑ مسکرائے اور فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ نعیم سے کیا مراد ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں،

---

[1] تفسیر البرہان: ج ۴، ص ۴۸۹

[2] تفسیر البرہان: ج ۴، ص ۴۸۹

آپؑ نے فرمایا: نعیم ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ [1]

البتہ امام زمانہ علیہ السلام کا وجود مبارک بھی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ کیونکہ اصل میں دوسری ظاہری و باطنی نعمتیں ہیں۔ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ روز قیامت تمام لوگوں سے نعیم کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ [2]

روز قیامت پر یقین رکھنا حق ہے۔ قرآن مجید میں بہت سی آیات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں لیکن حساب و کتاب کے لحاظ سے لوگوں کے چند گروہ ہیں۔

ا۔ ایک گروہ سے حساب معاف ہے اور بے حساب جنت میں جائے گا۔ بعض آیات میں حساب و کتاب کا ذکر ہوا ہے لیکن عام اور خاص یعنی تخصیص ہے۔

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر امت کو امام زمانہ علیہ السلام محاسبہ کرتا ہے۔ ائمہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ان کے چہرے سے شناخت کریں گے۔

اسی لئے خدا فرماتا ہے:

وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ. [3]

اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے۔

یہاں سے مراد ائمہ ہیں۔

يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ. [4]

ہر ایک کو اس کے چہرے سے پہچانیں گے۔

ان کے دوستوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا پس وہ بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ ان کے دشمنوں کا اعمال نامہ ان کے بائیں ہاتھ میں ہوگا اور بغیر حساب کے دوزخ میں جائیں گے۔ [5]

---

[1] تفسیر البرہان: ج ۴، ص ۵۰۳

[2] غایۃ المرام: ۲۵۸

[3] سورۂ اعراف: ۴۶

[4] سورۂ اعراف: ۴۶

[5] تفسیر قمی: ج ۴، ص ۶۹

اسی کتاب میں حضرت امام باقر علیہ السلام اس آیت لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَۃٌ [1] کے بارے میں فرمایا: حسنٰی سے مراد جنت ہے اور زیادہ سے مراد دنیا ہے۔ اگرچہ خدا انہیں دنیا میں دے گا اور آخرت میں ان کی وجہ سے حساب نہیں ہوگا۔ [2]

۲۔ دوسرا گروہ ان افراد کا ہے جن کا حساب ہوگا لیکن خدا انہیں معاف کر دے گا، ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔ یہ مومنین کا گروہ ہے جو ولایت اہل بیت علیہم السلام رکھتے ہیں لیکن بعض نعمتوں کو درست استعمال نہ کرنے کا حساب ضرور ہوگا لیکن خدا معاف کر دے گا۔

بحار الانوار میں ایک روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: جب روز قیامت ہو گی تو دو مومن بندوں کو حساب کے لئے روکیں گے جن میں سے ایک دنیا میں فقیر اور دوسرا غنی ہوگا۔

فقیر کہے گا: اے پروردگار! مجھے کیوں روکا گیا ہے؟ دنیا میں میرے پاس کوئی عہدہ نہیں تھا جس کی وجہ سے میں نے کسی پر ظلم و ستم کیا ہو۔ میرے پاس دولت بھی نہیں تھی کہ جس سے میں نے کسی کا حق ادا نہ کیا ہو۔ میری روزی میرے لئے کافی تھی۔

پس خدا فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا اسے چھوڑ دو اور جنت جانے دو۔ دوسرا رہ جائے گا اور وہ پسینہ پسینہ ہوگا پھر وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

وہ فقیر اس امیر آدمی سے پوچھے گا کہ تو کیوں رکا رہا ہے۔ وہ جواب دے گا۔ میرا حساب طولانی تھا لیکن آخرت میں بخشا گیا ہوں۔ پھر دوسری چیز کا سوال کیا گیا اور آخر میں مجھے عفو کر دیا گیا۔ امیر آدمی کہے گا تو کون ہے وہ جواب دے گا میں وہ فقیر ہوں کہ جس کا حساب تھا۔ [3]

اس کتاب میں شیخ طوسیؒ امام باقر علیہ السلام سے اس آیت فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔ [4] (اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم

---

[1] سورۂ یونس: ۲۶

[2] تفسیر قمی: ج ۱، ص ۳۱۱

[3] بحار الانوار: ج ۷، ص ۲۵۹

[4] سورۂ فرقان: ۷۰

کرنے والا ہے) کے بارے میں فرمایا: روز قیامت گناہ کار مومن حساب و کتاب والی جگہ پر لے آئیں گے۔ خود خدا اس سے حساب لے گا اور کوئی انسان اس کے گناہوں سے مطلع نہیں ہوگا۔

خدا حکم دے گا اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دو تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ پس خدا دستور دے گا کہ اسے جنگ میں لے جایا جائے گا۔ یہ خاص کر ہمارے گناہ گار شیعوں کے بارے میں ہے۔ اس کتاب میں عیون اخبار الرضا سے ابراہیم بن عباصولی سے روایت ہے: ایک دن میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ آپؑ نے فرمایا: دنیا میں حقیقی نعمت نہیں ہے۔

ایک فقیہی نے کہا کہ خدا فرماتا ہے: لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ۔ کیا یہ نعیم دنیا میں نہیں کہ سرد پانی مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تم نے اس آیت کی اس طرح تفسیر کی ہے۔
بعض کہتے ہیں: اچھی غذا۔
بعض نے کہا: ٹھنڈا پانی بعض کے نزدیک اچھا خواب۔
بے شک یہ اقوال ہیں۔

میرے باپ نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ یہ تمہارے اقوال اس آیت "ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ" کے بارے میں فرمایا: جو کچھ اس نے فضل کیا اور عنایت فرمایا ہے اس کا وہ حساب نہیں لے گا۔ لیکن نعیم سے مراد ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت ہے۔ خداوند عالم توحید اور نبوت کے بعد اس کا سوال کرے گا کہ جس نے صحیح حق ادا کیا وہ جنتی ہے۔

۳۔ لوگوں کا تیسرا گروہ وہ ہے جس سے ہر قسم کی نعمت کا سوال ہوگا۔ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے ان افراد کو بخشش نصیب نہیں ہوگی کیونکہ انہوں نے عظیم نعمت یعنی ولایت کا شکر ادا نہیں کیا۔

خدا نے سورۂ رعد میں فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۭ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ

الْحِسَابِ ۚ وَمَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ [1]

جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک کہا (اسے قبول کیا) ان کے لئے بھلائی (ہی بھلائی) ہے اور جنہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ تو اگر ان کو روئے زمین کی سب دولت مل جائے اور اس کے ساتھ اتنی ہی اور ان کے اختیار میں آجائے تو یہ لوگ اسے اپنے بدلے (عذاب سے بچنے کے لیے) بطور فدیہ دے دیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا سخت حساب ہوگا۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور (وہ) کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

بحار میں عیاشی اپنی سند سے امام صادقؑ سے اس آیت وَيَخَافُونَ سُوٓءَ الْحِسَابِ۔ [2] (اور سخت حساب سے خائف وترساں رہتے ہیں) کے بارے میں فرمایا: ان لوگوں کے گناہ شمار کئے جائیں گے لیکن نیکیاں شمار نہیں ہوگی۔ [3]

یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے نعمت عظیم کا کفر کیا اور یہی نعمت اعمال کی قبولی کا سبب ہے۔

۴۔ چوتھا گروہ وہ لوگ ہیں کہ حضرت زین العابدین نے جمعہ کے خطبہ میں ان کے بارے میں فرمایا: آگاہ رہو! اہل شرک کے لئے اعمال کا ترازو نصب نہیں ہوگا۔ ان کا اعمال نامہ کھولا نہیں جائے گا بلکہ گروہ کی صورت میں دوزخ میں جائیں گے۔ [4]

۹۹۔ قائم علیہ السلام اور اسلام کی نصرت اور امر و نہی

جب ایسے امور کی حکم، عقل و شرع میں امر و نہی انجام دینے والے کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ کیونکہ امر و نہی کرنے والے افراد دین کے محافظ اور مسلمین کے قلعہ ہوتے ہیں۔ امر و نہی کے انگیزہ کے لئے بہت ہی آیات و

---

[1] سورۂ رعد: ۱۸

[2] سورۂ رعد: ۲۱

[3] بحار الانوار: ج ۷، ص ۲۶٦

[4] روضہ کافی: ۷۵

روایات ہیں۔ کافی میں حضرت امام باقرؑ سے ایک طولانی روایت میں فرمایا: امر و نہی راہ انبیاء ہے اور صالحین کی سیرت ہے۔ ایک اہم فریضہ ہے جس کے ذریعے باقی فرائض بر پا ہوتے ہیں۔

اس سے مظالم دفع ہوتے ہیں، زمین آباد ہوتی ہے، دشمنوں سے انتقام لیا جائے گا۔ دین کو استقامت ملتی ہے۔ پس اپنے دلوں سے ان کا انکار کرو، ان کی ملامت و سرزنش کرنے سے مت ڈرو۔ [1]

معانی الاخبار میں رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: جب لوگ امر و نہی کرتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں اور اگر امر و نہی کرنا چھوڑ دیں تو ان کے درمیان سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے پر مسلط ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے زمین آسمان میں کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ [2]

آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اگر لوگ امر و نہی کو ترک کر دیں اور میرے اہل بیت علیہم السلام کی پیروی نہ کریں تو خدا ایسے افراد پر شریر و ظالم لوگوں کو مسلط فرماتا ہے۔ اس وقت اگر نیک لوگ دعا کریں تو ان کی قبول نہیں ہوتی۔ [3]

کتاب المحجۃ میں اس آیت "اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ" [4] (یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ (اختیار) میں ہے) کی تفسیر میں حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں: یہ آل محمد علیہم السلام کے لئے ہے۔ حضرت مہدیؑ اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔ خدا ان کے ذریعے مشرق و مغرب کو فتح کرے گا۔ دین آشکار ہوگا۔ خدا حضرت قائمؑ اور ان کے اصحاب کے ذریعے بدعت اور باطل کو نابود کرے گا۔ پس امر و نہی کرنے والے کے لئے دعا کرنے کی دو علت ہیں:

۱۔ عقل و شرع کے لحاظ سے امر و نہی کرنے والے کے لئے دعا کرنا حسن شمار ہوتا ہے کیونکہ وہ دین میں مدد

---

[1] فروع کافی: ج۵، ص۵۶

[2] لئالی الاخبار: ج۵، ص۲۶۱

[3] لئالی الاخبار: ج۵، ص۲۶۱

[4] سورۂ حج: ۴۱

کرنے والے اور حدود کے محافظ ہیں۔

۲۔نہی کا پہلا درجہ انکار قلبی ہے اور یہ عمل مخفی و باطنی ہے لیکن اس کے آثار بہت مفید ہیں۔

اسی کتاب میں [1] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ایک شہر کی نابودی کے لئے خدا نے دو فرشتوں کو مامور فرمایا: جب وہ شہر میں گئے اور دیکھا کہ ایک مرد خدا کا پکار رہا ہے اور تضرع و عاجزی سے دعا کر رہا ہے۔

ایک فرشتے نے کہا: کیا اس دعا کرنے والے کو نہیں دیکھ رہو؟

دوسرے نے کہا: کیوں نہیں۔لیکن جو خدا نے حکم دیا اسے انجام دیں۔

اس نے کہا: نہیں۔جب تک دوبارہ خدا سے معلوم نہ کرلوں۔

پھر وہ خدا کی طرف گیا اور اس نے عرض کیا میں فلاں شہر میں گیا ہوں اور دیکھا کہ تیرا ایک بندہ تجھے پکار رہا ہے۔

خدا نے کہا: جاؤ جو کچھ میں نے حکم دیا اسے انجام دو۔یہ وہ شخص ہے کہ جس کا چہرہ میرے لئے بھی متغیر نہیں ہوا (یعنی میری نافرمانی ہوتی رہی لیکن اس نے کبھی پرواہ نہیں کی)۔ [2]

۱۰۰۔قائم علیہ السلام کی ندا

عقل و شرع کے لحاظ سے ہم پر لازم ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام کا ہم سے مدد مانگنے کا موجب یہ ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں۔احتجاج میں حضرت قائم علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا:

وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَإِنَّ ذَٰلِكَ فَرَجُكُمْ. [3]

---

[1] کافی: ج۵،ص۵۷

[2] کافی: ج۵،ص۵۸

[3] كمال الدين و تمام النعمة / ج2/45/485باب ذكر التوقيعات الواردة عن القائمؑ..... ص: 482

تعجیل فرج (ظہور) امام زمانہ علیہ السلام کی دعا کرو کہ یہ تمہارا اپنا فرج ہے۔

عقل کے لحاظ سے وضاحت کرنا ضروری نہیں کیونکہ جس انسان کا حق غضب ہو جائے اور وہ مظلوم ہو جائے اور اس کے ہم پر واجب حقوق ہوں۔ اگر ایسا شخص صدا کو بلند کرے اور نصرت و مدد کے لئے بلائے تو عقل کہتی ہے اس کی مدد کے لئے جائیں۔

شرع میں ہے کہ آپؑ کی مدد کرنا ضروری ہے۔ اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کرتا ہے اور مسلمین کے امور کی اصلاح کی فکر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جو مسلمان بھی صدا بلند کرے اور مدد کے لئے بلائے اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ [1]

بحار الانوار میں نعمانی اپنی سند سے ابو بصیر کے ذریعے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتا ہے: جب امام قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو آسمان سے آپؑ کے نام کی آواز آئے گی جو جمعہ کے دن اور تئیس رمضان آئے گی۔

میں نے عرض کیا: کس چیز کی ندا آئے گی؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے والد گرامی کے نام کی ندا ہوگی کہ فلاں بن فلاں حضرت قائم آل محمد علیہم السلام ہیں۔ اس کے حکم کی تعمیل کرو۔ اس وقت دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہوگی۔ جہاں پر یہ ندا نہ سنائی دے میں سونے والا بیداء ہو جائے گا اور گھر کے صحن میں آئے گا اور دوشیزہ کو پس پردہ سے بیرون لایا جائے گا اور امام قائم علیہ السلام قیام کریں گے یہ ندا حضرت جبرائیل علیہ السلام دے گا۔ [2]

کمال الدین میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے: منادی آسمان سے ندا دے گا کہ فلانی بن فلانی امام ہے اس کے نام کی صدا آئے گی اس کے بعد دن کے آخری حصہ میں شیطان کی آواز سنائی دے گی جیسا کہ شب عقبہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اس نے آواز دی تھی۔ [3]

۲۔ اسی کتاب میں ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: امام

---

[1] کافی: ج ۴، ص ۱۶۲

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۱۹

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۵۰

باقر علیہ السلام نے فرمایا تھا: سفیانی کا خروج حتمی امور میں سے ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں درست ہے۔ بنی العباس، قتل نفس زکیہ اور خروج قائم آل محمد علیہم السلام کا حتمی امور میں سے ہے؟

میں نے عرض کیا وہ ندا کیسی ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: اول منادی آسمان سے ندا دے گا کہ بے شک حق علیؑ اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے۔

پھر دن کے آخری حصے میں ابلیس ندا دے گا: حق عثمان اور اس کے پیروکاروں کے ساتھ ہے۔ اس وقت اہل باطل شک و تردید میں پڑ جائیں گے۔ [1]

۳۔ بحار میں عیاشی عجلان ابوصالح سے روایت نقل کرتا ہے: میں نے سنا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: دن رات ختم نہیں ہوں گے جب تک آسمان سے منادی کی ندا نہ سنی جائے کہ اے اہل حق جدا ہو جاؤ!

پس یہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔

راوی کہتا ہے: کہ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد بھی ندا مشتبہ ہوگی۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ خدا فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۔ [2]

اللہ مؤمنوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس حال پر تم اب ہو۔ جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے۔

۴۔ نیز اسی کتاب میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث میں ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پس حضرت قائم علیہ السلام رکن و مقام کے درمیان ظہور فرمائیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ پھر فرمائیں گے:

اے لوگو! ہم خدا کے لئے مدد چاہتے ہیں ان ظالموں کے خلاف کہ جنھوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارا حق غصب کیا اور میں لوگوں میں سے شائستہ ترین مرد ہوں۔ خدا کی قسم تین سو اور کچھ مرد کہ ان کے درمیان پچاس عورتیں

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۵۲

[2] سورۂ عمران: ۱۷۹

بھی ہوں گی اور فکر میں جمع ہوں گے۔

خدا فرماتا ہے:

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ [1]

تم جہاں بھی ہو گے اللہ تم سب کو (جزا وسزا کے لئے ایک جگہ) لے آئے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس وقت اہل بیتؑ میں سے ایک مرد کہے گا: یہ ہے وہ سرزمین جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

پھر آپؑ مکہ سے خارج ہوں گے اور آپؑ کے ساتھ وہی تین سو تیرہ افراد ہوں گے جنہوں نے فرمان رسولؐ، پرچم اور حضرت کا اسلحہ دیکھ کر ان کی بیعت کی تھی۔ پس مکہ میں آپؑ کے نام کی ندا اور آسمان سے آپؑ کی ولایت کی آواز آئے گی اور اہل زمین کے لوگ ان کی آواز کو سنیں گے۔ [2]

۵۔ غیبت نعمانی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم مشرق سے زرد رنگ کی آگ کو دیکھو گے جو تین یا سات دن روشن رہے گی۔

۱۰۱۔ ظہور امام قائم علیہ السلام کے لئے انتظار کرنا

پھر فرمایا: ماہ رمضان میں ندا آئے گی اور وہ آواز جبرائیلؑ کی ہوگی۔

اس وقت فرمایا: آسمان سے بنام حضرت قائم علیہ السلام کی ندا سنائی دے گی اور ہر مشرق و مغرب میں رہنا والا سنے گا۔ سویا ہوا بیدار اور بیٹھا ہوا کھڑا ہو جائے گا۔ لوگ اس صدا سے وحشت زدہ ہوں گے۔ پس خدا رحمت کرے اس پر جو اس صدا سے عبرت حاصل کرے۔

یہ صدا ماہ رمضان کی تیئیس تاریخ کو ہوگی۔ اس میں شک نہ کرنا اور ان کی اطاعت کرنا اور دن کے آخری

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۴۸

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۲۲۳

حصے میں ابلیس کی آواز آئے گی کہ فلانی مظلومانہ قتل ہوا تا کہ لوگ تردید و شک میں پڑ جائیں گے۔ [1]

۶۔اسی کتاب میں عبداللہ بن سنان سے ملتا ہے کہ وہ حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ ہمدان کے ایک شخص کو کہہ رہا تھا: یہ اہل سنت ہماری سرزنش کرتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ آسمان سے حضرت قائم علیہ السلام کے نام کی آواز آئے گی۔

آپؑ ناراض ہوگئے اور فرمایا: یہ کلام مجھ سے نقل نہ کرنا بلکہ میرے باپ سے نقل کرنا، لہٰذا تم پر کوئی اشکال نہیں کرے گا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے باپ سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ مطلب کتاب الٰہی میں کامل طور پر روشن ہے۔ خدا فرماتا ہے:

إِنْ نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ. [2]

اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی اتاریں جس کے آگے ان کی گردنیں جھک جائیں۔

حضرت نے فرمایا: اس وقت خدا مومنین کو ثابت قدم رکھے گا لیکن بعض کے دل مریض ہیں اور وہ ہمارے دشمن ہیں شک کریں گے، ہماری توہین کریں گے اور کہیں گے پہلی ندا جادو ہے پھر حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ" [3] (اور اگر وہ کوئی نشانی (معجزہ) دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو مستقل جادو ہے) کی تلاوت کی۔

۷۔اس کتاب میں زرارہ سے مروی ہے کہ اس نے کہا: میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: آسمان سے منادی ندا دے گا کہ فلانی امیر ہے۔ آواز آئے گی: بے شک حق علیؑ اور اس کے شیعوں کے ساتھ ہے۔ [4]

۸۔ابوبصیر سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت قائم علیہ السلام کے نام سے

---

[1] الغیبۃ نعمانی: ۲۵۳

[2] سورۂ شعراء: ۵

[3] سورۂ قمر: ۲

[4] الغیبۃ نعمانی: ۲۶۳

ندا آئے گی کہ اے فلانی بن فلانی اٹھو۔ [1]

۹۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث میں مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سفیانی لشکر کا امیر بیدا زمین میں دھنس جائے گا۔ پس آسمان سے منادی ندا دے گا۔ اے بیدا! انہیں نابود کر، اس وقت زمین ان کو نگل لے گی اور صرف تین افراد باقی رہ جائیں گے خدا ان کے چہروں کو پشت کی طرف پھیر دے گا۔ [2]

۱۰۔ بحار میں حضرت امیر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث میں ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ماہ رمضان میں مشرق کی طرف سے صبح سویرے منادی دے گا، اے اہل باطل جمع ہو جاؤ۔ [3]

۱۱۔ کمال الدین میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: سب سے پہلے حضرت قائم علیہ السلام کی بیعت کرنے والا جبرائیلؑ ہوگا۔ جبرائیلؑ سفید پرندے کی صورت میں نازل ہوگا اور بیعت کرے گا۔ پھر اس کا ایک پاؤں بیت اللہ حرام اور دوسرا بیت المقدس پر ہوگا اور تیزی سے فریاد کرے گا۔

اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ. [4]

اللہ کا حکم (عذاب) آگیا ہے پس تم اس کے لئے جلدی نہ کرو۔

۱۰۲۔ قائم علیہ السلام کی مومنین کو وصیت

ایک روایت میں ہے: تقویٰ اختیار کرو اور ہمارے لئے تسلیم رہو۔ ہمارے اسرار کو کسی سے نہ کہنا، انحراف نہ ہونا۔

[1] الغیبۃ نعمانی: ۲۷۹

[2] الغیبۃ نعمانی: ۲۸۰

[3] بحار الانوار: ج ۲، ص ۱۷۶

[4] سورہ نحل: ۱

۱۰۳۔حضرت قائم علیہ السلام کی ولایت

۱۔خدا کے لئے حضرت کی ولایت۔

۲۔ہماری ولایت نسبت حضرت۔

۳۔آپؑ کی ولایت ہم پر اہم ترین امور میں سے ہے۔

دلیل عقلی وشرعی دعا کرنے کا انگیزہ ہے۔ یہاں پر تین موضوع بیان ہوں گے۔

(۱) قائم علیہ السلام کی ولایت خدا کی نسبت

یہاں ولایت سے مراد محبت ہے۔ پس جو خدا کو دوست رکھتا ہے وہ ولی خدا ہے لہٰذا تمام مومنین صالح اولیائے خدا ہیں اس مطلب پر یہ آیت دلیل ہے۔

خدا فرماتا ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔[1]

آگاہ ہو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ (اللہ کے دوست) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

لہٰذا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔ سے مراد اولیاء ہیں۔

کلینیؒ اپنی سند سے مفضل بن عمر سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب روز قیامت ہوگی تو منادی ندا دے گا کہاں ہیں وہ میرے اولیاء جو قانع تھے؟ پس ایک گروہ کہ جن کے چہروں پر گوشت نہیں ہوگا۔ اٹھے گا اس وقت اعلان ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مومنین کو تکلیف دیتے تھے اور ان سے دشمنی ومخالفت کرتے تھے اور دین میں تکبر کرتے تھے۔ پس حکم دیا جائے گا کہ

---

[1] سورۂ یونس: ۶۳

انہیں دوزخ میں لے جایا جائے۔[1]

اسی کتاب میں ابان بن تغلب حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا تو آپؐ نے کہا: اے پروردگار! مومن کا حال تیرے نزدیک کیسا ہے؟

خدا نے فرمایا: اے محمد! جو شخص میرے اولیاء میں سے کسی کی اہانت کرتا ہے اس نے مجھ سے جنگ کی اور میں اپنے اولیاء کی مدد کے لئے جلدی کرنے والا ہوں۔[2]

متواتر احادیث بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ کافی میں امام جوادؑ نے اپنے آباواجداد سے نقل فرمایا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے اسلام کو بنایا اور اس کے لئے میدان، نور، دروازے اور مددگار قرار دیئے۔ اس کا میدان قرآن اور اس کا نور حکمت ہے اور اس کا دروازہ نیکی ہے۔ مددگار سے مراد میرے اور ہمارے خاندان کے شیعہ ہیں۔ پس ہمارے خاندان اور ہمارے شیعہ کو دوست رکھو۔ کیونکہ جب جسے آسمان پر معراج کے لئے لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اہل آسمان کا تعارف کرایا۔ خدا نے میری اور میرے خاندان کی محبت اور اسی طرح شیعہ کی محبت کو فرشتوں کے دلوں میں ڈالا۔ اور یہ محبت روز قیامت تک امانت ہے۔ پھر مجھے اہل زمین کے لئے لایا گیا اور اہل زمین کو میرا تعارف کرایا۔ پس خدا نے میری، میرے خاندان اور ہمارے شیعوں کی محبت کو امت میں قرار دیا۔ پس امت کے مومنین میری امانت کی قیامت تک حفاظت کریں گے۔[3]

۳۔ اسی کتاب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ایمان کا کونسا دستہ زیادہ محکم ہے؟

اصحاب نے کہا: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں نماز بعض کے نزدیک زکات اور بعض کہتے ہیں حج وعمرہ۔ بعض کہتے ہیں جہاد۔

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو سب نے کہا ہے وہ ایک فضیلت ہے اور ایمان کا محکم ترین دستہ

---

[1] کافی: ج۲، ص۳۵۱

[2] کافی: ج۲، ص۳۵۲

[3] کافی: ج۲، ص۱۲

راہ خدا میں محبت، راہ خدا میں بغض، خدا کے دوستوں سے دوستی اور خدا کے دشمنوں سے بیزاری۔

۴۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص خدا کے لئے دوستی نہ کرتا ہو اس کا کوئی دین نہیں۔ [۱]

اس بیان کے بعد معلوم ہوا کہ امام زمانہ علیہ السلام سے محبت واجب ہے اور ایمان کا دستہ ولایت ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام کو اپنے سے زیادہ دوستی ہونی چاہیے۔

خدا فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ. [۲]

ترجمہ:

(اے رسول) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور تمہارا وہ مال جو تم نے کمایا ہے۔ اور تمہاری وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو اور تمہارے وہ رہائشی مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔ تم کو اللہ، اس کے رسول اور راہِ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں۔ تو پھر انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ (تمہارے سامنے) لے آئے۔

یہ آیت اس مطلب پر دلیل ہے اس کے علاوہ بھی روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہر ایمان لانے والا شخص مجھے اپنے سے زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اہل و عیال سے زیادہ مجھے محبوب رکھتا ہے۔

میرے خاندان کو اپنے خاندان سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

اس کے نزدیک اس کی ذات سے میری ذات زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ [۳]

---

[۱] کافی: ج ۲، ص ۱۲۷

[۲] سورۂ توبہ: ۲۴

[۳] علل الشرائع: ۱۴۰

(۲) حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا

محبوب کے لئے دعا کرنا انسانی وفطری امر ہے۔لہٰذا امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کرنا ہمارا فریضہ ہے اور دعا میں وہ سب پر مقدم ہیں۔اسباب محبت تین چیزیں ہیں:

(۱) نفع (۲) لذت (۳) نیکی۔

اہم ترین وکامل ترین تیسری چیز ہے۔

نیکی اور خیر سے مراد یہ ہے کہ نیکی نیک شخص کے لئے نشانی ہو جیسے انسان کی شناخت چہرے سے ہوتی ہے اسی طرح نیکی بھی چہرہ کی مانند ہے۔جو چیز نیکی کا باعث ہو انسان کا مزاج اسے دوست رکھتا ہے۔جتنی نیکی اور خیر زیادہ وہ اتنی محبت زیادہ ہوتی ہے معرفت ومحبت اور شناخت کے درجات ہوتے ہیں۔

محبت کے تمام انگیزے حضرت قائم علیہ السلام کی ذات مقدس میں موجود ہیں مومن کے لئے کون سی لذت زیادہ شیریں اور حضرت کی زیارت سے بڑھ کر کیا ہے؟ لذت ظاہر وباطنی اتنی زیادہ ہیں کہ انسان شمار نہیں کرسکتا۔[1]

نفع: تمام منافع حضرت قائم علیہ السلام کے وجود مبارک سے لوگوں تک پہنچتے ہیں کس نے کتنا اچھا کیا۔

و قد جمعت فیھا المحاسن کلھا[2]

بے شک تمام خوبیاں اس میں جمع ہیں۔

(۳) حضرت قائم علیہ السلام کی ہم پر ولایت:

یہاں ولایت کا معنی سرپرستی ہے اور ولایت سے مراد یہی معنی مراد ہے۔خدا فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ.[3]

---

[1] الغیبۃ نعمانی: ۲۱۴

[2] منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ (خوئی) / ج1/245 / فصل فی ذکر نسب الرضی(رہ)..... ص: 232

[3] سورۂ احزاب: ۶

نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق (تصرف) رکھتے ہیں۔
پس حضرت قائم علیہ السلام سب سے زیادہ شائستہ ہیں کہ ان سے محبت کی جائے۔ زیارت جامعہ میں یہی مراد ہے۔

وَمُقَدِّمُكُمْ أَمَامَ طَلِبَتِي وَحَوَائِجِي وَإِرَادَتِي فِي كُلِّ أَحْوَالِي وَأُمُورِي.

اپنی حاجتوں اور ارادوں میں آپ کو مقدم کرتا ہوں، اپنے تمام حالات و امور میں بھی آپ کو مقدم کرتا ہوں۔

(۴) حضرت قائم علیہ السلام کی جدائی

دوستوں کی اہم حاجات، مشتاق افراد کی آخری آرزو اور عارفین کی آخری خواہش یہ ہے کہ وہ زیادہ دعائیں کریں۔

۱۰۴۔ قائم علیہ السلام کا غم واندوہ

اس لئے اسلام ضعیف ہو چکا اور ناتوانائی اہل وسلام اور لوگوں کے دلوں میں تردید شک ہونا، وہ گناہ جن ہم مرتکب ہوتے ہیں۔ پس آپؑ کے ظہور کے لئے دعا کرنا لازمی ہے تا کہ ہر آدمی کی پریشانی دور ہو جائے۔

۱۰۵۔ کفر ونفاق وشقاق کا منہدم ہونا

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کا ایک موجب یہ ہے کہ غیر اسلام نابود ہو جائیں گے۔ حضرت قائم علیہ السلام جب آئیں گے تو اہل کفر ونفاق کی عمارات تو تخریب کرنے کا دستور دیں گے۔ چند دعا روایات میں ذکر ہوئی ہیں۔

۱۔دعائے ندبہ جو امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

أَيْنَ هَادِمُ أَبْنِيَةِ الشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ.

کہاں ہے شرک وکفر بنیادوں کو ویران کرنے والا۔

۲۔روایت مفضل جس میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب حضرت قائم علیہ السلام زمین کے شرق وغرب کو فتح کریں گے تو اس کے بعد کوفہ جائیں گے اور ایک مسجد جو حسینؑ بن علیؑ کے شہادت کے بعد تعمیر کی گئی ہے اسے ویران کریں گے۔ونیز جو مسجد خدا کے لئے نہ بنائی جائے اس کے بنانے والے ملعون ملعون۔[۱]

۳۔علی بن ابراہیم بن مہزیار، سید ہاشم بحرینی اور وہ حضرت قائم علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اے فرزند مہزیار! اگر تمہارے لئے استغفار نہ ہوتی تو سوائے خاص شیعہ کے سب لوگ روئے زمین پر رہنے والے ہلاک ہوتے۔

پھر فرمایا: اے فرزند مہزیار! اپنے ہاتھ کو بڑھاؤ، جب ظلم وستم عام ہوگا سفیانی خروج کرے گا تو میں بھی قیام کروں گا۔

ہم نے پوچھا: آقا اس کے بعد کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: رجعت، رجعت پھر اس آیت کی تلاوت کی:

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا.[۲]

اور پھر ہم نے گردش زمانہ کو تمہارے حق میں دشمن کے خلاف کر دیا (تمہیں ان پر غلبہ دے دیا) اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں کثیر التعداد بنا دیا۔

۴۔بحار میں ابوبصیر امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب آپ ظہور کریں گے تو بیت الحرام کو خراب کریں گے اور اسے اپنی پہلی حالت میں واپس لے آئیں گے۔[۳]

[۱] بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۳۴

[۲] سورۂ اسراء: ۶

[۳] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۳۸

۱۰۶۔ بندوں کی ہدایت

عظیم ترین لوگوں کی خدا کی طرف سے رہنمائی وہدایت ہے لیکن درست روش کے ذریعے، اور یہ حضرت کی دعا کا موجب بھی ہے کیونکہ یہ کام اہم ترین کاموں میں سے ہے کہ بندوں کو زندہ کیا جائے۔ اس مطلب پر دلالت کرنے والی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔[1]

۱۰۷۔ حضرت قائم علیہ السلام کی ہجرت

آپؑ کے مخلص دوستوں کے لئے شدید ترین پریشانیاں ہوں گی۔ زمانہ غیبت میں صبر وتحمل کریں گے جس کا بہت ثواب ملے گا۔ بعض روایات میں ہے: مومن کا دل جو کچھ غیبت میں دیکھتا ہے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

قَدْ ذَأَبَ مِنَ الْفِرَاقِ لَحْمِیْ وَ دَمِیْ
وَ اشْتَدَّ مِنَ الشَّوْقِ اِلَیْکُمْ اَلَمِیْ
کَمْ اَشْرَبُ غُصَّتِیْ بِدَمْعِیْ وَ دَمِیْ
کَمْ أَصْبِرُ یَا لَیْتَ وُجُوْدِیْ عَدَمِیْ

میرا گوشت وخون تیرے فراق میں پانی ہو گیا ہے۔ تیرے شوق میں میرے دل کا درد شدید ہو گیا ہے۔ اندوہ غم کو اشک خون کے ساتھ کتنا کھاؤ کب تک صبر کروائے کاش نہ ہوتا۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۲۳

۱۰۸۔ ہم پر حضرت قائم کا ید نعمت

عربی زبان میں کلمہ ید نعمت کے لئے بہت استعمال ہوا ہے۔
ایک شاعر نے کہا:

وَ لَنْ اَذْكُرَ النُّعْمَانَ اِلَّا بِصَالِحٍ
فَاِنَّ لَهٗ عِنْدِيْ يَدِيًّا وَ اَنْعُمًا

اور نعمان کو نیکی کے علاوہ یاد نہیں کرتا ہوں کہ اس کے مجھ پر احسان اور نعمتیں ہیں۔

پس ہم پر لازم ہے کہ تمام نعمتیں جو آپؑ کے وجود مبارک سے ہیں شکر بجا لائیں اور حضرت کے لئے دعا کریں کیونکہ شکر نعمت کا واسطہ ایسا ہے جیسا صاحب نعمت کا شکر واجب ہوتا ہے۔

بحار میں ایک روایت ہے:

إِذَا قَامَ قَائِمُنَا وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْعِبَادِ فَجَمَعَ بِهِ عُقُولَهُمْ وَ أَكْمَلَ بِهِ أَخْلَاقَهُمْ.[1]

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو اپنا دست مبارک لوگوں کے سروں پر پھیریں گے جس سے لوگوں کی عقل جمع اور ان کا اخلاق کامل ہو جائے گا۔ ید سے مراد قدرت و حکومت بھی ہو سکتی ہے کہ جب آپ ظہور کریں گے تمام لوگوں پر حاکم ہوں گے۔

---

[1] بحار الأنوار (ط - بيروت) / ج52 / 336 / باب 27 سيرة و أخلاقه و عدد أصحابه و خصائص زمانه و أحول أصحابه صلوات الله عليه و على آبائه ..... ص: 309

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص خدا کے لئے
دوستی نہ کرتا ہو اس کا کوئی دین نہیں۔ [1]

---

[1] کافی: ج ۲، ص ۱۲۷

حصہ پنجم

قائم علیہ السلام کے لئے دعا کے نتائج

بحار اور وسائل میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص ہماری مدح میں شعر کہتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔ یہ گھر دنیا سے سات گنا وسیع ہے مقرب فرشتہ اور نبی دیکھتے ہیں۔ [1]

---

[1] وسائل الشیعہ: ج ۱۰، ص ۴۶۷

مولف کا اصلی مقصد یہ موضوع تھا پس اس موضوع کو بیان کرنے سے پہلے چند نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو چیز امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے فائدہ مند ہو، اسے بیان کریں گے۔ مراد یہ نہیں کہ تمام آثار وفوائد کو ذکر کریں گے۔ اس کے لئے الگ ایک کتاب کی ضرورت ہے۔ جو ہم نہیں جانتے وہ جہاں سے بیشتر ہے جو کچھ ہے حضرت مہدی علیہ السلام کے فیض و برکات کی وجہ سے ہے۔

۲۔ ممکن ہے بعض لوگ یہ توہم کریں کہ چونکہ امام زمانہ علیہ السلام مخلوق کو برکات حاصل کرنے کا وسیلہ ہے لہٰذا لوگ سے بے نیاز ہیں۔ پس لوگوں کی دعا کی کیا ضرورت ہے؟

اس توہم کا جواب چند نکات میں دیں گے:

الف۔ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ہماری دعا بطور ہدیہ شخص حقیر ہے جو بزرگ شخصیت کی خدمت میں ہم کرتے ہیں۔

ب۔ آپؑ کے ظہور کی علامات روایات میں ذکر ہوئی ہیں۔

ج۔ ائمہ بھی دو چار غم واندوہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ مقتضائے انسانی کا تقاضا ہے۔

د۔ ہم پر واجب ہے کہ آپؑ کے ظہور کے موانع کو دفع و رفع کریں۔

۳۔ ایک دعا جناب عثمان بن سعید عمری سے روایت ہے کہ اس طرح پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْنِي عَلَى دِينِكَ وَ اسْتَعْمِلْنِي بِطَاعَتِكَ وَ لَيِّنْ قَلْبِي لِوَلِيِّ أَمْرِكَ وَ عَافِنِي مِمَّا امْتَحَنْتَ بِهِ خَلْقَكَ وَ ثَبِّتْنِي عَلَى طَاعَةِ وَلِيِّ أَمْرِكَ الَّذِي سَتَرْتَهُ عَنْ خَلْقِكَ فَبِإِذْنِكَ غَابَ عَنْ بَرِيَّتِكَ وَ أَمْرَكَ يَنْتَظِرُ وَ أَنْتَ الْعَالِمُ غَيْرُ مُعَلَّمٍ بِالْوَقْتِ الَّذِي فِيهِ صَلاحُ أَمْرِ وَلِيِّكَ فِي الْإِذْنِ لَهُ بِإِظْهَارِ أَمْرِهِ وَ كَشْفِ سِتْرِهِ فَصَبِّرْنِي عَلَى ذَلِكَ حَتَّى لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ وَ لَا تَأْخِيرَ مَا

عَجَّلْتَ وَلَا اَكْشِفَ عَمَّا سَتَرْتَهُ وَلَا اَبْحَثَ عَمَّا كَتَمْتَهُ وَلَا اُنَازِعَكَ فِي تَدْبِيرِكَ وَلَا اَقُولَ لِمَ وَ كَيْفَ وَ مَا بَالُ وَلِيِّ الْاَمْرِ لَا يَظْهَرُ وَ قَدِ امْتَلَاَتِ الْاَرْضُ مِنَ الْجَوْرِ وَ اُفَوِّضُ اُمُورِي كُلَّهَا اِلَيْكَ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ اَنْ تُرِيَنِي وَلِيَّ اَمْرِكَ ظَاهِراً نَافِذاً لِاَمْرِكَ مَعَ عِلْمِي بِاَنَّ لَكَ السُّلْطَانَ وَ الْقُدْرَةَ وَ الْبُرْهَانَ وَ الْحُجَّةَ وَ الْمَشِيئَةَ وَ الْاِرَادَةَ وَ الْحَوْلَ وَ الْقُوَّةَ فَافْعَلْ ذٰلِكَ بِي وَ بِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ حَتّٰى نَنْظُرَ اِلٰى وَلِيِّكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ظَاهِرَ الْمَقَالَةِ وَاضِحَ الدَّلَالَةِ هَادِياً مِنَ الضَّلَالَةِ شَافِياً مِنَ الْجَهَالَةِ اَبْرِزْ يَا رَبِّ مَشَاهِدَهُ وَ ثَبِّتْ قَوَاعِدَهُ وَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَقَرُّ عَيْنُهُ بِرُؤْيَتِهِ وَ اَقِمْنَا بِخِدْمَتِهِ وَ تَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهِ وَ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ.

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ مَا خَلَقْتَ وَ بَرَاْتَ وَ ذَرَاْتَ وَ اَنْشَاْتَ وَ صَوَّرْتَ وَ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِهِ وَ مِنْ تَحْتِهِ بِحِفْظِكَ الَّذِي لَا يَضِيعُ مَنْ حَفِظْتَهُ بِهِ وَ احْفَظْ فِيهِ رَسُولَكَ وَ وَصِيَّ رَسُولِكَ.

اَللّٰهُمَّ وَ مُدَّ فِي عُمُرِهِ وَ زِدْ فِي اَجَلِهِ وَ اَعِنْهُ عَلٰى مَا اَوْلَيْتَهُ وَ اسْتَرْعَيْتَهُ وَ زِدْ فِي كَرَامَتِكَ لَهُ فَاِنَّهُ الْهَادِي وَ الْمُهْتَدِي وَ الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ الطَّاهِرُ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الزَّكِيُّ الرَّضِيُّ الْمَرْضِيُّ الصَّابِرُ الْمُجْتَهِدُ الشَّكُورُ.

اَللّٰهُمَّ وَ لَا تَسْلُبْنَا الْيَقِينَ لِطُولِ الْاَمَدِ فِي غَيْبَتِهِ وَ انْقِطَاعِ خَبَرِهِ عَنَّا وَ لَا تُنْسِنَا ذِكْرَهُ وَ انْتِظَارَهُ وَ الْاِيمَانَ وَ قُوَّةَ الْيَقِينِ فِي ظُهُورِهِ وَ الدُّعَاءَ لَهُ وَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يُقَنِّطَنَا طُولُ غَيْبَتِهِ مِنْ ظُهُورِهِ وَ قِيَامِهِ وَ يَكُونَ يَقِينُنَا فِي ذٰلِكَ كَيَقِينِنَا فِي قِيَامِ رَسُولِكَ ﷺ وَ مَا جَاءَ بِهِ مِنْ وَحْيِكَ وَ تَنْزِيلِكَ وَ قَوِّ قُلُوبَنَا عَلَى الْاِيمَانِ بِهِ حَتّٰى تَسْلُكَ بِنَا عَلٰى يَدِهِ مِنْهَاجَ الْهُدٰى وَ

الْحُجَّةَ الْعُظْمَى وَ الطَّرِيقَةَ الْوُسْطَى وَ قَوِّنَا عَلَى طَاعَتِهِ وَ ثَبِّتْنَا عَلَى مُتَابَعَتِهِ وَ اجْعَلْنَا فِي حِزْبِهِ وَ أَعْوَانِهِ وَ أَنْصَارِهِ وَ الرَّاضِينَ بِفِعْلِهِ وَ لَا تَسْلُبْنَا ذَلِكَ فِي حَيَاتِنَا وَ لَا عِنْدَ وَفَاتِنَا حَتَّى تَتَوَفَّانَا وَ نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ غَيْرَ شَاكِّينَ وَ لَا نَاكِثِينَ وَ لَا مُرْتَابِينَ وَ لَا مُكَذِّبِينَ.

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَ أَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَ انْصُرْ نَاصِرِيهِ وَ اخْذُلْ خَاذِلِيهِ وَ دَمْدِمْ عَلَى مَنْ نَصَبَ لَهُ وَ كَذَّبَ بِهِ وَ أَظْهِرْ بِهِ الْحَقَّ وَ أَمِتْ بِهِ الْبَاطِلَ وَ اسْتَنْقِذْ بِهِ عِبَادَكَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الذُّلِّ وَ انْعَشْ بِهِ الْبِلَادَ وَ اقْتُلْ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ وَ اقْصِمْ بِهِ رُءُوسَ الضَّلَالَةِ وَ ذَلِّلْ بِهِ الْجَبَّارِينَ وَ الْكَافِرِينَ وَ أَبِرْ بِهِ الْمُنَافِقِينَ وَ النَّاكِثِينَ وَ جَمِيعَ الْمُخَالِفِينَ وَ الْمُلْحِدِينَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحْرِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا حَتَّى لَا تَدَعَ مِنْهُمْ دَيَّاراً وَ لَا تُبْقِيَ لَهُمْ آثَاراً وَ تُطَهِّرَ مِنْهُمْ بِلَادَكَ وَ اشْفِ مِنْهُمْ صُدُورَ عِبَادِكَ وَ جَدِّدْ بِهِ مَا امْتَحَى مِنْ دِينِكَ وَ أَصْلِحْ بِهِ مَا بُدِّلَ مِنْ حُكْمِكَ وَ غُيِّرَ مِنْ سُنَّتِكَ حَتَّى يَعُودَ دِينُكَ بِهِ وَ عَلَى يَدَيْهِ غَضّاً جَدِيداً صَحِيحاً لَا عِوَجَ فِيهِ وَ لَا بِدْعَةَ مَعَهُ حَتَّى تُطْفِئَ بِعَدْلِهِ نِيرَانَ الْكَافِرِينَ فَإِنَّهُ عَبْدُكَ الَّذِي اسْتَخْلَصْتَهُ لِنَفْسِكَ وَ ارْتَضَيْتَهُ لِنُصْرَةِ نَبِيِّكَ وَ اصْطَفَيْتَهُ بِعِلْمِكَ وَ عَصَمْتَهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَ بَرَّأْتَهُ مِنَ الْعُيُوبِ وَ أَطْلَعْتَهُ عَلَى الْغُيُوبِ وَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِ وَ طَهَّرْتَهُ مِنَ الرِّجْسِ وَ نَقَّيْتَهُ مِنَ الدَّنَسِ.

اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَى آبَائِهِ الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ وَ عَلَى شِيعَتِهِمُ الْمُنْتَجَبِينَ وَ بَلِّغْهُمْ مِنْ آمَالِهِمْ أَفْضَلَ مَا يَأْمُلُونَ وَ اجْعَلْ ذَلِكَ مِنَّا خَالِصاً مِنْ كُلِّ شَكٍّ وَ شُبْهَةٍ وَ رِيَاءٍ وَ سُمْعَةٍ حَتَّى لَا نُرِيدَ بِهِ غَيْرَكَ وَ لَا نَطْلُبَ بِهِ إِلَّا وَجْهَكَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْكُو اِلَيْكَ فَقْدَ نَبِيِّنَا وَ غَيْبَةَ وَلِيِّنَا وَ شِدَّةَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا وَوُقُوعَ الْفِتَنِ بِنَا وَتَظَاهُرَ الْاَعْدَاءِ عَلَيْنَا وَ كَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَقِلَّةَ عَدَدِنَا.

اَللّٰهُمَّ فَافْرُجْ ذٰلِكَ بِفَتْحٍ مِنْكَ تُعَجِّلُهُ وَ نَصْرٍ مِنْكَ تُعِزُّهُ وَ اِمَامِ عَدْلٍ تُظْهِرُهُ اِلٰهَ الْحَقِّ رَبَّ الْعَالَمِينَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ اَنْ تَاْذَنَ لِوَلِيِّكَ فِي اِظْهَارِ عَدْلِكَ فِي عِبَادِكَ وَ قَتْلِ اَعْدَائِكَ فِي بِلَادِكَ حَتّٰى لَا تَدَعَ لِلْجَوْرِ يَارَبِّ دِعَامَةً اِلَّا قَصَمْتَهَا وَلَا بِنْيَةً اِلَّا اَفْنَيْتَهَا وَ لَا قُوَّةً اِلَّا اَوْهَنْتَهَا وَ لَا رُكْناً اِلَّا هَدَدْتَهُ وَ لَا حَدّاً اِلَّا فَلَلْتَهُ وَ لَا سِلَاحاً اِلَّا اَكْلَلْتَهُ وَ لَا رَايَةً اِلَّا نَكَّسْتَهَا وَ لَا شُجَاعاً اِلَّا قَتَلْتَهُ وَ لَا جَيْشاً اِلَّا خَذَلْتَهُ وَ ارْمِهِمْ يَارَبِّ بِحَجَرِكَ الدَّامِغِ وَ اضْرِبْهُمْ بِسَيْفِكَ الْقَاطِعِ وَ بِبَاْسِكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ وَ عَذِّبْ اَعْدَاءَكَ وَ اَعْدَاءَ دِينِكَ وَ اَعْدَاءَ رَسُولِكَ بِيَدِ وَلِيِّكَ وَ اَيْدِي عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ.

اَللّٰهُمَّ اكْفِ وَلِيَّكَ وَ حُجَّتَكَ فِي اَرْضِكَ هَوْلَ عَدُوِّهِ وَ كِدْ مَنْ كَادَهُ وَ امْكُرْ بِمَنْ مَكَرَ بِهِ وَ اجْعَلْ دَائِرَةَ السَّوْءِ عَلٰى مَنْ اَرَادَ بِهِ سُوءاً وَ اقْطَعْ عَنْهُ مَادَّتَهُمْ وَ اَرْعِبْ لَهُ قُلُوبَهُمْ وَ زَلْزِلْ لَهُ اَقْدَامَهُمْ وَ خُذْهُمْ جَهْرَةً وَ بَغْتَةً وَ شَدِّدْ عَلَيْهِمْ عِقَابَكَ وَ اَخْزِهِمْ فِي عِبَادِكَ وَ الْعَنْهُمْ فِي بِلَادِكَ وَ اَسْكِنْهُمْ اَسْفَلَ نَارِكَ وَ اَحِطْ بِهِمْ اَشَدَّ عَذَابِكَ وَ اَصْلِهِمْ نَاراً وَ احْشُ قُبُورَ مَوْتَاهُمْ نَاراً وَ اَصْلِهِمْ حَرَّ نَارِكَ فَاِنَّهُمْ اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ وَ اَذَلُّوا عِبَادَكَ.

اَللّٰهُمَّ وَ اَحْيِ بِوَلِيِّكَ الْقُرْاٰنَ وَ اَرِنَا نُورَهُ سَرْمَداً لَا ظُلْمَةَ فِيهِ وَ اَحْيِ بِهِ الْقُلُوبَ الْمَيِّتَةَ وَ اشْفِ بِهِ الصُّدُورَ الْوَغِرَةَ وَ اجْمَعْ بِهِ الْاَهْوَاءَ الْمُخْتَلِفَةَ عَلَى الْحَقِّ وَ اَقِمْ بِهِ الْحُدُودَ الْمُعَطَّلَةَ وَ الْاَحْكَامَ الْمُهْمَلَةَ حَتّٰى لَا يَبْقٰى حَقٌّ اِلَّا ظَهَرَ وَ

لَا عَذْلٌ اِلَّا زَهَرَ وَ اجْعَلْنَا يَارَبِّ مِنْ اَعْوَانِهٖ وَ مُقَوِّیْ سُلْطَانِهٖ وَ الْمُؤْتَمِرِيْنَ لِاَمْرِهٖ وَ الرَّاضِيْنَ بِفِعْلِهٖ وَ الْمُسَلِّمِيْنَ لِاَحْكَامِهٖ وَ مِمَّنْ لَا حَاجَةَ لَهٗ بِهٖ اِلَى التَّقِيَّةِ مِنْ خَلْقِكَ اَنْتَ يَارَبِّ الَّذِیْ تَكْشِفُ السُّوْءَ وَ تُجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاكَ وَ تُنَجِّیْ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ فَاكْشِفْ يَارَبِّ الضُّرَّ عَنْ وَلِيِّكَ وَ اجْعَلْهُ خَلِيْفَةً فِیْ اَرْضِكَ كَمَا ضَمِنْتَ لَهٗ.

اَللّٰهُمَّ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مِنْ خُصَمَاءِ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مِنْ اَعْدَاءِ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مِنْ اَهْلِ الْحَنَقِ وَ الْغَيْظِ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ فَاِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ذٰلِكَ فَاَعِذْنِیْ وَ اَسْتَجِيْرُ بِكَ فَاَجِرْنِیْ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ.

وَ اجْعَلْنِیْ بِهِمْ فَائِزاً عِنْدَكَ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔[1]

ترجمہ:

اے اللہ! مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اپنے ولی کے امر کی اطاعت پر جن کو تو نے خلق کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے، جو تیرے اذن سے مخلوق سے غائب ہیں اور تیرے حکم کے منتظر ہیں۔ تو عالم غیر معلم ہے اس کا وقت جس میں تیرے ولی کی اُمور کی اصلاح ہو گی (اسباب ظہور درست ہوں گے) اور ظہور پُر نور تیرے اذن سے ہوگا اور غیبت کا پردہ چاک ہو گا۔

پس مجھے ان اُمور میں صبر عطا فرما، کے میں ان چیزوں میں عجلت نہ کروں جن کو تو نے مؤخر کیا ہے۔ ان میں تاخیر نہ کروں جن میں تو نے تعجیل پسند کی ہے اور نہ ان چیزوں کے پیچھے پڑوں جن کو تو نے پوشیدہ رکھا ہے، اور نہ ان اُمور میں جن کو تو نے مخفی رکھا بحث میں پڑوں۔ نہ تیری تدبیر میں تنازعہ کروں اور نہ (تیری قضاء قدر میں) کیوں اور ایسے کہوں اور نہ یہ کہ کیا وجہ

[1] کمال الدین و تمام النعمة/ ج2/512/45 باب ذکر التوقیعات الواردة عن القائم ؑ..... ص: 482

ہے، کہ صاحب امر ظہور نہیں کرتے؟ حالانکہ زمین ظلم وجور سے بھر گئی ہے اور میں نے اپنے تمام اُمور تیری طرف تفویض کر دیئے۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کہ مجھے اپنے ولی امر کے جمال بے مثال کی زیارت کرا، جب کہ ان کے احکامات نافذ ہوں گے (ان کی حکومت قائم ہوگی)۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے لئے وہی دلیل وقدرو برہان و حجت مشیت وارادہ اور طاقت وقوت ہے۔ پس یہ لطف مجھ پر اور تمام مومنین پر فرما کے ہم سب تیرے ولی کی زیارت کریں۔ تیرا درود ان پر اور اس کی آل پر ہو۔ اس طرح ان کا فرمان ظاہر ہو۔ رہنمائی واضح ہو وہ گمراہی سے ہدایت کرنے والے اور جہالت کی بیماری سے شفاء دینے والے ہیں۔ اے رب ان کے مشاہدہ کو آشکار کر ان کے ارکان (حکومت) کو مستحکم کر اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جو ان کے جمال بے مثال کی زیارت کریں گے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی خدمت بجالائیں اور ان کے دین پر مریں ور ان کے زمرے میں محشور ہوں۔

اے اللہ! امام غائب علیہ السلام کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھ جنہیں تو نے خلق کیا، عدم سے وجود میں لایا، پیدا کیا، پرورش کیا اور صورت دی، امامؑ کو بچایا (اس شر) سے جو ان کے سامنے سے آئے، پیچھے سے آئے، دائیں سے آئے، بائیں سے آئے، اوپر سے آئے، نیچے سے آئے۔ اپنی حفاظت میں رکھ کے اس حفاظت میں آنے کے بعد کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ان کے وجود کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے احکامات) میں حفاظت فرما۔

اے اللہ! امام عصر علیہ السلام کی عمر طویل فرما۔ ان کی حیات میں اضافہ فرما، اپنی اس ولایت اور حکومت میں جو تو عطا کرے گا ان کی مدد فرما۔ پھر لطف کرم میں اضافہ فرما۔ وہ ہادی مہتدی اور امر حق کو قائم کرنے والے، ہدایت یافتہ، پاک، صاحب تقویٰ، خالص، پاکیزہ، خوشنوز، پسندیدہ، صابر، راہ خدا میں کوشاں اور شاکر ہیں۔

اے اللہ! ہمارے یقین کو اور ان کی مدت غیبت کی طوالت، ان کے خبر کے منقطع ہو

جانے کے باعث سلب نہ کر، ان کی یاد اور ان کے انتظار، ان پر ایمان اور ان پر ظہور کے بارے میں یقین کامل، ان پر دعا اور درود وسلام کے فریضہ کو ہمارے دل میں محو نہ کرنا، یہاں تک کہ ہم ان کی طوالت غیبت کے بعث ان کے ظہور سے مایوس نہ ہو جائیں، ہمیں امام عصرؑ کے قیام کا اسی طرح یقین کامل ہو جیسے ہمیں تیرے رسولؐ کے قیام کا یقین ہے، جیسے ان چیزوں کا جو وحی اور تنزیل کے ذریعہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک آئیں، ہمارے قلوب میں (ان کے ظہور) کے ایمان کو اور قوی فرما۔ یہاں تک کہ تو ہمیں اس راہ پر چلا جو شاہراہ ہدایت، حجت عظمیٰ اور درمیانی راستہ ہے۔ ہمیں ان کی اطاعت کی طاقت دے، ان کی اتباع پر ثابت قدم رکھ، ہمیں ان کے لشکر، ان کے دوستوں اور ان کے مددگاروں میں سے قرار دے۔ ان لوگوں میں قرار دے جن کے عمل سے راضی ہوں اور اس سعادت سے ہمیں نہ ہماری زندگی میں محروم رکھ نہ مرتے وقت۔ یہاں تک کہ جب ہمیں موت آئے تو ہم اسی ایمان کے یقین پر ہوں، نہ ہم شک کرنے والوں میں سے ہوں اور نہ عہد شکنی کرنے والوں میں سے، نہ ست عمل کرنے والوں میں سے اور نہ تکذیب کرنے والوں میں سے ہوں۔

اے اللہ! ان کے ظہور میں تعجیل فرما، ان کی نصرت فرما اور ان لوگوں کی نصرت فرما جو ان کی مدد کریں۔ انہیں چھوڑ دے اور ان کو تباہ برداد کر دے جو آنجنابؑ سے دشمنی رکھیں، ان کی تکذیب کریں، ان کے وجود اقدس سے دین حق کو ظاہر فرما اور ان کے ذریعہ باطل کا خاتمہ فرما، ان کا ذریعہ مومنین کو ذلت اور خواری سے نجات دلا، شہروں کو ان کی برکت سے آباد فرما۔ ان کے ہاتھوں کفر کے جباروں کو قتل کر، گمراہوں کے رؤسا کی طاقت کو توڑ، ان کا ذریعہ جابرین اور کافرین کو ذلیل فرما۔ ان کے ذریعہ منافقین عہد شکنی کرنے والوں اور تمام مخالفوں، بے دینوں کو جو زمین پر مشرق ومغرب خشکی اور سمندر، بیابانوں اور پہاڑوں میں جہاں بھی رہتے ہوں تباہ و برباد کر دے۔ یہاں تک کہ نہ ان کے شہر بچیں، نہ ان کے آثار۔ ان سے تیرے شہر پاک ہو جائیں گے۔ ان (کے ناپاک وجود) سے اپنے بندوں کے سینے کو شفا بخش (کیونکہ ان کا وجود

مرض کی علامت ہے) اور جو چیزیں تیرے دین سے مٹا دی گئی ہیں امام عصر علیہ السلام کے ذریعہ ان کی تجدید کر، تیرے وہ احکام جو بدل دیئے گئے ہیں اور تیری وہ سنت جس میں تبدیلی کی گئی ہے امام عصر علیہ السلام کے وسیلے سے ان کی اصلاح فرما۔ یہاں تک کہ امامؑ کے وجود کی برکت سے تیرا دین پھر سے تر و تازہ اور صحیح و کامل ہو جائے، بغیر کجی اور بدعت کے قابل عمل ہو جائے۔ ان کی حکومت عدل کے باعث کفر کی آگ بجھ جائے، کیونکہ (امام عصر علیہ السلام تیرے وہ بندے ہیں) جن کو تو نے اپنے لئے مخصوص کر لیا، اپنے نبیؐ کی نصرت کے لئے پسند کیا، اپنے علم کے لئے چن لیا۔ انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کے عیوب سے مبراء رکھا، اسرار غیب سے ان کو مطلع کیا اور ان پر اپنی نعمتیں نازل کیں، ان کو ہر رجس و نجاست سے پاک رکھا اور ہر طرح کے جہل و عیان سے طاہر رکھا۔

اے اللہ! درود ان پر اور ان کے آباء ائمہ طاہرین علیہم السلام پر اور ان کے برگزیدہ شیعوں پر ان کی اُمید و دعا کو کامل فرما اور ہماری اس دعا کو شبہ، ریا کاری اور خودنمائی سے پاک رکھ۔ یہاں تک ہم تیرے سوا کسی غیر کا ارادہ نہ کریں، تیری رضا و خوشنودی طلب کریں۔

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں اس بات کی کہ ہمارے درمیان ہمارے نبیؐ بھی نہیں ہیں، ہمارے سرپرست بھی غیبت میں ہیں، ہم زمانہ کی سختیوں اور آزمائشوں میں گھیرے ہوئے ہیں، دشمن ہم پر غالب آ گئے ہیں۔ ہمارے دشمنوں کی کثرت ہے اور ہماری تعداد کم ہے۔

پس اے اللہ، جلد ہمیں اپنی طرف سے مصائب سے نجات دلا اور امامؑ عدل کے ذریعہ ہمیں غلبہ عطا فرما، اے معبود برحق ہماری دعا قبول کر۔

اے اللہ، ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو اپنے ولی کو اجازت دے کہ وہ تیرے بندوں میں تیرے عدل کا اظہار کریں، تیرے دشمنوں کو قتل کریں یہاں تک کہ ظلم کا کوئی داعی باقی نہ رہے۔ اے پروردگار ظلم کے ستون اُکھاڑ دے، ظلم کی بنیادوں کو فنا کر دے، ان کے ارکان کو

منہدم کردے، ان کی تلواروں کو کند کردے، ان کے اسلحہ کو ناکارہ کردے، ان کے جھنڈے کو نیچا کردے، ان کے لڑنے والوں کو قتل کرادے، ان کے لشکر میں پھوٹ ڈال دے، اے رب سخت پتھروں کی ان پر بارش کردے، اپنی کاٹ دار تلوار سے ان پر ضرب لگا۔ اور اپنے عذاب کی شدت کو قوم مجرمین سے نہ پھیر۔

اے اللہ! تو اپنے اور اپنے ولی اور اپنے رسول کے دشمنوں پر اپنے ولی اور مومن بندوں کے ہاتھ سے عذاب نازل فرما۔

اے پروردگار تو اپنے ولی اور اپنے حجت کی زمین پر کفایت فرما، ان کو دشمنوں کے خوف وہراس سے، ان کے حیلوں سے اور جو ان کے ساتھ مکروفریب کرے، تو اس مکروفریب کو توڑ دے، جو امام قائم علیہ السلام کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے۔ تو اس کی بدی کے دائری میں قید کے دے، ان کے وجود مبارک سے امان دے، فتنہ کو دور رکھ، اور دشمنوں کے دلوں پر ان کا رعب ودبدبہ ڈال، ان کے دشمنوں کے اقدام متزلزل کردے، ان دشمنوں کو سرگرداں چھوڑ دے اور ان پر اپنا شدید عتاب نازل فرما۔ اپنے بندوں میں ان کو رسوا اور ذلیل کر، اپنے شہروں میں ان کے لئے ممانعت قرار دے اور جہنم کے انتہائی پست مقام میں ان کو ڈال دے، ان پر اپنا بدترین عذاب نازل فرما، ان کو آنکھ سے باندھ دئے، ان کی موت کے بعد ان کی قبور کو آگ سے بھر دے، انہیں آتش دوزخ سے باندھ دے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے نماز کو حقیر جانا، شہوات کا ابتداء کی، اور تیرے بندوں کو ذلیل کیا۔

اے اللہ! قرآن کو اپنے ولی کے وسیلے سے زندہ کردے اور اس کے نور مبارک کو جو نور دائمی ہے، جس میں تاریکی نہیں ہوتی ہمیں دکھا نا، اس کے ذریعے مُردہ دلوں کو زندہ کر، کینہ پرور سینوں کو شفا عطا فرما، اور ان کا ذریعہ مختلف خواہشات نفسانی کو حق پر جمع فرما، ان کے ذریعے سے معطل شدہ حدود اور متروک احکام کو قائم فرما، یہاں تک کہ حق ظاہر اور عدل قائم ہوجائے۔

اے پروردگار ہم کو ان لوگوں میں سے قرار دے جو ان کی مدد کریں، ان کی حکومت کے لئے

باعث تقویت ہوں، ان کے احکامات کے فرمانبردار اور ان کے ہر فعل سے راضی، ان کے احکام کو تسلیم کرنے والے ہوں، ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تیری مخلوق میں تقیے کی ضرورت نہ ہو گی۔

اے اللہ! تو ہی ہر نقصان سے بچانے والا ہے اور مضطر کی دعا قبول کرتا ہے۔ عظیم کرب و تکلیف سے نجات دلانے والا ہے۔ پس اے رب، اپنے ولی سے ہر ضرر کو برطرف کر دے اور ان کو زمین پر خلیفہ قرار دے جیسا کہ تو نے ان کے لئے فیصلہ فرمایا ہے۔

اے پروردگار! مجھے آل محمد علیہم السلام پر جھگڑا کرنے والوں میں قرار نہ دے، ان کے دشمنوں میں قرار نہ دے۔ مجھے آل محمد علیہم السلام پر غضبناک ہونے والوں اور غصہ کرنے والوں میں نہ قرار دے، اے مالک ان باتوں میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پس مجھے پناہ دے۔ تجھ سے فریاد کرتا ہوں میری فریاد سن لے۔

اے اللہ! درود بھیج محمد و آل محمد علیہم السلام پر، مجھے ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں کامیاب فرما اور اپنی بارگاہ میں مقرب قرار دے۔

وجود قائم علیہ السلام کے آثار و برکات

اب ہم حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کے آثار و فوائد کو ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت قائم علیہ السلام نے دستور دیا ہے کہ ان کے ظہور کے لئے زیادہ دعا کریں۔

۲۔ دعا کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳۔ دعا کرنا اظہار محبت قلبی ہے۔

۴۔ دعا کرنا انتظار کی علامت ہے۔

۵۔ اس سے ائمہ کی تعلیمات زندہ ہوتی ہے۔

۶۔ناراضگی کا باعث اور وحشت شیطان ہوتی ہے۔

۷۔آخرالزمان میں فتنہ سے نجات ملتی ہے۔

۸۔دعا کرنا حضرت قائم علیہ السلام کے بعض حقوق ادا ہوتے ہیں۔

۹۔تعظیم دین وخدا ہے۔

۱۰۔حضرت قائم علیہ السلام اس شخص کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

۱۱۔حضرت قائم علیہ السلام کی شفاعت شامل حال ہوتی ہے۔

۱۲۔دعا کرنے سے شفاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوتی ہے۔

۱۳۔یہ دعا امر الٰہی کی اطاعت اور طلب فضل الٰہی ہے۔

۱۴۔دعا کرنے سے اپنی دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔

۱۵۔اجر رسالت کا حق ادا ہوتا ہے۔

۱۶۔بلا دفع ہوتی ہے۔

۱۷۔روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۸۔گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

۱۹۔بیداری یا خواب میں حضرت قائم علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

۲۰۔ظہور کے وقت رجعت میں انسان زندہ ہوتا ہے۔

۲۱۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائیوں میں سے شمار ہوتا ہے۔

۲۲۔آپؑ کا ظہور جلدی ہوتا ہے۔

۲۳۔انبیاء وائمہ کو فتح حاصل ہوتی ہے۔

۲۴۔دعا وعہد خداوندی ہے۔

۲۵۔والدین سے نیکی کے آثار حاصل ہوتے ہیں۔

۲۶۔آپؑ کے لئے ادائے امانت حاصل ہوتی ہے۔

۲۷۔اشراق نور حضرت قائم علیہ السلام زیادہ ہوتا ہے۔

۲۸۔عمر طولانی ہوتی ہے۔

۲۹۔نیک اور تقویٰ کے امور میں تعاون حاصل ہوتا ہے۔

۳۰۔خدا کی نصرت اور دشمن پر فتح ہوتی ہے۔

۳۱۔قرآن کریم کے نور سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

۳۲۔اصحاب اعراف کے نزدیک مشہور ہوں گے۔

۳۳۔طلب علم کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۳۴۔آخرت کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۵۔موت کے وقت خوشخبری ملتی ہے۔

۳۶۔یہ دعا خدا کی دعوت کو قبول کرنا ہے۔

۳۷۔حضرت امیر علیہ السلام کے درجہ میں فائز ہونا۔

۳۸۔خدا کے نزدیک محبوب ترین افراد شمار ہوتے ہیں۔

۳۹۔عزیز ترین وگرامی ترین نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔

۴۰۔جنت میں داخل ہوتا ہے۔

۴۱۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا شامل حال ہوتی ہے۔

۴۲۔بدکردار نیک کردار میں بدل جاتا ہے۔

۴۳۔خدا انسان کی عبادت میں تائید کرتا ہے۔

۴۴۔اس دعا سے اہل زمین سے عقوبت دور ہوتی ہے۔

۴۵۔مظلوم کی مدد شمار ہوتی ہے۔

۴۶۔بزرگ تر کے احترام کا ثواب ملتا ہے۔

۴۷۔حضرت امام حسین علیہ السلام کی خون خواہی کا ثواب ملتا ہے۔

۴۸۔ائمہ اطہار کی احادیث یاد کرتا ہے۔
۴۹۔اس کا نور دوسروں کے لئے بھی درخشاں ہوگا۔
۵۰۔ستر ہزار گناہ گار افراد کی شفاعت کرے گا۔
۵۱۔حضرت امیر علیہ السلام کی دعا شامل حال ہوگی۔
۵۲۔بے حساب جنت میں داخل ہوگا۔
۵۳۔روز قیامت پیاس سے محفوظ رہے گا۔
۵۴۔ہمیشہ کے لئے جنت نصیب ہوتی ہے۔
۵۵۔شیطان کا دل زخمی ہوتا ہے۔
۵۶۔روز قیامت خاص ہدیہ ملتا ہے۔
۵۷۔خدا اسے جنت کے خدمت گزاروں میں شمار کرتا ہے۔
۵۸۔خدا کے وسیع سائے میں ہوگا۔اس پر رحمت نازل ہوگی۔
۵۹۔مومن کو نصیحت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
۶۰۔جن مجالس میں دعا ہوتی ہے حضرت قائم علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں۔
۶۱۔دعا کرنے والا مورد مباح خدا ہوتا ہے۔
۶۲۔فرشتے اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔
۶۳۔نیک افراد میں شمار ہوتا ہے۔
۶۴۔یہ دعا حضرت قائم علیہ السلام کی اطاعت ہے جو خدا نے واجب کی ہے۔
۶۵۔خدا خوشحال ہوتا ہے۔
۶۶۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔
۶۷۔یہ دعا خدا کے نزدیک بہترین اعمال میں سے شمار ہوتی ہے۔
۶۸۔خدا جنت میں حکومت عطا کرتا ہے۔

۶۹۔اس کا حساب آسان ہوتا ہے۔

۷۰۔یہ دعا عالم برزخ میں انسان کے لئے مونس ہے۔

۷۱۔یہ عمل بہترین اعمال میں سے ہے۔

۷۲۔اس سے غصہ دور ہوتا ہے۔

۷۳۔غیبت میں دعا کرنا ظہور میں دعا کرنے سے بہتر ہے۔

۷۴۔فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

۷۵۔حضرت امام سجادؑ کی دعا حامل حال ہوتی ہے۔

۷۶۔یہ دعا ثقلین سے تمسک ہے۔

۷۷۔خدا کی رسی سے تمسک کرنا ہے۔

۷۸۔اس سے ایمان کامل ہوتا ہے۔

۷۹۔سب بندوں کی طرح اسے بھی ثواب ملتا ہے۔

۸۰۔شعائر خدا کی تعظیم ہے۔

۸۱۔اس دعا سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

۸۲۔حضرت قائم علیہ السلام کے پرچم تلے شہید کا ثواب ملتا ہے۔

۸۳۔حضرت قائم علیہ السلام پر احسان کا ثواب ملتا ہے۔

۸۴۔اس دعا میں عالم کو دوست رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

۸۵۔اس سے کریم شخص کو دوست رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

۸۶۔ائمہ کے گروہ میں محشور ہوگا۔

۸۷۔جنت میں اوپر کا درجہ ملتا ہے۔

۸۸۔بد حساب سے محفوظ رہتا ہے۔

۸۹۔روز قیامت شہداء کے درجات میں ہوگا۔

۹۰۔ حضرت فاطمہ زہرا کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

۱۔ دستخط والی روایت میں فرمان امامؑ

وہ روایت جس پر آپؑ کے دستخط موجود ہیں۔ اس طرح: تم امام قائم علیہ السلام کے ظہور کے لئے بہت دعا کرو۔
غیبت ہونے کی علت کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ.[1]

اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو۔ کہ جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔
جب میں ظہور کروں گا تو کسی طاغوت کی بیعت میری گردن پر نہیں ہوگی۔

۲۔ نعمتوں کا زیادہ ہونا

اس مطلب کو چند فصلوں میں بیان کریں گے۔
الف۔ وجود مبارک حضرت قائم علیہ السلام نعمت ہے۔
ب۔ شکر نعمت واجب ہے۔
ج۔ شکر نعمت سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔
د۔ معنی شکر
ہ۔ دعا کرنا شکر کی اقسام میں سے ہے۔

---

[1] سورۂ مائدہ: ۱۰۱

الف۔ امام قائم علیہ السلام کا وجود مبارک نعمت ہے

عقل ونقل ہر دو معانی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

دلیل عقلی:

اس میں شک نہیں کہ مہم ترین نعمت وہ ہے جو علوم الٰہی کی شناخت میں اور معرفت الٰہی میں مفید ہوں جس کے ذریعے اعلیٰ درجات حاصل ہوں۔ آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہو یہ نعمت وہی امام ہے جس کے ذریعے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

دلیل نقلی:

اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں ہم بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ اصول کافی میں حضرت علی علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے اس آیت "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا"[1] (کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی عطا کردہ نعمت کو کفرانِ نعمت سے بدل دیا) کے بارے میں فرمایا کہ ہم وہ نعمت ہیں کہ جن کے ذریعے خدا نے بندوں پر عنایت کی اور ہماری وجہ سے فلاح پاتے ہیں۔[2]

۲۔ غایۃ المرام میں دو تفسیر عیاشی وقمی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے اس آیت "ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ"[3] (پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس کی جائے گی) کے بارے میں فرمایا: ہم ہیں نعیم۔

۳۔ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ہم مومن کے لئے نعمت اور کافر کے لئے تلخ ہیں۔

۴۔ مجمع البحرین میں عیاشی اپنی سند سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ہم خاندان پیغمبرؐ ہی نعیم ہیں کہ خدا نے بندوں پر عنایت فرمایا۔ ہم سے لوگوں نے الفت کی، خدا نے ہمارے ذریعے ان

---

[1] سورۂ ابراہیم: ۲۸

[2] کافی: ج ۱، ص ۲۱۷

[3] سورۂ تکاثر: ۸

کے دلوں میں انس پیدا کیا، انہیں آپس میں بھائی بھائی بنایا جبکہ پہلے وہ دشمن تھے۔

۵۔ کفایۃ الاثر اور کمال الدین میں محمد بن زیاد ازدی سے روایت ہے کہ موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت "وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً." [1] (اور اپنی سب ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں) کے بارے میں سوال کیا: آپ نے فرمایا: ظاہری نعمت ظاہری امام اور باطنی نعمت امام غائب مراد ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے سوال کیا: آیا کوئی امام غائب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا لیکن اس کی یاد میں مومنین کے دلوں میں زندہ رہے گی۔ ہم بارہ ائمہ ہیں۔

ب۔ شکر نعمت واجب ہے

عقل سلیم شکر نعمت کے چوب کا حکم دیتا ہے۔ قرآنی آیات بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہیں:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ. [2]

پس تم مجھے یاد رکھو۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو۔ اور میری ناشکری نہ کرو۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ. [3]

اور یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے تمہیں مطلع کر دیا تھا کہ اگر (میرا) شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر کفرانِ نعمت (ناشکری) کرو گے تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. [4]

اور اللہ کا شکر کرو۔ اگر تم اس کی عبادت و پرستش کرتے ہو۔

---

[1] سورۂ لقمان: ۲۰

[2] سورۂ بقرہ: ۱۵۲

[3] سورۂ ابراہیم: ۷

[4] سورۂ ابراہیم: ۷

ج: شکر نعمت سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے

بہت سی روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں:

ا۔ کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم کسی بندے پر شکر کا دروازہ نہیں کھولتا سوائے اضافہ کرنے والا دروازہ بند ہوتا ہے۔[1]

۲۔ اسی کتاب میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تورات میں لکھا ہوا ہے: جو تمہیں نعمت دے اس کا شکر کرو اور جو تیرا شکر کرے اسے انعام دو۔ اگر نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے تو وہ ضائع نہیں ہوتی ہیں اور اگر شکر ادا نہیں کیا تو وہ ضائع ہوتی ہیں۔ شکر نعمت میں اضافہ کا باعث ہے اور برائی سے انسان محفوظ ہوتا ہے۔[2]

۳۔ خدا فرماتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

اگر (میرا) شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا

د: معنی شکر

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ شکر یعنی احسان، احسان کے مقابلے میں، کفر یعنی بدی در مقابل احسان۔

شکر کے کئی معانی لکھے گئے ہیں لیکن مختصر ترین یہی معنی ہے۔ بعض تعریفات ایسی ہیں جو خالق و مخلوق دونوں کو شامل ہیں۔

ھ۔ اقسام شکر

دعا کرنا شکر کی ایک قسم ہے پس معلوم ہوا کہ شکر کرنا یعنی احسان، احسان کے مقابلے میں شکر کی اقسام ہیں

---

[1] کافی: ج ۲، ص ۹۲

[2] کافی: ج ۲، ص ۹۴

جیسے شکر قلبی، شکر زبانی، شکر اعضاء کے ساتھ شکر قلبی۔نعمت کی شناخت کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے جس کو نعمت دی ہے اسے اپنے دل سے شناخت اور پھر شکر بجالانا چاہیے۔[1]

علامہ مجلسیؒ نے لکھا ہے کہ دل سے شناخت یعنی نعمت کی قدر کو جاننا چاہیے اور عقیدہ ہونا چاہیے کہ نعمت کا عطا کرنے والا خدا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: نعمت کا شکر محرمات سے دوری اختیار کرنا اور تمام شکر یہ ہے یہ پڑھو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ پس وجود مبارک حضرت قائم علیہ السلام ہم پر ایک نعمت الٰہی ہے۔ان کی شناخت و معرفت ہم پر واجب ہے۔ایسی نعمت ہے جس کی کوئی مثل نہیں ہے کیونکہ اس سے ایمان کامل ہوتا ہے۔ہمیں چند امور کو انجام دینا چاہیے۔

۱۔نعمت الٰہی کی شناخت و معرفت۔

۲۔حضرت قائم علیہ السلام کے فضائل کا پرچار و ترویج۔

۳۔حضرت کی سلامتی کے لئے صدقہ دینا۔

۴۔نیک اعمال انجام دینا تا کہ وہ خوش ہوں۔

۵۔خدا سے معرفت امام کی درخواست کرنا۔

۶۔دعا برپا کرنے کا انتظام کرنا۔

یہ شکر نعمت کی ایک قسم ہے اس پر چند شاہد ہے۔

اول۔حضرت کی تعظیم کرنا۔جب ان کا نام لیا جائے تو احترام کے لئے اٹھ کھڑے ہو جائیں۔

دوم۔دعا کرنا حضرت قائم علیہ السلام کے لئے خالص توجہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔

اس مطلب پر قرآنی آیات دلالت کرتی ہیں۔خدا فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

---

[1] کافی: ج۲،ص۹۶

سَیۡلَ الۡعَرِمِ وَبَدَّلۡنٰهُمۡ بِجَنَّتَیۡهِمۡ جَنَّتَیۡنِ ذَوَاتَیۡ اُكُلٍ خَمۡطٍ وَّاَثۡلٍ وَّشَیۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِیۡلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِمَا كَفَرُوۡا ؕ وَهَلۡ نُجٰزِیۡۤ اِلَّا الۡكَفُوۡرَ. [1]

ترجمہ

قبیلہ سباء والوں کیلئے ان کی آبادی میں (قدرتِ خدا کی) ایک نشانی موجود تھی (یعنی) دو باغ تھے دائیں اور بائیں (اور ان سے کہہ دیا گیا) کہ اپنے پروردگار کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو شہر ہے پاک و پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا۔ پس انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر بند توڑ سیلاب چھوڑ دیا اور ان کے ان دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے بدل دیا جن کے پھل بدمزہ تھے اور جھاؤ کے کچھ درخت اور کچھ تھوڑی سی بیریاں۔ یہ ہم نے انہیں ان کے ناشکرا پن کی پاداش میں سزا دی اور کیا ہم ایسی سزا ناشکرے انسان کے سوا کسی اور کو دیتے ہیں؟

بعض روایات میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم سے نیکی کرتا ہے، اسے اجر دیں اگر اجر نہیں دے سکتے ہو تو اس کے حق میں دعا کرو۔ [2]

۳۔ محبت قلبی کا اظہار

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ محبت ایک مخفی اور پوشیدہ امر ہے فعلی قلبی و باطنی۔ اس کے کئی آثار ہیں۔ بعض آثار زبان سے اور بعض اعضاء سے آشکار ہوتے ہیں۔

محبوب کو یاد کرنا دل میں محبت ہونے کی ایک نشانی ہے۔ خدا فرماتا ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ. [3]

---

[1] سورۂ سبا: ۱۵، ۱۶، ۱۷

[2] وسائل الشیعہ: ج ۱۱، ص ۵۳۷

[3] سورۂ آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کی ادل بدل میں صاحبانِ عقل کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے، بیٹھتے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے (برابر) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

بحار اور وسائل میں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص ہماری مدح میں شعر کہتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔ یہ گھر دنیا سے سات گنا وسیع ہے مقرب فرشتہ اور نبی دیکھتے ہیں۔[1]

زبان سے محبت کی نشانی محبوب کے لئے دعا کرنا ہے۔ زبان سے اظہار محبت ایمان کی نشانی ہے۔

خدا فرماتا ہے:

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ.[2]

سوائے اس صورت کے کہ اسے مجبور کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

نیز فرمایا:

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ.[3]

اعراب (صحرائی عرب) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں ان سے کہیے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہوا ہی نہیں ہے۔

لہٰذا ایمان درحقیقت محبت خدا اور رسولؐ اور اس کے ولی سے دوستی کا نام ہے۔

بہت سی روایات میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام سے زبانی دوستی کا اظہار کیا جائے۔

---

[1] وسائل الشیعہ: ج۱۰، ص۴۶۷

[2] سورۂ نحل: ۱۰۶

[3] سورۂ حجرات: ۱۴

۴۔ائمہ کی تعلیم کو زندہ کرنا

یہ دعا کرنا ائمہ کی تعلیم کو زندہ کرنا ہے اور یہ اہل یقین کے لئے ہے کہ وہ اس دعا کو پڑھنے کا انتظام کریں۔اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں ہم چند کو ذکر کرتے ہیں:

ا۔اصول کافی میں صحیح سند سے خثیمہ سے نقل ہوا کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کو خدا حافظی کرنے کے لئے گیا۔ آپ نے فرمایا: اے خثیمہ! ہمارے جن دوستوں سے تیری ملاقات ہو انہیں ہمارا سلام پہنچانا۔انہیں تقویٰ الٰہی اور خوف خدا کی نصیحت کرنا، زندہ افراد جنازوں میں شرکت کریں، ایک دوسرے کا دیدار کریں۔تمہارا ایک دوسرے کا دیدار کرنا ہماری تعلیم زندہ رہتی ہے۔[1]

۲۔بحار میں امالی شیخ صدوق امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس مجلس میں ہماری احادیث زندہ ہوں جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے ان کے دل زندہ ہوں گے۔[2]

۳۔لئالی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ایک دوسرے کی ملاقات کرو، ایک دوسرے کو علم سکھائیں۔ زنگ آلودہ دلوں کو ہماری احادیث سے جلوہ دو۔حدیث بیان کرنے سے ہماری تعلیم زندہ ہوتی ہے اور جو ہماری احادیث کو زندہ کرتا ہے خدا اسے بخش دیتا ہے۔[3]

۵۔وحشت شیطان

امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کرنے سے شیطان ناراض ہوتا ہے اور وہ انسان سے دور ہوتا ہے اس مطلب پر

---

[1] کافی: ج ۲،ص ۱۷۵

[2] بحار الانوار: ج ۴۴،ص ۲۸۷

[3] لئالی الاخبار: ج ۲،ص ۲۵۱

دو دلائل ہیں۔

اول: دلیل عقلی:

بے شک یہ ایک بہترین عبادت ہے موجب تقرب الٰہی ہے اور یہ واضح ہے کہ انسان جتنا خدا کے قریب ہوتا ہے اتنا شیطان سے دور ہوتا ہے۔ ہر چیز اپنی جنس سے تمایل رکھتی ہے۔

انسان جتنا زیادہ عبادت کرتا ہے اور کسب اخلاق کرتا ہے اتنا ہی عالم ملکوت کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ اس کے لئے کئی حقائق کشف ہوتے ہیں۔ [1]

اسی طرح انسان شیطانی وسوسہ اور حیوانی شہوت سے دور ہوتا ہے اور ہلاکت سے نجات پاتا ہے جب بندہ اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا ہے تو اسکے نزدیک ہدف صرف خدائی ہوتا ہے۔ غیر خدا کو بھول جاتا ہے جب انسان اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا ہے جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے انسان خدا کے کان، آنکھ اور ہاتھ بن جاتا ہے اگر انسان خدا کی اطاعت کرے تو تمام چیزیں اس کے لئے اطاعت کرتی ہیں۔ خدا فرماتا ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۔ [2]

بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

نماز مومن کی معراج ہے اگر انسان اسے اس طرح پڑھے جس طرح خدا نے حکم دیا یہ نماز شیطان سے دوری کا سبب بنتا ہے۔

۶۔ آخری زمانہ میں فتنہ سے نجات

یہ دعا سبب کمال دین ہے اور شیطان سے دوری کا باعث ہے۔ احمد بن اسحاق کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! تیرے بعد خلیفہ و امام کون ہے؟ آپؑ جلدی سے اٹھے اور گھر میں داخل ہوئے پھر واپس آئے اور

---

[1] بحار الانوار: ج ۷۰، ص ۸۹

[2]

ہاتھ میں چودھویں کے چاند کی مانند چمکتا ہوا تین سالہ مولود لے آئے اور فرمایا: اے احمد! اگر حجت الٰہی خدا کے نزدیک محبوب نہ ہوتی تو میں تجھے یہ بچہ نہ دکھاتا۔ یہ ہم نام وہم کنیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا جس طرح پہلے وہ ظلم وستم سے پُر تھی۔ اے احمد بن اسحاق! وہ اس امت میں خضرؑ کی مانند ہے اور ذوالقرنین کی مانند ہے۔

خدا کی قسم! وہ غائب ہوگا اور اس کی غیبت میں صرف وہی ہلاکت سے بچ سکتا ہے جو خدا اور امامت کے عقیدے پر ثابت قدم رہے اور جسے امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کی توفیق حاصل ہو۔

۷۔ قائم علیہ السلام کے بعض حقوق ادا کرنا

اس مطلب پر چند نوع بحث ہے۔

اول: عقلاً جن لوگوں کے حقوق انسان کی گردن پر ہیں ان کو ادا کرنا مہم ترین امور میں سے ہے۔

دوم: حکم شرع کے مطابق بھی حقوق کی ادائیگی اہم ترین امور میں سے ہے چند روایات اس معنی پر دلالت کرتی ہیں۔

بحار میں حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دینی بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی بہترین اعمال میں سے ہے۔

سوم: حضرت قائم علیہ السلام ہماری گردن پر بہت سی حقوق رکھتے ہیں آپؑ کے حقوق کے بارے میں کتاب کے حصہ سوم میں بیان ہو چکا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام کے ہم پر کتنے حقوق ہیں۔

اس مطلب پر ایک روایت ہے جو بحار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ خدا کی کوئی تعریف نہیں کرسکتا۔ خدا کی قدر وعظمت درک کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ ابھی تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور فضیلت کو پوری طرح نہیں سمجھ سکے۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ خدا کے ہم پر کتنے حقوق ہیں۔ اسی طرح حق مومن کی تعریف

کرنا اور اسے انجام دینا آسان نہیں ہے۔[1]

چہارم: حقوق کی ادائیگی کا انتظام کرنا درگاہ الٰہی میں رفعت و بلندی اور بزرگواری حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اس راہ میں جتنی کوشش کرتا ہے وہ اتنا ہی خدا کے نزدیک عزیز ہوتا ہے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی دینی بھائی کے زیادہ حقوق ادا کرتا ہے اور ان کی شناخت رکھتا ہے درگاہ الٰہی میں اس کا مقام بلند ہوتا ہے۔[2]

پنجم: مومن کا مومن پر ایک حق یہ ہے کہ اس کے لئے دعا کی جائے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے بحار الانوار میں منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جان لو! خدا تجھ پر رحمت کرے، دینی بھائی کا حق واجب ہے۔[3]

ثقۃ الاسلام کلینیؒ معلّٰی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں: میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا: مسلمان کا مسلمان پر کیا حق حاصل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سات حقوق واجب ہیں جو آدمی ان حقوق کو پورا نہ کرے۔ وہ ولایت خدا سے خارج ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: قربان جاؤں وہ حقوق کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے معلّٰی! میں تجھ پر مہربان ہوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں تو ضائع نہ کر دے اور ان کی رعایت نہ کریں۔

میں عرض کیا: لاقوۃ الا باللہ انشاء اللہ عمل کروں گا۔

حضرت نے فرمایا:

حق اول: آسان ترین حق یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے ناپسند کرو۔

حق دوم: مومن کو غصہ دلانے سے اجتناب کرو اسے خوشحال رکھو اور اس کی بات پر عمل کرو۔

حق سوم: ان کی جان، مال، زبان، ہاتھ اور پاؤں سے مدد کرو۔

حق چہارم: اس کے لئے اچھا مشاور بنو۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۶۷، ص ۶۵

[2] احتجاج: ج ۲، ص ۲۶۷

[3] بحار الانوار: ج ۷۴، ص ۲۲۶

حق پنجم: اگر وہ بھوکا ہے تو تو سیر ہو کر نہ کھاؤ۔

حق ششم: اگر اس کا کوئی کام کرنے والا نہیں تو اس کے لئے نوکر کو بھیج کر اس کے کام میں مدد کرو۔

حق ہفتم: اس کی قسم پر یقین کرو اور اس کی دعوت کو قبول کرو۔ اس کی بیماری میں اس کی عیادت کرو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اس کی حاجت کو پورا کرو۔

۸۔ خدا، دین اور رسولؐ کی تعظیم

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا در حقیقت تعظیم ہے۔ یہ عمل تعظیم خدا ہے، دین خدا کی تعظیم ایک اچھا عمل ہے۔ جیسے مسجد کی تعظیم کے لئے دو رکعت نماز تحیت پڑھنا، مسجد میں داخل ہونے کے لئے طہارت کا مستحب ہونا اور قرآن کی تلاوت با طہارت وغیرہ۔ قرآن محکم رسی ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی محکم خدا کی رسی ہیں قرآن کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ [1]

بے شک ہم نے ہی ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

قرآن میں تمام موجود کا بیان ہے حضرت قائم علیہ السلام تمام موجودات کے بیان کرنے والے ہیں۔ خدا نے قرآن کو نازل کیا لوگ ظلم و تاریکی سے نکل کر نور کی طرف ہدایت یافتہ ہوں۔ خدا حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور کرے گا تاکہ وہ لوگوں کی ہدایت کریں۔ قرآن کے ذریعے اسرار پنہانی آشکار ہوتے ہیں۔ حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی اسرار مخفی آشکار ہوں گے۔

قرآن کافروں کے کفر، طغیان اور زیاں کاری میں اضافہ کرتا ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی اسی طرح ہیں۔

قرآن بعض لوگوں کے رحمت و ہدایت اور بعض کے لئے ہلاکت کا باعث ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی اسی طرح ہیں۔ قرآن حجت الٰہی باقی ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام بھی بقیۃ اللہ ہیں۔ جو شخص قرآن کو مانتا ہے وہ سب آسمانی

---

[1] سورۂ حجر: ۹

کتب پر یقین رکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص حضرت قائم علیہ السلام کو مانتا ہے وہ سب اہل بیت علیہم السلام پر یقین رکھتا ہے قرآن پڑھنے والوں کی قرآن شفاعت کرے گا اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام بھی شفاعت کریں گے۔

۹۔ قائم علیہ السلام کے حق میں دعا

شکر کا تقاضا یہی ہے شک آپؑ کے حق میں دعا کرنا اور آپؑ کی نصرت و مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

تفسیر علی بن ابراہیم میں اس آیت کے ذیل میں فرمایا:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۔ [1]

اور جب تمہیں سلام کیا جائے (یا کوئی تحفہ پیش کیا جائے) تو اس سے بہتر طریقہ پر جواب دو۔

یہاں مراد سلام اور دوسرے نیک کام ہیں۔ [2]

یہ واضح ہے کہ دعا ایک بہترین نیکی ہے پس اگر مومن مومن کے لئے خلوص نیت سے دعا کرے۔ مو قائم علیہ السلام بھی اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ حضرت کی دعا ہر نیکی کی کنجی ہے۔

۱۰۔ روز قیامت قائم علیہ السلام کی شفاعت

اس مطلب کو بیان کرنے کے لئے چند نکات کی ضرورت ہے۔

اول: معنی شفاعت

دوم: اثبات شفاعت

سوم: روز قیامت شفاعت کرنے والا

---

[1] سورۂ نساء: ۸۶

[2] تفسیر قمی: ج ۱، ص ۱۴۵

چہارم: کون سے افراد شفاعت کے قابل ہیں۔

پنجم: حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنا شفاعت کا باعث ہے۔

اول: معنی شفاعت

شفاعت یعنی جو شخص خیر و نیکی میں بلند مقام رکھتا ہو کم مرتبہ والے انسان کے لئے درخواست کرنے کا نام شفاعت ہے۔

اہل اطاعت کے لئے ثواب میں اضافے کا تقاضا اور بلند درجات کی درخواست کرنا ہے اگر اہل گناہ ہو تو شفاعت سے مراد طلب مغفرت ہے اور عذاب سے نجات کی درخواست کرنا یہ مذہبی حق کا نظریہ ہے۔

اس موضوع میں دو فرقوں نے اختلاف کیا ہے۔ تفضیلیہ و وعیدیہ۔

فرقہ تفضیلیہ: یہ قائل ہیں کہ شفاعت یعنی دفع ضرر اور گناہ گاروں سے عذاب نجات پانا۔ بعض ہمارے علماء کا بھی یہی نظریہ ہے۔

فرقہ وعیدیہ: ان کا عقیدہ یہ ہے کہ شفاعت یعنی اطاعت کرنے والے اور توبہ کرنے والوں کے لئے زیادہ ثواب کی درخواست کرنا۔

دوم: اثبات شفاعت

عقلی طور پر یہ ممکن ہے اور اس میں تردید نہیں ہے یہ ضرورت مذہب ہے بلکہ ضرورت دین ہے۔ علامہ مجلسی نے کتاب حق الیقین میں تصریح کی ہے:

خدا فرماتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔[1]

کون ہے جو اس کی (پیشگی) اجازت کے بغیر اس کی بارگاہ میں (کسی کی) سفارش کرے؟

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۵۵

لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا.[۱]

انہیں شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے اللہ سے عہد لے لیا ہوگا۔

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا.[۲]

اس دن کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی سوائے اس کے جس کو خدا اجازت دے گا اور اس کے بولنے کو پسند کرے گا۔

وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ.[۳]

اور وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے سوائے اس کے جس سے خدا راضی ہو۔ اور وہ اس کے خوف وخشیہ سے لرزتے رہتے ہیں۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ.[۴]

اور نہ اس (اللہ) کے ہاں کوئی سفارش (کسی کو کوئی) فائدہ دے گی مگر اس کے حق میں جس کیلئے وہ اجازت دے گا۔

روایات بھی تواتر کی حد تک ہیں۔ ہم بعض کو ذکر کرتے ہیں:

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی نے دعا کی ہے اور خدا سے درخواست کی ہے میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے رکھا ہوا ہے۔[۵]

۲۔ آپؐ نے فرمایا: تین گروہ شفاعت کریں گے۔

(۱) انبیاء (۲) علماء (۳) شہداء[۶]

---

[۱] سورۂ مریم: ۸۷

[۲] سورۂ طہٰ: ۱۰۹

[۳] سورۂ انبیاء: ۲۸

[۴] سورۂ سباء: ۲۳

[۵] بحار الانوار: ج ۸، ص ۳۴

[۶] بحار الانوار: ج ۸، ص ۳۴

۳۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو آدمی میرے حوض پر ایمان نہیں لاتا خدا اسے میرے حوض پر داخل نہیں کرے گا۔ [1]

۴۔ آپؐ سے مروی ہے میں روز قیامت اپنی امت کے لئے شفاعت کروں گا۔ [2]

۵۔ نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: جب میں مقام محمود پر پہنچوں گا گناہان کبیرہ کی شفاعت کروں گا۔ خدا کی قسم! جس نے میری ذریت کو تکلیف دی ہو اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔ [3]

۶۔ ایک غلام امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا اے ابوجعفر! تم لوگوں کو فریب دیتے ہو اور کہتے ہو کہ شفاعت محمد! حضرت ابوجعفر غضب ناک ہوئے اور فرمایا: خدا مغفرت کرے اے ابوایمن، کیا تو مغرور ہے؟ خدا کی قسم! جب تو روز قیامت کا ہولناک ماحول دیکھے گا تو شفاعت محمد کی ضرورت ہوگی۔ [4]

سوم: روز قیامت شفاعت کرنے والے

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مقام شفاعت ایک صفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہے۔ خصال میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا نے مجھے پانچ چیزیں عطا کیں جو پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئی ہیں۔

(۱) زمین میرے لئے سجدہ گاہ ہے

(۲) پاکیزہ ہے

(۳) رعب کے ذریعے میری مدد ہوتی ہے۔

(۴) غنیمت میرے لئے حلال ہے۔

(۵) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔ [5]

---

[1] بحار الانوار: ج ۸، ص ۳۴

[2] بحار الانوار: ج ۸، ص ۳۴

[3] بحار الانوار: ج ۸، ص ۳۷

[4] محاسن: ۱۸۳

[5] خصال: ج ۱، ص ۱۸۳

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ" [1] (نہ اب ہمارا کوئی سفارشی ہے۔ اور نہ کوئی مخلص دوست) کے بارے میں فرمایا: ائمہ اور مومنین میں سے بعض کو شفاعت کا حق حاصل ہے۔ [2]

اور اس آیت "مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" [3] (کون ہے جو اس کی (پیشگی) اجازت کے بغیر اس کی بارگاہ میں (کسی کی) سفارش کرے؟) کے بارے میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم ہیں شفاعت کرنے والے۔

ایک روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں شفاعت کریں گے: قرآن، صلہ رحمی کرنے والا، امانت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام۔ [3]

میں نے سوال کیا آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ہم وہ کہ جنہیں پروردگار نے اجازت دی ہے اور ہم سچ کہتے ہیں

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! آپ کیا کہیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم خدا کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ شیعیان حیدر کرارؑ کے لئے شفاعت کرتے ہیں خدا ہماری شفاعت رد نہیں فرماتا۔ [5]

اس کے علاوہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت بھی شفاعت کرے گی۔ اس کے علاوہ خاص مومنین کو بھی شفاعت کرنیکا حق دیا گیا ہے۔ اس کے بعد روایات میں ملتا ہے کہ علماء بھی شفاعت کریں گے۔

روز قیامت عابد سے کہا جائے گا آپ جنت میں جائیں

---

[1] سورۂ شعراء ۱۰۰

[2] بحارالانوار: ج ۸، ص ۴۲

[3] سورۂ بقرہ: ۲۵۵

[4] بحارالانوار: ج ۸، ص ۴۳

[5] بحارالانوار: ج ۸، ص ۴۱

اور علماء کو روک لیں گے اور کہا جائے گا، لوگوں کی شفاعت کرو کہ جن کی تم نے اچھی تربیت کی تھی۔ [1]
قبر حسینؑ کے زائر بھی شفاعت کریں گے۔

چہارم: کن لوگوں کی شفاعت کی جائے گی

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ شفاعت کرنے والے کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ باایمان ہو۔ خدا فرماتا ہے:

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ. [2]

اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے سوائے اس کے جس سے خدا راضی ہو۔ اور وہ اس کے خوف وخشیت سے لرزتے رہتے ہیں۔

بحار میں حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: مومن اپنے دوست کی شفاعت کرے گا، لیکن ناصبی کی شفاعت نہیں کی جائے گی اگرچہ اس کی شفاعت کرنے والے انبیاء ومرسل ہی کیوں نہ ہوں؟

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت **لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا** [3] (انہیں شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے اللہ سے عہد لے لیا ہوگا) کے بارے میں فرمایا: یہ افراد نہ شفاعت کریں گے اور نہ ہی ان کی شفاعت کی جائے گی۔ سوائے ان افراد کے جنہوں کے ولایت حضرت امیر علیہ السلام کا عہد وپیان لیا ہو۔

یہ واضح ہے کہ مومنین کے دو گروہ ہیں:

(۱) صالحین (۲) گناہ گار۔

ان دونوں گروہوں کی شفاعت کی جائے گی۔

---

[1] بحارالانوار: ج۸، ص۵۹
[2] سورۂ انبیاء: ۲۸
[3] سورۂ مریم: ۸۷

ا۔ کلینیؒ اصول کافی میں ایک طولانی حدیث میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: روز قیامت قرآن اپنے پڑھنے والے کو خدا کی بارگاہ لے جائے گا اور کہے گا: اے پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے اور تو اسے سب سے بہتر جانتا ہے۔ اس نے ہمیشہ میری حفاظت کی۔ اس نے میری خاطر دشمنی کی اور راہ خدا میں دوستی کی۔

پس خدا بندے کو جنت میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔ وہ جنتی لباس پہنے گا اس کے سر پر تاج ہوگا۔ جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو قرآن سے پوچھا جائے کیا تو راضی ہے؟

قرآن کہے گا یہ بہت کم ہے تمام خیر اس کے شامل حال فرما۔

۲۔ ابوایمن سے روایت ہے: ہر اولین وآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہوگا۔

۳۔ لئالی میں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: دو ایسے مومن جو راہ خدا میں ایک جیسے تھے لیکن جنت میں ایک کا دوسرے سے درجہ رفیع ہوگا۔

مومن عرض کرے گا: میرا بھائی اور میں ہم مرتبہ تھے اور مجھے یہ امر ونہی کرتا تھا اس کے بعد خدا دونوں کو ایک درجہ نصیب فرمائے گا۔

بحار الانوار میں حضرت فاطمہؑ اور ان کے محب کی شفاعت کے بارے میں روایت ہے کہ خدا فرماتا ہے: اے میرے دوستو! واپس آؤ اور دیکھو جس شخص کے دل میں فاطمہؑ کی محبت تھی اور جس نے آپؑ کی محبت میں کھانا کھلایا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرو۔ [1]

ایک اور حدیث میں حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: مومن اپنے ہمسائے کے لئے شفاعت کرے گا اگرچہ اس کی کوئی نیکی نہ ہو۔ عرض کرے گا: اے پروردگار! میرا ہمسایہ مجھ سے تکالیف کو دفع کرتا تھا پس اس کے حق شفاعت قبول فرما۔

خدا فرمائے گا: میں تیرا پروردگار ہوں اور اسے ثواب دینے کے لئے زیادہ شائستہ ہوں۔ پس اسے جنت میں بھیج دو۔ حالانکہ اس کی کوئی نیکی نہ ہوگی اور شفاعت کے لحاظ سے مومنین کم ترین تیس افراد کی شفاعت کریں گے۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۸، ص ۵۲

اس وقت دوزخ والے افراد کہیں گے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۔[1]

نہ اب ہمارا کوئی سفارشی ہے۔ اور نہ کوئی مخلص دوست۔

پس ہمارے لئے شفاعت کرنے والے یا مخلص دوست نہیں۔[2]

بحار اور البرہان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ جب لوگ روز قیامت محشور ہوں گے۔ آواز دینے والا مجھے ندا دے گا: اے اللہ کے رسولؐ! میری شفاعت فرمایئے۔ اس وقت میں کہوں گا: اے پروردگار! جنت میں اس کو جگہ عطا فرما۔ پھر جہاں چاہوں گا اسے جگہ دوں گا۔[3]

شفاعت کے چند فوائد

فائدہ اول:

شفاعت کفار کو شامل نہیں ہوگی البتہ بعض روایات میں ملتا ہے کہ ان کا عذاب کم ہوگا۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کافروں سے کوئی چیز نہ لینا کہ ہم پر مسئولیت ہوگی کہ روز قیامت ان کی حاجات پوری کریں۔[4]

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ان سے اپنی حاجات پوری نہ کرو کہ روز قیامت ان کا وسیلہ رسولؐ ہوں۔[5]

فائدہ دوم:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی ہیں کہ کسی نبی کو عطا نہیں کی ہیں۔ ظاہری

---

[1] سورۂ شعراء: ۱۰۰، ۱۰۱

[2] بحار الانوار: ج ۸، ص ۵۶

[3] بحار الانوار: ج ۸، ص ۳۹

[4] بحار الانوار: ج ۸، ص ۵۵

[5] بحار الانوار: ج ۸، ص ۵۵

طور پر اس کی دلالت اس مطلب پر ہے کہ یہ صفت آنحضرتؑ سے مخصوص ہے اور یہ منافی ہے ان روایات کے کہ جن میں اور بھی شفاعت کرنے والے ذکر ہوئے ہیں۔اس منافی کو چند مطلب بیان کرنے سے دور کیا جاسکتا ہے۔

اول: شفاعت سے مراد آنحضرتؑ کو شفاعت کرنا دنیا میں ہوں کہ پہلے کسی نبی کو یہ شفاعت نہیں دی گئی ہے۔

تفسیر قمی میں اس مطلب پر آیت: "وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ۔" [1] (اور نہ اس (اللہ) کے ہاں کوئی سفارش (کسی کو کوئی) فائدہ دے گی مگر اس کے حق میں جس کیلئے وہ اجازت دے گا) دلالت کرتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت کے پہلے بھی شفاعت کا اذن دیا گیا ہے۔

دوم: اس سے مراد عام شفاعت ہو جو کسی کو حق نہیں دیا گیا۔

سوم: شفاعت اذان سے جائز ہوگی خداوند عالم فرماتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ [2]

کون ہے جو اس کی (پیشگی) اجازت کے بغیر اس کی بارگاہ میں (کسی کی) سفارش کرے؟

نیز فرمایا:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ۔ [3]

اس کی بارگاہ میں کوئی سفارشی نہیں ہوسکتا مگر اس کی اجازت کے بعد۔

نیز فرمایا:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا۔ [4]

اس دن کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی سوائے اس کے جس کو خدا اجازت دے گا اور اس کے بولنے کو پسند کرے گا۔

---

[1] سورۂ سباء:۲۳

[2] سورۂ بقرہ:۲۵۵

[3] سورۂ یونس:۳

[4] سورۂ نباء:۳۸

پھر فرمایا:

وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضٰى ۔[1]

اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کے لئے چاہے اجازت دے اور پسند کرے۔

نیز فرمایا:

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۔[2]

جو بات کرنے میں بھی اس سے سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

پنجم: حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا شفاعت کا باعث ہے

شفاعت میں ضروری ہے کہ شفاعت کرنے والا اور شفاعت پانے والے کے درمیان دنیا میں رابطہ رہا ہو۔ آپؑ کے لئے دعا کرنا اظہار محبت ہے اور آپؑ سے اذیت دور ہوتی ہیں۔

نیز حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک روز قیامت تم میں سے ایک مومن کو جو آدمی سے آشنا ہوگا اور اسے اس کے کنارے گزاریں گے اور دوزخ کی آگ میں ڈالنا ہوگا۔

وہ اس مومن سے کہے گا: میری فریاد سنو میں نے دنیا میں تیرے ساتھ نیکی کی تھی اور میں تمہاری حاجت کو پورا کرتی تھا آیا آج کوئی اجر دے گا؟

پس مامور فرشتہ سے وہ کہے گا اسے چھوڑ دو۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: پس خدا مومن کی بات سنے گا اور مومن کی بات کو قبول کرے گا اور اس آدمی کو

---

[1] سورۂ نجم: ۲۶

[2] سورۂ انبیاء: ۲۷

آزاد کر دیا جائے گا۔[1]

میں کہتا ہوں جب عام مومن کا یہ حال ہے جو جزی رابطہ رکھتا ہے تو بے شک مولا حضرت قائم علیہ السلام شفاعت کریں گے۔ خاص کر جو آپؑ کے لئے دعا کرتا ہے۔ اسے روز قیامت عذاب سے نجات ملے گی کیونکہ دعا ایک اہم رابطہ ہے اور محکم ہے اور محبت کی علامت اور آپؑ کی مدد کی ایک قسم ہے۔[2]

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو حضرت قائم علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہو۔

۱۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت

حضرت قائم علیہ السلام سے توسل درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل ہے۔ اس مطلب پر ایک روایت دلالت کرتی ہے۔ جو خصال میں امام رضا علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

روز قیامت چار گروہ کی شفاعت کروں گا اگرچہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۔ جس نے میرے خاندان کی نصرت ومدد کی ہو۔

۲۔ ناچاری کی حالت میں ان کی حاجات کو پورا کرنا۔

۳۔ دل وجان سے انہیں دوست رکھنا۔

۴۔ ان کا دفاع کرنے والا۔[3]

علامہ حلی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میں چار گروہ کی شفاعت کروں گا اگرچہ وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہوں۔

---

[1] بحار الانوار: ج۸، ص۴۱

[2] بحار الانوار: ج۸، ص۴۴

[3] الخصال: ج۱، ص۱۹۶

۱۔جس نے میری ذریت کی مدد کی ہو۔

۲۔سختی کی حالت میں ان پر رقم خرچ کرتا ہو۔

۳۔جو شخص دل وزبان سے انہیں دوست رکھتا ہو۔

۴۔جب میری ذریت کو ملک بدر کر دیا جائے تو اس کی مدد کرنا۔[1]

۱۲۔خدا کی طرف وسیلہ

خدا نے حکم دیا کہ اس کی طرف وسیلہ تلاش کیا جائے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۝.[2]

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو! اور اس تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت میں تین چیز کو نجات کا ذریعہ کہا گیا ہے جو ہر تین حضرت قائم علیہ السلام کی دعا میں جمع ہیں کیونکہ اولین تقویٰ کا مرتبہ ایمان ہے اور بے شک حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے دعا کرنا ایمان کی علامت اور کمال کا سبب ہے۔ نیز زبان سے جہاد کی ایک قسم ہے اسی طرح پروردگار کی طرف وسیلہ ہے۔

پہلا معنی: وسیلہ یعنی ارتباط اور نزدیک ہونا۔[3]

اس میں شک نہیں کہ یہ دعا خدا سے ایک قسم کا ارتباط ہے اس طرح باقی عبادات بھی وسیلہ شمار ہوتی ہیں۔ البتہ یہ دعا اہم ترین وسائل میں سے ہے جو تقرب الٰہی کا سبب ہے۔

---

[1] المنتہی: ج۱، ص۵۴۴

[2] سورۂ مائدہ: ۳۵

[3] مجمع البیان: ج۳، ص۱۸۹

دوسرا معنی: وسیلہ یعنی آیت میں بطور خاص امام مراد ہے۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی اس آیت مذکورہ کے بارے میں فرمایا: امام کے وسیلے سے تقرب الٰہی حاصل کریں۔ ①

البرہان میں حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے: "وَابْتَغُوٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ" کے بارے میں فرمایا: میں اس کا وسیلہ ہوں۔ ②

ایک حدیث میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: آل محمد علیہم السلام میں سے ائمہ خدا کی طرف وسیلہ ہیں۔ ③

کتاب ریاض الجنان میں جابر سے نقل ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فضیلت ائمہ علیہم السلام بیان کیا اور فرمایا: ہم خدا کی طرف وسیلہ ہیں۔ ④

دعائے سید العابدین علیہ السلام میں روز عرفہ میں ہم پڑھتے ہیں: انہیں اپنے لئے وسیلہ اور اپنی جنت کی طرف راہ قرار دیا ہے۔ ⑤

پس معلوم ہوا کہ وسیلہ سے مراد امام ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہر قوم کے لئے ہادی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑥

ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والا ہے۔

امام کو ان کو اپنی طرف سے ان کے لئے وسیلہ قرار دیا۔ پس قوم کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے امام کی معرفت رکھتا ہو۔

---

① تفسیر قمی: ج۱، ص۱۶۸

② سورۂ مائدہ: ۳۵

③ مرأة الانوار: ۳۳۱

④ مرأة الانوار: ۳۳۱

⑤ صحیفہ سجادیہ: دعا ۴۷

⑥ سورۂ رعد: ۷

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ لَهُ إِمَامٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً. [1]

جو شخص مرتا ہے اور اپنے امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت نہیں رکھتا وہ جاہلیت کی صورت مرتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جس نے حضرت قائم علیہ السلام کی شناخت حاصل نہیں کی اسے باقی ائمہ کی شناخت بھی نہیں ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے لوگو! خدا نے بندوں کو اپنی معرفت کے لئے خلق کیا۔ پس جس نے شناخت کی اس نے عبادت کی۔

ایک شخص نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! معرفت سے مراد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر زمانے میں اللہ کی معرفت امام کی شناخت سے ہوتی ہے۔ اور لوگوں پر امام کی اطاعت واجب ہے۔ خدا نے ائمہ کی طاعت کو واجب فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ. [2]

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہیں (فرمان روائی کے حقدار ہیں)۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت - فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - [3] (پھر جب نماز تمام ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔) کے بارے میں فرمایا: نماز سے مراد حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت ہے۔ اور زمین سے مراد اوصیاء ہیں جن کی خدا نے اطاعت واجب فرمائی۔ اسی طرح اطاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امیر المومنینؑ کا حکم دیا گیا۔ ائمہ کا نام کنایہ سے لیا گیا اور اس کے لئے فضل الٰہی طلب کرو۔ [4]

امام کو زمین سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی چند وجوہات ہیں:

---

[1] كتاب سليم بن قيس الهلالي / ج2/932/الحديث الحادي و السبعون[1]..... ص: 932

[2] سورۂ نساء:۵۹

[3] سورۂ جمعہ:۱۰

[4] البرہان: ج۴،ص۳۳۵

ا۔خدا نے زمین کو مخلوق کے لئے محل سکونت قرار دیا ہے کہ اس پر زندگی گزارتے ہیں اور لوگوں کو آرام و سکون ملتا ہے۔

۲۔زمین ایک واسطہ ہے جس سے اہل عالم کو آسمانی برکات حاصل ہوتی ہیں۔چنانچہ خدا فرماتا ہے:

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ.[1]

اورتم دیکھتے ہو کہ زمین خشک پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے۔

۳۔خدا نے مختلف نعمتیں زمین سے پیدا کی ہیں۔پھل، گھاس۔سبزہ وغیرہ حیوان، انسان وحشرات اپنی اپنی نیاز کو پورا کرتے ہیں۔

خدا فرماتا ہے:

ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۝ فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ۝ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ۝ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ.[2]

ترجمہ:

پھر ہم نے زمین کو اچھی طرح شگافتہ کیا۔ پھر ہم نے اس میں غلے۔ اور انگور اور ترکاریاں اگائیں۔اور زیتون اور کھوریں۔اور گھنے باغ۔اور میوے اور چارا۔جو تمہارے اور تمہارے مویشوں کیلئے سامانِ زندگی کے طور پر ہے۔پس جب کانوں کو پھاڑ دینے والی آواز آجائے گی۔

وجود امام سے بھی مختلف علوم واحکام اور حسب ضرورت مخلوقات کی نیازمندی پوری ہوتی ہے۔

---

[1] سورۂ حج:۵

[2] سورۂ عبس:۲۶تا۳۳

۱۳۔ دعا کا مستحب ہونا

جب کوئی حضرت قائم علیہ السلام کیلئے دعا کرتا ہے تو اس کے سبب اس دعا بھی مستجاب ہوتی ہے۔ یہاں پر چند علت بیان کریں گے:

علت اول: بے شک بندے کی دعا حضرت قائم علیہ السلام کے حق میں مستجاب ہوتی ہے۔ کیونکہ مقتضی موجود اور مانع مفقود ہے۔

دعا میں تاخیر ہونا عدم استجاب کی دلیل نہیں ہے۔

علت دوم: بعض گناہ دعا کے مستجاب ہونے میں مانع ہیں۔ یعنی اگر انسان اپنی دعا کو حضرت قائم علیہ السلام کی دعا کے ساتھ مل کر پڑھے تو وہ مانع بھی دور ہو جاتا ہے اور مغفرت کا باعث ہے۔

علت سوم: حضرت قائم علیہ السلام کے حق میں دعا کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ اس شخص کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ بے شک حضرت قائم علیہ السلام کی دعا قبول ہوتی ہے۔

علت چہارم: اصول کافی میں فضیلت صلوات محمد آل محمد علیہم السلام کے باب میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس شخص کی خدا کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو اسے درود شریف سے آغاز کرنا چاہیے پھر اپنی حاجت طلب کرے۔ اگر اول و آخر میں صلوات پڑھیں کو دعا میں کوئی مانع نہیں ہوگا۔ [1]

علت پنجم: جب کوئی مومن کسی دوسری غائب مومن کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں۔ آپؑ کو معلوم ہے کہ فرشتوں کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

علت ششم: اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعُمَّ فَإِنَّهُ أَوْجَبُ لِلدُّعَاءِ. [2]

---

[1] کافی: ج۲، ص۴۹۷

[2] الكافي (ط-الإسلامية) / ج2/487/ باب العموم في الدعاء..... ص: 487

بعض کتابوں میں ہے:

فَلْيَعُمَّ فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ أَوْجَبُ لِلدُّعَاءِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو عمومی ہونی چاہئے دعا کو لازم اور ثابت کرے۔ یعنی مومن اپنی دعا میں تمام مومنین و مومنات کے لئے بھی کرے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعُمَّ.

جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو عام دعا پڑھے۔

علت ہفتم: کلینی اصول کافی میں لکھتے ہیں؛ محمد بن یحییٰ عطار اور وہ احمد بن محمد بن عیسیٰ، وہ علی ابن الحکم سے، وہ سیف بن عمیرہ سے وہ عمرو بن شمر سے، وہ جابر بن یزید جعفی سے اور وہ حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آیت نے اس آیت "وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ"[1] (اور وہ ان لوگوں کی دعائیں قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے اور انہیں اپنے فضل و کرم سے اور زیادہ عطا کرتا ہے) کے بارے میں فرمایا: وہ مومن ہے جو اپنی اپنی بھائی کے غائب میں دعا کرتا ہے۔ پس فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: جو تو چاہتا تھا اپنے غائب بھائی کے لئے اس کے دو برابر تجھے بھی عطا کر دیا گیا ہے۔[2]

علت ہشتم: حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا سے ایمان کامل ہوتا ہے اور انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ یقین محکم ہوتا ہے، وسوسہ سے نجات ملتی ہے۔

علت نہم: روایت میں ملتا ہے کہ جو دعا صلوات کے علاوہ ہو وہ قبول نہیں ہوتی۔ شفاعت اہل بیت علیہم السلام کے لئے ہے۔ ان کے ذریعے تمام مخلوق کو فیض پہنچتا ہے۔

---

[1] سورۂ شوریٰ: ۲۸

[2] کافی: ج ۲، ص ۵۰۷

۱۴۔ حق اجر رسالت

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا اجر رسالت ہے اور اس پر یہ آیت دلیل ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى. [1]

آپ کہیے کہ میں تم سے اس (تبلیغ و رسالت) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابتداروں کی محبت کے۔

۱۵: دفع بلا اور وسعت رزق

اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں:

۱۔ کافی میں صحیح سند کے ساتھ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی بھائی کے لئے اس کے غائب میں دعا کرے، اس کی روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ [2]

۲۔ وسائل میں حمران بن اعین سے روایت ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں اپنے دینی بھائی کے لئے دعا کرنی چاہیے تمہاری روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپؑ نے تین بار فرمایا۔ [3]

۳۔ روایت سعدہ بن صدقہ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک مومن کی دعا اس کے بھائی کے غائب ہونے کی صورت میں دعا کرنے سے دعا مستجاب ہوتی ہے۔ روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور بلائیں

---

[1] سورۂ شوریٰ: ۲۳

[2] کافی: ج۲، ص ۵۰۷

[3] وسائل الشیعہ: ج۴، ص ۱۱۴، ح ۷

دور ہوتی ہیں۔ [1]

۱۶۔ گناہوں کی بخشش

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام دونوں شفاعت کریں گے۔ تفسیر امام میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اس خدا کی قسم! جس نے مجھے برحق نبی مبعوث کیا۔ جس شخص کے پہاڑوں، زمین اور آسمان کے برابر گناہ ہوں لیکن جب وہ توبہ کرتا ہے۔ اور ہماری ولایت کی تجدید کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ [2]

۱۷۔ خواب یا بیداری میں آپؑ کی زیارت سے مشرف ہونا

علامہ مجلسیؒ بحار میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص میرے بعد ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھے تو امام قائم (محمد) بن حسن علیہ السلام کی خواب یا بیداری میں زیارت ہوتی ہے:

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

اَللّٰهُمَّ بَلِّغۡ مَوۡلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيۡهِ عَنۡ جَمِيۡعِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنَاتِ فِيۡ مَشَارِقِ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحۡرِهَا، وَسَهۡلِهَا وَجَبَلِهَا، حَيِّهِمۡ وَمَيِّتِهِمۡ، وَعَنۡ وَالِدَيَّ وَ وُلۡدِيۡ، وَعَنِّيۡ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ زِنَةَ

---

[1] وسائل الشیعہ: ج ۴، ص ۱۴۷، ح ۱۱

[2] تفسیر امام حسن عسکریؑ: ۵۱۸

عَرْشِ اللهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ، وَمُنْتَهٰى رِضَاهُ، وَعَدَدَ مَا أَحْصَاهُ كِتَابُهُ وَأَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُجَدِّدُ لَهُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ، عَهْدًا وَّعَقْدًا وَّبَيْعَةً فِيْ رَقَبَتِيْ. اَللّٰهُمَّ كَمَا شَرَّفْتَنِيْ بِهٰذَا التَّشْرِيْفِ، وَفَضَّلْتَنِيْ بِهٰذِهِ الْفَضِيْلَةِ، وَخَصَصْتَنِيْ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ، فَصَلِّ عَلٰى مَوْلَايَ وَسَيِّدِيْ صَاحِبِ الزَّمَانِ، وَاجْعَلْنِيْ مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَالذَّآبِّيْنَ عَنْهُ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ، طَآئِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فِي الصَّفِّ الَّذِيْ نَعَتَّ أَهْلَهُ فِيْ كِتَابِكَ، فَقُلْتَ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ، عَلٰى طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ وَآلِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ بَيْعَةٌ لَهُ فِيْ عُنُقِيْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ:

ابتدا اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

پروردگار! ہمارے آقا حضرت صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ تک پہنچادے، تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی طرف سے، جو زمین کے مشرق اور مغرب میں ہیں، خشکی اور دریا میں، میدان اور پہاڑ میں ہیں، زندہ اور مردہ، اور میرے والدین، میری اولاد، اور میری طرف سے، ایسے درود وسلام جو عرش الٰہی کے وزن کے برابر اور کلمات خدا کی مقدار کے برابر، اور اسکی رضامندی کی انتہا ہو اور اس عدد کے مطابق جو اسکی کتاب میں ہے اور جو اسکے علم میں ہے، خدایا میں تجدید کرتا ہوں آج کے دن اور روزانہ، اس عہد اور عقد و بیعت کی جو میری گردن میں ہے، پروردگار! جس طرح تو نے مجھ کو شرف زیارت سے نوازا ہے اور اس فضیلت زیارت سے شرفیاب کیا ہے، اور اس نعمت سے مخصوص کیا ہے، پس تو میرے مولا، میرے سردار، صاحب الزمان پر درود بھیج اور مجھ کو انکے مددگاروں، ان کے ساتھیوں اور انکا دفاع کرنے والوں میں قرار دے، اور مجھ کو قرار دے ان میں جو ان کی ہمراہی میں شہید ہوں، اطاعت کرتے ہوئے بغیر کسی جبر کے، اس صف میں جس صف والوں کی تو نے اپنی کتاب میں مدح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ

صفیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہیں، میرا یہ عمل تیری اطاعت، تیرے رسولؐ اور ان کی آلؑ کی اطاعت میں ہو ان سب پر سلام ہو، خدایا! ان کی یہ بیعت روز قیامت تک کے لئے میری گردن میں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو آدمی اس دعا کو نماز صبح اور نماز ظہر کے پڑھتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ

تو وہ آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب قائم آل محمد علیہم السلام کی زیارت نہ کرے۔ [1]

طبرسی کتاب مکارم الاخلاق میں نقل کرتا ہے: جو کوئی آدمی اس دعا کو ہر نماز کے بعد پڑھتا ہے اور اسے ہمیشہ پڑھے وہ حضرت قائم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا دعا کے اول میں پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّ رَسُوْلَكَ الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ...... [2]

۱۸۔ظہور کے زمانے میں بازگشت

مومنین کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کا زمانہ پائیں۔ مومنین آپؑ کے دیدار کے بہت مشتاق ہیں وہ ہمیشہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ ظہور کے وقت ہمیں دوبارہ زمین پر زندہ کیا جائے تا کہ امام قائم کی زیارت ونصرت کریں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص یہ آرزو کرتا ہے کہ وہ امام قائمؑ کی خدمت میں اور ان کے ظہور کے لئے دعا کرتا ہو۔ کوئی اس کی قبر پر آکر اسے صدا دے گا کہ فلانی حضرت قائم علیہ السلام ظہور کر چکے ہیں اگر تو چاہتا ہے اٹھ کھڑا ہو پس بہت سے لوگ اٹھیں گے اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔

ایک اور روایت میں امام صادق علیہ السلام سے اس طرح منقول ہے: جو کوئی اس دعا کو چالیس دن صبح کو پڑھے تو

---

[1] بحار الانوار: ج۸۶، ص۷۷

[2] مکارم الاخلاق: ۲۸۴

وہ امام قائم کے اصحاب میں سے ہوگا اور آپؑ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں میں شمار ہوا اور اس دعا کے ہر کلمہ کے بدلے میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ہزار برائیاں مٹ جاتی ہیں۔ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النُّوْرِ الْعَظِيْمِ وَرَبَّ الْكُرْسِيِّ الرَّفِيْعِ........

یہ دعا بنام "دعائے عہد" آئندہ اپنے مقام پر آئے گی۔

۱۹۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برادری

بصائر الدرجات میں حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اصحاب بھی جمع تھے۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا: اے پروردگار! خدا مجھے اپنے بھائیوں کا تعارف فرما۔

اصحاب نے عرض کیا: کیا ہم تمہارے بھائی نہیں ہیں۔

آپ نے فرمایا: نہیں تم میرے اصحاب ہو، بھائی آخری زمانے میں ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ مجھے انہوں نے دیکھا تک نہیں۔ خدا نے ان کے اور ان کے ابا وَاجداد کے نام کی پہچان کروائی۔ ان سے پیدا ہونے والی نسل بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ وہ تاریکی میں چراغ ہیں۔ خدا ان کو ہر ظلم وستم سے نجات دے گا۔ [1]

بحار الانوار میں عوف بن مالک سے نقل ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے کاش میں اپنے بھائیوں کی ملاقات کرتا۔

ابوبکر وعمر نے عرض کیا: کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟

تجھ پر ایمان لائے، تمہارے ساتھ ہجرت کی۔

آپؐ نے دوعبارہ فرمایا: اے کاش کہ میں اپنے بھائی کی ملاقات کرتا۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میرے اصحاب ہو، اور میرے بھائی وہ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے

---

[1] بحار الانوار: ج ۵۴، ص ۱۲۳

مجھ پر ایمان لائیں گے مجھے دوست رکھتے ہوں گے۔میری مدد کریں گے۔[1]

یہاں پر اخوت و برادری مراد ہے جو اہل ایمان کے درمیان ہے۔دو بھائی آپس میں کوئی نسبت یا اشتراک رکھتے ہو۔خدا فرماتا ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ.[2]

رسول ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اتاری گئی ہیں اور مؤمنین بھی (سب) خدا پر اس کے ملائکہ پر،اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

اسی لئے عبدالعزیز کی روایت میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:امام مہربانی بھائی ہے۔

۲۰۔صاحب الزمان علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل

بے شک حضرت قائمؑ کے لئے دعا کا انتظار کرنا،ان کے شرائط کے ساتھ جو ممکن ہو تو آپ کا ظہور جلدی ہوگا۔

اس معنی پر دلیل ایک روایت ہے۔بحار میں عیاشی نے فضل بن ابی قرہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے امام صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:خدا نے ابراہیمؑ پر وحی فرمائی کہ اس کے لئے فرزند پیدا ہوگا۔پس آپؑ نے حضرت سارہ کو بتایا:لیکن سارہ نے کہا:کیا مجھ سے بچہ پیدا ہوگا جب میں بوڑھی ہو چکی ہوں؟پس خدا نے وحی فرمائی:سارہ کی اولاد ہوگی اور وہ چار سو سال زحمت و مشقت میں رہے گی۔

امام صادقؑ نے فرمایا:جب بنی اسرائیل نے مشکلات پیدا کیں اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے

---

[1] بحارالانوار:ج ۵۲،ص ۱۳۲

[2]

لئے دائرہ تنگ ہو گیا یعنی بنی اسرائیل پریشانیوں وغم میں مبتلا ہو گئی تو انہوں نے چالیس دن خدا کی بارگاہ میں گریہ کیا۔ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ وہ فرعون سے نجات پائیں گے۔ پس ایک سو ستر سال ان سے پہلے مصائب ختم ہوئے یعنی ابھی ایک سو ستر سال اور مصائب کے لئے تھے لیکن خدا نے انہیں نجات دے دی۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

هَكَذَا أَنْتُمْ لَوْ فَعَلْتُمْ لَفَرَّجَ اللهُ عَنَّا فَأَمَّا إِذَا لَمْ تَكُونُوا فَإِنَّ الْأَمْرَ يَنْتَهِي إِلَى مُنْتَهَاهُ.

اسی طرح اگر تم بھی انجام دو تو خدا امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور فرمائے گا۔ لیکن تم نے ایسا نہیں کیا تو آپ کی غیبت کی مدت پوری ہوگی جسے صرف خدا جانتا ہے۔[1]

اس حدیث کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔

جو شخص جیسا عمل انجام دیتا ہے وہ اس کی اولاد تک پہنچتا ہے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا۔[2] (باقی رہا دیوار کا معاملہ تو وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان بچوں کا خزانہ (دفن) تھا۔ اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں) کے بارے میں فرمایا: وہ دو یتیم اپنے صالح باپ سے سات پشت کا فاصلہ رکھتے تھے۔ یہ اس لئے کہ حکمت و مصلحت ہم پر مخفی ہے اور بعض آیات و روایات میں روشن ہیں۔

۲۱۔ انبیاء وائمہ علیہم السلام کی پیروی

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنا سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہے اس مطلب کو

---

[1] بحار الأنوار (ط-بیروت)/ ج4/118/ باب 3 البداء و النسخ..... ص: 92

[2] سورۂ کہف: ۸۲

بعد میں بیان کریں گے فعلاً ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

شیخ نعمانی کتاب الغیبۃ میں اپنی سند سے یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

جب رات ہوتی ہے تو خدا ان کو آسمان سے دنیا میں بھیجتا ہے۔ جب طلوع فجر ہوتا ہے تو وہ فرشتہ عرش پر بیت المعمور پر بیٹھ جاتا ہے اور محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ کے لئے منبر لگائے جاتے ہیں اور وہ ان منبروں پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ فرشتے، انبیاء اور مومنین ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ.[1]

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح جانشین بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنایا تھا۔ اور جس دین کو اللہ نے پسند کیا ہے وہ انہیں ضرور اس پر قدرت دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

فرشتے اور انبیاء بھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔ پھر محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ سجدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

اے پروردگار! غضب نازل کر کہ تیری حرمت کو خراب کیا گیا ہے نیز برگزیدہ افراد قتل کئے گئے ہیں اور صالح افراد ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

پس جو خدا چاہے گا انجام دے گا اور وہ دن معلوم ہے۔[2]

---

[1] سورۂ نور: ۵۵

[2] غیبت نعمانی: ۱۴۷

۲۲۔ عہد الٰہی سے وفا

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا درحقیقت عہد و پیمان الٰہی سے وفا ہے۔ اس مطلب کو چند قسمت میں بیان کرتے ہیں:

اول:

بے شک عہد الٰہی کی وفا واجب ہے۔ خدا فرماتا ہے:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ.[1]

میرے عہد کی وفا کرو تاکہ میں تمہارے عہد کی وفا کروں۔

نیز فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا.[2]

اور (اپنے عہد) کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں تم سے باز پرس کی جائے گی۔

نیز فرمایا:

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۚ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ.[3]

اے (رسول (ص)) کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو بالکل اندھا ہے؟ نصیحت تو بس وہی قبول کرتے ہیں جو دانشمند ہوتے ہیں (اور وہی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں)۔ وہ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے۔

---

[1]

[2]

[3]

نیز فرمایا:

وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ
أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ۔ [1]

اور جو لوگ اللہ کے عہد و پیان کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑتے ہیں اور جن رشتوں کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو توڑتے ہیں اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر (جہنم) ہے۔

دوم:

بہت سی روایات میں ائمہ سے منقول ہے کہ ائمہ کی ولایت کا عہد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم حرمت خدا ہیں۔ ہم عہد الٰہی ہیں پس اس نے ہمارے پیان سے وفا کی اس نے عہد الٰہی وفا کی۔ [2]

امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت "لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا۔ [3] (انہیں شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے اللہ سے عہد لے لیا ہوگا) کے بارے میں فرمایا: یعنی ولایت علیؑ اور باقی ائمہ کی ولایت۔

نیز امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ [4] (اور (اپنے عہد) کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں تم سے باز پرس کی جائے گی) کے بارے میں فرمایا: یہ وہ عہد ہے جس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری مودت اور اطاعت امیر المومنینؑ کے لئے لیا ہے۔

سوم:

عہد سے وفا چھ امور سے حاصل ہوتی ہے۔

---

[1]

[2] کافی: ج ۱، ص ۲۲۱

[3] سورۂ مریم: ۸۷

[4] سورۂ اسراء: ۳۴

اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

۲۵۔ وجوب حفظ امانت

عقل وشرع میں امانت کی حفاظت واجب ہے اور واپس کرنا بھی واجب ہے۔ عقل کہتی ہے کہ امانت میں خیانت ظالم ہے اور ظلم کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ قرآن میں خدا فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا.[۱]

(اے مسلمانو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کو ادا کرو۔

نیز فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ.[۲]

اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا لحاظ رکھتے ہیں۔

نیز فرماتا ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا أَمٰنٰتِكُمْ.[۳]

اے ایمان والو! سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔

اس امانت الٰہی میں رعایت کرنا ضروری ہے اس کے لئے چند نکات ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ دل میں ائمہ کی محبت اور ولایت، ان کی اطاعت واجب ہے۔

۲۔ تمام امور میں امر و نہی میں پیروی کرنا ضروری ہے۔

۳۔ انہیں اذیت نہ دینا بلکہ ان کے اسرار کی حفاظت کرنا۔

---

[۱] سورۂ نساء: ۵۸

[۲] سورۂ معارج: ۳۲، سورۂ مومنون: ۸

[۳] سورۂ انفال: ۲۷

نیز فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ۔[1]

اور جولوگ اللہ کے عہد و پیمان کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑتے ہیں اور جن رشتوں کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو توڑتے ہیں اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر (جہنم) ہے۔

دوم:

بہت سی روایات میں ائمہ سے منقول ہے کہ ائمہ کی ولایت کا عہد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم حرمت خدا ہیں۔ ہم عہد الٰہی ہیں پس اس نے ہمارے پیمان سے وفا کی اس نے عہد الٰہی وفا کی۔[2]

امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت ؂لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔[3] (انہیں شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے اللہ سے عہد لے لیا ہوگا) کے بارے میں فرمایا: یعنی ولایت علیؑ اور باقی ائمہ کی ولایت۔

نیز امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ؂وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔[4] (اور (اپنے عہد) کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں تم سے باز پرس کی جائے گی) کے بارے میں فرمایا: یہ وہ عہد ہے جس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری مودت اور اطاعت امیر المومنینؑ کے لئے لیا ہے۔

سوم:

عہد سے وفا چھ امور سے حاصل ہوتی ہے۔

---

[1]

[2] کافی: ج۱، ص۲۲۱

[3] سورۂ مریم: ۸۷

[4] سورۂ اسراء: ۳۴

۱۔امامت وولایت پر یقین قلبی

۲۔ان سے مودت قلبی

۳۔ان کے دشمنوں سے بغض

۴۔تمام امور میں ان کی پیروی واطاعت

۵۔زبان ودوسرے اعضاء سے اعتقاد قلبی کا اظہار کرنا۔

۶۔ہر حال میں ان کی مدد کرنا۔

۲۳۔والدین کیلئے دعا کرنے والوں کیلئے آثار

وہ تمام آثار وفوائد جو دنیا وآخرت میں والدین سے نیکی سے مربوط ہیں، حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے والے کے لئے بھی ہیں تمام لوگوں میں سے حقیقی باپ امام زمانہ علیہ السلام ہے۔پس ان پر ظلم کرے وہ عاق ہے اور ان سے نیکی کرتا ہے اس نے اپنے والدین سے نیکی ہے۔

۲۴۔امانت کی ادائیگی

امام امانت الٰہی ہے جیسا کہ زیارت جامعہ میں ملتا ہے: تم ہی روشن ترین میسر ہو اور استوار ترین راہ۔دنیا میں شہید اور آخرت میں شفاعت کرنے والے ہو۔[1]

شیخ ابوالحسن نے مرأۃ الانوار اور مشکاۃ الاسرار میں لکھا ہے: امانت خود ائمہ اور ان کی ولایت مراد ہے۔ان کی اطاعت واجب ہے۔حدیث ثقلین جو سنی وشیعہ نے نقل کیا اس مطلب پر شاہد ہے۔ایک زیارت میں ہے: میں شہادت دیتا ہوں۔تم امانت محفوظ ہو۔ایک اور زیارت میں ہم پڑھتے ہیں۔تم امانت نبوت ہو یعنی امانت رسول

[1] بحار الانوار: ج ۱۰۲،ص ۱۲۹

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تفسیر فرات میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ہم ہیں وہ امانتیں کہ جو آسمان وزمین پر اور پہاڑوں پر دی گئی ہیں۔[1]

خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ امانت الٰہی ہیں جسے حفظ کیا اور حمایت میں قرار دیا گیا۔ آدم سے لے کر آخر تک ائمہ کے آباء واجداد میں کوئی کافر نہیں تھا۔ ہم زیارت میں پڑھتے ہیں:

لَمْ تُنَجِّسْكَ الْجَاهِلِيَّةُ بِأَنْجَاسِهَا وَلَمْ تُلْبِسْكَ الْمُدْلَهِمَّاتُ مِنْ ثِيَابِهَا.[2]

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے آدمؑ کی نسل سے پاک وپاکیزہ اور طاہر پیدا کیا۔ ان سے انبیاء و رُسل آئے۔[3]

شیخ صدوق کتاب اعتقاد میں لکھتے ہیں: ائمہ وانبیاء کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ آدم سے لیکر باب عبداللہ تک مسلمان تھے۔ ابو طالب مسلمان تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں آمنہ بنت وہب مسلمان تھی۔ آپؐ گناہوں سے محفوظ رہے۔ خدا نے انہیں معصوم بنایا اور ضرورت مذہب میں سے ہے۔ زیارت جامعہ میں آیا ہے:

لَا أُحْصِي ثَنَاءَكُمْ وَلَا أَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ وَمِنَ الْوَصْفِ قَدْرَكُمْ.[4]

حدیث نبویؐ ہے: اے علیؑ! خدا کو تو اور میں نے پہچانا اور مجھے خدا اور تو نے پہچانا اور تجھے میں اور خدا نے پہچانا۔[5]

خدا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا.[6]

---

[1] تفسیر فرات: ۱۴۷

[2] الإقبال بالأعمال الحسنة (ط-الحديثة) / ج3/103/فصل:..... ص:100

[3] احتجاج: ج۲، ۷۸

[4] من لا يحضره الفقيه / ج2/615/زيارة جامعة لجميع الأئمة..... ص:609

[5] مشارق الانوار: ۱۱۴

[6] سورۂ حشر: ۷

اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

۲۵۔ وجوب حفظ امانت

عقل وشرع میں امانت کی حفاظت واجب ہے اور واپس کرنا بھی واجب ہے۔ عقل کہتی ہے کہ امانت میں خیانت ظالم ہے اور ظلم کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ قرآن میں خدا فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا. [1]

(اے مسلمانو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کو ادا کرو۔

نیز فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ. [2]

اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا لحاظ رکھتے ہیں۔

نیز فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ. [3]

اے ایمان والو! سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔

اس امانت الٰہی میں رعایت کرنا ضروری ہے اس کے لئے چند نکات ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ دل میں ائمہ کی محبت اور ولایت، ان کی اطاعت واجب ہے۔

۲۔ تمام امور میں امر ونہی میں پیروی کرنا ضروری ہے۔

۳۔ انہیں اذیت نہ دینا بلکہ ان کے اسرار کی حفاظت کرنا۔

---

[1] سورۂ نساء: ۵۸

[2] سورۂ معارج: ۳۲، سورۂ مومنون: ۸

[3] سورۂ انفال: ۲۷

اسی طرح اس خاندان اور شیعہ کے مال وجان کی حفاظت کرنا۔

۴۔کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ان کو منافع دیں جن کو خدا نے واجب اور مستحب کیا ہے۔

۵۔امامت کی حقانیت بیان کرنا، ان کے فضائل بیان کرنا۔

۶۔زبان اور ہاتھ سے اظہار محبت قلبی۔

۲۶۔دعا کرنے والے کے دل میں امام کا اشراق نور

اس مطلب کے لئے چند نکات تحریر کرتے ہیں:

اول:

بے شک انسان کی حالت مختلف اعمال کے سبب جو انسان سے صادر ہوتے ہیں، اس کے دل میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔اس مطلب پر آیات وروایات دلالت کرتی ہیں۔

خدا اہل ایمان کے اوصاف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ.[1]

(کامل) ایمان والے تو بس وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دھل جاتے ہیں۔

اہل کفر اور طغیان کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً.[2]

(اے بنی اسرائیل) پھر اس کے بعد تمہارے دل ایسے سخت ہو گئے کہ گویا وہ پتھر ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کا دیدار اور ایک دوسرے سے مذاکرہ وگفتگو کرو کیونکہ بیان

---

[1] سورۂ انفال: ۲

[2] سورۂ بقرہ: ۷۴

حدیث سے دل کو جلوہ ملتا ہے۔

دوم:

جس قدر اعمال صالح خدا کے نزدیک بافضیلت ہوں اس کی تاثیر بھی زیادہ ہوتی ہے اور دل کی روشنائی ملتی ہے۔

لہٰذا خدا اور رسولؐ کی معرفت کے بعد محبت وولایت امیر المومنین اور اہل بیت علیہم السلام بہت اہم اجر ہے۔ اسی لئے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوخالد کابلی! خدا کی قسم! امام کا نور مومنین کے دلوں میں آفتاب کی مانند درخشاں ہیں اور دن سے زیادہ روشن ہے۔

اے ابوخالد! ہمیں صرف وہی دوست رکھے گا جس کے دل میں ہماری ولایت ہو۔ خدا اس کے دل کو پاک کرتا ہے جس دل میں ہماری ولایت ہو روز قیامت ہمارے ماننے والے خوف سے محفوظ ہوں گے۔ [1]

اس مطلب پر ایک روایت شاہد ہے جو خرائج میں ابوبصیر سے نقل ہوئی ہے کہ وہ حضرت امام باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور اس وقت آپ جا رہے تھے۔

پس حضرتؑ نے مجھ سے پوچھا: لوگوں سے پوچھو! کیا مجھے وہ دیکھتے ہیں؟
میں ہر ایک سے پوچھا کہ کیا ابوجعفرؑ کو تو نے دیکھا؟ تو لوگ کہتے: نہیں
حالانکہ آپؑ کنارے کھڑے تھے حتیٰ کہ ایک نابینا ابوہارون داخل ہوا۔
حضرت نے فرمایا: اس سے پوچھ۔
میں نے اس سے کہا کیا تو نے ابوجعفر کو دیکھا۔
اس نے کہا یہی تو ہیں جو کنارے کھڑے ہیں۔
میں نے کہا: تو نے کیسے سمجھ لیا۔
اس نے جواب دیا میں انہیں نہ دیکھتا وہ ایک درخشندہ نور ہیں۔ [2]

---

[1] کافی: ج ۱، ص ۱۹۴
[2] خرائج فصل اعلام محمد بن علی الباقر علیہ السلام

(۱)۔طول عمر کا باعث

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کا ہمیشہ اہتمام کرنا عمر طولانی کا سبب ہے۔ نیز دوسرے آثار وفوائد صلہ رحمی بھی ہیں۔

اس معنی پر ایک روایت دلیل ہے جو مکارم الاخلاق میں نقل ہوئی ہے کہ ہر کوئی اس دعا کو ہر واجب نماز کے لئے پڑھتا ہے۔اس کی عمر اتنی طولانی ہوگی کہ حضرت قائم علیہ السلام کے زمانے کو پائے گا۔

دعا یہ ہے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اللّٰهُمَّ إِنَّ رَسُولَكَ الصَّادِقَ الْمُصَدَّقَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَ إِنَّكَ قُلْتَ مَا تَرَدَّدْتُ فِي شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ كَتَرَدُّدِي فِي قَبْضِ رُوحِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّلْ لِأَوْلِيَائِكَ الْفَرَجَ وَالنَّصْرَ وَالْعَافِيَةَ وَلَا تَسُوؤْنِي فِي نَفْسِي وَلَا فِي فُلَانٍ.

(۲)۔نیکی اور تقویٰ میں تاون

حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنا نیکی اور تقویٰ میں تعاون ہے۔خدا نے اس کا حکم دیا اور فرمایا:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى.[1]

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(۳)۔خدا کی نصرت

یہ دعا خدا کی نصرت کا سبب ہے خدا دعا کرنے والے کی نصرت فرماتا ہے اور اس شخص کو خدا اس کے دشمن پر غلبہ عطا کرتا ہے۔اس پر یہ آیت دلیل ہے:

---

[1] سورۂ مائدہ:۲

وَلَيَنْصُرَنَّ اللهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ. [1]

جوکوئی اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔

نیز فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ. [2]

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

پس مدد سے مراد یہ ہے کہ خدا کے اولیاء کی مدد کرنا ہے۔

پس جس مدد کا ذکر ہوا اس سے مراد اولیاء و اوصیاء کی مدد کرنا مراد ہے۔ لہٰذا حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا ایک قسم کی خدا سے نصرت ہے۔

۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے شب عاشور فرمایا: میرے نانا نے مجھے خبر دی ہے: اے فرزند حسین تو کربلا میں بھوکا پیاس شہید کیا جائے گا پس جس نے اس کی مدد کی اس نے میری مدد کی جس نے زبان سے ہماری مدد کی وہ روز قیامت ہماری حزب میں سے ہوگا۔

۲۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے دعبل سے فرمایا:

مَرْحَباً بِنَاصِرِنَا بِيَدِهٖ وَلِسَانِهٖ. [3]

اے ہماری دست و زبان سے مدد کرنے والے۔

۳۔ حضرت امام صادق علیہ السلام کی وصیت نامہ میں ملتا ہے کہ آپؑ نے عبداللہ بن جندب سے فرمایا: اے فرزند جندب! خدا کا نور کا ایک قلعہ ہے جس حریف اور زبرج سے بنا ہوا ہے۔ اولیائے خدا کو اس قلعہ میں داخل کریں گے جو پناہ الٰہی میں ہوں گے۔

خدا کے خوف سے دشمن پسینے میں ہوں گے وہ مومنین کو دیکھ کر کہے گا:

---

[1] سورۂ حج: ۴۰

[2] سورۂ محمدؐ: ۷

[3] بحار الأنوار (ط-بيروت) / ج45/ 257/ باب 44 ما قيل من المراثي فيه صلوات الله عليه..... ص: 242

مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ.[1]

کیا بات ہے ہم یہاں ان لوگوں کو نہیں دیکھ رہے جن کو ہم (دنیا میں) برے لوگوں میں شمار کرتے تھے؟

اسی طرح خدا فرماتا ہے:

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ.[2]

کیا ہم نے بلاوجہ ان کا مذاق اڑایا تھا یا نگاہیں ان کی طرف سے چوک رہی ہیں؟

نیز فرمایا:

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ.[3]

پس آج اہلِ ایمان کافروں (اور منکروں) پر ہنستے ہوں گے۔ اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے (ان کی حالت) دیکھ رہے ہونگے۔

(۴)۔نورِ قرآن سے ہدایت

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا مومن کے دل اشراق انوار الٰہی میں اضافے کا سبب ہے۔ دل میں نور پروردگار روشن و درخشاں ہوتا ہے۔ انسان نور کلام مجید الٰہی سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔

جو چیزیں قرآن میں ہیں وہ کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔ قرآن مومنین کے دلوں میں شفا و رحمت ہوگی۔ نیز اس میں شک نہیں کہ ایمان جس قدر زیادہ ہوتا ہے۔ انسان قرآن سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ جس طرح اگر کسی شخص کا مزاج اچھا ہے تو اسے غذا کی لذت آتی ہے اور جس کا مزاج فاسد ہو وہ نہ صرف غذا سے لذت نہیں اٹھاتا بلکہ اس کے بدن کے لئے نقصان دہ ہوگی۔

دل اسی طرح ہے اگر شک، مہر اور زنگ اس سے نور ایمان کے ذریعے پاک ہو تو قرآن کی ہدایت کے آثار

---

[1] سورۂ ص: ۶۲

[2] سورۂ ص: ۶۳

[3] سورۂ مطففین: ۳۴، ۳۵

آشکار ہوتے ہیں۔ جس قدر ایمان کامل ہوتا ہے اتنا ہی ہدایت زیادہ ہوتی ہے اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ. [1]

کہہ دیجئے کہ یہ ایمان لانے والوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی (بہرہ پن) ہے اور وہ ان کے حق میں نابینائی ہے۔

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت قائمؑ کے لئے دعا کمال کا سبب ہے۔ اس پر یہ آیت شاہد ہے:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ. [2]

یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس (کے کلام اللہ ہونے) میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (یہ) ہدایت ہے ان پرہیز گاروں کے لیے۔

کمال الدین میں اس آیت "الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" [3] (جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں) کے بارے میں امام صادقؑ نے فرمایا: جو قیام امام مہدیؑ پر ایمان لے آیا حق ہے۔

ایک روایت میں آپؑ نے فرمایا: غیب یعنی حجت غائب ہے اور اس پر یہ آیت شاہد ہے:

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا ۚ إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ. [4]

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر ان کے پروردگار کی طرف سے (ان کی مطلوبہ) کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی؟ کہہ دیجئے کہ غیب کا علم اللہ سے مخصوص ہے سو تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

---

[1] سورۂ فصلت: ۴۴

[2] سورۂ بقرہ: ۲

[3] سورۂ بقرہ: ۳

[4] سورۂ یونس: ۲۰

(۵)۔تحصیل علم کا ثواب

جب بھی امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور کے لئے دعا کی جائے اس کا مقصد یہ ہو کہ آپؑ کے زمانے میں کشف علوم ہوں گے۔طالب علم کی بڑی فضیلت ہے جو حرف "ک" میں بیان ہوگا۔

(۶)۔آخرت کے عذاب سے امن

امام زمانہ علیہ السلام کے لئے ظہور کی دعا کے آثار میں سے ایک یہ ہے کہ انسان آخرت کے عذاب اور روز قیامت کے ہولناک حالت سے نجات پائے گا اس پر چند آیات شاہد ہیں:

ا۔خداوند عالم فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔[1]

بے شک جو لوگ مؤمن یہودی نصرانی اور صابی (ستارہ پرست) کہلاتے ہیں (غرض) جو کوئی بھی (واقعی) اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔تو ان (سب) کے لئے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر وثواب (محفوظ) ہے اور ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

لہذا روز آخر سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کی حکومت ہے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ۔[2]

---

[1] سورۂ بقرہ: ۶۲

[2] سورۂ شوریٰ: ۲۰

جوشخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو (صرف) دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس میں سے اسے کچھ دے دیتے ہیں مگر اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

یعنی حضرت علی علیہ السلام اور ائمہ کی معرفت مراد ہے۔

تفسیر عیاشی میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا.[1]

پس جو کوئی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا امیدوار ہے۔ اسے چاہیے کہ نیک عمل کرتا رہے۔

پس لازم ہے عمل صالح بجالائے۔ آپ نے فرمایا: عمل صالح سے مراد ائمہ کی معرفت ہے۔[2]

حضرت امام باقر علیہ السلام نے اس آیت "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" کے بارے میں فرمایا: یعنی جو اللہ، رسولؐ اور ائمہ پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کی کہ وہ ایمان و عمل صالح ہے۔[3]

۲۔ خدا نے سورہ بقرہ میں فرمایا:

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.[4]

ہاں۔ (کسی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے) جو شخص (حق سن کر) اپنا سر تسلیم خدا کے سامنے خم کر دے اور (مقام عمل میں) نیکوکار بھی ہو تو اس کے پروردگار کے پاس اس کا اجر و ثواب ہے اور (قیامت کے دن) ایسے لوگوں کو کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

محسن اور نیک کام سے مراد علیؑ کی پیروی ہے۔

---

[1] سورۂ کہف: ۱۱۰

[2] سورۂ شوریٰ: ۲۰

[3] تفسیر عیاشی: ج۲، ص ۳۵۳

[4] سورۂ بقرہ: ۱۱۲

امام باقرؑ نے اس آیت-اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ-[1] (بے شک اللہ عدل، احسان اور قرابتداروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور ظلم وزیادتی کرنے سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو) کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد عدل محمدیؐ ہے جس نے اطاعت کی اس نے عدالت کی اور احسان علوی ہیں جس نے ان کی پیروی کی اس نے احسان کیا اور محسن جنت میں ہے خدا ہماری موَدت کی وجہ سے اسے جنت نصیب فرمائے گا۔

۳۔ خدا قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔[2]

اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے یہاں رزق پار ہے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش وخرم ہیں۔ اور اپنے ان پسماندہ گان کے بارے میں بھی جو ہنوز ان کے پاس نہیں پہنچے خوش اور مطمئن ہیں کہ انہیں کوئی خوف نہیں ہے۔ اور نہ کوئی حزن وملال ہے۔

پس حضرت قائمؑ کے لئے دعا کرنے والا شہدا میں سے ہے۔

۴۔ قرآن کریم میں فرمان خدا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔[3]

آگاہ ہو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۵۔ سورۂ احقاف میں خدا فرماتا ہے:

---

[1] سورۂ نحل: ۹۰

[2] سورۂ آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۰

[3] سورۂ یونس: ۶۲

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔[1]

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اس (اقرار) پر ثابت و برقرار رہے تو انہیں کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ، وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ، وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۔[2] (اور ان دونوں (بہشت و دوزخ) کے درمیان پردہ ہے (حدِ فاصل ہے) اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی علامت سے پہچان لیں گے۔ اور وہ بہشت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو اور یہ لوگ (ابھی) اس میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔ حالانکہ وہ اس کی خواہش رکھتے ہوں گے) کے بارے میں فرمایا: اعراف جنت و دوزخ کے درمیان ریت کا ٹیلہ ہے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں جو مقام اعراف پر کھڑے ہیں۔ لہٰذا فرمان الٰہی ہے:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۔

پھر فرمایا: تمہارے دشمنی دوزخ میں ہے اس لئے فرمایا:

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ ، قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۞ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۔[3]

اور جب ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر۔ اور پھر اعراف والے لوگ (دوزخ والے چند آدمیوں کو) آواز دیں گے جنہیں وہ علامتوں سے پہچانتے ہوں گے۔ کہ آج تمہاری جمعیت اور تمہارا غرور و پندار کچھ کام نہ آیا اور تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔

---

[1] سورۂ احقاف: ۱۳

[2] سورۂ اعراف: ۴۶

[3] سورۂ اعراف: ۴۷، ۴۸

(۷)۔خدا اور رسول کی دعوت کو قبول کرنا

خداوند عالم فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ.[1]

اے ایمان والو اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہو۔ جب کہ وہ (رسول) تمہیں بلائیں۔ اس چیز کی طرف جو تمہیں (روحانی) زندگی بخشنے والی ہے۔ اور جان لو۔ کہ اللہ (اپنے مقررہ اسباب کے تحت) انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور (یہ بھی جان لو کہ) تم سب اسی کے حضور جمع کئے جاؤ گے۔

اس آیت میں زندگی سے مراد ابدی زندگی ہے اور جو رسول خدا ﷺ کی پیروی کرتا ہے وہ خوش وخرم رہتا ہے۔

خدا فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا.[2]

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہیں (فرمان روائی کے حقدار ہیں)۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع (یا جھگڑا) ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹاؤ اگر تم اللہ اور آخرت کے روز پر ایمان رکھتے ہو تو یہ طریقہ کار تمہارے لئے اچھا ہے اور انجام کے اعتبار سے عمدہ ہے۔

---

[1] سورۂ انفال: ۲۴

[2] سورۂ نساء: ۵۹

(۸)۔حضرت امیر علیہ السلام کا درجہ پانا

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے والا روز قیامت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ درجہ ہوگا۔ایک اور روایت میں ہے کہ ہمارا مہدی علیہ السلام غائب ہے اور اس کی غیبت طولانی ہوگی۔گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے شیعہ ایسے بھیڑ بکریوں کی مانند جو چراگاہ میں جاتے ہیں لیکن اسے دیکھ نہیں سکتے۔جو آدمی دین پر ثابت قدم رہے اور غیبت طولانی ہونے کی وجہ سے قساوت قلبی نہ ہو تو وہ روز قیامت میرے درجے میں ہوگا۔امام مہدی علیہ السلام کی ولادت مخفیانہ ہوگی۔[1]

پس معلوم ہوا کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنا اثبات ایمان اور دین ہے۔دوسرا یہ کہ انسان کا دین کامل ہوتا ہے اور وہ فتنوں سے نجات پاتا ہے۔

صدوق مجالس میں حضرت امام کاظم علیہ السلام سے روایت نقل کرتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: جو آدمی وضو کامل کرے اور نماز کو اپنے وقت پر پڑھے، زکوۃ ادا کرے، زبان کی حفاظت کرے، غصہ کو پی جائے، اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرے اور اہل بیت علیہم السلام کا خیر خواہ ہو ایسے شخص کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہیں۔[2]

(۹)۔خدا کے نزدیک محبوب ترین مخلوق:

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنے والا خدا کی محبوب ترین مخلوق میں سے ہے کیونکہ وہ سب کو نفع دیتا ہے۔حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: مخلوق اللہ کے عیال ہیں پس خدا کے نزدیک محبوب ترین مخلوق وہ ہے جو خدا کے عیال کو نفع دیتا ہے اور خاندان کو مسرور کرتا ہے۔[3]

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا گیا: محبوب ترین مخلوق خدا کون ہے؟

---

[1] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۰۳

[2] امالی صدوق: ج ۱۔ص ۲۷۴ مجلس ۵۴

[3] کافی: ج ۱، ص ۱۶۴

آپؑ نے فرمایا: جو شخص افراد کو زیادہ نفع دیتا ہے۔[1]

(۱۰)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک گرامی ترین مخلوق

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے والا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائیوں میں سے ہے۔لہٰذا آپؑ کے بھائی خدا کے نزدیک گرامی ترین افراد ہیں۔

اس مطلب پر ایک روایت موید ہے جو بحار میں رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کو نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خوش نصیب ہیں وہی لوگ جنہوں نے اہل بیت علیہم السلام کو دیکھا اور قیامت سے پہلے امام زمانہ علیہ السلام کی اقتداء کرتے ہوں اس کے دوست کو دوست رکھتے ہوں اور اس کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوں اور ولایت اہل بیت علیہم السلام سے انسان کو ہدایت ملتی ہے۔ایسے افراد میری امت کے بہترین افراد شمار ہوتے ہیں۔[2]

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا ایک قسم کی اقتداء ہے۔آپ کی ولادت کی حدیث میں حکم ہوا کہ اپنے لئے یہ دعا کریں:

اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي وَعْدِي وَ أَتْمِمْ لِي أَمْرِي وَ ثَبِّتْ وَطْأَتِي وَ امْلَأْ الْأَرْضَ بِي عَدْلاً وَ قِسْطاً.

اے پروردگار! میرے وعدہ کو نافذ فرما، میرے قائم کا ظہور فرما۔ مجھے ثابت قدم فرما اور زمین کو میرے ذریعے عدل وانصاف سے پُر فرما۔[3]

عبداللہ بن حمیری سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے محمد بن عثمان عمری سے پوچھا: کیا تو نے صاحب امر کو دیکھا ہے؟

---

[1] کافی: ج ۲، ص ۱۶۴

[2] بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۲۹

[3] بحار الأنوار (ط-بيروت)/ ج13/51/ باب 1 ولادته وأحوال أمه صلوات الله عليه..... ص: 2

اس نے کہا: ہاں۔ آن کے آخرت وقت میں بیت اللہ کے کنارے پر دیکھا اور فرما رہے تھے: خدایا! تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا اسے نافذ فرما۔ [۱]

عبداللہ بن جعفر حمیر نے نقل کیا:

میں نے محمد بن عثمان عمری سے سنا کہ اس نے کہا: حضرت حجتؑ کو میں نے دیکھا کہ آپؑ کعبہ پکڑے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے۔ خدایا! میرے دشمنوں سے انتقام لے۔ [۲]

(۱۱)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی ضمانت دی

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا شفاعت کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ ایک روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص مجھے پانچ چیزوں کی ضمانت دیتا ہے میں انہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ پوچھا گیا وہ کون سی پانچ چیزیں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: خدا کے لئے نصیحت کرنا، اس کے رسولؐ کے لئے نصیحت کرنا، قرآن کے لئے نصیحت کرنا، دین خدا کے لئے نصیحت کرنا اور اسلامی معاشرے کے لیے نصیحت کرنا۔ [۳]

(۱۲)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا شامل حال

احتجاج میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ائمہ کو یاد کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند کیا اور فرمایا: خدایا! اسے دوست رکھ جو میرے اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھتا ہے اور میری امت کے ائمہ کی ولایت رکھتا ہو۔ ان کے دشمن کو دشمن رکھ جو ان کی مدد کرتا ہے اس کی نصرت فرما جو ان کو ذلیل کرتا ہے اسے ذلیل فرما۔ [۴]

[۱] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۴۰

[۲] کمال الدین: ج ۲، ص ۴۴۰

[۳] الخصال: ج ۱، ص ۲۹۴

[۴] احتجاج: ج ۱، ص ۹۸

بے شک حضرت قائم علیہ السلام کے لئے اور باقی ائمہ کی مدد کرنا حق ہے۔

(۱۳)۔گناہوں کی مغفرت اور بدی کا نیکی میں تبدیل ہونا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا کہ آپؐ نے فرمایا: جو قوم ذکر کرتی ہے آسمان سے ایک فرشتہ آواز دیتا ہے: اٹھو! بے شک تمہاری تمام برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔[۱]

حضرت قائم علیہ السلام کے حق میں دعا کرنا ایک قسم کا ذکر شمار ہوتا ہے پس مومن جس مجلس میں مولا کے لئے دعا کرتا ہے مکرم ہوتا ہے۔

وسائل اور کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؐ نے فرمایا: جو گروہ اکٹھا ہو اور ذکر خدا نہ کریں اور ہمیں یاد نہیں کرتے ایسی مجلس روز قیامت حسرت کا باعث بنے گی۔ پھر فرمایا: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہمارا ذکر، ذکر خدا ہے اور ہمارے دشمنوں کی یاد شیطان کی یاد ہے۔[۲]

(۱۴)۔عبادت میں خدا کی تائید

جو شخص ہمیشہ مولا قائم کے لئے دعا کرتا ہے یہ اس چیز کا سبب ہے کہ خدا انسان کی عبادت میں تائید کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا فرماتا ہے: یہ اولیاء خدا ہیں۔[۳]

آیات و روایات میں ملتا ہے کہ دعا اہم ترین عبادت میں سے ہے۔ بے شک اہل ایمان پر لازم ہے کہ ہر مکان و زمان میں دعا کا اہتمام کرے۔

---

[۱] عدۃ الداعی: ۲۳۸

[۲] وسائل الشیعۃ: ج ۴، ص ۱۸۰، کافی: ج ۲، ۴۹۶

[۳] عدۃ الداعی: ۲۳۵

(۱۵)۔اہل زمین سے دفع عذاب

حضرت قائمؑ کے لئے دعا کرنے والوں کے لئے اہل زمین سے عذاب کو دور کرتا ہے حدیث قدسی میں ہے کہ وہ ایسے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو زمین کو عذاب سے ہلاک کردوں اور ان کے ذریعے اہل زمین کو عذاب سے دفع بھی کرسکتا ہوں۔[۱]

حضرت امام باقرؑ نے فرمایا: لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ ان کا امام غائب ہوگا۔خوش نصیب ہیں وہ افراد جو دین میں ثابت قدم رہیں کم ترین ثواب جو انہیں ملے گا یہ ہے کہ خدا انہیں ندا دے گا میرے بندو اور کنیزو! میرے اسرار پر ایمان لے آؤ میری غائب کو تصدیق کرو۔حق تم سے قبول کرتا ہوں اور تمہیں معاف کرتا ہوں۔تم سے اپنے بندوں کو بارش سے سیراب کروں گا۔اگر تم نہ ہوتے تو ان میں اپنا عذاب نازل کرتا۔[۲]

(۱۶)۔مظلوم کی مدد

امام عصر مظلوم ہیں ان کے لئے دعا ان کی مدد کرنے کے مترادف ہے اور یہ کسی پر پوشیدہ ومخفی نہیں ہے عقل و نقل سے ثابت ہے کہ مظلوم کی مدد کرنا حسن ہے۔بحار میں ملتا ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: خدا مومن کا یار ہے اس وقت تک کہ جب تک مومن اپنے مومن بھائی کی مدد کرتا ہو۔[۳]

آپؑ سے مروی ہے کہ جو مومن کسی مظلوم کی مدد کرتا ہے یہ کام ایک ماہ کے روزے اور مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے جو شخص اپنے مظلوم بھائی کی مدد کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور اس کی نصرت کرے خدا ایسے شخص کو دنیا وآخرت میں مدد کرتا ہے۔[۴]

آپؑ ہی سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص کسی کی فریاد کو پہنچے اور اس کے غم کو دور کرے اور اس کی

---

[۱] عدۃ الداعی: ۵ ۲۳

[۲] کمال الدین: ج ا،ص ۳۳۰

[۳] بحارالانوار: ج ۷۵،ص ۲۰

[۴] بحارالانوار: ج ۷۵،ص ۲۰

حاجت پوری کرے خدا کے نزدیک ایسے فرد کے لئے بہتر (۷۲) نیکیاں ملتی ہیں۔ [1]

۲۸۔قائم علیہ السلام کے حق میں دعا کے آثار و برکات

آپؑ کے حق میں دعا کرنے کے آثار و برکات ہیں انہیں چند موضوعات میں بیان کریں گے۔

۱۔آثار وفوائد تواضع

۲۔معنی تواضع

۳۔انواع تواضع

آثار وفوائد تواضع

جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے چھ فائدے نظر آتے ہیں۔آثار مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔تجلیل خدا

کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجلیل خدا سفید بالوں والے مسلمان کا احترام ہے۔ [2]

وسائل میں حضرت فرماتے ہیں: بے شک تجلیل کی اقسام میں سے ایک قسم یہ ہے کہ بوڑھے مرد کا اکرام کرنا ہے۔ [3]

نیز آپؑ نے فرمایا: خدا کی تجلیل کی ایک قسم یہ ہے کہ سفید داڑھی والے مومن کا احترام کرنا، جس نے کسی

---

[1] بحار الانوار: ج ۷۵، ص ۲۱

[2] کافی: ج ۲، ص ۱۷۲

[3] صحیفہ سجادیہ: دعا نمبر ۲۷

مومن کا اکرام کیا اس نے خدا کی کرامت سے آغاز کیا اور جس نے سفید داڑھی والے کو حقیر سمجھا خدا اس کی موت سے پہلے اس کی طرف کسی کو بھیجے گا جو اسے حقیر سمجھے گا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا کہ آپؐ نے فرمایا: بوڑھے لوگوں کا احترام کرو کیونکہ یہ تجلیل خدا ہے۔[2]

(۲)۔روز قیامت خوف سے امان

وسائل میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بزرگ انسان کا احترام اس کے سن کی وجہ سے کرے خدا اسے روز قیامت خوف سے امان میں رکھے گا۔[3]

(۳)۔تقرب الٰہی

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جن چیزوں کو خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی نازل فرمائی۔ ان میں سے ایک ہے: اے داؤد! سب سے زیادہ خدا کے نزدیک بندے تواضع کرنے والے ہیں اور خدا سے دور ترین افراد وہ ہیں جو متکبر ہیں۔[4]

(۴)۔حضرت قائم علیہ السلام کے بعض حقوق

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن پر دوسرے مومن کے سات حق خدا نے واجب کئے ہیں ان میں سے ایک اس کی غیبت میں اسے تجلیل کرنا ہے۔[5]

---

[1] کافی: ج ۲، ص ۱۶۵

[2] وسائل الشیعہ: ج ۸، ص ۴۶۶

[3] وسائل الشیعہ: ج ۸، ص ۴۶۸

[4] کافی: ج ۲، ص ۱۲۳

[5] من لا یحضرہ الفقیہ: ج ۴، ص ۳۹۸

(۵)۔حصول محبت

جو شخص مولا قائم علیہ السلام کے لیے دعا کرتا ہے وہ مولا کے نزدیک محبوب ہوتا ہے کیونکہ یہ عمل احسان اور اظہار محبت ہے۔کسی تعظیم یا تکریم کرنے سے اس کے دل میں محبت کا بیج بویا جاتا ہے۔بلکہ لوگوں میں تواضع کی صفت پیدا ہوتی ہے۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں محبت کا موجب ہیں۔حسن خلق، اچھا برتاؤ، تواضع۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں محبت کا سبب ہیں۔قرض دینا، تواضع اور بخشش۔

(۶)۔خدا کے نزدیک رفعت و بلند مرتبہ

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، صدقہ صاحب صدقہ کے رزق میں اضافہ کرتا ہے۔پس صدقہ دو، خدا تم پر رحمت کرے گا، بے شک تواضع کرنے والے کو خدا کی بارگاہ میں رفعت بلندی حاصل کرتی ہے۔پس تواضع کرو کہ خدا تمہیں رفعت و بزرگی عطا کرے۔پس عفو کرو تا کہ خدا تمہیں عزت دے۔[۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: بے شک آسمان میں دو فرشتوں کو خدا نے مامور فرمایا کہ جو خدا کے لئے تواضع کرتا ہے۔اس کا مرتبہ بلند کرتے ہیں اور تکبر کرتا ہے اسے پست کرتے ہیں۔[۲]

اصول کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: فرمان خدا ہے: خدا نے پہاڑوں پر وحی فرمائی۔میں اپنے بندے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو پہاڑوں پر قرار دیا۔پہاڑوں نے قبول نہ کیا۔لیکن کوہ جودی نے تواضع کیا۔پس حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اس پر ٹھہری۔[۳]

---

[۱] کافی: ج۲، ۱۲۱

[۲] کافی: ج۲، ۱۲۲

[۳] کافی: ج۲، ۱۲۲

معنی تواضع

ہمیں معلوم ہو چا ہے کہ تواضع اور تکبر نفسیاتی کیفیت کا نام ہے ہر ایک سے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ تواضع یعنی ایک آدمی، اپنے آپ کو غیر کے سامنے حقیر سمجھتا ہے۔ تکبر یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ میں دوسروں کی نسبت بزرگ جلوہ کرے اور دوسرے کو اپنی نسبت حقیر سمجھتا ہو۔

اقسام تواضع

تواضع کی مختلف اقسام ہیں جیسے خدا کے لئے تواضع، انبیاء کے لئے تواضع، اولیاء خدا کے لئے تواضع، بوڑھوں کے لئے تواضع، والدین، معلم مومنین، علماء کے لئے تواضع، رہائش میں تواضع، غذا ولباس میں تواضع، چلنا، بات کرنا وغیرہ ان اقسام میں سے ہر قسم کے آثار ہیں۔

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا تواضع کی ایک قسم ہے۔

باپ کی بیٹے کے حق میں دعا، بھائی کی بھائی کے لئے دعا کرنا۔

فرشتوں کی زائر قبر امام حسین علیہ السلام کے لئے دعا۔

تمام صفات حضرت قائم علیہ السلام میں جمع ہیں کہ بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ وہ مومنین کا حقیقی بھائی ہے۔

۲۔ وہ مومنین کا حقیقی باپ ہے۔

۳۔ وہ پردیسی ہیں۔

۴۔ غیبت اور دوستان سے دوری۔

۵۔ آپؑ کے حقوق غضب ہونے کی وجہ سے وہ مظلوم ہیں۔

۶۔ آپ کی مقتولین کے خون کا ابھی تک انتقام نہیں لیا گیا۔

۷۔ ایمان۔

پس مومن کی دعا کرنے کے بہت سے آثار ہیں۔

سورۂ رحمٰن میں خدا فرماتا ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ.[1]

وہ (حوریں) ایسی ہوں گی جیسے یاقوت اور مرجان۔ پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۲۹۔امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کا ثواب

وہ امور کہ حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ایک یہ ہے کہ مولا مظلوم امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینا ہے۔ اس کا اتنا ثواب ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ پس خدا کو حسینؑ کی شناخت ہے۔ حسینؑ وہی ہیں جن کے بارے میں زیارت میں آیا ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا ثَارَ اللهِ وَ ابْنِ ثَارِهٖ.

آپ پر سلام ہو اے خون حسین کا انتقام لینے والے۔

امام حسین علیہ السلام کے خون کے بدلہ کا وظیفہ تمام مسلمانوں پر ہے۔ کیونکہ آپؑ کی ذات حقیقی باپ جیسی ہے۔ اس مطلب کا موید یہ آیت ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ.[2]

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں (حسنِ سلوک کرنے کا) تاکیدی حکم دیا۔

یہاں پر والدین سے مراد حسنین علیہما السلام ہیں چنانچہ زیارت عاشورا میں ہم پڑھتے ہیں:

وَاَنْ يَرْزُقَنِيْ طَلَبَ ثَارِيْ مَعَ اِمَامٍ هُدًى ظَاهِرٍ نَاطِقٍ بِالْحَقِّ مِنْكُمْ.[3]

مجھے نصیب کرے آپ کے خون کا بدلہ لینا اس امام کے ساتھ جو ہدایت دینے والا مددگار رہبر حق بات زبان

---

[1] سورۂ رحمٰن: ۶۰، ۶۱

[2] احقاف ۱۵

[3] المزار (للشهيد الاول)/181/ ومنها زيارة يوم عاشوراء قبل ان تزول الشمس من قرب او بعد..... ص: 178

پر لانے والا ہے

کامل الزیارات میں امام جعفر صادق علیہ السلام خدا کے اس فرمان "وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ-"[1] (اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو (قصاص کا) اختیار دے دیا ہے) کے بارے میں فرمایا: وہ قائم آل محمد علیہم السلام ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لے گا۔

۳۰۔ روز قیامت آپؑ کے نور کی درخشندگی

اس موضوع کے لئے دو مطلب بیان کریں۔ ایک یہ کہ روز قیامت مومن کا نور درخشاں ہوگا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مولا صاحب الزمان علیہ السلام کے لئے دعا کرنا ثبوت ایمان اور کمال حاصل ہوتا ہے۔[1] اس پر قرآنی آیات دلیل ہیں۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۔[2]

جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ذرا ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کریں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ روز قیامت لوگوں کے لئے ان کے ایمان کے مطابق نور تقسیم ہوگا۔ منافق کا نور خاموش ہوگا۔ منافقین مومنین سے التماس کریں گے کہ وہ اپنی جگہ کھڑے رہیں کہ وہ نور سے فائدہ اٹھا سکیں۔[3]

---

[1] سورۂ اسراء: ۳۳

[2] سورۂ حدید: ۱۳

[3] بحار الانوار: ج ۷، ص ۱۷۱

نیز امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! تو اور تیرے شیعہ جب اپنی اپنی قبروں سے باہر آئیں گے تو ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی مانند نورانی ہوں گے۔ اور سختی تم سے دور ہو جائے گی اور خدا کے عرش میں قرار دیا جائے گا۔ لوگ ڈریں گے اور خوف کی حالت میں ہوں گے۔ لیکن تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ لوگ غمگین ہوں گے لیکن تم پر کوئی غم نہیں ہوگا۔ لوگ حساب دیں گے اور تمہارے لئے وسیع نعمتوں کا باغ لگایا جائے گا۔ [1]

۳۱۔ ستر ہزار گناہ گاروں کی شفاعت

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے انبیاء وصدیقین داخل ہوں گے۔ دوسرے دروازے سے شہداء، صالحین داخل ہوں گے۔ باقی پانچ دروازوں میں شیعیان اور ان کے دوست داخل ہوں گے۔ میں ہمیشہ صراط مستقیم پر کھڑا ہوں گا اور دعا کروں گا۔ اے پروردگار! شیعیان اور دوستوں پر رحمت فرما۔ پس عرش کے باطن سے ندا آئے گی۔ تیری دعا مستجاب ہے۔ شیعوں کے لئے شفاعت کروں گا۔

پس ہمارا شیعہ ستر ہزار افراد ہمسائے اور دوسرے رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔ اور جن کے دلوں میں بغض آل محمد علیہم السلام نہ ہو ان کو بھی جنت میں داخل کریں گے۔ [2]

۳۲۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی دعا

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام روز قیامت اس کے حق میں دعا فرمائیں گے اور فرمائیں

---

[1] بحار الانوار: ج ۷، ص ۱۴۲

[2] بحار الانوار: ج ۸، ص ۱۲۱

گے: پروردگار! شیعیان اوران کے دوستوں کو سلامتی عطا فرما۔

۳۳۔ بے حساب جنت میں داخل ہونا

تحف العقول میں ایک روایت ہے میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے آخری وصیت جندب سے فرمائی۔ جو مومن ہمارے ماننے والوں کی مدد کرتا ہے وہ بے حساب جنت میں جاتا ہے۔[1]

۳۴۔ روز قیامت پیاس سے امان

مومن ان افراد میں سے ہوگا کہ جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیراب کریں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ روز قیامت بہت سے پرچم ہوں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس ایک پرچم میرے پاس آئے گا کہ ان کے افراد کے رخسار بجلی کی مانند چمکتے ہوئے ہوں گے۔ ان سے کہوں گا کہ تم کون ہو؟

وہ کہے گا ہم امت محمدیؐ میں سے اہل کلمہ توحید اور تقویٰ ہیں۔ ہم وہ ہیں کہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ ہم آل رسولؐ سے محبت کرتے تھے۔ ان کی ہر قسم کی مدد کرتے تھے۔ ان کے دشمنوں سے جنگ کی۔ پس ان کو بشارت دی جائے گی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں ایسے ہی تھے۔ جیسا تم نے اقرار کیا ہے پھر ان کو پینے کا حوض سے پانی دوں گا اور وہ سیراب ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے سے محبت و مسرور کا اظہار کریں گے پس اس کے بعد وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

---

[1] تحف العقول: ۲۲۴

۳۵۔ جاویداں جنت

جیسا کہ پہلے آپ حدیث میں جان چکے ہیں کہ یہ دعا کمال کا سبب اور ایمان کی پائیداری کا باعث ہے اور بے شک ایمان جاویداں جنت کا سبب ہے۔

۳۶۔ ابلیس کے چہرے پر خراش

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے اسحاق! جتنا ہو سکے میرے دوستوں سے نیکی کر کیونکہ جب ایک مومن دوسرے مومن کی مدد کرتا ہے تو شیطان کے چہرے پر خراش آتی ہے اور اس کا دل زخمی ہوتا ہے۔

۳۷۔ روز قیامت میں خاص تحفہ وہدیہ

اصول کافی میں مفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: بے شک مومن اپنے بھائی کو تحفہ دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ تحفہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جگہ دینا تا کہ وہ بیٹھے، غذا دینا، لباس دینا، سلام کرنا، پس وہ جنت میں جائے گا۔ خدا جنت کو وحی فرمائے گا۔ میں نے تیری خوراک کو اہل دنیا پر حرام کیا۔ سوائے انبیاء و اوصیاء کے۔ جب روز قیامت ہوگی خدا جنت سے وحی فرمائے گا۔ کہ میرے دوستوں کو دو برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس وقت جنت کا لباس اور حوریں باہر آئیں گے۔

پھر زیر عرش آواز آئے گی۔ بے شک وہی خدا ہے جس نے اس کو اس لئے حرام کیا کہ جس نے جنت کی غذا

کھائی ہو۔ اس وقت دست دراز کریں گے اور کھائیں گے۔ [1]

۳۸۔جنتی خدمت گزار

جنت میں خدا جنتی افراد کے لئے خدمت گزار مامور کرے گا۔ کیونکہ دعا نیکی اور احسان ہے۔ اصول کافی میں زید بن ارقم سے ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں جو شخص کسی دینی بھائی کی خدا کے لئے مدد کرے یا اس پر مہربانی کرے تو روز قیامت جنت میں خدا اسے خدمت گزار نصیب فرمائے گا۔ [2]

۳۹۔خدا وسیع سایہ

حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے دعا کرنے والا روز قیامت خدا کے وسیع سائے میں ہوگا۔ جب وہ آپؑ کے دعا میں مشغول ہوتا ہے۔ رحمت الٰہی اس پر نازل ہوتی ہے۔ اصول کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مومن بھائی کے ساتھ ایک کلمہ سے احترام کرتا ہے اس کلمہ کے ذریعے اس پر لطف ہوگی۔ اور ہمیشہ خدا کے سائے میں ہوگا۔ [3]

۴۰۔مومن سے خیر خواہی کا ثواب

اصول کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: مومن کے لئے واجب ہے کہ وہ

---

[1] کافی: ج ۲، ص ۴۰۷

[2] کافی: ج ۲، ص ۴۰۶

[3] کافی: ج ۲، ص ۴۰۶

مومن کے حاضر وغائب میں خیر خواہ ہوں۔ [1]

حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ رضائے الٰہی کے لئے مخلوق سے خیر خواہی کا اظہار کرو۔ [2]

آپ ہی سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت لوگوں میں خدا کے نزدیک عظیم ترین وہ شخص ہے جو خدا کی مخلوق سے نصیحت اور خیر خواہی کرتا ہو۔ [3]

۴۱۔ فرشتوں کا حاضر ہونا

جس مجلس میں حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا ہوتی ہے۔ اس جگہ پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمام مجالس میں دعا کرنے والے لوگوں کے لئے فرشتے بھی دعا کرتے ہیں۔ اس مطلب پر چند روایات ہیں:

بحار میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر تمہارا جنت کے باغات سے گزرنا ہو تو اس میں گردش کریں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ذکر کی زنجیر کہ فرشتوں کا ایک کاروان ہے جو دائرہ میں ذکر خدا کرتے ہیں۔ [4]

اس حدیث سے چند نکات ملتے ہیں:

- ۱۔ مجالس ذکر سے مراد جنتی باغات ہیں یعنی جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں وہاں فرشتے آتے ہیں۔

۲۔ مومنین کے لئے مستحب ہے کہ وہ اجتماعی دعا کریں۔

اصول کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی تین افراد جمع ہوتے ہیں تو وہاں فرشتوں کا

[1] کافی: ج ۲، ص ۲۰۸
[2] کافی: ج ۲، ص ۲۰۸
[3] کافی: ج ۲، ص ۲۰۸
[4] بحار الانوار: ج ۱، ص ۲۰۵

نزول ہوتا ہے۔ پس اگر دعائے خیر کریں تو وہ آمین کہتے ہیں، اگر شر کی مجلس ہو تو وہ خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے چاہیے کہ خدا ان سے شر کو دور کرے اور اللہ کی درگاہ میں شفاعت کرتے ہیں۔ [1]

۳۔ ذکر و دعا کی مجالس میں شرکت کرنا مستحب ہے۔

بحار میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مجلس علم و ذکر ہو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے: ان کیلئے ثواب لکھ لو۔ [2]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جس مجلس میں ہماری احادیث بیان ہوں جس دن دل مردہ ہوں اس دن کا دل نہیں مرے گا۔

۴۲۔ مباہات خداوند

خداوند عالم اس عمل یعنی حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا سے اس کے فرشتے مباہات کرتے ہیں۔

۴۳۔ فرشتوں کا استغفار کرنا

بحار الانوار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے داؤد بن سرحان سے فرمایا: اے داؤد! میرے سلام میرے دوستوں اور پیروکاروں کو پہچانا۔ خدا ایسے انسان پر رحمت کرے جو ہمارے نام پر مذاکرہ منعقد کرتا ہے۔ ان میں تیسرا فرشتہ ہوتا ہے جو دو افراد کے لئے دعا کرتا ہے۔ جب دو افراد مل کر بیٹھتے ہیں اور ہمارا ذکر کرتے ہیں، اس پر خدا فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ پس جب بھی جمع ہو ہماری احادیث بیان کر اور ہماری ذکر کا مذاکرہ برپا

---

[1] کافی: ج ۲، ص ۱۸۷

[2] کافی: ج ۲، ص ۲۸۷

کرواورلوگوں کوہماری طرف دعوت دو۔[1]

۴۴۔ائمہ کے بعد بہترین لوگ

جولوگ ائمہ کی ذکر کوزندہ کرتے ہیں اورلوگوں کوان کی طرف دیتے ہیں۔اس سے ائمہ کے آثار و برکات باقی رہتے ہیں۔درحقیقت دین کی بقااسی میں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ عمل باقی مستحب اعمال سے بہتر ہے۔خاص کر زمانہ غیبت میں۔اگر مومنین اکٹھے بیٹھ کر ذکر اہل بیت علیہم السلام بر پا کریں۔علوم آل محمد علیہم السلام کی نشر و اشاعت اور مومنین سے حقائق کو بیان کرنا،ایک قسم کی اہل بیت علیہم السلام کی مدد شمار ہوتی ہے۔

۴۵۔اولی الامر کی اطاعت

یہ دعااولی الامر کی اطاعت ہےاور یہ بہترین چیز ہے جس سے انسان کوتقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے خداوند عالم فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ[2]

اے ایمان والواطاعت کرواللہ کی اوراطاعت کرورسول کی اوران لوگوں کی جوتم میں سے صاحبانِ امر ہیں(فرمان روائی کے حقدار ہیں)۔

اولی الامر سے مراداہل بیت علیہم السلام ہیں۔شیعہ وسنی روایات میں ملتا ہے کہ اس آیت میں اولی الامر سے مراد محمد وآل محمد علیہم السلام ہے۔کافی،غیبت نعمانی،کمال الدین،غایہ المرام،تفسیر برہان،بحار،مناقب وغیرہ میں ذیل آیت

[1] بحارالانوار: ج۱،ص ۲۰۰

[2] سورۂ نساء:۵۹

میں بحث کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ.

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا اور رسول کو ہم جانتے ہیں لیکن اولی الامر سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے فرمایا: وہ میرے ائمہ ہیں اے جابر! اور میرے بعد مسلمین کے ائمہ ہیں۔ ان میں سے پہلے علیؑ پھر حسنؑ، پھر حسینؑ، پھر علیؑ بن حسینؑ، پھر محمدؑ بن علیؑ جو تورات میں باقر علیہ السلام کے نام معروف ہیں۔

اے جابر! تو ان کا زمانہ پائے گا۔ پس جب تو ان کی ملاقات کرے تو میرے سلام دینا۔ پھر محمدؑ بن علیؑ، پھر علیؑ بن محمدؑ، پھر حسنؑ بن علیؑ اور وہ کہ جس کے ہاتھوں خدا مشرق و مغرب کو فتح کرے گا۔ [1]

نیز ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت "يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ [2]

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام و حضرت فاطمہؑ کی اولاد سے ائمہ ہیں۔

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کرنا ان کی اطاعت کا مصداق ہے۔

۴۶۔ خدا کی خوشنودی

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا سرور کا موجب اور رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ جب مومن امام کے حق میں دعا کرتا ہے تو امام خوش ہوتے ہیں اور امام کی خوشحالی خدا اور رسولؐ کی خوشحالی ہے۔

اصول کافی میں ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے: میں نے سنا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول

---

[1] تفسیر برہان: ج۱، ص۳۸۱

[2] تفسیر برہان: ج۱، ص۳۸۴

خدا ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی مومن کو خوشحال کرتا ہے اس نے مجھے خوشحال کیا اور جس نے مجھے خوشحال کیا در حقیقت اس نے خدا کو خوشحال کیا۔ [۱]

۴۷۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا سبب

امام صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے فرمایا: جس نے کسی مومن کو سرور کیا خدا کی قسم اس نے ہمیں مسرور کیا بلکہ خدا کی قسم رسول خدا ﷺ کو خوشحال کیا۔ [۲]

اصول کافی میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کسی مومن کی حاجت کو پورا کرنا تو خود مومن زیادہ خوشحال ہوتا ہے۔ [۳]

۴۸۔ محبوب ترین اعمال

یہ اعمال خدا کی طرف سے محبوب ترین عمل ہے جس سے امام کی خوشحالی ہوتی ہے۔ اصول کافی میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا ﷺ نے فرمایا: بے شک خدا کے نزدیک محبوب ترین عمل مومنین کو خوش کرنا ہے۔ [۴]

---

[۱] کافی: ج۱، ص۱۸۸

[۲] کافی: ج۱، ص۱۸۸

[۳] کافی: ج۱، ص۱۹۵

[۴] کافی: ج۱، ص۱۸۸

۴۹۔عالم برزخ وقیامت میں مونس

اصول کافی میں سدیر صیرفی سے نقل ہوا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے ایک طولانی حدیث میں فرمایا: جب خدا مومن کو قبر سے اٹھائے گا اس حالت میں نکلتا ہے کہ آگے آگے راہ چلتا ہے جب روز قیامت کا ہولناک ماحول کو دیکھتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے۔ ڈرو مت خدا کی طرف سے تمہیں خوشخبری ہو۔

پس اس کا حساب آسان ہوتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے وہ شخص کہتا ہے خدا رحمت کرے کہ تو نے مجھے خوش کیا اور کرامت الٰہی کی خوشخبری دی ہے۔ [1]

۵۰۔بہترین اعمال

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا اہل ایمان کے لئے موجب سرور ہے۔ مومن کو خوشحال کرنا بہترین اعمال میں سے ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام بن علی سے روایت ہے: میرے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نماز کے بعد بہترین عمل مومن کو خوش کرنا ہے کہ اس میں معصیت نہ ہو۔ میں نے دیکھا ایک غلام کتے کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔

اس کے بارے میں میں نے پوچھا تو اس نے کہا: اے فرزند رسولؐ! میں غمگین ہوں اور اس کتے کے ساتھ کھانا کھا کر خوش ہوتا ہوں کیونکہ اس کا مالک یہودی ہے اور اس سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

پس امام حسین علیہ السلام اس کے مالک کے پاس گئے اور دو سو دینار دے کر اس غلام کو آزاد کر دیا۔

غلام نے کہا: آپ پر قربان جاؤں۔ یہ باغ اس مالک کو دوں گا اور تمہاری رقم واپس کر دوں گا۔

امام نے فرمایا: میں نے تجھے رقم بخش دی۔

---

[1] کافی: ج۱، ص۱۸۹

اس نے عرض کیا: میں نے رقم کو قبول کیا اور اسے غلام کو بخشتا ہوں۔
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے غلام کو آزاد کیا اور سب کچھ اسے بخش دیا۔
اس وقت اس کی بیوی نے کہا: میں مسلمان ہو گئی ہوں۔ میں نے اپنا حق مہر اپنے شوہر کو بخشا۔
یہودی نے کہا: میں بھی مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے یہ گھر اپنی بیوی کو بخش دیا ہے۔[1]

۵۱۔ زوال غم کا باعث

ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ مومن کو خوشحال کرنا غم واندوہ زائل ہوتے ہیں اور شادمانی ونشاط حاصل ہوتی ہے۔

۵۲۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام کی دعا

جو امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کرتا ہے اس کے لئے اس دعا کے کئی فوائد وآثار ہیں:
۱۔ دعا اور طلب صلوات ہر روز۔
۲۔ خدا کی طرف سے ان پر سلام۔
۳۔ ان کے گناہ کی مغفرت۔
۴۔ ان کے امور کی اصلاح۔
۵۔ جنت میں ائمہ کا ہمسایہ ہونا۔
اس مطلب پر امام سجادؑ کی دعائے عرفہ دلیل ہے کہ دعا کرنے کے بعد مولا صاحب الزمان علیہ السلام کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔

[1] بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۹۶

(1) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (2) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ، رَبَّ الْاَرْبَابِ، وَ اِلَهَ كُلِّ مَأْلُوهٍ، وَ خَالِقَ كُلِّ مَخْلُوقٍ، وَ وَارِثَ كُلِّ شَيْءٍ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُ عِلْمُ شَيْءٍ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبٌ۔ (3) اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الْاَحَدُ الْمُتَوَحِّدُ الْفَرْدُ الْمُتَفَرِّدُ (4) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الْكَرِيمُ الْمُتَكَرِّمُ، الْعَظِيمُ الْمُتَعَظِّمُ، الْكَبِيرُ الْمُتَكَبِّرُ (5) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الْعَلِيُّ الْمُتَعَالِ، الشَّدِيدُ الْمِحَالِ (6) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔ (7) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، الْقَدِيمُ الْخَبِيرُ (8) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الْكَرِيمُ الْاَكْرَمُ، الدَّائِمُ الْاَدْوَمُ، (9) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الْاَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ اَحَدٍ، وَ الْاٰخِرُ بَعْدَ كُلِّ عَدَدٍ (10) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الدَّانِي فِي عُلُوِّهِ، وَ الْعَالِي فِي دُنُوِّهِ (11) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، ذُو الْبَهَاءِ وَ الْمَجْدِ، وَ الْكِبْرِيَاءِ وَ الْحَمْدِ (12) وَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، الَّذِي اَنْشَأْتَ الْاَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ سِنْخٍ، وَ صَوَّرْتَ مَا صَوَّرْتَ مِنْ غَيْرِ مِثَالٍ، وَ ابْتَدَعْتَ الْمُبْتَدَعَاتِ بِلَا احْتِذَاءٍ۔ (13) اَنْتَ الَّذِي قَدَّرْتَ كُلَّ شَيْءٍ تَقْدِيراً، وَ يَسَّرْتَ كُلَّ شَيْءٍ تَيْسِيراً، وَ دَبَّرْتَ مَا دُونَكَ تَدْبِيراً (14) اَنْتَ الَّذِي لَمْ يُعِنْكَ عَلَى خَلْقِكَ شَرِيكٌ، وَلَمْ يُوَازِرْكَ فِي اَمْرِكَ وَزِيرٌ، وَلَمْ يَكُنْ لَكَ مُشَاهِدٌ وَلَا نَظِيرٌ۔ (15) اَنْتَ الَّذِي اَرَدْتَ فَكَانَ حَتْماً مَا اَرَدْتَ، وَ قَضَيْتَ فَكَانَ عَدْلاً مَا قَضَيْتَ، وَ حَكَمْتَ فَكَانَ نِصْفاً مَا حَكَمْتَ۔ (16) اَنْتَ الَّذِي لَا يَحْوِيكَ مَكَانٌ، وَلَمْ يَقُمْ لِسُلْطَانِكَ سُلْطَانٌ، وَلَمْ يُعْيِكَ بُرْهَانٌ وَلَا بَيَانٌ۔ (17) اَنْتَ الَّذِي اَحْصَيْتَ كُلَّ شَيْءٍ عَدَداً، وَ جَعَلْتَ لِكُلِّ شَيْءٍ اَمَداً، وَ قَدَّرْتَ كُلَّ شَيْءٍ تَقْدِيراً۔ (18) اَنْتَ الَّذِي قَصُرَتِ الْاَوْهَامُ عَنْ ذَاتِيَّتِكَ، وَ عَجَزَتِ الْاَفْهَامُ

عَنْ كَيْفِيَّتِكَ. وَلَمْ تُدْرِكِ الْاَبْصَارُ مَوْضِعَ اَيْنِيَّتِكَ۔ (19) اَنْتَ الَّذِى لَا تُحَدُّ فَتَكُوْنَ مَحْدُوداً. وَلَمْ تُمَثَّلْ فَتَكُوْنَ مَوْجُوداً. وَلَمْ تَلِدْ فَتَكُوْنَ مَوْلُوداً۔ (20) اَنْتَ الَّذِى لَا ضِدَّ مَعَكَ فَيُعَانِدَكَ. وَ لَا عِدْلَ لَكَ فَيُكَاثِرَكَ. وَ لَا نِدَّ لَكَ فَيُعَارِضَكَ۔ (21) اَنْتَ الَّذِى ابْتَدَاَ. وَاخْتَرَعَ. وَاسْتَحْدَثَ. وَابْتَدَعَ. وَاَحْسَنَ صُنْعَ مَا صَنَعَ۔ (22) سُبْحَانَكَ مَا اَجَلَّ شَأْنَكَ. وَ اَسْنَى فِي الْاَمَاكِنِ مَكَانَكَ. وَ اَصْدَعَ بِالْحَقِّ فُرْقَانَكَ (23) سُبْحَانَكَ مِنْ لَطِيفٍ مَا اَلْطَفَكَ. وَ رَءُوفٍ مَا اَرْاَفَكَ. وَ حَكِيمٍ مَا اَعْرَفَكَ (24) سُبْحَانَكَ مِنْ مَلِيكٍ مَا اَمْنَعَكَ. وَ جَوَادٍ مَا اَوْسَعَكَ. وَ رَفِيعٍ مَا اَرْفَعَكَ ذُو الْبَهَاءِ وَ الْمَجْدِ وَ الْكِبْرِيَاءِ وَ الْحَمْدِ۔ (25) سُبْحَانَكَ بَسَطْتَ بِالْخَيْرَاتِ يَدَكَ. وَ عُرِفَتِ الْهِدَايَةُ مِنْ عِنْدِكَ. فَمَنِ الْتَمَسَكَ لِدِيْنٍ اَوْ دُنْيَا وَجَدَكَ (26) سُبْحَانَكَ خَضَعَ لَكَ مَنْ جَرَى فِي عِلْمِكَ. وَ خَشَعَ لِعَظَمَتِكَ مَا دُوْنَ عَرْشِكَ. وَ انْقَادَ لِلتَّسْلِيمِ لَكَ كُلُّ خَلْقِكَ (27) سُبْحَانَكَ لَا تُحَسُّ وَ لَا تُجَسُّ وَ لَا تُمَسُّ وَ لَا تُكَادُ وَ لَا تُمَاطُ وَ لَا تُنَازَعُ وَ لَا تُجَارَى وَ لَا تُمَارَى وَ لَا تُخَادَعُ وَ لَا تُمَاكَرُ (28) سُبْحَانَكَ سَبِيلُكَ جَدَدٌ. وَ اَمْرُكَ رَشَدٌ. وَ اَنْتَ حَيٌّ صَمَدٌ۔ (29) سُبْحَانَكَ قَوْلُكَ حُكْمٌ. وَ قَضَاؤُكَ حَتْمٌ. وَ اِرَادَتُكَ عَزْمٌ۔ (30) سُبْحَانَكَ لَا رَادَّ لِمَشِيَّتِكَ. وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِكَ۔ (31) سُبْحَانَكَ بَاهِرَ الْآيَاتِ. فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ. بَارِءَ النَّسَمَاتِ (32) لَكَ الْحَمْدُ حَمْداً يَدُومُ بِدَوَامِكَ (33) وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْداً خَالِداً بِنِعْمَتِكَ۔ (34) وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْداً يُوَازِي صُنْعَكَ (35) وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْداً يَزِيدُ عَلَى رِضَاكَ۔ (36) وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْداً مَعَ حَمْدِ كُلِّ حَامِدٍ. وَشُكْراً يَقْصُرُ عَنْهُ شُكْرُ كُلِّ شَاكِرٍ (37) حَمْداً لَا يَنْبَغِي اِلَّا لَكَ. وَ لَا يُتَقَرَّبُ بِهِ اِلَّا اِلَيْكَ (38) حَمْداً يُسْتَدَامُ بِهِ الْاَوَّلُ. وَ يُسْتَدْعَى بِهِ دَوَامُ الْآخِرِ۔ (39) حَمْداً يَتَضَاعَفُ عَلَى كُرُورِ الْاَزْمِنَةِ. وَ يَتَزَايَدُ اَضْعَافاً

مُتَرَادِفَةً. (40) حَمْداً يَعْجِزُ عَنْ إِحْصَائِهِ الْحَفَظَةُ، وَ يَزِيدُ عَلَى مَا أَحْصَتْهُ فِي كِتَابِكَ الْكَتَبَةُ (41) حَمْداً يُوازِنُ عَرْشَكَ الْمَجِيدَ وَيُعَادِلُ كُرْسِيَّكَ الرَّفِيعَ. (42) حَمْداً يَكْمُلُ لَدَيْكَ ثَوَابُهُ، وَ يَسْتَغْرِقُ كُلَّ جَزَاءٍ جَزَاؤُهُ (43) حَمْداً ظَاهِرُهُ وَفْقٌ لِبَاطِنِهِ، وَ بَاطِنُهُ وَفْقٌ لِصِدْقِ النِّيَّةِ (44) حَمْداً لَمْ يَحْمَدْكَ خَلْقٌ مِثْلَهُ، وَ لَا يَعْرِفُ أَحَدٌ سِوَاكَ فَضْلَهُ (45) حَمْداً يُعَانُ مَنِ اجْتَهَدَ فِي تَعْدِيدِهِ، وَ يُؤَيَّدُ مَنْ أَغْرَقَ نَزْعاً فِي تَوْفِيَتِهِ. (46) حَمْداً يَجْمَعُ مَا خَلَقْتَ مِنَ الْحَمْدِ، وَ يَنْتَظِمُ مَا أَنْتَ خَالِقُهُ مِنْ بَعْدُ. (47) حَمْداً لَا حَمْدَ أَقْرَبُ إِلَى قَوْلِكَ مِنْهُ، وَ لَا أَحْمَدَ مِمَّنْ يَحْمَدُكَ بِهِ. (48) حَمْداً يُوجِبُ بِكَرَمِكَ الْمَزِيدَ بِوُفُورِهِ، وَ تَصِلُهُ بِمَزِيدٍ بَعْدَ مَزِيدٍ طَوْلًا مِنْكَ (49) حَمْداً يَجِبُ لِكَرَمِ وَجْهِكَ، وَ يُقَابِلُ عِزَّ جَلَالِكَ. (50) رَبِّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ الْمُنْتَجَبِ الْمُصْطَفَى الْمُكَرَّمِ الْمُقَرَّبِ، أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ، وَ بَارِكْ عَلَيْهِ أَتَمَّ بَرَكَاتِكَ، وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِ أَمْتَعَ رَحَمَاتِكَ. (51) رَبِّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، صَلَاةً زَاكِيَةً لَا تَكُونُ صَلَاةٌ أَزْكَى مِنْهَا، وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً نَامِيَةً لَا تَكُونُ صَلَاةٌ أَنْمَى مِنْهَا، وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً رَاضِيَةً لَا تَكُونُ صَلَاةٌ فَوْقَهَا. (52) رَبِّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، صَلَاةً تُرْضِيهِ وَ تَزِيدُ عَلَى رِضَاهُ، وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً تُرْضِيكَ وَ تَزِيدُ عَلَى رِضَاكَ لَهُ وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً لَا تَرْضَى لَهُ إِلَّا بِهَا، وَ لَا تَرَى غَيْرَهُ لَهَا أَهْلًا. (53) رَبِّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلَاةً تُجَاوِزُ رِضْوَانَكَ، وَ يَتَّصِلُ اتِّصَالُهَا بِبَقَائِكَ، وَ لَا يَنْفَدُ كَمَا لَا تَنْفَدُ كَلِمَاتُكَ. (54) رَبِّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، صَلَاةً تَنْتَظِمُ صَلَوَاتِ مَلَائِكَتِكَ وَ أَنْبِيَائِكَ وَ رُسُلِكَ وَ أَهْلِ طَاعَتِكَ، وَ تَشْتَمِلُ عَلَى صَلَوَاتِ عِبَادِكَ مِنْ جِنِّكَ وَ إِنْسِكَ وَ أَهْلِ إِجَابَتِكَ، وَ تَجْتَمِعُ عَلَى صَلَاةِ كُلِّ مَنْ ذَرَأْتَ وَ بَرَأْتَ مِنْ أَصْنَافِ خَلْقِكَ. (55) رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، صَلَاةً تُحِيطُ بِكُلِّ صَلَاةٍ سَالِفَةٍ وَ مُسْتَأْنَفَةٍ، وَ صَلِّ

عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ، صَلَاةً مَرْضِيَّةً لَكَ وَلِمَنْ دُوْنَكَ، وَ تُنْشِئُ مَعَ ذٰلِكَ صَلَوَاتٍ تُضَاعِفُ مَعَهَا تِلْكَ الصَّلَوَاتِ عِنْدَهَا، وَ تَزِيْدُهَا عَلٰى كُرُوْرِ الْاَيَّامِ زِيَادَةً فِيْ تَضَاعِيفَ لَا يَعُدُّهَا غَيْرُكَ. (56) رَبِّ صَلِّ عَلٰى اَطَايِبِ اَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِيْنَ اخْتَرْتَهُمْ لِاَمْرِكَ، وَ جَعَلْتَهُمْ خَزَنَةَ عِلْمِكَ، وَ حَفَظَةَ دِيْنِكَ، وَ خُلَفَاءَكَ فِيْ اَرْضِكَ، وَ حُجَجَكَ عَلٰى عِبَادِكَ، وَ طَهَّرْتَهُمْ مِنَ الرِّجْسِ وَ الدَّنَسِ تَطْهِيْراً بِاِرَادَتِكَ، وَجَعَلْتَهُمُ الْوَسِيْلَةَ اِلَيْكَ، وَالْمَسْلَكَ اِلٰى جَنَّتِكَ (57) رَبِّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ، صَلَاةً تُجْزِلُ لَهُمْ بِهَا مِنْ نِحَلِكَ وَ كَرَامَتِكَ، وَتُكْمِلُ لَهُمُ الْاَشْيَاءَ مِنْ عَطَايَاكَ وَ نَوَافِلِكَ، وَ تُوَفِّرُ عَلَيْهِمُ الْحَظَّ مِنْ عَوَائِدِكَ وَ فَوَائِدِكَ. (58) رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ صَلَاةً لَا اَمَدَ فِيْ اَوَّلِهَا، وَلَا غَايَةَ لِاَمَدِهَا، وَلَا نِهَايَةَ لِاٰخِرِهَا. (59) رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِمْ زِنَةَ عَرْشِكَ وَمَا دُوْنَهُ، وَمِلْءَ سَمٰوَاتِكَ وَمَا فَوْقَهُنَّ، وَ عَدَدَ اَرَضِيْكَ وَمَا تَحْتَهُنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ، صَلَاةً تُقَرِّبُهُمْ مِنْكَ زُلْفٰى، وَ تَكُوْنُ لَكَ وَ لَهُمْ رِضًى، وَ مُتَّصِلَةً بِنَظَائِرِهِنَّ اَبَداً. (60) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَيَّدْتَ دِيْنَكَ فِيْ كُلِّ اَوَانٍ بِاِمَامٍ اَقَمْتَهُ عَلَماً لِعِبَادِكَ، وَ مَنَاراً فِيْ بِلَادِكَ بَعْدَ اَنْ وَصَلْتَ حَبْلَهُ بِحَبْلِكَ، وَ جَعَلْتَهُ الذَّرِيْعَةَ اِلٰى رِضْوَانِكَ، وَ افْتَرَضْتَ طَاعَتَهُ، وَ حَذَّرْتَ مَعْصِيَتَهُ، وَ اَمَرْتَ بِامْتِثَالِ اَوَامِرِهٖ، وَ الْاِنْتِهَاءِ عِنْدَ نَهْيِهٖ، وَ اَلَّا يَتَقَدَّمَهُ مُتَقَدِّمٌ، وَ لَا يَتَاَخَّرَ عَنْهُ مُتَاَخِّرٌ فَهُوَ عِصْمَةُ اللَّائِذِيْنَ، وَ كَهْفُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ عُرْوَةُ الْمُتَمَسِّكِيْنَ، وَبَهَاءُ الْعَالَمِيْنَ. (61) اَللّٰهُمَّ فَاَوْزِعْ لِوَلِيِّكَ شُكْرَ مَا اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَيْهِ، وَاَوْزِعْنَا مِثْلَهُ فِيْهِ، وَآتِهٖ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَاناً نَصِيْراً، وَ افْتَحْ لَهُ فَتْحاً يَسِيْراً، وَ اَعِنْهُ بِرُكْنِكَ الْاَعَزِّ، وَ اشْدُدْ اَزْرَهُ، وَ قَوِّ عَضُدَهُ، وَ رَاعِهٖ بِعَيْنِكَ، وَ احْمِهٖ بِحِفْظِكَ وَ انْصُرْهُ بِمَلَائِكَتِكَ، وَ امْدُدْهُ بِجُنْدِكَ الْاَغْلَبِ. (62) وَ اَقِمْ بِهٖ كِتَابَكَ وَ حُدُوْدَكَ وَ شَرَائِعَكَ وَ سُنَنَ رَسُوْلِكَ، صَلَوَاتُكَ اَللّٰهُمَّ

عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ اَحْيِ بِهِ مَا اَمَاتَهُ الظَّالِمُوْنَ مِنْ مَعَالِمِ دِيْنِكَ. وَ اجْلُ بِهِ صَدَاءَ
الْجَوْرِ عَنْ طَرِيقَتِكَ. وَ اَبِنْ بِهِ الضَّرَّاءَ مِنْ سَبِيلِكَ. وَ اَزِلْ بِهِ النَّاكِبِيْنَ عَنْ
صِرَاطِكَ. وَ امْحَقْ بِهِ بُغَاةَ قَصْدِكَ عِوَجاً (63) وَ اَلِنْ جَانِبَهُ لِاَوْلِيَائِكَ. وَ ابْسُطْ
يَدَهُ عَلَى اَعْدَائِكَ. وَ هَبْ لَنَا رَأْفَتَهُ. وَ رَحْمَتَهُ وَ تَعَطُّفَهُ وَ تَحَنُّنَهُ. وَ اجْعَلْنَا لَهُ
سَامِعِيْنَ مُطِيعِيْنَ. وَ فِي رِضَاهُ سَاعِيْنَ. وَ اِلَى نُصْرَتِهِ وَ الْمُدَافَعَةِ عَنْهُ
مُكْنِفِيْنَ. وَ اِلَيْكَ وَ اِلَى رَسُولِكَ صَلَوَاتُكَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِذٰلِكَ
مُتَقَرِّبِيْنَ. (64) اَللّٰهُمَّ وَ صَلِّ عَلَى اَوْلِيَائِهِمُ الْمُعْتَرِفِيْنَ بِمَقَامِهِمُ.
الْمُتَّبِعِيْنَ مَنْهَجَهُمْ. الْمُقْتَفِيْنَ آثَارَهُمْ. الْمُسْتَمْسِكِيْنَ بِعُرْوَتِهِمْ.
الْمُتَمَسِّكِيْنَ بِوِلَايَتِهِمْ. الْمُؤْتَمِّيْنَ بِاِمَامَتِهِمْ. الْمُسَلِّمِيْنَ لِاَمْرِهِمْ.
الْمُجْتَهِدِيْنَ فِي طَاعَتِهِمْ. الْمُنْتَظِرِيْنَ اَيَّامَهُمْ. الْمَادِّيْنَ اِلَيْهِمْ اَعْيُنَهُمْ.
الصَّلَوَاتِ الْمُبَارَكَاتِ الزَّاكِيَاتِ النَّامِيَاتِ الْغَادِيَاتِ الرَّائِحَاتِ. (65) وَ
سَلِّمْ عَلَيْهِمْ وَ عَلَى اَرْوَاحِهِمْ. وَ اجْمَعْ عَلَى التَّقْوَى اَمْرَهُمْ. وَ اَصْلِحْ لَهُمْ
شُئُوْنَهُمْ. وَ تُبْ عَلَيْهِمْ. اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. وَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ. وَ
اجْعَلْنَا مَعَهُمْ فِي دَارِ السَّلَامِ بِرَحْمَتِكَ. يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (66) اَللّٰهُمَّ هٰذَا
يَوْمُ عَرَفَةَ يَوْمٌ شَرَّفْتَهُ وَ كَرَّمْتَهُ وَ عَظَّمْتَهُ. نَشَرْتَ فِيهِ رَحْمَتَكَ. وَ مَنَنْتَ فِيهِ
بِعَفْوِكَ. وَ اَجْزَلْتَ فِيهِ عَطِيَّتَكَ. وَ تَفَضَّلْتَ بِهِ عَلَى عِبَادِكَ. (67) اَللّٰهُمَّ وَ اَنَا
عَبْدُكَ الَّذِي اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ قَبْلَ خَلْقِكَ لَهُ وَ بَعْدَ خَلْقِكَ اِيَّاهُ. فَجَعَلْتَهُ مِمَّنْ
هَدَيْتَهُ لِدِيْنِكَ. وَ وَفَّقْتَهُ لِحَقِّكَ. وَ عَصَمْتَهُ بِحَبْلِكَ. وَ اَدْخَلْتَهُ فِي حِزْبِكَ. وَ
اَرْشَدْتَهُ لِمُوَالَاةِ اَوْلِيَائِكَ. وَ مُعَادَاةِ اَعْدَائِكَ. (68) ثُمَّ اَمَرْتَهُ فَلَمْ يَأْتَمِرْ. وَ
زَجَرْتَهُ فَلَمْ يَنْزَجِرْ. وَ نَهَيْتَهُ عَنْ مَعْصِيَتِكَ. فَخَالَفَ اَمْرَكَ اِلَى نَهْيِكَ. لَا
مُعَانَدَةً لَكَ. وَ لَا اسْتِكْبَاراً عَلَيْكَ. بَلْ دَعَاهُ هَوَاهُ اِلَى مَا زَيَّلْتَهُ وَ اِلَى مَا

حَذَّرْتَهُ، وَ اَعَانَهُ عَلَى ذٰلِكَ عَدُوُّكَ وَ عَدُوُّهُ. فَاَقْدَمَ عَلَيْهِ عَارِفاً بِوَعِيدِكَ، رَاجِياً لِعَفْوِكَ، وَاثِقاً بِتَجَاوُزِكَ، وَ كَانَ اَحَقَّ عِبَادِكَ مَعَ مَا مَنَنْتَ عَلَيْهِ اَلَّا يَفْعَلَ. (69) وَ هَا اَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ صَاغِراً ذَلِيلًا خَاضِعاً خَاشِعاً خَائِفاً، مُعْتَرِفاً بِعَظِيمٍ مِنَ الذُّنُوبِ تَحَمَّلْتُهُ، وَ جَلِيلٍ مِنَ الْخَطَايَا اجْتَرَمْتُهُ، مُسْتَجِيراً بِصَفْحِكَ، لَائِذاً بِرَحْمَتِكَ، مُوقِناً اَنَّهُ لَا يُجِيرُنِي مِنْكَ مُجِيرٌ، وَ لَا يَمْنَعُنِي مِنْكَ مَانِعٌ. (70) فَعُدْ عَلَيَّ بِمَا تَعُودُ بِهِ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ مِنْ تَغَمُّدِكَ، وَ جُدْ عَلَيَّ بِمَا تَجُودُ بِهِ عَلَى مَنْ اَلْقَى بِيَدِهِ اِلَيْكَ مِنْ عَفْوِكَ، وَ امْنُنْ عَلَيَّ بِمَا لَا يَتَعَاظَمُكَ اَنْ تَمُنَّ بِهِ عَلَى مَنْ اَمَّلَكَ مِنْ غُفْرَانِكَ، (71) وَ اجْعَلْ لِي فِي هٰذَا الْيَوْمِ نَصِيباً اَنَالُ بِهِ حَظّاً مِنْ رِضْوَانِكَ، وَ لَا تَرُدَّنِي صِفْراً مِمَّا يَنْقَلِبُ بِهِ الْمُتَعَبِّدُونَ لَكَ مِنْ عِبَادِكَ (72) وَ اِنِّي وَ اِنْ لَمْ اُقَدِّمْ مَا قَدَّمُوهُ مِنَ الصَّالِحَاتِ فَقَدْ قَدَّمْتُ تَوْحِيدَكَ وَ نَفْيَ الْاَضْدَادِ وَ الْاَنْدَادِ وَ الْاَشْبَاهِ عَنْكَ، وَ اَتَيْتُكَ مِنَ الْاَبْوَابِ الَّتِي اَمَرْتَ اَنْ تُؤْتَى مِنْهَا، وَ تَقَرَّبْتُ اِلَيْكَ بِمَا لَا يَقْرُبُ اَحَدٌ مِنْكَ اِلَّا بِالتَّقَرُّبِ بِهِ. (73) ثُمَّ اَتْبَعْتُ ذٰلِكَ بِالْاِنَابَةِ اِلَيْكَ، وَ التَّذَلُّلِ وَ الْاِسْتِكَانَةِ لَكَ، وَ حُسْنِ الظَّنِّ بِكَ، وَ الثِّقَةِ بِمَا عِنْدَكَ، وَ شَفَعْتُهُ بِرَجَائِكَ الَّذِي قَلَّ مَا يَخِيبُ عَلَيْهِ رَاجِيكَ. (74) وَ سَاَلْتُكَ مَسْاَلَةَ الْحَقِيرِ الذَّلِيلِ الْبَائِسِ الْفَقِيرِ الْخَائِفِ الْمُسْتَجِيرِ، وَ مَعَ ذٰلِكَ خِيفَةً وَ تَضَرُّعاً وَ تَعَوُّذاً وَ تَلَوُّذاً، لَا مُسْتَطِيلًا بِتَكَبُّرِ الْمُتَكَبِّرِينَ، وَ لَا مُتَعَالِياً بِدَالَّةِ الْمُطِيعِينَ، وَ لَا مُسْتَطِيلًا بِشَفَاعَةِ الشَّافِعِينَ (75) وَ اَنَا بَعْدُ اَقَلُّ الْاَقَلِّينَ، وَ اَذَلُّ الْاَذَلِّينَ، وَ مِثْلُ الذَّرَّةِ اَوْ دُونَهَا، فَيَا مَنْ لَمْ يُعَاجِلِ الْمُسِيئِينَ، وَ لَا يَنْدَهُ الْمُتْرَفِينَ، وَ يَا مَنْ يَمُنُّ بِإِقَالَةِ الْعَاثِرِينَ، وَ يَتَفَضَّلُ بِاِنْظَارِ الْخَاطِئِينَ. (76) اَنَا الْمُسِيءُ الْمُعْتَرِفُ الْخَاطِئُ الْعَاثِرُ. (77) اَنَا الَّذِي اَقْدَمَ عَلَيْكَ مُجْتَرِئاً. (78) اَنَا الَّذِي

عَصَاكَ مُتَعَمِّداً۔ (79) اَنَا الَّذِی اسْتَخْفَی مِنْ عِبَادِكَ وَ بَارَزَكَ۔ (80) اَنَا الَّذِی هَابَ عِبَادَكَ وَ اَمِنَكَ۔ (81) اَنَا الَّذِی لَمْ يَرْهَبْ سَطْوَتَكَ. وَ لَمْ يَخَفْ بَأْسَكَ۔ (82) اَنَا الْجَانِي عَلَى نَفْسِهِ (83) اَنَا الْمُرْتَهَنُ بِبَلِيَّتِهِ۔ (84) اَنَا الْقَلِيلُ الْحَيَاءِ۔ (85) اَنَا الطَّوِيلُ الْعَنَاءِ۔ (86) بِحَقِّ مَنِ انْتَجَبْتَ مِنْ خَلْقِكَ. وَ بِمَنِ اصْطَفَيْتَهُ لِنَفْسِكَ. بِحَقِّ مَنِ اخْتَرْتَ مِنْ بَرِيَّتِكَ. وَ مَنِ اجْتَبَيْتَ لِشَأْنِكَ. بِحَقِّ مَنْ وَصَلْتَ طَاعَتَهُ بِطَاعَتِكَ. وَ مَنْ جَعَلْتَ مَعْصِيَتَهُ كَمَعْصِيَتِكَ. بِحَقِّ مَنْ قَرَنْتَ مُوَالاتَهُ بِمُوَالاتِكَ. وَ مَنْ نُطْتَ مُعَادَاتَهُ بِمُعَادَاتِكَ. تَغَمَّدْنِي فِي يَوْمِي هٰذَا بِمَا تَتَغَمَّدُ بِهِ مَنْ جَارَ اِلَيْكَ مُتَنَصِّلًا. وَ عَاذَ بِاسْتِغْفَارِكَ تَائِباً۔ (87) وَ تَوَلَّنِي بِمَا تَتَوَلَّى بِهِ اَهْلَ طَاعَتِكَ وَ الزُّلْفَى لَدَيْكَ وَ الْمَكَانَةِ مِنْكَ۔ (88) وَ تَوَحَّدْنِي بِمَا تَتَوَحَّدُ بِهِ مَنْ وَفَى بِعَهْدِكَ. وَ اَتْعَبَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِكَ. وَ اَجْهَدَهَا فِي مَرْضَاتِكَ۔ (89) وَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِتَفْرِيطِي فِي جَنْبِكَ. وَ تَعَدِّي طَوْرِي فِي حُدُودِكَ. وَ مُجَاوَزَةِ اَحْكَامِكَ۔ (90) وَ لَا تَسْتَدْرِجْنِي بِاِمْلَائِكَ لِي اسْتِدْرَاجَ مَنْ مَنَعَنِي خَيْرَ مَا عِنْدَهُ وَ لَمْ يَشْرَكْكَ فِي حُلُولِ نِعْمَتِهِ بِي۔ (91) وَ نَبِّهْنِي مِنْ رَقْدَةِ الْغَافِلِينَ. وَ سِنَةِ الْمُسْرِفِينَ. وَ نَعْسَةِ الْمَخْذُولِينَ (92) وَ خُذْ بِقَلْبِي اِلَى مَا اسْتَعْمَلْتَ بِهِ الْقَانِتِينَ. وَ اسْتَعْبَدْتَ بِهِ الْمُتَعَبِّدِينَ. وَ اسْتَنْقَذْتَ بِهِ الْمُتَهَاوِنِينَ۔ (93) وَ اَعِذْنِي مِمَّا يُبَاعِدُنِي عَنْكَ. وَ يَحُولُ بَيْنِي وَ بَيْنَ حَظِّي مِنْكَ. وَ يَصُدُّنِي عَمَّا اُحَاوِلُ لَدَيْكَ (94) وَ سَهِّلْ لِي مَسْلَكَ الْخَيْرَاتِ اِلَيْكَ. وَ الْمُسَابَقَةَ اِلَيْهَا مِنْ حَيْثُ اَمَرْتَ. وَ الْمُشَاحَّةَ فِيهَا عَلَى مَا اَرَدْتَ۔ (95) وَ لَا تَمْحَقْنِي فِيمَنْ تَمْحَقُ مِنَ الْمُسْتَخِفِّينَ بِمَا اَوْعَدْتَ (96) وَ لَا تُهْلِكْنِي مَعَ مَنْ تُهْلِكُ مِنَ الْمُتَعَرِّضِينَ لِمَقْتِكَ (97) وَ لَا تُتَبِّرْنِي فِيمَنْ تُتَبِّرُ مِنَ الْمُنْحَرِفِينَ عَنْ سُبُلِكَ (98) وَ نَجِّنِي مِنْ غَمَرَاتِ الْفِتْنَةِ. وَ خَلِّصْنِي مِنْ لَهَوَاتِ الْبَلْوَى. وَ

اَجِرْنِي مِنْ اَخْذِ الْإِمْلَاءِ. (99) وَ حُلْ بَيْنِي وَ بَيْنَ عَدُوٍّ يُضِلُّنِي، وَ هَوًى يُوبِقُنِي، وَ مَنْقَصَةٍ تَرْهَقُنِي (100) وَ لَا تُعْرِضْ عَنِّي إِعْرَاضَ مَنْ لَا تَرْضَى عَنْهُ بَعْدَ غَضَبِكَ (101) وَ لَا تُؤْيِسْنِي مِنَ الْاَمَلِ فِيكَ فَيَغْلِبَ عَلَيَّ الْقُنُوطُ مِنْ رَحْمَتِكَ (102) وَ لَا تَمْنَحْنِي بِمَا لَا طَاقَةَ لِي بِهِ فَتَبْهَظَنِي مِمَّا تُحَمِّلُنِيهِ مِنْ فَضْلِ مَحَبَّتِكَ. (103) وَ لَا تُرْسِلْنِي مِنْ يَدِكَ إِرْسَالَ مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ، وَ لَا حَاجَةَ بِكَ إِلَيْهِ، وَ لَا إِنَابَةَ لَهُ (104) وَ لَا تَرْمِ بِي رَمْيَ مَنْ سَقَطَ مِنْ عَيْنِ رِعَايَتِكَ، وَ مَنِ اشْتَمَلَ عَلَيْهِ الْخِزْيُ مِنْ عِنْدِكَ. بَلْ خُذْ بِيَدِي مِنْ سَقْطَةِ الْمُتَرَدِّينَ، وَ وَهْلَةِ الْمُتَعَسِّفِينَ، وَ زَلَّةِ الْمَغْرُورِينَ، وَ وَرْطَةِ الْهَالِكِينَ. (105) وَ عَافِنِي مِمَّا ابْتَلَيْتَ بِهِ طَبَقَاتِ عَبِيدِكَ وَ إِمَائِكَ، وَ بَلِّغْنِي مَبَالِغَ مَنْ عُنِيتَ بِهِ، وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ، وَ رَضِيتَ عَنْهُ، فَاَعَشْتَهُ حَمِيداً، وَ تَوَفَّيْتَهُ سَعِيداً (106) وَ طَوِّقْنِي طَوْقَ الْإِقْلَاعِ عَمَّا يُحْبِطُ الْحَسَنَاتِ، وَ يَذْهَبُ بِالْبَرَكَاتِ (107) وَ اَشْعِرْ قَلْبِيَ الْاِزْدِجَارَ عَنْ قَبَائِحِ السَّيِّئَاتِ، وَ فَوَاضِحِ الْحَوْبَاتِ. (108) وَ لَا تَشْغَلْنِي بِمَا لَا اُدْرِكُهُ إِلَّا بِكَ عَمَّا لَا يُرْضِيكَ عَنِّي غَيْرُهُ (109) وَ انْزِعْ مِنْ قَلْبِي حُبَّ دُنْيَا دَنِيَّةٍ تَنْهَى عَمَّا عِنْدَكَ، وَ تَصُدُّ عَنِ ابْتِغَاءِ الْوَسِيلَةِ إِلَيْكَ، وَ تُذْهِلُ عَنِ التَّقَرُّبِ مِنْكَ. (110) وَ زَيِّنْ لِيَ التَّفَرُّدَ بِمُنَاجَاتِكَ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ (111) وَ هَبْ لِي عِصْمَةً تُدْنِينِي مِنْ خَشْيَتِكَ، وَ تَقْطَعُنِي عَنْ رُكُوبِ مَحَارِمِكَ، وَ تَفُكُّنِي مِنْ اَسْرِ الْعَظَائِمِ. (112) وَ هَبْ لِيَ التَّطْهِيرَ مِنْ دَنَسِ الْعِصْيَانِ، وَ اَذْهِبْ عَنِّي دَرَنَ الْخَطَايَا، وَ سَرْبِلْنِي بِسِرْبَالِ عَافِيَتِكَ، وَ رَدِّنِي رِدَاءَ مُعَافَاتِكَ، وَ جَلِّلْنِي سَوَابِغَ نَعْمَائِكَ، وَ ظَاهِرْ لَدَيَّ فَضْلَكَ وَ طَوْلَكَ (113) وَ اَيِّدْنِي بِتَوْفِيقِكَ وَ تَسْدِيدِكَ، وَ اَعِنِّي عَلَى صَالِحِ النِّيَّةِ، وَ مَرْضِيِّ الْقَوْلِ، وَ مُسْتَحْسَنِ الْعَمَلِ، وَ لَا تَكِلْنِي إِلَى حَوْلِي وَ قُوَّتِي دُونَ حَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ. (114) وَ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ تَبْعَثُنِي

لِلِقَائِكَ، وَ لَا تَفْضَحْنِي بَيْنَ يَدَيْ اَوْلِيَائِكَ، وَ لَا تُنْسِنِي ذِكْرَكَ، وَ لَا تُذْهِبْ عَنِّي شُكْرَكَ، بَلْ اَلْزِمْنِيهِ فِي اَحْوَالِ السَّهْوِ عِنْدَ غَفَلَاتِ الْجَاهِلِينَ لِآلَائِكَ، وَ اَوْزِعْنِي اَنْ اُثْنِيَ بِمَا اَوْلَيْتَنِيهِ، وَ اَعْتَرِفَ بِمَا اَسْدَيْتَهُ اِلَيَّ. (115) وَ اجْعَلْ رَغْبَتِي اِلَيْكَ فَوْقَ رَغْبَةِ الرَّاغِبِينَ، وَ حَمْدِي اِيَّاكَ فَوْقَ حَمْدِ الْحَامِدِينَ (116) وَ لَا تَخْذُلْنِي عِنْدَ فَاقَتِي اِلَيْكَ، وَ لَا تُهْلِكْنِي بِمَا اَسْدَيْتُهُ اِلَيْكَ، وَ لَا تَجْبَهْنِي بِمَا جَبَهْتَ بِهِ الْمُعَانِدِينَ لَكَ، فَاِنِّي لَكَ مُسَلِّمٌ، اَعْلَمُ اَنَّ الْحُجَّةَ لَكَ، وَ اَنَّكَ اَوْلَى بِالْفَضْلِ، وَ اَعْوَدُ بِالْاِحْسَانِ، وَ اَهْلُ التَّقْوَى، وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ، وَ اَنَّكَ بِاَنْ تَعْفُوَ اَوْلَى مِنْكَ بِاَنْ تُعَاقِبَ، وَ اَنَّكَ بِاَنْ تَسْتُرَ اَقْرَبُ مِنْكَ اِلَى اَنْ تَشْهَرَ. (117) فَاَحْيِنِي حَيَاةً طَيِّبَةً تَنْتَظِمُ بِمَا اُرِيدُ، وَ تَبْلُغُ مَا اُحِبُّ مِنْ حَيْثُ لَا آتِي مَا تَكْرَهُ، وَ لَا اَرْتَكِبُ مَا نَهَيْتَ عَنْهُ، وَ اَمِتْنِي مِيتَةَ مَنْ يَسْعَى نُورُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ. (118) وَ ذَلِّلْنِي بَيْنَ يَدَيْكَ، وَ اَعِزَّنِي عِنْدَ خَلْقِكَ، وَ ضَعْنِي اِذَا خَلَوْتُ بِكَ، وَ ارْفَعْنِي بَيْنَ عِبَادِكَ، وَ اَغْنِنِي عَمَّنْ هُوَ غَنِيٌّ عَنِّي، وَ زِدْنِي اِلَيْكَ فَاقَةً وَ فَقْراً. (119) وَ اَعِذْنِي مِنْ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ، وَ مِنْ حُلُولِ الْبَلَاءِ، وَ مِنَ الذُّلِّ وَ الْعَنَاءِ، تَغَمَّدْنِي فِيمَا اطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنِّي بِمَا يَتَغَمَّدُ بِهِ الْقَادِرُ عَلَى الْبَطْشِ لَوْ لَا حِلْمُهُ، وَ الْآخِذُ عَلَى الْجَرِيرَةِ لَوْ لَا اَنَاتُهُ (120) وَ اِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً اَوْ سُوءاً فَنَجِّنِي مِنْهَا لِوَاذاً بِكَ، وَ اِذْ لَمْ تُقِمْنِي مَقَامَ فَضِيحَةٍ فِي دُنْيَاكَ فَلَا تُقِمْنِي مِثْلَهُ فِي آخِرَتِكَ (121) وَ اشْفَعْ لِي اَوَائِلَ مِنَنِكَ بِاَوَاخِرِهَا، وَ قَدِيمَ فَوَائِدِكَ بِحَوَادِثِهَا، وَ لَا تَمْدُدْ لِي مَدّاً يَقْسُو مَعَهُ قَلْبِي، وَ لَا تَقْرَعْنِي قَارِعَةً يَذْهَبُ لَهَا بَهَائِي، وَ لَا تَسُمْنِي خَسِيسَةً يَصْغُرُ لَهَا قَدْرِي وَ لَا نَقِيصَةً يُجْهَلُ مِنْ اَجْلِهَا مَكَانِي. (122) وَ لَا تَرُعْنِي رَوْعَةً اُبْلِسُ بِهَا، وَ لَا خِيفَةً اُوجِسُ دُونَهَا، اجْعَلْ هَيْبَتِي فِي وَعِيدِكَ، وَ حَذَرِي مِنْ اِعْذَارِكَ وَ اِنْذَارِكَ، وَ رَهْبَتِي عِنْدَ تِلَاوَةِ

آيَاتِكَ. (123) وَ اعْمُرْ لَيْلِي بِإِيقَاظِي فِيهِ لِعِبَادَتِكَ، وَ تَفَرُّدِي بِالتَّهَجُّدِ لَكَ، وَ تَجَرُّدِي بِسُكُونِي إِلَيْكَ، وَ إِنْزَالِ حَوَائِجِي بِكَ، وَ مُنَازَلَتِي إِيَّاكَ فِي فَكَاكِ رَقَبَتِي مِنْ نَارِكَ، وَ إِجَارَتِي مِمَّا فِيهِ أَهْلُهَا مِنْ عَذَابِكَ. (124) وَ لَا تَذَرْنِي فِي طُغْيَانِي عَامِهاً، وَ لَا فِي غَمْرَتِي سَاهِياً حَتَّى حِينٍ، وَ لَا تَجْعَلْنِي عِظَةً لِمَنِ اتَّعَظَ، وَ لَا نَكَالًا لِمَنِ اعْتَبَرَ، وَ لَا فِتْنَةً لِمَنْ نَظَرَ، وَ لَا تَمْكُرْ بِي فِيمَنْ تَمْكُرُ بِهِ، وَ لَا تَسْتَبْدِلْ بِي غَيْرِي، وَ لَا تُغَيِّرْ لِي اسْماً، وَ لَا تُبَدِّلْ لِي جِسْماً، وَ لَا تَتَّخِذْنِي هُزُواً لِخَلْقِكَ، وَ لَا سُخْرِيّاً لَكَ، وَ لَا تَبَعاً إِلَّا لِمَرْضَاتِكَ، وَ لَا مُمْتَهَناً إِلَّا بِالانْتِقَامِ لَكَ. (125) وَ أَوْجِدْنِي بَرْدَ عَفْوِكَ، وَ حَلَاوَةَ رَحْمَتِكَ وَ رَوْحِكَ وَ رَيْحَانِكَ، وَ جَنَّةِ نَعِيمِكَ، وَ أَذِقْنِي طَعْمَ الْفَرَاغِ لِمَا تُحِبُّ بِسَعَةٍ مِنْ سَعَتِكَ، وَ الِاجْتِهَادِ فِيمَا يُزْلِفُ لَدَيْكَ وَ عِنْدَكَ، وَ أَتْحِفْنِي بِتُحْفَةٍ مِنْ تُحَفَاتِكَ. (126) وَ اجْعَلْ تِجَارَتِي رَابِحَةً، وَ كَرَّتِي غَيْرَ خَاسِرَةٍ، وَ أَخِفْنِي مَقَامَكَ، وَ شَوِّقْنِي لِقَاءَكَ، وَ تُبْ عَلَيَّ تَوْبَةً نَصُوحاً لَا تُبْقِ مَعَهَا ذُنُوباً صَغِيرَةً وَ لَا كَبِيرَةً، وَ لَا تَذَرْ مَعَهَا عَلَانِيَةً وَ لَا سَرِيرَةً. (127) وَ انْزِعِ الْغِلَّ مِنْ صَدْرِي لِلْمُؤْمِنِينَ، وَ اعْطِفْ بِقَلْبِي عَلَى الْخَاشِعِينَ، وَ كُنْ لِي كَمَا تَكُونُ لِلصَّالِحِينَ، وَ حَلِّنِي حِلْيَةَ الْمُتَّقِينَ، وَ اجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْغَابِرِينَ، وَ ذِكْراً نَامِياً فِي الْآخِرِينَ، وَ وَافِ بِي عَرْصَةَ الْأَوَّلِينَ. (128) وَ تَمِّمْ سُبُوغَ نِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَ ظَاهِرْ كَرَامَاتِهَا لَدَيَّ، امْلَأْ مِنْ فَوَائِدِكَ يَدِي، وَ سُقْ كَرَائِمَ مَوَاهِبِكَ إِلَيَّ، وَ جَاوِرْ بِيَ الْأَطْيَبِينَ مِنْ أَوْلِيَائِكَ فِي الْجِنَانِ الَّتِي زَيَّنْتَهَا لِأَصْفِيَائِكَ، وَ جَلِّلْنِي شَرَائِفَ نِحَلِكَ فِي الْمَقَامَاتِ الْمُعَدَّةِ لِأَحِبَّائِكَ. (129) وَ اجْعَلْ لِي عِنْدَكَ مَقِيلًا آوِي إِلَيْهِ مُطْمَئِنّاً، وَ مَثَابَةً أَتَبَوَّؤُهَا، وَ أَقَرُّ عَيْناً، وَ لَا تُقَايِسْنِي بِعَظِيمَاتِ الْجَرَائِرِ، وَ لَا تُهْلِكْنِي يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ، وَ أَزِلْ عَنِّي كُلَّ شَكٍّ وَ شُبْهَةٍ، وَ اجْعَلْ لِي فِي الْحَقِّ طَرِيقاً مِنْ كُلِّ رَحْمَةٍ، وَ أَجْزِلْ لِي

قِسَمَ الْمَوَاهِبِ مِنْ نَوَالِكَ، وَ وَفِّرْ عَلَيَّ حُظُوظَ الْإِحْسَانِ مِنْ إِفْضَالِكَ. (130)
وَ اجْعَلْ قَلْبِي وَاثِقاً بِمَا عِنْدَكَ، وَ هَمِّي مُسْتَفْرَغاً لِمَا هُوَ لَكَ، وَ اسْتَعْمِلْنِي بِمَا تَسْتَعْمِلُ بِهِ خَالِصَتَكَ، وَ أَشْرِبْ قَلْبِي عِنْدَ ذُهُولِ الْعُقُولِ طَاعَتَكَ، وَ اجْمَعْ لِيَ الْغِنَى وَ الْعَفَافَ وَ الدَّعَةَ وَ الْمُعَافَاةَ وَ الصِّحَّةَ وَ السَّعَةَ وَ الطُّمَأْنِينَةَ وَ الْعَافِيَةَ. (131) وَ لَا تُحْبِطْ حَسَنَاتِي بِمَا يَشُوبُهَا مِنْ مَعْصِيَتِكَ، وَ لَا خَلَوَاتِي بِمَا يَعْرِضُ لِي مِنْ نَزَغَاتِ فِتْنَتِكَ، وَ صُنْ وَجْهِي عَنِ الطَّلَبِ إِلَى أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ، وَ ذُبَّنِي عَنِ الْتِمَاسِ مَا عِنْدَ الْفَاسِقِينَ. (132) وَ لَا تَجْعَلْنِي لِلظَّالِمِينَ ظَهِيراً، وَ لَا لَهُمْ عَلَى مَحْوِ كِتَابِكَ يَداً وَ نَصِيراً، وَ حُطْنِي مِنْ حَيْثُ لَا أَعْلَمُ حِيَاطَةً تَقِينِي بِهَا، وَ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ تَوْبَتِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ رَأْفَتِكَ وَ رِزْقِكَ الْوَاسِعِ، إِنِّي إِلَيْكَ مِنَ الرَّاغِبِينَ، وَ أَتْمِمْ لِي إِنْعَامَكَ، إِنَّكَ خَيْرُ الْمُنْعِمِينَ (133) وَ اجْعَلْ بَاقِيَ عُمْرِي فِي الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ، وَ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ أَبَدَ الْآبِدِينَ.

ترجمہ:

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ بارالہا! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں۔ اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے! اے بزرگی و اعزاز والے! اے پالنے والوں کے پالنے والے! اے ہر پرستار کے معبود! اے ہر مخلوق کے خالق اور ہر چیز کے مالک و وارث۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور نہ کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ ہے۔ وہ ہر چیز پر حاوی ہے اور ہر شے پر نگران ہے تو ہی وہ اللہ ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ جو ایک اکیلا یکتا و یگانہ ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں جو بخشنے والا اور انتہائی بخشنے والا، عظمت والا اور انتہائی عظمت والا، اور بڑا اور انتہائی بڑا ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے کہ تیرے سوا کوئی

معبود نہیں جو بلند و برتر اور بڑی قوت وتدبیر والا ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، جو فیض رساں، مہربان اور علم وحکمت والا ہے اور تو ہی وہ معبود ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں جو سننے والا، دیکھنے والا، قدیم وازلی اور ہر چیز سے آگاہ ہے اور تو ہی وہ معبود ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں جو کریم اور سب سے بڑھ کر کریم اور دائم وجاوید ہے اور تو ہی وہ معبود ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو ہر شے سے پہلے اور ہر شمار میں آنے والی شے کے بعد ہے اور تو ہی وہ معبود ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں جو (کائنات کے دسترس سے) بالا ہونے کے باوجود نزدیک اور نزدیک ہونے کے باوجود (فہم وادراک سے) بلند ہے اور تو ہی وہ معبود ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں جو جمال وبزرگی اور عظمت وستائش والا ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، جس نے بغیر مواد کے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور بغیر کسی نمونہ ومثال کے صورتوں کی نقش آرائی کی اور بغیر کسی کی پیروی کئے موجودات کو خلعت وجود بخشا۔ تو ہی وہ ہے جس نے ہر چیز کا اندازہ ٹھہرایا ہے اور ہر چیز کو اس کے وظائف کی انجام دہی پر آمادہ کیا ہے اور کائنات عالم میں سے ہر چیز کی تدبیر وکارسازی کی ہے تو وہ ہے کہ آفرینش عالم میں کسی شریک کار نے تیرا ہاتھ نہیں بٹایا اور نہ کسی معاون نے تیرے کام میں تجھے مدد دی ہے اور نہ کوئی تیرا دیکھنے والا اور نہ کوئی تیرا مثل ونظیر تھا اور تو نے جو ارادہ کیا وہ حتمی ولازمی اور فیصلہ کیا وہ عدل کے تقاضوں کے عین مطابق اور جو حکم دیا وہ انصاف پر مبنی تھا تو وہ ہے جسے کوئی جگہ گھیرے ہوئے نہیں ہے اور نہ تیرے اقتدار کا کوئی مقابلہ کرسکتا ہے اور نہ تو دلیل وبرہان اور کسی چیز کو واضح طور پر پیش کرنے سے عاجز ہے تو وہ ہے جس نے ایک ایک چیز کو شمار کر رکھا ہے اور ہر چیز کی ایک مدت مقرر کر دی ہے اور ہر شے کا ایک اندازہ ٹھہرا دیا ہے تو وہ ہے کہ تیری کنہ ذات کو سمجھنے سے واہمے قاصر اور تیری کیفیت کو جاننے سے عقلیں عاجز ہیں اور تیری کوئی جگہ نہیں ہے کہ آنکھیں اس کا کھوج لگا سکیں۔ تو وہ ہے کہ تیری کوئی حد ونہایت نہیں ہے۔ کہ تو محدود قرار پائے اور نہ تیرا تصور کیا جا سکتا ہے کہ تو تصور کی ہوئی صورت کے ساتھ ذہن میں موجود ہو سکے اور نہ تیرے کوئی

اولاد ہے کہ تیرے متعلق کسی کی اولاد ہونے کا احتمال ہو، تو وہ ہے کہ تیرا کوئی مدمقابل نہیں ہے کہ تجھ سے ٹکرائے اور نہ تیرا کوئی ہمسر ہے کہ تجھ پر غالب آئیکہ تجھ پر غالب آئے اور نہ تیرا کوئی مثل نظیر ہے کہ تجھ سے برابری کرے تو وہ ہے جس نے خلق کائنات کی ابتداء کی عالم کو ایجاد کیا اور اس کی بنیاد قائم کی اور بغیر کسی مادہ واصل کے اسے وجود میں لایا اور جو بنایا اسے اپنے حسن صنعت کا نمونہ بنایا۔ تو ہر عیب سے منزہ ہے تیری شان کس قدر بزرگ اور تمام جگہوں میں تیرا پایہ کتنا بلند اور تیری حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب کس قدر حق کو آشکارا کرنے والی ہے۔ تو منزہ ہے اے صاحب لطف واحسان تو کس قدر لطف فرمانے والا ہے۔ اے مہربان تو کس قدر مہربانی کرنے والا ہے۔ اے حکمت والے تو کتنا جاننے والا ہے پاک ہے تیری ذات اے صاحب اقتدار تو کس قدر قوی وتوانا ہے اے کریم! تیرا دامن کرم کتنا وسیع ہے۔ اے بلند مرتبہ، تیرا مرتبہ کتنا بلند ہے تو حسن وخوبی شرف و بزرگی، عظمت و کبریائی اور حمد وستائش کا مالک ہے۔ پاک ہے تیری ذات تو نے بھلائیوں کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہے تجھ ہی سے ہدایت کا عرفان حاصل ہوا ہے لہٰذا جو تجھے دین یا دنیا کے لئے طلب کرے تجھے پالے گا۔ تو منزہ وپاک ہے جو بھی تیرے علم میں ہے وہ تیرے سامنے سرنگوں اور جو کچھ عرش کے نیچے ہے وہ تیری عظمت کے آگے سربہ خم اور جملہ مخلوقات تیری اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈالے ہوئے ہے۔ پاک ہے تیری ذات کہ نہ حواس سے تجھے جانا جاسکتا ہے، نہ تجھے ٹٹولا اور چھوا جاسکتا ہے نہ تجھ پر کسی کا حیلہ چل سکتا ہے نہ تجھے دور کیا جاسکتا ہے نہ تجھ سے نزاع ہوسکتی ہے نہ مقابلہ نہ تجھ سے جھگڑا کیا جاسکتا ہے اور نہ تجھے دھوکا اور فریب دیا جاسکتا ہے۔ پاک ہے تیری ذات تیرا راستہ سیدھا اور ہموار، تیرا فرمان سراسر حق وصواب اور تو زندہ و بے نیاز ہے۔ پاک ہے تو تیری گفتار حکمت آمیز، تیرا فیصلہ قطعی اور تیرا ارادہ حتمی ہے پاک ہے تو نہ کوئی تیری مشیت کو رد کرسکتا ہے اور نہ کوئی تیری باتوں کو بدل سکتا ہے۔ پاک ہے تو اے درخشندہ نشانیوں والے۔ اے آسمانوں کے خلق فرمانے والے اور ذی روح چیزوں کے پیدا کرنے والے تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں ایسی تعریفیں جن کی ہمیشگی

تیری ہیشگی سے وابستہ ہے اور تیرے ہی لئے ستائش ہے ایسی ستائش جو تیری نعمتوں کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے اور تیرے ہی لئے حمد وثناء ہے ایسی جو تیرے کرم واحسان کے برابر ہو اور تیرے ہی لئے حمد ہے ایسی جو تیری رضامندی سے بڑھ جائے اور تیرے ہی لئے حمد وسپاس ہے ایسی جو ہر حمد گزار کی حمد پر مشتمل ہو اور جس کے مقابلہ میں ہر شکر گزار کا شکر پیچھے رہ جائے۔ ایسی حمد جو تیرے علاوہ کسی کے لئے سزاوار نہ ہو اور نہ تیرے سوا کسی کے تقرب کا وسیلہ بنے۔ ایسی حمد جو پہلی حمد کے دوام کا سبب قرار پائے اور اس کے ذریعہ آخری حمد کے دوام کی التجاء کی جائے۔ ایسی حمد جو زمانہ کی گردشوں کے ساتھ بڑھتی جائے اور پے در پے اضافوں سے زیادہ ہوتی رہے ایسی حمد کہ نگہبانی کرنے والے فرشتے اس کے شمار سے عاجز آجائیں۔ ایسی حمد کہ جو کاتبان اعمال نے تیری کتاب میں لکھ دیا ہے اس سے بڑھ جائے ایسی حمد جو تیرے عرش بزرگ کے ہم وزن اور تیری بلند پائی کرسی کے برابر ہو۔ ایسی حمد جس کا اجر وثواب تیری طرف سے کامل اور جس کی جزا تمام جزاؤں کو شامل ہو ایسی حمد کہ جس کا ظاہر، باطن سے ہمنوا اور باطن صدق نیت سے ہم آہنگ ہو۔ ایسی حمد کہ کسی مخلوق نے ویسی تیری حمد نہ کی ہو اور تیرے سوا کوئی اس کی فضلیت وبرتری سے آشنا نہ ہو۔ ایسی حمد کہ جو اسے بکثرت بجالانے کے لئے کوشاں ہو۔ اسے (تیری طرف سے) مدد حاصل ہو اور جو اسے انجام تک پہنچانے کے لئے سعی بلیغ کرے اسے توفیق وتائید نصیب ہو، ایسی حمد جو تمام اقسام حمد کی جامع ہو جنہیں تو موجود کر چکا ہے اور ان اقسام کو بھی شامل ہو جنہیں تو بعد میں موجود کرے گا۔ ایسی حمد کہ اس سے بڑھ کر کوئی حمد تیری مراد سے قریب تر نہ ہو اور جو شخص اس طرح کی حمد کرے اس سے بڑھ کر کوئی حمد گزار نہ ہو۔ ایسی حمد جو تیرے فضل وکرم سے اپنی فراوانی کے باعث افزائش نعمت کا سبب ہو اور تو اپنے لطف واحسان سے اس کے ساتھ پیہم اضافہ کا سلسلہ قائم رکھے۔ ایسی حمد جو تیری بزرگی ذات کے شایاں تیرے شرف جلال کے ہمدوش ہو پروردگارا! محمد اور ان کی آل پر سب رحمتوں سے افضل وبرتر رحمت نازل فرما! وہ محمد جو برگزیدہ معزز وگرامی مقرب ہیں اور ان پر اپنی کامل ترین برکتوں کا اضافہ فرما اور اپنی نفع رساں

رحمتوں کے ساتھ ان پر رحم وکرم فرما۔ پروردگارا! محمد اور ان کی آل پر رحمت فراواں نازل کر جس سے فراوانی میں کوئی رحمت نہ بڑھ سکے اور ان پر ایسی بڑھنے والی رحمت نازل فرما جس سے زیادہ کوئی رحمت بڑھنے والی نہ ہو اور ان پر ایسی پسندیدہ رحمت نازل فرما جس سے بالاتر کوئی رحمت نہ ہو۔ پروردگارا! محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جو انہیں خوش وخوشنود کرے اور ان کی خوشنودی سے بڑھ جائے اور ان پر ایسی رحمت نازل فرما کہ تو ان کے لئے اس کے سوا کسی رحمت کو پسند نہ کرے اور نہ ان کے علاوہ کسی کو اس رحمت کا سزاوار سمجھے۔ پروردگارا! محمد اور ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما کہ تیری جانب سے جس رضامندی کے وہ مستحق ہیں اس سے بڑھ جائے اور اس کا پیوند تیرے بقاء ودوام سے جڑا رہے اور اس کا سلسلہ کہیں ختم نہ ہو جس طرح تیرے کلمے ختم نہ ہوں گے۔ پروردگارا! محمد اور ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما۔ جو تیرے فرشتوں، نبیوں، رسولوں اور اطاعت کرنے والوں کے درود ورحمت کو شامل ہو اور تیرے بندوں میں سے جنوں، انسانوں اور تیری دعوت کو قبول کرنے والوں کے درود وسلام پر مشتمل ہو اور تیری ہر قسم کی مخلوقات کہ جنہیں تو نے خلق کیا اور عالم وجود میں لایا سب کی رحمتوں پر حاوی ہو۔ پروردگارا! آنحضرت پر، ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما جو گذشتہ اور آئندہ سب رحمتوں کو محیط ہوں ان پر اور ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما جو تیرے نزدیک اور تیرے علاوہ دوسروں کے نزدیک پسندیدہ ہو اور ان رحمتوں کے ساتھ ایسی رحمتیں بھیجتا رہے کہ ان کے بھیجنے کے وقت تو پہلی رحمتوں کو دگنا کر دے اور انہیں زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دو چند کر کے اتنا بڑھاتا جائے کہ جنہیں تیرے علاوہ کوئی شمار نہ کر سکے۔ پروردگارا ان کے اہل بیت اطہار پر رحمت نازل فرما جنہیں تو نے امر دین وشریعت کے لئے منتخب فرمایا۔ اے علم کا خزینہ دار اور اپنے دین کا محافظ اور زمین میں اپنا خلیفہ وجانشین اور بندوں پر اپنی حجت بنایا اور جنہیں اپنے ارادہ (ازلی) سے ہر قسم کی نجاست وآلودگی سے پاک وصاف رکھا اور جنہیں اپنے تک پہنچنے کا وسیلہ اور جنت تک آنے کا راستہ قرار دیا۔ پروردگارا! محمد اور ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما جس کے ذریعہ تو ان

کے لئے اپنی بخشش وکرامت کو فراواں اور ان کے لئے عطایا وانعامات کامل کرے اور اپنے تحائف ومنافع میں سے انہیں وافر حصہ بخشے۔ پروردگارا! ان پر اور ان کے اہل بیت پر ایسی رحمت نازل فرما کہ نہ اس کی ابتدا کی کوئی مدت، نہ اس مدت کی کوئی انتہا اور نہ اس کا کوئی آخری کنارا ہو۔ پروردگارا! ان پر ایسی رحمت نازل فرما کہ تیرے عرش اور جو کچھ زیر عرش ہے سب کے ہموزن ہو اور اس مقدار میں ہو کہ آسمانوں اور جو کچھ آسمانوں کے اوپر ہے سب کو بھر دے اور زمینوں اور جو کچھ زمینوں کے نیچے اور ان کے اندر ہے ان کے شمار کے برابر ہو ایسی رحمت جو انہیں تیرے تقرب کی منزل اعلے پر پہنچا دے اور تیرے لئے اور ان کے لئے سرمایہ خوشنودی ہو اور اپنے جیسی دوسری رحمتوں سے ہمیشہ متصل رہے۔ بارالہا! تو نے ہر زمانہ میں ایک ایسے امام کے ذریعہ اپنے دین کی تائید فرمائی ہے جسے تو نے اپنے بندوں کے لئے نشان راہ قرار دیا اور شہروں میں منار ہدایت بنا کر قائم کیا جبکہ تو نے اپنے پیمان اطاعت کو اس کے پیمان اطاعت سے وابستہ کر دیا جسے اپنی رضا وخوشنودی کا ذریعہ قرار دیا جس کی اطاعت فرض کر دی جس کی نافرمانی سے ڈرایا جس کے احکام کی بجا آوری اور جس کے منع کرنے پر باز رہنے کا حکم دیا اور یہ کہ کوئی آگے بڑھنے والا اس سے آگے نہ بڑھے اور کوئی پیچھے رہ جانے والا اس سے پیچھے نہ رہے۔ وہ پناہ طلب کرنے والوں کے لئے سروسامان حفاظت، اہل ایمان کے لئے جائے پناہ وابستگان دامن کے لئے مضبوط سہارا اور تمام جہان کی رونق وزیبائش ہے بارالہا! اپنے ولی وپیشوا کے دل میں اس انعام پر جو اسے بخشا ہے ادائے شکر کا الہام فرما اور اس کے وجود کے باعث ویسا ہی ادائے شکر کا جذبہ ہمارے دل میں پیدا کر اور اسے اپنی طرف سے ایسا تسلط عطا فرما جس سے ہر طرح کی مدد پہنچے اور اس کے لئے کامیابی وکامرانی کی راہ بآسانی کھول دے اور اپنے مضبوط سہارے سے اس کی مدد فرما۔ اس کی پشت کو مضبوط اور بازو کو قوی کر اپنی نظر توجہ سے اس کی حفاظت اور اپنی نگہداشت سے اس کی حمایت فرما اور اپنے فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد اور اپنے غالب آنے والے سپاہ ولشکر سے اس کی کمک فرما اور اس کے ذریعہ اپنی کتاب اور حدود

واحکام اوراپنے رسول (ان پراے اللہ تیری طرف سے درود و رحمت ہو) کی روشوں کو قائم کر اور ان کے ذریعہ ظالموں نے دین کے جن نشانات کو مٹا ڈالا ہے از سرنو زندہ کردے اور ظلم و جور کے زنگ کو اپنی شریعت سے دور اور اپنی راہ کی دشواریوں کو برطرف کردے اور جو لوگ تیری راہ صواب سے روگردانی کرنے والے ہیں انہیں ختم اور جو تیرے راہ راست میں کجی پیدا کرتے ہیں انہیں نیست و نابود کردے اور اسے اپنے دوستوں کے لئے نرم و بردبار قرار دے اور دشمنوں (پر غلبہ و تسلط) کے لئے اس کے ہاتھوں کو کھول دے اور ہمیں اس کی طرف سے رافت و رحمت اور شفقت و مہربانی عطا فرما اور اس کی بات پر کان دھرنے والا اور اطاعت کرنے والا اور اس کی خوشنودی کے لئے کوشاں رہنے والا اور اس کی نصرت و تائید اور دشمنوں سے دفاع کے سلسلہ میں مدد دینے والا اور اس وسیلہ سے تجھ سے اور تیرے رسول (اے خدا ان پر تیرا درود سلام ہو) سے تقرب چاہنے والا قرار دے۔ اے اللہ ان کے دوستوں پر بھی رحمت نازل فرما جو ان کے مرتبہ ومقام کے معترف، ان کے طریق و مسلک کے تابع، ان کے نقش قدم پر گامزن۔ ان کے سررشتہ دین سے وابستہ، ان کی دوستی وولایت سے متمسک، ان کی امامت کے پیرو، ان کے احکام کے فرمانبردار، ان کی اطاعت میں سرگرم عمل، ان کے زمانہ اقتدار کے منتظر اور ان کے لئے چشم براہ ہیں۔ ایسی رحمت جو بابرکت، پاکیزہ اور بڑھنے والی اور ہر صبح وشام نازل ہونے والی ہو اور ان پر اور ان کے ارواح (طیبہ) پر سلامتی نازل فرما اور ان کے کاموں کو صلاح و تقوی کی بنیادوں پر قائم کر اور ان کے حالات کی اصلاح فرما اور ان کی توبہ قبول فرما بیشک تو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا، اور سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمیں اپنی رحمت کے وسیلہ سے ان کے ساتھ دارالسلام (جنت) میں جگہ دے۔ اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم، پروردگارا! یہ روز عرفہ وہ دن ہے جسے تو نے شرف، عزت اور عظمت بخشی ہے جس میں اپنی رحمتیں پھیلا دیں اور اپنے عفو و درگزر سے احسان فرمایا۔ اپنے عطیوں کو فراواں کیا اور اس کے وسیلہ سے اپنے بندوں پر تفضل فرمایا ہے۔ اے اللہ میں تیرا وہ بندہ ہوں جس پر تو نے اس کی خلقت سے پہلے اور خلقت کے بعد

انعام واحسان فرمایا ہے اس طرح کہ اسے ان لوگوں میں سے قرار دیا جنہیں تو نے اپنے دین کی ہدایت کی، اپنے ادائے حق کی توفیق بخشی جن کی اپنی ریسماں کے ذریعہ حفاظت کی جنہیں اپنی جماعت میں داخل کیا اور اپنے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی کی ہدایت فرمائی ہے۔ بااین ہمہ تو نے اسے حکم دیا تو اس نے حکم نہ مانا، اور منع کیا تو وہ باز نہ آیا اور اپنی معصیت سے روکا تو وہ تیرے حکم کے خلاف امر ممنوع کا مرتکب ہوا، یہ تجھ سے عناد اور تیرے مقابلہ میں تکبر کی رو سے نہ تھا بلکہ خواہش نفس نے اسے ایسے کاموں کی دعوت دی جب سے تو نے روکا اور ڈرایا تھا اور تیرے دشمن اور اس کے دشمن (شیطان ملعون) نے ان کاموں میں اس کی مدد کی۔ چنانچہ اس نے تیری دھمکی سے آگاہ ہونے کے باوجود تیرے عفو کی امید کرتے ہوئے اور تیرے درگزر پر بھروسا رکھتے ہوئے گناہ کی طرف اقدام کیا۔ حالانکہ ان احسانات کی وجہ سے جو تو نے اس پر کئے تھے تمام بندوں میں وہ اس کا سزاوار تھا کہ ایسا نہ کرتا، اچھا پھر میں تیرے سامنے کھڑا ہوں بالکل خوار وذلیل، سراپا عجز ونیاز اور لرزاں وترساں۔ ان عظیم گناہوں کا جن کا بوجھ اپنے سر اٹھایا ہے اور ان بڑی خطاؤں کا جن کا ارتکاب کیا ہے اعتراف کرتا ہوا تیرے دامن عفو میں پناہ چاہتا ہوا اور تیری رحمت کا سہارا ڈھونڈتا ہوا اور یہ یقین رکھتا ہوا کہ کوئی پناہ دینے والا (تیرے عذاب سے مجھے پناہ نہیں دے سکتا) اور کوئی بچانے والا تیرے غضب سے) مجھے بچا نہیں سکتا۔ لہٰذا (اس اعتراف گناہ واظہار ندامت کے بعد) تو میری پردہ پوشی فرما جس طرح گناہگاروں کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور مجھے معافی عطا کر جس طرح ان لوگوں کو معافی عطا کرتا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیا ہو اور مجھ پر اس بخشش وآمرزش کے ساتھ احسان فرما کہ جس بخشش وآمرزش سے تو اپنے امیدوار پر احسان کرتا ہے تو تجھے بڑی نہیں معلوم ہوتی اور میرے لئے آج کے دن ایسا حظ ونصیب قرار دے کہ جس کے ذریعہ تیری رضامندی کا کچھ حصہ پا سکوں اور تیرے عبادت گزار بندے جو (اجر وثواب کے) تحائف لے کر پلٹے ہیں مجھے ان سے خالی ہاتھ نہ پھیر۔ اگرچہ وہ نیک اعمال جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں میں نے آگے نہیں بھیجے لیکن میں

نے تیری وحدت و یکتائی کا عقیدہ اور یہ کہ تیرا کوئی حریف شریک کار اور مثل و نظیر نہیں ہے پیش کیا ہے اور انہی دروازوں سے جن دروازوں سے تو نے آنے کا حکم دیا ہے آیا ہوں اور ایسی چیز کے ذریعہ جس کے بغیر کوئی تجھ سے تقرب حاصل نہیں کر سکتا، تقرب چاہا ہے پھر تیری طرف رجوع و بازگشت، تیری بارگاہ میں تذلل و عاجزی اور تجھ سے نیک گمان اور تیری رحمت پر اعتماد کو طلب تقرب کے ہمراہ رکھا ہے اور اس کے ساتھ ایسی امید کا ضمیمہ بھی لگا دیا ہے جس کے ہوتے ہوئے تجھ سے امید رکھنے والا محروم نہیں رہتا اور تجھ سے اسی طرح سوال کیا ہے جس طرح کوئی بے قدر، ذلیل، شکستہ حال، تہی دست خوف زدہ اور طلبگار پناہ سوال کرتا ہوں اور اس حالت کے باوجود میرا یہ سوال خوف، عجز و نیازمندی، پناہ طلبی اور امان خواہی کی رو سے ہے نہ متکبروں کے تکبر کے ساتھ برتری جتلانے، نہ اطاعت گزاروں کے (اپنی عبادت پر) فخر و اعتماد کی بنا پر اتراتے اور نہ سفارش کرنے والوں کی سفارش پر سربلندی دکھاتے ہوئے اور میں اس اعتراف کے ساتھ تمام کمتروں سے کمتر م خوار و ذلیل لوگوں سے ذلیل تر اور ایک چیونٹی کے مانند بلکہ اس سے بھی پست تر ہوں۔ اے وہ جو گنہگاروں پر عذاب کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور نہ سرکشوں کو (اپنی نعمتوں سے) روکتا ہے۔ اے وہ جو لغزش کرنے والوں سے درگزر فرما کر احسان کرتا ہے اور گنہگاروں کو مہلت دے کر تفضل فرماتا ہے میں وہ ہوں جو گنہگار گناہ کا معترف، خطا کار اور لغزش کرنے والا ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے تیرے مقابلہ میں جرات سے کام لیتے ہوئے پیش قدمی کی۔ میں وہ ہوں جس نے دیدہ دانستہ گناہ کیے۔ میں وہ ہوں جس نے اپنے گناہوں کو تیرے بندوں سے چھپایا اور تیرے سامنے کھلم کھلا مخالفت کی۔ میں وہ ہوں جو تیرے بندوں سے ڈرتا رہا، اور تجھ سے بےخوف رہا، میں وہ ہوں جو تیری ہیبت سے ہراساں اور تیرے عذاب سے خوف زدہ نہ ہوا۔ میں خود ہی اپنے حق میں مجرم اور بلا و مصیبت کے ہاتھوں میں گروی ہوں میں ہی شرم و حیا سے عاری اور طویل رنج و تکلیف میں مبتلا ہوں میں تجھے اس کے حق کا واسطہ دیتا ہوں جسے تو نے مخلوقات میں سے منتخب کیا۔ اس کے حق کا واسطہ دیتا ہوں جسے تو نے اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس

کے حق کا واسطہ دیتا ہوں جسے تو نے کائنات میں سے برگزیدہ کیا اور جسے اپنے احکام (کی تبلیغ) کے لئے چن لیا۔ اس کے حق کا واسطہ دیتا ہوں جس کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے ملا دیا اور جس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی کے مانند قرار دیا۔ اس کے حق کا واسطہ دیتا ہوں جس کی محبت کو اپنی محبت سے مقرون اور جس کی دشمنی کو اپنی دشمنی سے وابستہ کیا ہے۔ مجھے آج کے دن اس دامن رحمت میں ڈھانپ لے جس سے ایسے شخص کو ڈھانپتا ہے جو گناہوں سے دست بردار ہو کر تجھ سے نالہ وفریاد کرے اور تائب ہو کر تیرے دامن مغفرت میں پناہ چاہے اور جس طرح اپنے اطاعت گزاروں اور قرب ومنزلت والوں کی سرپرستی فرماتا ہے اسی طرح میری سرپرستی فرما اور جس طرح ان لوگوں پر جنہوں نے تیرے عہد کو پورا کیا تیری خاطر اپنے کو تعب ومشقت میں ڈالا اور تیری رضامندیوں کے لئے سختیوں کو جھیلا۔ خود تن تنہا احسان کرتا ہے اس طرح مجھ پر بھی تن تنہا احسان فرما اور تیرے حق میں کوتاہی کرنے، تیرے حدود سے متجاوز ہونے اور تیرے احکام کے پس پشت ڈالنے پر میرا مواخذہ نہ کر اور مجھے اس شخص کے مہلت دینے کی طرح مہلت دے کر رفتہ رفتہ اپنے عذاب کا مستحق نہ بنا، جس نے اپنی بھلائی کو مجھ سے روک لیا اور سمجھتا یہ ہے کہ بس وہی نعمت کا دینے والا ہے یہاں تک کہ تجھے بھی ان نعمتوں کے دینے میں شریک نہ سمجھا ہو۔ مجھے غفلت شعاروں کی نیند، بے راہروؤں کے خواب اور حرماں نصیبوں کی غفلت سے ہوشیار کر دے اور میرے دل کو اس راہ عمل پر لگا جس پر تو نے اطاعت گزاروں کو لگایا ہے اور اس عبادت کی طرف مائل فرما جو عبادت گزاروں سے تو نے چاہی ہے اور ان چیزوں کی ہدایت کر جن کے وسیلہ سے سہل انگاروں کو رہائی بخشی ہے اور جو باتیں تیری بارگاہ سے دور کر دیں اور میرے اور تیرے ہاں کے حظ ونصیب کے درمیان حائل اور تیرے ہاں کے مقصد ومراد سے مانع ہو جائیں ان سے محفوظ رکھ اور نیکیوں کی راہ پیمائی اور ان کی طرف سبقت جس طرح تو نے حکم دیا ہے اور ان کی بڑھ چڑھ کر خواہش جیسا کہ تو نے چاہا ہے میرے لئے سہل وآسان کر اور اپنے عذاب ووعید کو سبک سمجھنے والوں کے ساتھ کہ جنہیں تو تباہ کرے گا مجھے تباہ نہ کرنا اور جنہیں دشمنی پر آمادہ ہونے

کی وجہ سے ہلاک کرے گا ان کے ساتھ مجھے ہلاک نہ کرنا اور اپنی سیدھی راہوں سے انحراف کرنے والوں کے زمرہ میں کہ جنہیں تو برباد کرے گا مجھے برباد نہ کرنا اور فتنہ وفساد کے بھنور سے مجھے نجات دے اور بلا کے منہ سے چھڑا لے اور زمانہ مہلت (کی بداعمالیوں) پر گرفت سے پناہ دے اور اس دشمن کے درمیان جو مجھے بہکائے اور اس خواہش نفس کے درمیان جو مجھے تباہ وبرباد کرے اور اس نقص وعیب کے درمیان جو مجھے گھیر لے حائل ہو جا اور جیسے اس شخص سے کہ جس پر غضب ناک ہونے کے بعد تو راضی نہ ہو رخ پھیر لیتا ہے اسی طرح مجھ سے رخ نہ پھیر اور جو امیدیں تیرے دامن سے وابستہ کئے ہوئے ہوں ان میں مجھے بے آس نہ کر کہ تیری رحمت سے یاس وناامیدی مجھ پر غالب آ جائے اور مجھے اتنی نعمتیں بھی نہ بخش کہ جن کے اٹھانے کی میں طاقت نہیں رکھتا کہ تو فراوانی محبت سے مجھ پر وہ بار لاد دے جو مجھے گرانبار کر دے اور مجھے اس طرح اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑ دے جس طرح اسے چھوڑ دیتا ہے جس میں کوئی بھلائی نہ ہو اور نہ مجھے اس سے کوئی مطلب ہو اور نہ اس کے لئے توبہ وبازگشت ہو، اور مجھے اس طرح نہ پھینک دے جس طرح اسے پھینک دیتا ہے جو تیری نظر توجہ سے گر چکا ہو، اور تیری طرف سے ذلت و رسوائی اس پر چھائی ہوئی ہو بلکہ گرنے والوں کے گرنے سے اور کج رووں کے خوف وہراس سے اور فریب خوردہ لوگوں کے لغزش کھانے سے اور ہلاک ہونے والوں کے ورطہ ہلاکت میں گرنے سے میرا ہاتھ تھام لے اور اپنے بندوں اور کنیزوں کے مختلف طبقوں کو جن چیزوں میں مبتلا کیا ہے ان سے مجھے عافیت وسلامتی بخش اور جنہیں تو نے مورد عنایت قرار دیا، جنہیں نعمتیں عطا کیں، جن سے راضی وخوشنود ہوا، جنہیں قابل ستائش زندگی بخشی اور سعادت وکامرانی کے ساتھ موت دی ان کے مراتب ودرجات پر مجھے فائز کر اور وہ چیزیں جو نیکیوں کو محو اور برکتوں کو زائل کر دیں ان سے کنارہ کشی اس طرح میرے لئے لازم کر دے جس طرح گردن میں پڑا ہوا طوق اور برے گناہوں اور رسوا کرنے والی معصیتوں سے علیحدگی ونفرت کو میرے دل کے لئے اس طرح ضروری قرار دے جس طرح بدن سے چمٹا ہوا لباس اور مجھے دنیا میں مصروف کر کے کہ

جسے تیری مدد کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا ان اعمال سے کہ جن کے علاوہ تجھے کوئی اور چیز مجھ سے خوش نہیں کر سکتی، روک نہ دے اور اس پست دنیا کی محبت کہ جو تیرے ہاں کی سعادت ابدی کی طرف متوجہ ہونے سے مانع اور تیری طرف وسیلہ طلب کرنے سے سد راہ اور تیرا تقرب حاصل کرنے سے غافل کرنے والی ہے میرے دل سے نکال دے اور مجھے ملکہ عصمت عطا فرما جو مجھے تیرے خوف سے قریب، ارتکاب محرمات سے الگ اور کبیرہ گناہوں کے بندھنوں سے رہا کر دے اور مجھے گناہوں کی آلودگی سے پاکیزگی عطا فرما اور معصیت کی کثافتوں کو مجھ سے دور کر دے اور عافیت کا جامہ مجھے پہنا دے اور اپنی سلامتی کی چادر اڑھا دے اور اپنی وسیع نعمتوں سے مجھے ڈھانپ لے اور میرے لئے اپنے عطایا وانعامات کا سلسلہ پیہم جاری رکھ اور اپنی توفیق وراہ حق کی رہنمائی سے مجھے تقویت دے اور پاکیزہ نیت، پسندیدہ گفتار اور شائستہ کردار کے سلسلہ میں میری مدد فرما اور اپنی قوت وطاقت کے بجائے مجھے میری قوت وطاقت کے حوالے نہ کر اور جس دن مجھے اپنی ملاقات کے لئے اٹھائے مجھے ذلیل وخوار اور اپنے دوستوں کے سامنے رسوا نہ کرنا، اور اپنی یاد میرے دل سے فراموش نہ ہونے دے اور اپنا شکر وسپاس مجھ سے زائل نہ کر۔ بلکہ جب تیری نعمتوں سے بے خبر، سہو وغفلت کے عالم میں ہوں، میرے لئے ادائے شکر لازم قرار دے، اور میرے دل میں یہ بات ڈال دے کہ جو نعمتیں تو نے بخشی ہیں ان پر حمد وتوصیف اور جو احسانات مجھ پر کئے ہیں ان کا اعتراف کروں، اور اپنی طرف میری توجہ کو تمام توجہ کرنے والوں سے بالاتر اور میری حمد سرائی کو تمام حمد کرنے والوں سے بلند تر قرار دے اور جب مجھے تیری احتیاج ہو تو مجھے اپنی نصرت سے محروم نہ کرنا اور جن اعمال کو تیری بارگاہ میں پیش کیا ہے ان کو میرے لئے وجہ ہلاکت نہ قرار دینا، اور جس عمل وکردار کے پیش نظر تو نے اپنے نافرمانوں کو دھتکارا ہے یوں مجھے اپنی بارگاہ سے دھتکار نہ دینا، اس لئے کہ میں تیرا مطیع وفرمانبردار ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ حجت وبرہان تیرے ہی لئے ہے اور تو فضل وبخشش کا زیادہ سزاوار اور لطف واحسان کے ساتھ فائدہ رساں اور اس لائق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور اس کا

اہل ہے کہ مغفرت سے کام لے اور اس کا زیادہ سزاوار ہے کہ سزا دینے کے بجائے پردہ پوشی تیری روش سے قریب تر ہے۔ تو پھر مجھے ایسی پاکیزہ زندگی دے جو میرے حسب دل خواہ امور پر مشتمل اور میری دلپسند چیزوں پر منتہی ہو اس طرح کہ جس کام کو تو ناپسند کرے اسے بجا نہ لاؤں اور جس سے منع کرے اس کا ارتکاب نہ کروں اور مجھے اس شخص کی سی موت دے جس کا نور اس کے آگے اور اس کے داہنی طرف چلتا ہو اور مجھے اپنی بارگاہ میں عاجز ونگوں سار اور لوگوں کے نزدیک باوقار بنا دے اور جب تجھ سے تخلیہ میں راز ونیاز کروں تو مجھے پست وسرافگندہ اور اپنے بندوں میں بلند مرتبہ قرار دے اور جو مجھ سے بے نیاز ہو اس سے مجھے بے نیاز کر دے اور میرے فقر واحتیاج کو اپنی طرف بڑھا دے اور دشمنوں کے خندہ زیر لب، بلاؤں کے ورود اور ذلت وسختی سے پناہ دے اور میرے ان گناہوں کے بارے میں کہ جن پر تو مطیع ہے اس شخص کے مانند میری پردہ پوشی فرما کہ اگر اس کا حلم مانع نہ ہوتا تو وہ سخت گرفت پر قادر ہوتا اور اگر اس کی روش میں نرمی نہ ہوتی وہ گناہوں پر مواخذہ کرتا اور جب کسی جماعت کو تو مصیبت میں گرفتار یا بلاؤ نکبت سے دوچار کرنا چاہے، تو درصورتیکہ میں تجھ سے پناہ طلب ہوں اس مصیبت سے نجات دے اور جب کہ تو نے مجھے دنیا میں رسوائی کے موقف میں کھڑا نہیں کیا تو اس طرح آخرت میں بھی رسوائی کے مقام پر کھڑا نہ کرنا اور میرے لئے دنیوی نعمتوں کو اخروی نعمتوں سے اور قدیم فائدوں کو جدید فائدوں سے ملا دے اور مجھے اتنی مہلت نہ دے کہ اس کے نتیجہ میں میرا دل سخت ہو جائے اور ایسی مصیبت میں مبتلا نہ کر جس سے میری عزت وآبرو جاتی رہے اور ایسی ذلت سے دوچار نہ کر جس سے میری قدر ومنزلت کم ہو جائے اور ایسے عیب میں گرفتار نہ کر جس سے میرا مرتبہ ومقام جانا نہ جاسکے اور مجھے اتنا خوف زدہ نہ کر کہ میں مایوس ہو جاؤں اور ایسا خوف نہ دلا کہ ہراساں ہو جاؤں۔ میرے خوف کو اپنی وعید وسرزنش میں اور میرے اندیشہ کو تیرے عذر تمام کرنے اور ڈرانے میں منحصر کر دے اور میرے خوف وہراس کو آیات (قرآنی) کی تلاوت کے وقت قرار دے اور مجھے اپنی عبادت کے لئے بیدار رکھنے، خلوت وتنہائی میں دعا ومناجات کے

لئے جاگنے، سب سے الگ رہ کر تجھ سے لو لگانے، تیرے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرنے، دوزخ سے گلوخلاصی کے لئے بار بار التجاء کرنے، اور تیرے اس عذاب سے جس میں اہل دوزخ گرفتار ہیں پناہ مانگنے کے وسیلہ سے میری راتوں کو آباد کر اور مجھے سرکشی میں سرگردان چھوڑ نہ دے اور نہ غفلت میں ایک خاص وقت تک غافل و بے خبر پڑا رہنے دے اور مجھے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت اور دیکھنے والوں کے لئے فتنہ و گمراہی کا سبب نہ قرار دے اور مجھے ان لوگوں میں جن سے تو (ان کے مکر کی پاداش میں) مکر کرے گا شمار نہ کر اور (انعام و بخشش کے لئے) میرے عوض دوسرے کو انتخاب نہ کر۔ میرے نام میں تغیر اور جسم میں تبدیلی نہ فرما اور مجھے مخلوقات کے لئے مضحکہ اور اپنی بارگاہ میں لائق استہزا نہ قرار دے۔ مجھے صرف ان چیزوں کا پابند بنا جن سے تیری رضامندی وابستہ ہے اور صرف اس زحمت سے دو چار کر جو (تیرے دشمنوں سے) انتقام لینے کے سلسلہ میں ہو اور اپنے عفو و درگزر کی لذت اور رحمت، راحت و آسائش گل و ریحان اور جنت نعیم کی شیرینی سے آشنا کر اور اپنی وسعت و تونگری کی بدولت ایسی فراغت سے روشناس کر جس میں تیرے پسندیدہ کاموں کو بجا لا سکوں اور ایسی سعی و کوشش کی توفیق دے جو تیری بارگاہ میں تقرب کا باعث ہو اور اپنے تحفوں میں سے مجھے نت نیا تحفہ دے اور میری اخروی تجارت کو نفع بخش اور میری بازگشت کو بے ضرر قرار دے اور مجھے اپنے مقام و موقف سے ڈرا اور اپنی ملاقات کا مشتاق بنا اور ایسی سچی توبہ کی توفیق عطا فرما کہ جس کے ساتھ میرے چھوٹے اور بڑے گناہوں کو باقی نہ رکھے اور کھلی اور ڈھکی معصیتوں کو محو کر دے اور اہل ایمان کی طرف سے میرے دل سے کینہ و بغض کو نکال دے اور انکسار و فروتنی کرنے والوں پر میرے دل کو مہربان بنا دے اور میرے لئے تو ایسا ہو جا جیسا نیکوکاروں کے لئے ہے اور پرہیزگاروں کے زیور سے مجھے آراستہ کر دے اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر روز افزوں برقرار رکھ اور سابقون الاولون کے محل و مقام میں مجھے پہنچا دے اور فراخی نعمت کو مجھ پر تمام کر، اور اس کی منفعتوں کا سلسلہ پیہم جاری رکھ، اپنی نعمتوں سے میرے ہاتھوں کو بھر دے

اور اپنی گراں قدر بخششوں کو میری طرف بڑھا دے اور جنت میں جسے تو نے اپنے برگزیدہ بندوں کے لئے سجایا ہے مجھے اپنے پاکیزہ دوستوں کا ہمسایہ قرار دے اور ان جگہوں میں جنہیں اپنے دستداروں کے لئے مہیا کیا ہے مجھے عمدہ و نفیس عطیوں کے خلعت اوڑھا دے اور میرے لئے وہ آرامگاہ کہ جہاں میں اطمینان سے بے کھٹکے رہوں اور وہ منزل کہ جہاں میں ٹھہروں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں اپنے نزدیک قرار دے، اور مجھے میرے عظیم گناہوں کے لحاظ سے سزا نہ دینا اور جس دن دلوں کے بھید جانچے جائیں گے مجھے ہلاک نہ کرنا، ہر شک و شبہ کو مجھ سے دور کر دے اور میرے لئے ہر سمت سے حق تک پہنچنے کی راہ پیدا کر دے اور اپنی عطا و بخشش کے حصے میرے لئے زیادہ کر دے اور اپنے فضل سے نیکی و احسان سے حظ فراواں عطا کر اور اپنے ہاں کی چیزوں پر میرا دل مطمئن اور اپنے کاموں کے لئے میری فکر کو یکسو کر دے اور مجھ سے وہی کام لے جو اپنے مخصوص بندوں سے لیتا ہے اور جب عقلیں غفلت میں پڑ جائیں اس وقت میرے دل میں اطاعت کا ولولہ سمو دے اور میرے لئے تونگری، پاکدامنی، آسائش سلامتی، تندرستی، فراخی اطمینان اور عافیت کو جمع کر دے اور میری نیکیوں کو گناہوں کی آمیزش کی وجہ سے اور میری تنہائیوں کو ان مفسدوں کے باعث جو از راہ امتحان پیش آتے ہیں تباہ نہ کر اور اہل عالم میں سے کسی ایک کے آگے ہاتھ پھیلانے سے میری عزت و آبرو کو بچائے رکھ اور ان چیزوں کی طلب و خواہش سے جو بدکرداروں کے پاس ہیں مجھے روک دے اور مجھے ظالموں کا پشت پناہ نہ بنا اور نہ (احکام) کتاب کے محو کرنے پر ان کا ناصر و مددگار قرار دے اور میری اس طرح نگہداشت کر کہ مجھے خبر بھی نہ ہونے پائے۔ ایسی نگہداشت کہ جس کے ذریعہ تو مجھے (ہلاکت و تباہی) سے بچالے جائے اور میرے لئے توبہ و رحمت، لطف و رافت اور کشادہ روزی کے دروازے کھول دے۔ اس لئے کہ میں تیری جانب رغبت و خواہش کرنے والوں میں سے ہوں اور میرے لئے اپنی نعمتوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا دے اس لئے کہ تو انعام و بخشش کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے اور میری بقیہ عمر کو حج و عمرہ اور اپنی رضا جوئی کے لئے قرار دے۔

اے تمام جہانوں کے پالنے والے! رحمت کرے اللہ تعالیٰ محمد اوران کی پاک و پاکیزہ آل پر اور ان پر اوران کی اولاد پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو۔

۷۰۔ ثقلین سے تمسک

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرنا ثقلین سے تمسک ہے دو گوہر گراں بہا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت میں چھوڑے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثقلین سے تمسک کرنے کا حکم دیا۔ یہ روایت غایۃ المرام میں بھی ذکر ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان: "إِنِّي مُخَلِّفٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَ عِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي"[2] کے بارے میں فرمایا: تم میں ثقلین یعنی دو قیمتی چیزیں چھوڑی ہیں یعنی کتاب خدا اور عترت اہل بیتؑ۔

سوال کیا گیا عترت کون ہیں؟

حضرت امیرؑ نے فرمایا: میں، حسنؑ، و حسینؑ اور باقی نو ائمہ جو امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے۔ ان میں نہم امام مہدی علیہ السلام ہے۔ کتاب خدا اور عترت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

۵۳۔ خدا کی رسی سے تمسک

یہ دعا شریف درحقیقت خدا کی رسی سے تمسک ہے کہ خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا:

---

[1] غاية المرام: ۲۱۸

[2] كفاية الأثر في النص على الأئمة الإثنى عشر /210/ باب ما جاء عن فاطمة عن النبي صلى الله عليه وآله في النصوص على الأئمة الاثنى عشر عليهم السلام

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا.[1]

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔

غایۃ المرام میں تفسیر ثعلبی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: ہم ہیں خدا کی رسی کہ خدا نے فرمان ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا.

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔

۵۴۔کمال ایمان

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا زبانی محبت نسبت بہ حضرت علی علیہ السلام ہے۔ یہ کمال ایمان کا سبب ہے۔ متعدد روایات میں ملتا ہے کہ جو شخص حضرت قائم علیہ السلام کو زبانی دوست رکھتا ہے اس کا ایک سوم ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث تفسیر برہان میں بھی نقل ہوئی ہے۔[2]

۵۵۔عبادت کرنے والوں کا ثواب

جو شخص امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کرتا ہے اس نے تمام لوگوں کی عبادات کا ثواب حاصل کیا۔ تفسیر البرہان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: بے شک مثل تو جیسے "قل ھو اللہ احد" ہے جو اس سورہ کو ایک بار پڑھے۔ اسے ایک سوم قرآن کا ثواب ملتا ہے اور جو دو بار پڑھتا ہے اسے دو سوم کا ثواب ملتا ہے۔ جو تین بار پڑھتا ہے تو اس نے گویا پورا قرآن ختم کیا۔ تو بھی ایسے ہو جو تجھے دل سے دوست رکھتا ہے

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۰۳

[2] البرہان: ج ۴، ص ۵۲۱، ۵۲۲

اسے ایک سوم کا ثواب ملتا ہے۔اور جو تجھے دل وزبان سے دوست رکھتا ہے۔اسے دوسوم ثواب ملتا ہے۔جو آدمی دل، زبان اور ہاتھ سے دوست رکھتا ہے اسے تمام بندوں ثواب ملتا ہے۔[1]

۵۶۔شعائر اللہ کی تعظیم

خداوند عالم فرماتا ہے:

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ.[2]

اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

طبرسی نے لکھا ہے جو شخص شعائر الٰہی کی تعظیم کرتا ہے یعنی اس نے معالم دین خدا اور علامات مراد ہیں جو اپنی اطاعت کے لئے قرار دی ہیں۔[3]

۵۷۔قائم علیہ السلام کے پرچم تلے شہادت کا ثواب

مجمع البیان میں حارث بن مغیرہ سے نقل ہوا: میں حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔آپؑ نے فرمایا: جس نے امام زمانہ علیہ السلام کی شناخت کی اس کی انتظار کرے اور اس میں خوبی دیکھتا ہے تو وہ ایسا فرد ہے جس نے قائم آل محمد علیہم السلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہو۔

پھر فرمایا: واللہ اس کی مانند ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہو۔تیسری بار فرمایا: بلکہ خدا کی

---

[1] البرہان: ج۲، ص۵۲۱

[2]

[3] مجمع البیان: ۷ ۸۳

قسم اس شخص کی مانند ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ میں شہید ہوا ہو۔[1]

۵۸۔صاحب الزمان علیہ السلام کے ساتھ احسان کا ثواب

اس میں چند مطالب بیان ہوں گے:

ا۔دعا لوگوں کی تعظیم اور نیکی واحسان ہے۔

۲۔دعا ظہور امام زمانہ علیہ السلام میں موثر ہوتی ہے۔

۳۔دعا حضرت قائم علیہ السلام کی اطاعت ہے۔

۵۹۔ائمہ کے ساتھ محشور ہونا

قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا حضرت قائم علیہ السلام کی ایک قسم کی مدد کرنا ہے۔حدیث نبویؐ ہے کہ حضرت سید الشہداء نے شب عاشورا اپنے اصحاب کے لئے اس طرح فرمایا: بے شک میرے جد نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسینؑ کربلا میں بھوکا پیاسا شہید ہوا ہے جس نے ان کی مدد کی اس نے میری مدد کی اور حضرت قائم علیہ السلام کی مدد کی۔جس نے اپنی زبان سے ہماری مدد کی روز قیامت وہ ہماری حزب میں سے ہوگا۔[2]

۶۰۔روز قیامت حساب میں آسانی

کیونکہ یہ دعا آل محمد علیہم السلام سے صلہ رحمی ہے۔خدا فرماتا ہے:

---

[1] مجمع البیان: ج۹،ص۲۳۸

[2] معالی السبطین نقل از ارشاد القلوب از کتاب نور العین

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ.[1]

اور جوان رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (صلہ رحمی کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور سخت حساب سے خائف وترساں رہتے ہیں۔

شیخ کلینی اصول کافی میں صفوان بن جمال سے نقل ہوا: حضرت امام صادق علیہ السلام اور عبداللہ بن حسن کے درمیان گفتگو ہوئی حتیٰ کہ ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ لوگ جمع ہوگئے۔ پس رات کو جدا ہوگئے۔ صبح میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کو عبداللہ بن حسن کے گھر کے سامنے دیکھا کہ فرما رہے تھے: اے کنیز! عبداللہ بن حسن سے کہو کہ وہ باہر آئے۔

راوی کہتا ہے: پس وہ بیرون آیا اور عرض کرنے لگا: اے ابوعبداللہ! کیا ہوا کہ صبح سویرے آئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: رات کو میں نے قرآن کی آیت کی تلاوت کی کہ جس نے مجھے پریشان کردیا۔

عبداللہ نے پوچھا: کون سی آیت؟

آپؑ نے فرمایا: فرمان خدا

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ.[2]

اور جوان رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (صلہ رحمی کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور سخت حساب سے خائف وترساں رہتے ہیں۔

اسی کتاب میں عمر بن یزید سے نقل ہوا کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا:

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ.

آپؑ نے فرمایا: یہ آل محمد علیہم السلام سے صلہ رحمی کے بارے میں ہے: تیرے رشتہ دار بھی اس میں شامل ہیں۔

پھر فرمایا: ان میں سے نہ ہونا جو کچھ چہ مگوئیاں کہتے ہیں۔[3]

تفسیر البرہان میں محمد بن فضیل نے حضرت امام کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: بے شک آل

---

[1] سورۂ رعد: ۲۱

[2] سورۂ رعد: ۲۱

[3] کافی: ج ۲، ص ۱۵۶

محمد علیہم السلام کی رشتہ داری عرش سے آویزاں ہے۔ کہتا ہے: خدایا! یہ آیت آل محمد علیہم السلام کے بار میں نازل ہوئی ہے۔

نیز عیاشی عمر بن مریم سے نقل کرتا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ" کے بارے میں پوچھا گیا: آپؑ نے فرمایا: ان میں صلہ رحمی ہے اور اس کی بنا پر تاویل یہ ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے تعلق رکھیں۔ [1]

۶۱۔ شہداء کا عالی ترین درجات

اس دعا کے آثار میں یہ بھی ہے کہ انسان روز قیامت شہداء کے تین درجات پر فائز ہوتا ہے۔ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ایک طولانی حدیث میں فرماتے ہیں کہ روز قیامت شہداء کا بہترین درجہ وہ پائیں گے جس نے خدا و رسولؐ کی ان کی غیبت میں مدد کی ہو۔ خدا اور رسولؐ سے دفاع کریں۔

۶۲۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شفاعت

تفسیر فرات میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ پھر جبرائیلؑ کہے گا: اے فاطمہؑ! اپنی حاجت طلب فرمائیں۔

پس وہ کہیں گی: اے پروردگار! شیعیان میری اولاد ہیں۔

خدا فرمائے گا: میں نے ان کو بخش دیا۔

پھر وہ کہیں گی: اے پروردگار! پیروکار شیعیان۔

اس وقت خدا فرمائے گا: جاؤ جس نے تیری پناہ لی اسے جنت میں لے جاؤ۔

---

[1] البرہان: ج ۲، ص ۲۸۹

اس وقت لوگ آرزو کریں گے: اے کاش ہم فاطمی ہوتے۔ [1]

بے شک حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا بھی ایک قسم سے ان کی پناہ لینا ہے۔ فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۶۳۔ بارہ آثار وفوائد

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کا آثار دبرکات ہیں کہ ہم صرف ان میں بارہ کو ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ بیت اللہ کے حج کا ثواب ملتا ہے۔

۲۔ عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

۳۔ اعتکاف کا ثواب ملتا ہے۔

۴۔ دو ماہ روزوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔

۵۔ روز قیامت شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

۶۔ روز قیامت ایک لاکھ حاجات پوری ہوتی ہیں۔

۷۔ خانہ کعبہ کے طواف کا ثواب ملتا ہے۔

۸۔ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

۹۔ خدا کی راہ میں جہاد کے لئے ہزار گھوڑے بھیجنے کا ثواب ملتا ہے۔

۱۰۔ بہتر ہزار فرشتوں کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔

۱۱۔ ایک ہزار سال عبادت خدا کا ثواب ملتا ہے۔

۱۲۔ نو ہزار سال نماز و روزوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔

تمت بالحمد و الصلاۃ علی محمد و آلہ

---

[1] بحار الانوار: ج ۸، ص ۵۴

ارتباط منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

ترجمۂ

مکیال المکارم (مع اضافہ)

جلد دوم

مؤلف

آیت اللہ حاج سید تقی موسوی اصفہانی

مترجم

امام جماعت و جمعہ جامع مسجد یثرب

حجۃ الاسلام والمسلمین غلام حسین اسدی

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

نام کتاب ______ ارتباط منتظر علیہ السلام (جلد دوم)
______ (ترجمہ مکیال المکارم مع اضافہ)
مؤلف ______ آیت اللہ حاج سید تقی موسوی اصفہانی
مترجم ______ مدرس جامعہ علمیہ و پیش نماز جامع مسجد یثرب حجۃ الاسلام والمسلمین غلام حسین اسدی
اردو تصحیح و پیج سیٹنگ ______ مجاہد حسین حر۔۔0345-2401125
کمپوزنگ ______ قائم گرافکس۔جامعہ علمیہ۔ڈیفنس فیز ۴۔کراچی
باہتمام اشاعت ______ محمود علی جیوانی، حامد حسن جیوانی
ناشر ______ اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی پاکستان

ملنے کا پتا

رحمت اللہ بک ایجنسی
کاغذی بازار میٹھادر
کراچی ۷۴۰۰۰
PH : (021) 32431577 Mob: 0341-7234330
Mob : 0314 - 2056416 - 0332 - 3670828

فہرست کتاب

حصہ ششم

دعا کے لئے اوقات اور حالات

وہ موارد کہ جن میں امام زمانہؑ کے ظہور کی دعا خدا کی بارگاہ میں مانگی جائے، اس کی بڑی تاکید ہوئی ہے دو آیات در روایات اور عقلی دلیل ایسے شواہد ہیں جن کو ہم ذکر کررہے ہیں

ا۔ ہر واجب نماز کے بعد

کچھ روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ جن آئمہ معصومین سے دعائیں ذکر ہوئی ہیں ان سب میں ایک اصول کافی میں ابوجعفر ثانی (امام جوادؑ) سے مرسلہ حدیث نقل ہوئی کہ آپ نے فرمایا: جب بھی تم واجب نماز سے فارغ ہوجاؤ تو یہ دعا پڑھو:

رَضِيتُ بِاللهِ رَبّاً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيّاً وَبِالْإِسْلَامِ دِيناً وَبِالْقُرْآنِ كِتَاباً وَبِفُلَانٍ وَ فُلَانٍ أَئِمَّةً اَللّٰهُمَّ وَلِيُّكَ فُلَانٌ فَاحْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِهِ وَ مِنْ تَحْتِهِ وَ امْدُدْ لَهُ فِي عُمُرِهِ وَ اجْعَلْهُ الْقَائِمَ بِأَمْرِكَ وَ الْمُنْتَصِرَ لِدِينِكَ وَ أَرِهِ مَا يُحِبُّ وَ مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ فِي نَفْسِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ فِي أَهْلِهِ وَ مَالِهِ وَ فِي شِيعَتِهِ وَ فِي عَدُوِّهِ وَ أَرِهِمْ مِنْهُ مَا يَحْذَرُونَ وَ أَرِهِ فِيهِمْ مَا يُحِبُّ وَ تَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ وَ اشْفِ صُدُورَنَا وَ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ [1]

---

[1] اصول کافی، ج ۲، ص ۵۴۸

ترجمہ

اس حدیث کو شیخ صدوق علیہ رحمہ نے من لا یحضرہ الفقیہ میں آپؑ سے بطور مرسل اس طرح نقل کیا کہ آپ نے فرمایا:

جب واجب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

رَضِيتُ بِاللهِ رَبّاً وَ بِالْإِسْلَامِ دِيناً وَ بِالْقُرْآنِ كِتَاباً وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيّاً وَ بِعَلِيٍّ وَلِيّاً وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ- عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ- وَ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَئِمَّةً.

اَللّٰهُمَّ وَلِيَّكَ الْحُجَّةَ فَاحْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِهِ وَ مِنْ تَحْتِهِ وَ امْدُدْ لَهُ فِي عُمُرِهِ وَ اجْعَلْهُ الْقَائِمَ بِأَمْرِكَ الْمُنْتَصِرَ لِدِينِكَ وَ أَرِهِ مَا يُحِبُّ وَ تَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ فِي نَفْسِهِ وَ فِي ذُرِّيَّتِهِ- وَ أَهْلِهِ وَ مَالِهِ وَ فِي شِيعَتِهِ وَ فِي عَدُوِّهِ وَ أَرِهِمْ مِنْهُ مَا يَحْذَرُونَ وَ أَرِهِ فِيهِمْ مَا يُحِبُّ وَ تَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ وَ اشْفِ بِهِ صُدُورَنَا وَ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ.[1]

میں راضی ہوں اس پر کہ اللہ میرا رب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے کعبہ میرا قبلہ ہے اور راضی ہوں اس پر کہ علیؑ میرے مولا اور امام ہیں نیز حسنؑ وحسینؑ علی ابن حسینؑ محمد ابن علیؑ جعفر ابن محمد موسیٰ ابن جعفر علی ابن موسیٰؑ محمد ابن علی علی ابن محمد حسن ابن علیؑ اور حجتؑ بن حسنؑ کہ ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں میرے امامؑ ہیں۔

اے معبود تیرا ولی حجۃ القائم ہے پس اس کی حفاظت اس کے آگے سے اس کے پیچھے سے اس کے دائیں

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج1/ 327/ باب التعقیب..... ص:323

سے اس کے بائیں سے اس کے اوپر سے اور اس کے نیچے سے اسکی زندگی میں طول دے اسے قرار دے جو تیرے حکم سے قائم ہے تیرے دین کا مددگار ہو اسے وہ دکھا جو اسے پسند ہے جس سے اسکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اس کی ذات میں اس کی اولاد میں اس کے خاندان میں مال میں اسکے دوستوں اور دشمنوں میں دشمنوں کو اس سے وہی دکھا جس سے ڈرتے ہیں اسے دن میں وہی دکھا جو اسے پسند ہے جس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں ہمار یادر مومنوں کے دلوں میں شفا دے۔

میں کہتا ہوں: فلاں اور فلاں کہ کافی کی روایت میں آیا ہے یہ ائمہؑ گذشتہ مراد ہیں اور اللھم ولیک فلاں سے مراد مولائے حضرت امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں کہ شیخ صدوق علیہ رحمہ نے صراحث کے ساتھ آپؑ نام ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ہر واجب نماز کے بعد امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کیلئے یہ دعا پڑھنا مؤکد ہے۔

اس روایت پر دوسرا شاہد یہ ہے کہ کتاب الاختیار سید ین الباقی میں صاحب بحار نے نقل کیا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جو آدمی ہر واجب نماز کے بعد یہ دعا پڑھے امامؑ (م ح م د) بن الحسن کی بیداری یا خواب میں انسان کو زیارت نصیب ہوگی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَانَا صَاحِبَ الزَّمَانِ أَيْنَمَا كَانَ وَ حَيْثُمَا كَانَ مِنْ مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا عَنِّي وَ عَنْ وَالِدَيَّ وَ عَنْ وُلْدِي وَ إِخْوَانِي التَّحِيَّةَ وَ السَّلَامَ عَدَدَ خَلْقِ اللهِ وَ زِنَةَ عَرْشِ اللهِ وَ مَا أَحْصَاهُ كِتَابُهُ وَ أَحَاطَ عِلْمُهُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُجَدِّدُ لَهُ فِي صَبِيحَةِ هَذَا الْيَوْمِ وَ مَا عِشْتُ فِيهِ مِنْ أَيَّامِ حَيَاتِي عَهْداً وَ عَقْداً وَ بَيْعَةً لَهُ فِي عُنُقِي لَا أَحُولُ عَنْهَا وَ لَا أَزُولُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ وَ نُصَّارِهِ الذَّابِّينَ عَنْهُ وَ الْمُمْتَثِلِينَ لِأَوَامِرِهِ وَ نَوَاهِيهِ فِي أَيَّامِهِ وَ الْمُسْتَشْهَدِينَ بَيْنَ يَدَيْهِ اَللّٰهُمَّ

فَإِنْ حَالَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ الْمَوْتُ الَّذِي جَعَلْتَهُ عَلَى عِبَادِكَ حَتْماً مَقْضِيّاً فَأَخْرِجْنِي مِنْ قَبْرِي مُؤْتَزِراً كَفَنِي شَاهِراً سَيْفِي مُجَرِّداً قَنَاتِي مُلَبِّياً دَعْوَةَ الدَّاعِي فِي الْحَاضِرِ وَ الْبَادِي اَللّٰهُمَّ أَرِنِي الطَّلْعَةَ الرَّشِيدَةَ وَ الْغُرَّةَ الْحَمِيدَةَ وَ اكْحُلْ بَصَرِي بِنَظْرَةٍ مِنِّي إِلَيْهِ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَ سَهِّلْ مَخْرَجَهُ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ أَزْرَهُ وَ قَوِّ ظَهْرَهُ وَ طَوِّلْ عُمْرَهُ اَللّٰهُمَّ اعْمُرْ بِهِ بِلَادَكَ وَ أَحْيِ بِهِ عِبَادَكَ فَإِنَّكَ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ فَأَظْهِرِ اَللّٰهُمَّ لَنَا وَلِيَّكَ وَ ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكَ الْمُسَمَّى بِاسْمِ رَسُولِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى لَا يَظْفَرَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَاطِلِ إِلَّا مَزَّقَهُ- وَ يُحِقُّ اللهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَ يُحَقِّقُهُ اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ هَذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِظُهُورِهِ- إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيداً وَ نَرَاهُ قَرِيباً وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ.

ترجمہ:

مؤلف کہتا ہے کہ اس قسم کی دعا آٹھویں حصہ بھی ذکر ہوگی۔ جملہ شواہد میں سے کہ ظہور قائم کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ ایک روایت مکارم الاخلاق میں ذکر ہوئی ہے کہ ہر واجب نماز کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

روایت یہ ہے کہ جو شخص بھی ہر واجب نماز کے بعد اس دعا کو پڑھے گا اس کی مراقبت ہوتی ہے۔ اس کی عمر طولانی ہوگی کہ زندگی سے سیر ہوتا ہے اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت سے شرف ہوگا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ إِنَّ رَسُولَكَ الصَّادِقَ الْمُصَدَّقَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ إِنَّكَ قُلْتَ مَا تَرَدَّدْتُ فِي شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ كَتَرَدُّدِي فِي قَبْضِ رُوحِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ أَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ لِأَوْلِيَائِكَ الْفَرَجَ وَ

النَّصْرَ وَ الْعَافِيَةَ وَ لَا تَسُوْؤُنِي فِي نَفْسِي وَ لَا فِي فُلَانٍ قَالَ وَ تَذْكُرُ مَنْ شِئْتَ.[1]

میں کہتا ہوں: کتاب فلاح السائل کے مصنف عالم ربانی سید علی بن طاوس سے بحار الانوار کے صلاۃ کے حصہ میں علامہ مجلسی علیہ رحمہ نے نقل کیا: جس آدمی کی حاجات ہوں اور مستحبی امور کو بجالاتا ہے اس کی عمر طولانی ہوگی، اسے یہ ہر نماز کے بعد تعقیبات میں یہ پڑھنا چاہیے۔

ابو ہارون بن موسیٰ، ابوالحسن بن علی بن یعقوب عجلی کسائی سے اور وہ علی بن الحسن بن فضال سے اور وہ جعفر بن محمد حکیم سے اور وہ جمیل بن دراج سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا ایک آدمی حضرت ابوعبداللہ صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: اے میرے آقا: میں بوڑھا ہو چکا ہوں میرے رشتہ دار مر گئے ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ مجھے بھی موت آجائے گی۔ میرا کوئی ایسا انسان بتائیں جس سے محبت کروں اور اس سے رفت و آمد کروں۔

امامؑ نے فرمایا: تیرا دینی بھائی وہ ہے جو نسب اور سبب کے لحاظ سے تجھے زیادہ قریب ہیں تیرا انس اس سے تیرے رشتہ داروں سے بھی زیادہ انس ہے تجھے یہ دعا پڑھنی چاہیے، ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ إِنَّ الصَّادِقَ الْأَمِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّكَ قُلْتَ مَا تَرَدَّدْتُ فِي شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ كَتَرَدُّدِي فِي قَبْضِ رُوحِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ لِوَلِيِّكَ الْفَرَجَ وَ الْعَافِيَةَ وَ النَّصْرَ وَ لَا تَسُؤْنِي فِي نَفْسِي وَ لَا فِي أَحَدٍ مِنْ أَحِبَّتِي إِنْ شِئْتَ أَنْ تُسَمِّيَهُمْ وَاحِداً وَاحِداً وَ إِنْ شِئْتَ مُتَفَرِّقِينَ وَ إِنْ شِئْتَ مُجْتَمِعِينَ.[2]

نیز اس دعا کو علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ دعوت راوندی اور مکارم الاخلاق سے مصباح شیخ طوسی، جنۃ الامان اور بلد الامین میں ذکر ہوئی ہیں۔

---

[1] مکارم الاخلاق، طبرسی، ۳۳۱۔

[2] مصباح المتہجد و سلاح المتعبد/ ج1/ 58/ فصل فی سیاقۃ الصلوات ال احدی والخمسین رکعۃ فی الیوم واللیلۃ..... ص:30

روایت میں ہے، جو شخص ہر واجب نماز کے بعد اس دعا کو پڑھے اور مراقبت کرے اس کی عمر طولانی ہوگی۔ میں کہتا ہوں پچھلے حصہ میں اٹھائیسویں حصہ میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ دعا امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے ہے اور دلائل بھی بیان ہو چکے ہیں۔

وضاحت:

جو آپؑ نے فرمایا:

مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ.

اس قسم کی تعبیر اصول کافی وغیرہ کی چند روایات میں ملتی ہے۔ شیخ بہائی نے شرح الاربعین میں لکھی ہیں اس کی تاویل کریں گے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے جمال الصالحین کتاب میں ملتا ہے آپ نے فرمایا: ہمارے شیعوں پر یہ حقوق ہیں کہ مومن پر مستحب ہے واجب نماز کے بعد ہاتھ سے تھوڑی پکڑ کر تین مرتبہ پڑھے:

يَا رَبِّ مُحَمَّدٍ عَجِّلْ فَرَجَ اٰلِ مُحَمَّدٍ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ احْفَظْ غَيْبَةَ مُحَمَّدٍ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ انْتَقِمْ لِابْنَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ. [1]

مفید خاتمہ

اب روایات کی روشنی میں مطلب و مقصود بیان ہو چکا ہے در حقیقت عبادت کی قبولیت میں شرط یہ ہے کہ امام قائم کی معرفت اور اس سے دوستی ہو، اس لئے لازم ہے کہ مومن ہر واجب نماز کے بعد اپنے ایمان کی حقیقت اور امامؑ کی ولایت کا اظہار کرے۔ آپؑ کے لئے دعا کرنا اصل اپنے ارادہ کو ظاہر کرنا ہے تا کہ نماز قبول ہو سکے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ [2] نیز فرمایا: ﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ﴾ [3] دوسری آیات کی تفسیر میں ملتا ہے کہ اس طرح روزہ اور حج کی عبادات میں ہے لہٰذا محمد و آل محمد پر

---

[1] جمال الصالحین۔ تعقیبات مشترکہ۔ خطی

[2] سورۃ مائدۃ: ۳

[3] سورۃ زمر: ۵۶

صلوات اور امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے ماہ رمضان کے دن رات میں دعا کرنے کا ذکر ہوا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر تفسیر برہان میں موجود روایت کو ذکر کر دوں، خدا کے اس کلام ﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں حضرت ابوجعفر باقرؑ کی اپنی سند سے آیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم جنب اللہ ہیں، ہم خدا کے برگزیدہ بندے ہیں، ہم اختیار شدہ الٰہی ہیں انبیاء کی میراث ہمارے سپرد کی گئی ہے، ہم خدا کے رفیق ہیں، ہم محبت الٰہی ہیں، ہم خدا کی رسی ہیں۔

ہم خدا کی مخلوق پر رحمت الٰہی ہیں، ہم وہ ہیں کہ جن سے خدا نے ہمارے خلق کرنے سے مخلوق کو خلق کرنے کا آغاز کیا اور ہم پر ختم ہوا، ہم ائمہ ہدایت ہیں تاریکی میں ہم چراغ ہیں، ہدایت کو روشن کرنے والے ہم ہیں جو اہل دنیا کے لئے نشانی ہے وہ ہم ہیں ہم اول و آخر اولیاء ہیں جو ہم سے تمسک کرے گا وہ اپنے مقصود کو پالیتا ہے اور جنہوں نے ہم سے کنارہ کشی کی وہ مصیبت میں غرق ہوگا ہم ہیں رہبر، ہم خدا کا راز ہیں، ہم خدا کی طرف صراط مستقیم ہیں، ہم ہیں جن کی وجہ سے خدا نے اپنی مخلوق پر نعمتیں بھیجی، حق پرست کی سیرت ہم ہیں، ہم نبوت کا مرکز ہیں، ہم ہیں عظمت رسالت، ہم ہیں اصول دین، ہمارے پاس فرشتے آتے ہیں ہم اس آدمی کے لئے چراغ ہدایت ہیں جو روشنی کا متمنی ہو، ہم ہیں وہ کہ جو ہماری پیروی کرتا ہے، ہم جنت کی طرف پل ہیں، ہم ایسی گذرگاہ ہیں کہ جس نے ہماری سیرت پر عمل کیا جیتنے والا ہے اور جو عقب فائدہ ہے وہ نابود ہوجائے گا، ہم ہیں رکن اعظم، ہم وہ ہیں جن کے وجود سے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے، تم پر ہماری وجہ سے بارش ہوتی ہے، ہم ہیں کہ جن کی وجہ سے خدا تمہیں عذاب نہیں دیگا، پس جسے ہمارے حق کی معرفت ہے وہ ہمارے معارف کا ملتزم ہے وہ ہم میں سے ہے اور ہماری طرف پلٹ کر آئے گا۔

دعا کرنے کی تاکید مختلف روایات ہوتی ہیں کہ جو مومن ہر واجب نماز کے بعد دعا مانگے اس کی دعا مستجاب ہوتی ہیں۔

وسائل الشیعہ میں یہ روایات موجود ہیں اور اسی طرح دوسری کتب میں ان کا ذکر موجود ہے۔ پس کتنا اچھا ہے کہ ہر مومن کامل اپنے مولا کو دل و جان سے اور اولاد سے بھی زیادہ عزیز سمجھے۔ آپؑ کے انساب کو اپنے اوپر مقدم کرے۔

۲۔نماز ظہر کے بعد

جن اوقات میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے ان میں سے ایک ظہر کا وقت ہے اس مطلب پر ایک روایت دلالت کرتی ہے جو بحارالانوار، مستدرک اور جمال الصالحین میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے: کہ جو آدمی بھی نماز صبح اور ظہر میں پڑھے (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّلْ فَرَجَهُمْ) وہ شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اسے امام زمانؑ کی زیارت نہ ہو جائے۔

یہ حدیث اس مطلب پر بھی دلالت کرتی ہے جو کچھ سید اجل علی بن طاووس کی کتاب فلاح السائل کے باب الصلواۃ میں ذکر ہو چکا ہے کہ سید نے فرمایا: حاجات کے لئے نماز ظہر کی تعقیبات میں امام صادق علیہ السلام کی پیروی کرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح روایات ذکر ہوئی ہیں کہ امام قائم آئے گا چنانچہ ابو محمد ہارون الرنبلی ابو علی محمد بن الحسن بن محمد بن جمہور سے، وہ آپنے باپ محمد بن جمہور سے وہ احمد بن الحسن سکری، اور وہ عباد بن محمد صدائنی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا جب آپؑ نماز ظہر کے بعد فارغ ہوئے تو ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور یہ فرمایا:

أَيْ سَامِعَ كُلِّ صَوْتٍ أَيْ جَامِعَ كُلِّ فَوْتٍ أَيْ بَارِئَ كُلِّ نَفْسٍ بَعْدَ الْمَوْتِ أَيْ بَاعِثُ أَيْ وَارِثُ أَيْ سَيِّدَ السَّادَةِ أَيْ إِلٰهَ الْآلِهَةِ أَيْ جَبَّارَ الْجَبَابِرَةِ أَيْ مَلِكَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ أَيْ رَبَّ الْأَرْبَابِ أَيْ مَلِكَ الْمُلُوكِ أَيْ بَطَّاشُ أَيْ ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيدِ أَيْ فَعَّالًا لِمَا يُرِيدُ أَيْ مُحْصِيَ عَدَدِ الْأَنْفَاسِ وَ نَقْلِ الْأَقْدَامِ أَيْ مَنِ السِّرُّ عِنْدَهُ عَلَانِيَةٌ أَيْ مُبْدِئُ أَيْ مُعِيدُ أَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ عَلَى خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَ بِحَقِّهِمُ الَّذِي أَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَى نَفْسِكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ السَّاعَةَ

بِفَكَاكِ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ وَ أَنْجِزْ لِوَلِيِّكَ وَ ابْنِ نَبِيِّكَ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ وَ أَمِينِكَ فِي خَلْقِكَ وَ عَيْنِكَ فِي عِبَادِكَ وَ حُجَّتِكَ عَلَى خَلْقِكَ عَلَيْهِ صَلَوَاتُكَ وَ بَرَكَاتُكَ وَعْدَهُ اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِنَصْرِكَ وَ انْصُرْ عَبْدَكَ وَ قَوِّ أَصْحَابَهُ وَ صَبِّرْهُمْ وَ افْتَحْ لَهُمْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَاناً نَصِيراً وَ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَ أَمْكِنْهُ مِنْ أَعْدَائِكَ وَ أَعْدَاءِ رَسُولِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.[1]

راوی کہتا ہے: میں قربان جاؤں! ایسا نہیں کہ آپ نے اپنے لئے دعا کی؟

آپ نے فرمایا: میں اس نور آل محمد علیہم السلام کے دعا کی جو دشمنوں سے امر خدا سے انتقام لینے والا ہے،

میں نے عرض کیا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے، آپ کا خروج کب ہوگا؟

آپ نے فرمایا: جب خدا نے چاہا۔

میں نے عرض کیا، کیا کوئی نشانی ہے؟

آپ نے فرمایا: متعدد نشانیاں ہیں۔

میں نے عرض کی کیا کونسی نشانیاں ہیں؟

آپ نے فرمایا: مشرق ومغرب میں ایک پرچم ظاہر ہوگا بغداد میں فتنہ ہوگا میرے چچا کے فرزند زید کا یمن میں خروج کرنا، خانہ کعبہ کے پردے غارت ہونا،

علامہ مجلسی علیہ رحمہ بحار الانوار مصباح شیخ طوسی بلد الامین، جنۃ الامان اور الاختیار میں آیا ہے:

وہ امور جو نماز ظہر کی تعقیبات میں مخصوص ہیں۔ یَا سَامِعَ كُلِّ صَوْتٍ تا آخر ان تمام ضائع میں کلمہ ای کی جگہ یا آیا ہے میں کہتا ہوں اگر چہ اصطلاح کے لحاظ سے یہ ضعیف حدیث ہے لیکن اصول کے قاعدہ تسامح کا تقاضا یہ ہے اسے انجام دیا جائے اس لئے ہمارے علماء نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ بہر حال اس حدیث میں نقل ہونے والی دعا کے بارے میں چند مطالب ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ نماز ظہر کے بعد امام زمانہؑ کے لئے دعا مستجاب ہوئی ہے۔

---

[1] بحار الأنوار (ط-بیروت) / ج 83 / 62 / باب 39 مختص بتعقیب فریضۃ الظہر ص:62

۲۔آپ کے لئے دعا کے دوران ہاتھوں کو بلند کرنا مستحب ہے۔

۳۔آئمہ سے سفاعت کی درخواست کرنا مستحب ہے،دعا اور حاجت سے پہلے خدا کی قسم کھانا مستحب ہے۔

۴۔حاجت سے پہلے اللہ کی حمد وثناء کو مقدم کرنا مستحب ہے۔

۵۔طلب حاجت سے پہلے محمد وآل محمد پر صلوات بھیجنا مستحب ہے۔

۶۔استغفار کے ذریعے دلوں کو گناہوں سے پاک کرنا۔

۷۔جب دعا اور روایات میں بھی ولی کا کلمہ مطلق آئے تو اس مراد صاحب زمانہؑ ہیں۔

۸۔آپؑ اور آپ کے اصحاب کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

۹۔امام بندوں کے افعال واعمال پر ناظر وشاہد ہیں،اس کی دلیل یہ جملہ ہے:وعینک فی عبادک

۱۰۔آپؑ کو ان کے القاب سے پکارنا۔

۱۱۔امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اور باقی آئمہ سے افضل ہیں بعض روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۲۔خدا نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کو مؤخر فرمایا اور وہ اپنے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے انتقام لیں گے،اس مطلب پر دلالت کرنے والی روایات متواتر ہیں۔

۱۳۔امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور مخفی ہے اس میں خدا کی مصلحت ہے،اس مطلب پر بھی دلالت کرنے والی روایات متواتر ہیں۔

۱۴۔اس حدیث میں ذکر شدہ علائم حتمی نہیں ہیں کیونکہ امام صادق علیہ السلام اپنے ہر کلام کے آخر میں فرماتے ہیں:

جو کچھ خدا نے چاہا انجام دے گا۔

۳۔ نماز عصر کے بعد

تیسرا وقت کہ جس میں قائم آل محمد علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کی تاکید ہوتی ہے وہ نماز عصر کے بعد ہے۔

اس پر دلیل یہ ہے سید علی بن طاووس کی کتاب فلاح السائل میں آیا ہے کہ مرحوم سید نے فرمایا: چنانچہ محمد بن بشیر ازدی، احمد بن عمر بن موسیٰ کاتب سے اور وہ حسن بن محمد بن جمہور قمی سے وہ اپنے باپ محمد بن جمہور سے، وہ یحیٰ بن الفضل نوفلی سے روایات کرتے ہیں کہ میں بغداد میں حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ نماز عصر سے فارغ ہوئے تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور میں نے سنا کہ آپؑ نے یہ پڑھا:

أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ إِلَيْكَ زِيَادَةُ الْأَشْيَاءِ وَ نُقْصَانُهَا وَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَ خَلْقَكَ بِغَيْرِ مَعُونَةٍ مِنْ غَيْرِكَ وَ لَا حَاجَةٍ إِلَيْهِمْ وَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مِنْكَ الْمَشِيَّةُ وَ إِلَيْكَ الْبَدَاءُ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ قَبْلَ الْقَبْلِ وَ خَالِقُ الْقَبْلِ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بَعْدَ الْبَعْدِ وَ خَالِقُ الْبَعْدِ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَ تُثْبِتُ وَ عِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ غَايَةُ كُلِّ شَيْءٍ وَ وَارِثُهُ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَا يَعْزُبُ عَنْكَ الدَّقِيقُ وَ لَا الْجَلِيلُ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَا تَخْفَى عَلَيْكَ اللُّغَاتُ وَ لَا تَتَشَابَهُ عَلَيْكَ الْأَصْوَاتُ كُلَّ يَوْمٍ أَنْتَ فِي شَأْنٍ لَا يَشْغَلُكَ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ أَخْفَى دَيَّانُ يَوْمِ الدِّينِ مُدَبِّرُ الْأُمُورِ بَاعِثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ مُحْيِي الْعِظَامِ وَ هِيَ رَمِيمٌ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَكْنُونِ الْمَخْزُونِ الْحَيِّ الْقَيُّومِ الَّذِي لَا تُخَيِّبُ مَنْ سَأَلَكَ بِهِ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَنْ تُعَجِّلَ فَرَجَ الْمُنْتَقِمِ لَكَ مِنْ أَعْدَائِكَ وَ أَنْجِزْ لَهُ مَا وَعَدْتَهُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ.[1]

روای کہتا ہے کہ میں عرض کیا: یہ دعا کس کے لئے تھی؟

آپ نے فرمایا: وہ مہدی آل محمدؑ ہے۔

میں نے پوچھا: وہ کب آئیں گے؟

آپ نے فرمایا: جب دیکھو کہ دریا فرات و دجلہ پر سپاہ ہوں، کوفہ کے پل منہدم ہو جائیں اور کوفہ کے بعض گھروں کو آگ لگا دی جائے، پس اس وقت جو خدا نے چاہا وہ وہی کرے گا اور امر الٰہی پر کوئی چیز غالب نہیں اور اس کا کوئی حکم مؤخر نہیں ہوتا۔

۴۔نماز صبح کے بعد

وہ مواقع کہ جن میں امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے وہ نماز صبح کے بعد ہے، علامہ مجلسی علیہ رحمہ نے کتاب مقباس میں نماز کی تعقیبات میں لکھا ہے کہ نماز صبح کے بعد کوئی بات کئے بغیر سو بار یہ پڑھو:

يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ.[2]

---

[1] مصباح المتجد وسلاح المتعبد/ ج 1 / 74 / فصل فی سیاقۃ الصلوات الی احدی والخمسین رکعۃ فی الیوم واللیلۃ ..... ص: 30

[2] مصباح المتجد وسلاح المتعبد/ ج 1 / 53 / فصل فی سیاقۃ الصلوات الی احدی والخمسین رکعۃ فی الیوم واللیلۃ ..... ص: 30

۵۔ نمازِ شب کی دو رکعت کے بعد

ہمارے بعض علماء نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے کہ بعض اصحاب نے یہ دعا دو رکعت نمازِ شب کے بعد پڑھی ہے،

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَ لَمْ يُسْأَلْ مِثْلُكَ أَنْتَ مَوْضِعُ مَسْأَلَةِ السَّائِلِينَ وَ مُنْتَهَى رَغْبَةِ الرَّاغِبِينَ أَدْعُوكَ وَ لَمْ يُدْعَ مِثْلُكَ وَ أَرْغَبُ إِلَيْكَ وَ لَمْ يُرْغَبْ إِلَى مِثْلِكَ أَنْتَ مُجِيبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ وَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ أَسْأَلُكَ بِأَفْضَلِ الْمَسَائِلِ وَ أَنْجَحِهَا وَ أَعْظَمِهَا يَا اللّٰهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَى وَ بِأَمْثَالِكَ الْعُلْيَا وَ نِعَمِكَ الَّتِي لَا تُحْصَى وَ بِأَكْرَمِ أَسْمَائِكَ عَلَيْكَ وَ أَحَبِّهَا إِلَيْكَ وَ أَقْرَبِهَا مِنْكَ وَسِيلَةً وَ أَشْرَفِهَا عِنْدَكَ مَنْزِلَةً وَ أَجْزَلِهَا لَدَيْكَ ثَوَاباً وَ أَسْرَعِهَا فِي الْأُمُورِ إِجَابَةً وَ بِاسْمِكَ الْمَكْنُونِ الْأَكْبَرِ الْأَعَزِّ الْأَجَلِّ الْأَعْظَمِ الْأَكْرَمِ الَّذِي تُحِبُّهُ وَ تَهْوَاهُ وَ تَرْضَى عَمَّنْ دَعَاكَ بِهِ فَاسْتَجَبْتَ لَهُ دُعَاءَهُ وَ حَقٌّ عَلَيْكَ أَلَّا تَحْرِمَ سَائِلَكَ وَ لَا تَرُدَّهُ وَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ فِي التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِيلِ وَ الزَّبُورِ وَ الْفُرْقَانِ الْعَظِيمِ وَ بِكُلِّ اسْمٍ دَعَاكَ بِهِ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَ مَلَائِكَتُكَ وَ أَنْبِيَاؤُكَ وَ رُسُلُكَ وَ أَهْلُ طَاعَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تُعَجِّلَ فَرَجَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ وَ تُعَجِّلَ خِزْيَ أَعْدَائِهِ.[1]

---

[1] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد / ج 1 / 140 / ما ینبغی أن یفعله من غفل عن صلاة اللیل..... ص:138

میں کہتا ہوں، کتاب جمال الصالحین میں، میں نے کچھ اضافی جملے دیکھے ہیں:

وَ تَجْعَلَنَا مِنْ اَصْحَابِهٖ وَ اَنْصَارِهٖ وَ تَرْزُقُنَا بِهٖ رَجَائَنَا وَ تَسْتَجِيْبُ بِهٖ دُعَائَنَا

۶۔ نمازوں کے قنوت

ائمہ علیہم السلام کی ان دعاؤں پر یہ شاہد ہے کہ امام مہدیؑ کے ظہور کے لئے دعاؤں کی بجائے، ان میں بعض قنوت میں پڑھی جاتی ہیں۔

۱۔ سید علی بن طاووس کتاب مہج الدعوات میں ایک حدیث کے ضمن میں ہے۔ امام زین العابدینؑ نے اس طرح فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ جِبِلَّةَ الْبَشَرِيَّةِ وَ طِبَاعَ الْاِنْسَانِيَّةِ وَ مَا جَرَتْ عَلَيْهِ تَرْكِيبَاتُ النَّفْسِيَّةِ وَ انْعَقَدَتْ بِهٖ عُقُودُ النَّسِيَّةِ تَعْجِزُ عَنْ حَمْلِ وَارِدَاتِ الْاَقْضِيَةِ اِلَّا مَا وَفَّقْتَ لَهُ اَهْلَ الاصْطِفَاءِ وَ اَعَنْتَ عَلَيْهِ ذَوِي الاجْتِبَاءِ اَللّٰهُمَّ وَ اِنَّ الْقُلُوبَ فِي قَبْضَتِكَ وَ الْمَشِيَّةَ لَكَ فِي مَلَكَتِكَ وَ قَدْ تَعْلَمُ اَيْ رَبِّ مَا الرَّغْبَةُ اِلَيْكَ فِي كَشْفِهٖ وَاقِعَةٌ لِاَوْقَاتِهَا بِقُدْرَتِكَ وَاقِفَةٌ بِحَدِّكَ مِنْ اِرَادَتِكَ وَ اِنِّي لَاَعْلَمُ اَنَّ لَكَ دَارَ جَزَاءٍ مِنَ الْخَيْرِ وَ الشَّرِّ مَثُوبَةً وَ عُقُوبَةً وَ اَنَّ لَكَ يَوْماً تَأْخُذُ فِيهِ بِالْحَقِّ وَ اَنَّ اَنَاتَكَ اَشْبَهُ الْاَشْيَاءِ بِكَرَمِكَ وَ اَلْيَقُهَا بِمَا وَصَفْتَ بِهٖ نَفْسَكَ فِي عَطْفِكَ وَ تَرَاؤُفِكَ وَ اَنْتَ بِالْمِرْصَادِ لِكُلِّ ظَالِمٍ فِي وَخِيمِ عُقْبَاهُ وَ سُوءِ مَثْوَاهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَدْ اَوْسَعْتَ خَلْقَكَ رَحْمَةً وَ حِلْماً وَ قَدْ بُدِّلَتْ اَحْكَامُكَ وَ غُيِّرَتْ سُنَنُ نَبِيِّكَ

وَ تَمَرَّدَ الظَّالِمُونَ عَلَى خُلَصَائِكَ وَ اسْتَبَاحُوا حَرِيمَكَ وَ رَكِبُوا مَرَاكِبَ الِاسْتِمْرَارِ عَلَى الْجُرْأَةِ عَلَيْكَ اَللّٰهُمَّ فَبَادِرْهُمْ بِقَوَاصِفِ سَخَطِكَ وَ عَوَاصِفِ تَنْكِيلَاتِكَ وَ اجْتِثَاثِ غَضَبِكَ وَ طَهِّرِ الْبِلَادَ مِنْهُمْ وَ عَفِّ عَنْهَا آثَارَهُمْ وَ احْطُطْ مِنْ قَاعَاتِهَا وَ مَظَانِّهَا مَنَارَهُمْ وَ اصْطَلِمْهُمْ بِبَوَارِكَ حَتَّى لَا تُبْقِيَ مِنْهُمْ دِعَامَةً لِنَاجٍ وَ لَا عَلَماً لِآمٍّ وَ لَا مَنَاصاً لِقَاصِدٍ وَ لَا رَائِداً لِمُرْتَادٍ اَللّٰهُمَّ امْحُ آثَارَهُمْ وَ اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَ دِيَارِهِمْ وَ امْحَقْ أَعْقَابَهُمْ وَ افْكُكْ أَصْلَابَهُمْ وَ عَجِّلْ إِلَى عَذَابِكَ السَّرْمَدِ انْقِلَابَهُمْ وَ أَقِمْ لِلْحَقِّ مَنَاصِبَهُ وَ أَقْدِحْ لِلرَّشَادِ زِنَادَهُ وَ أَثِرْ لِلثَّارِ مُثِيرَهُ وَ أَيِّدْ بِالْعَوْنِ مُرْتَادَهُ وَ وَفِّرْ مِنَ النَّصْرِ زَادَهُ حَتَّى يَعُودَ الْحَقُّ بِجِدِّهِ وَ تُنِيرَ مَعَالِمُ مَقَاصِدِهِ وَ يَسْلُكَ أَهْلُهُ بِالْأَمَنَةِ حَقَّ سُلُوكِهِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.[1]

میں کہتا ہوں کسی روشن فکر محقق پر ائمہ علیہم السلام کے کلمات مخفی نہیں کہ یہ دعا امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے ہے، اور اسے قنوت میں پڑھنے کے بارے میں روایت ملتی ہے، وہ قنوت جو مذکورہ حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت منقول ہے،

يَا مَنْ يَعْلَمُ هَوَاجِسَ السَّرَائِرِ وَ مَكَامِنَ الضَّمَائِرِ وَ حَقَائِقَ الْخَوَاطِرِ يَا مَنْ هُوَ لِكُلِّ غَيْبٍ حَاضِرٌ وَ لِكُلِّ مَنْسِيٍّ ذَاكِرٌ وَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَادِرٌ وَ إِلَى الْكُلِّ نَاظِرٌ بَعُدَ الْمَهَلُ وَ قَرُبَ الْأَجَلُ وَ ضَعُفَ الْعَمَلُ وَ أَرَابَ الْأَمَلُ وَ آنَ الْمُنْتَقَلُ وَ أَنْتَ يَا اللهُ الْآخِرُ كَمَا أَنْتَ الْأَوَّلُ مُبْدِئٌ مَا أَنْشَأْتَ وَ مُصَيِّرُهُمْ إِلَى الْبِلَى وَ مُقَلِّدُهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَ مُحَمِّلُهَا ظُهُورَهُمْ

---

[1] بحار الانوار، ج ۸۲، ص ۲۱۵۔

إِلَى وَقْتِ نُشُورِهِمْ مِنْ بَعْثَةِ قُبُورِهِمْ عِنْدَ نَفْخَةِ الصُّورِ وَ انْشِقَاقِ
السَّمَاءِ بِالنُّورِ وَ الْخُرُوجِ بِالْمَنْشَرِ إِلَى سَاحَةِ الْمَحْشَرِ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ
طَرْفُهُمْ وَ أَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ مُتَرَاطِمِينَ فِي غُمَّةٍ مِمَّا أَسْلَفُوا وَ مُطَالَبِينَ بِمَا
احْتَقَبُوا وَ مُحَاسَبِينَ هُنَاكَ عَلَى مَا ارْتَكَبُوا الصَّحَائِفُ فِي الْأَعْنَاقِ
مَنْشُورَةٌ وَ الْأَوْزَارُ عَلَى الظُّهُورِ مَأْزُورَةٌ لَا انْفِكَاكَ وَ لَا مَنَاصَ وَ لَا
مَحِيصَ عَنِ الْقِصَاصِ قَدْ أَفْحَمَتْهُمُ الْحُجَّةُ وَ حَلُّوا فِي حَيْرَةِ الْمَحَجَّةِ هَمْسُوا
الضَّجَّةَ مَعْدُولٌ بِهِمْ عَنِ الْمَحَجَّةِ إِلَّا مَنْ سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ الْحُسْنَى فَنُجِّيَ
مِنْ هَوْلِ الْمَشْهَدِ وَ عَظِيمِ الْمَوْرِدِ وَ لَمْ يَكُنْ مِمَّنْ فِي الدُّنْيَا تَمَرَّدَ وَ لَا عَلَى
أَوْلِيَاءِ اللهِ تَعَنَّدَ وَ لَهُمُ اسْتَعْبَدَ وَ عَنْهُمْ بِحُقُوقِهِمْ تَفَرَّدَ اللّٰهُمَّ فَإِنَّ
الْقُلُوبَ قَدْ بَلَغَتِ الْحَنَاجِرَ وَ النُّفُوسَ قَدْ عَلَتِ التَّرَاقِيَ وَ الْأَعْمَارَ قَدْ
نَفِدَتْ بِالانْتِظَارِ لَا عَنْ نَقْصِ اسْتِبْصَارٍ وَ لَا عَنِ اتِّهَامِ مِقْدَارٍ وَ لَكِنْ
لِمَا تُعَانِي مِنْ رُكُوبِ مَعَاصِيكَ وَ الْخِلَافِ عَلَيْكَ فِي أَوَامِرِكَ وَ نَوَاهِيكَ وَ
التَّلَعُّبِ بِأَوْلِيَائِكَ وَ مُظَاهَرَةِ أَعْدَائِكَ اللّٰهُمَّ فَقَرِّبْ مَا قَدْ قَرُبَ وَ أَوْرِدْ
مَا قَدْ دَنَا وَ حَقِّقْ ظُنُونَ الْمُوقِنِينَ وَ بَلِّغِ الْمُؤْمِنِينَ تَأْمِيلَهُمْ مِنْ إِقَامَةِ
حَقِّكَ وَ نَصْرِ دِينِكَ وَ إِظْهَارِ حُجَّتِكَ وَ الِانْتِقَامِ مِنْ أَعْدَائِكَ.[1]

حضرت جوادؑ سے منقول ہے کہ یہ دعا قنوت میں پڑھی جائے:

مَنَائِحُكَ مُتَتَابِعَةٌ وَ أَيَادِيكَ مُتَوَالِيَةٌ وَ نِعَمُكَ سَابِغَةٌ وَ شُكْرُنَا
قَصِيرٌ وَ حَمْدُنَا يَسِيرٌ وَ أَنْتَ بِالتَّعَطُّفِ عَلَى مَنِ اعْتَرَفَ جَدِيرٌ اللّٰهُمَّ وَ قَدْ
غُصَّ أَهْلُ الْحَقِّ بِالرِّيقِ وَ ارْتَبَكَ أَهْلُ الصِّدْقِ فِي الْمَضِيقِ وَ أَنْتَ اللّٰهُمَّ

[1] بحارالانوار، ج ۸۲، ص ۲۱۷۔

بِعِبَادِكَ وَذَوِي الرَّغْبَةِ إِلَيْكَ شَفِيقٌ وَبِإِجَابَةِ دُعَائِهِمْ وَ تَعْجِيلِ الْفَرَجِ عَنْهُمْ حَقِيقٌ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَادِرْنَا مِنْكَ بِالْعَوْنِ الَّذِي لَا خِذْلَانَ بَعْدَهُ وَ النَّصْرِ الَّذِي لَا بَاطِلَ يَتَكَأَّدُهُ وَ أَتِحْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ مُتَاحاً فَيَّاحاً يَأْمَنُ فِيهِ وَلِيُّكَ وَ يَخِيبُ فِيهِ عَدُوُّكَ وَ يُقَامُ فِيهِ مَعَالِمُكَ وَ يَظْهَرُ فِيهِ أَوَامِرُكَ وَ تَنْكَفُّ فِيهِ عَوَادِي عِدَاتِكَ اَللّٰهُمَّ بَادِرْنَا مِنْكَ بِدَارِ الرَّحْمَةِ وَ بَادِرْ أَعْدَاءَكَ مِنْ بَأْسِكَ بِدَارِ النَّقِمَةِ اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا وَ أَغِثْنَا وَ ارْفَعْ نَقِمَتَكَ عَنَّا وَ أَحِلَّهَا بِالْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.[1]

میں کہتا ہوں، امامؑ کے ظہور کی اس دعا پر یہ شاہد ہے کہ جو امور ذکر ہوئے ہیں صرف آپؑ کے ظہور کے آشکار ہوں گے۔ روایات میں یہ معنی بھی آیا ہے۔ ہاں آپ کے دورۂ حکومت میں تقیہ ختم ہو جائے گا اولیاء خدا کو امن ملے گا اور دشمن ناامید ہوں گے۔

۴۔ ایک اور دعا جو قنوت میں پڑھی جاتی ہے اور امام مہدی کے ظہور کی دعا ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ بِلَا أَوَّلِيَّةٍ مَعْدُودَةٍ وَ الْآخِرُ بِلَا آخِرِيَّةٍ مَحْدُودَةٍ أَنْشَأْتَنَا لَا لِعِلَّةٍ اقْتِسَاراً وَ اخْتَرَعْتَنَا لَا لِحَاجَةٍ اقْتِدَاراً وَ ابْتَدَعْتَنَا بِحِكْمَتِكَ اخْتِيَاراً وَ بَلَوْتَنَا بِأَمْرِكَ وَ نَهْيِكَ اخْتِبَاراً وَ أَيَّدْتَنَا بِالْآلَاتِ وَ مَنَحْتَنَا بِالْأَدَوَاتِ وَ كَلَّفْتَنَا الطَّاقَةَ وَ جَشَّمْتَنَا الطَّاعَةَ فَأَمَرْتَ تَخْيِيراً وَ نَهَيْتَ تَحْذِيراً وَ خَوَّلْتَ كَثِيراً وَ سَأَلْتَ يَسِيراً فَعُصِيَ أَمْرُكَ فَحَلُمْتَ وَ جُهِلَ قَدْرُكَ فَتَكَرَّمْتَ فَأَنْتَ رَبُّ الْعِزَّةِ وَ الْبَهَاءِ وَ الْعَظَمَةِ وَ الْكِبْرِيَاءِ وَ الْإِحْسَانِ وَ النَّعْمَاءِ وَ الْمَنِّ وَ الْآلَاءِ وَ الْمِنَحِ وَ الْعَطَاءِ وَ الْإِنْجَازِ وَ الْوَفَاءِ لَا تُحِيطُ الْقُلُوبُ لَكَ بِكُنْهٍ وَ لَا تُدْرِكُ الْأَوْهَامُ لَكَ صِفَةً وَ لَا يُشْبِهُكَ

---

[1] مہج الدعوات و منہج العبادات، ص، ۵۹۔

شَیْءٌ مِنْ خَلْقِكَ وَلَا يُمَثَّلُ بِكَ شَیْءٌ مِنْ صَنْعَتِكَ تَبَارَكْتَ أَنْ تُحَسَّ أَوْ تُمَسَّ أَوْ تُدْرِكَكَ الْحَوَاسُّ الْخَمْسُ وَ أَنَّى يُدْرِكُ مَخْلُوقٌ خَالِقَهُ وَ تَعَالَيْتَ يَا إِلَهِی عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ عُلُوّاً كَبِيراً اَللّٰهُمَّ أَدِلْ لِأَوْلِيَائِكَ مِنْ أَعْدَائِكَ الظَّالِمِينَ الْبَاغِينَ النَّاكِثِينَ الْقَاسِطِينَ الْمَارِقِينَ الَّذِينَ أَضَلُّوا عِبَادَكَ وَ حَرَّفُوا كِتَابَكَ وَ بَدَّلُوا أَحْكَامَكَ وَ جَحَدُوا حَقَّكَ وَ جَلَسُوا مَجَالِسَ أَوْلِيَائِكَ جُرْأَةً مِنْهُمْ عَلَيْكَ وَ ظُلْماً مِنْهُمْ لِأَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ عَلَيْهِمْ سَلَامُكَ وَ صَلَوَاتُكَ وَ رَحْمَتُكَ وَ بَرَكَاتُكَ فَضَلُّوا وَ أَضَلُّوا خَلْقَكَ وَ هَتَكُوا حِجَابَ سِتْرِكَ عَنْ عِبَادِكَ وَ اتَّخَذُوا اَللّٰهُمَّ مَالَكَ دُوَلًا وَ عِبَادَكَ خَوَلًا وَ تَرَكُوا اَللّٰهُمَّ عَالِمَ أَرْضِكَ فِی بَكْمَاءَ عَمْيَاءَ ظَلْمَاءَ مُدْلَهِمَّةٍ فَأَعْيُنُهُمْ مَفْتُوحَةٌ وَ قُلُوبُهُمْ عَمِيَّةٌ وَ لَمْ تَبْقَ لَهُمُ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ مِنْ حُجَّةٍ لَقَدْ حَذَّرْتَ اَللّٰهُمَّ عَذَابَكَ وَ بَيَّنْتَ نَكَالَكَ وَ وَعَدْتَ الْمُطِيعِينَ إِحْسَانَكَ وَ قَدَّمْتَ إِلَيْهِمْ بِالنُّذُرِ فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ وَ أَيَّدْتَ اَللّٰهُمَّ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّ أَوْلِيَائِكَ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ وَ إِلَى الْحَقِّ دَاعِينَ وَ لِلْإِمَامِ الْمُنْتَظَرِ الْقَائِمِ بِالْقِسْطِ تَابِعِينَ وَ جَدِّدِ اَللّٰهُمَّ عَلَى أَعْدَائِكَ وَ أَعْدَائِهِمْ نَارَكَ وَ عَذَابَكَ الَّذِی لَا تَدْفَعُهُ عَنِ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ قَوِّ ضَعْفَ الْمُخْلِصِينَ لَكَ بِالْمَحَبَّةِ الْمُشَايِعِينَ لَنَا بِالْمُوَالاةِ الْمُتَّبِعِينَ لَنَا بِالتَّصْدِيقِ وَ الْعَمَلِ الْمُوَازِرِينَ لَنَا بِالْمُوَاسَاةِ فِينَا الْمُحْيِينَ ذِكْرَنَا عِنْدَ اجْتِمَاعِهِمْ وَ شَدِّدِ اَللّٰهُمَّ رُكْنَهُمْ وَ سَدِّدْ لَهُمُ اَللّٰهُمَّ دِينَهُمُ الَّذِی ارْتَضَيْتَهُ لَهُمْ وَ أَتْمِمْ عَلَيْهِمْ نِعْمَتَكَ وَ خَلِّصْهُمْ وَ اسْتَخْلِصْهُمْ وَ سُدَّ اَللّٰهُمَّ فَقْرَهُمْ وَ الْمُمْ

اَللّٰهُمَّ شَعَثَ فَاقَتِهِمْ وَ اغْفِرِ اَللّٰهُمَّ ذُنُوبَهُمْ وَ خَطَايَاهُمْ وَ لَا تُزِغْ قُلُوبَهُمْ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَهُمْ وَ لَا تُخَلِّهِمْ أَيْ رَبِّ بِمَعْصِيَتِهِمْ وَ احْفَظْ لَهُمْ مَا مَنَحْتَهُمْ بِهِ مِنَ الطَّهَارَةِ بِوَلَايَةِ أَوْلِيَائِكَ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَائِكَ إِنَّكَ سَمِيعٌ مُجِيبٌ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّاهِرِينَ أَجْمَعِينَ۔ [1]

۵۔ امام ہادیؑ سے منقول ہے کہ نماز کی قنوت میں یہ دعا پڑھی جائے،

يَا مَنْ تَفَرَّدَ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ تَوَحَّدَ بِالْوَحْدَانِيَّةِ يَا مَنْ أَضَاءَ بِاسْمِهِ النَّهَارُ وَ أَشْرَقَتْ بِهِ الْأَنْوَارُ وَ أَظْلَمَ بِأَمْرِهِ حِنْدِسُ اللَّيْلِ وَ هَطَلَ بِغَيْثِهِ وَابِلُ السَّيْلِ يَا مَنْ دَعَاهُ الْمُضْطَرُّونَ فَأَجَابَهُمْ وَ لَجَأَ إِلَيْهِ الْخَائِفُونَ فَآمَنَهُمْ وَ عَبَدَهُ الطَّائِعُونَ فَشَكَرَهُمْ وَ حَمِدَهُ الشَّاكِرُونَ فَأَثَابَهُمْ مَا أَجَلَّ شَأْنَكَ وَ أَعْلَى سُلْطَانَكَ وَ أَنْفَذَ أَحْكَامَكَ أَنْتَ الْخَالِقُ بِغَيْرِ تَكَلُّفٍ وَ الْقَاضِي بِغَيْرِ تَحَيُّفٍ حُجَّتُكَ الْبَالِغَةُ وَ كَلِمَتُكَ الدَّامِغَةُ بِكَ اعْتَصَمْتُ وَ تَعَوَّذْتُ مِنْ نَفَثَاتِ الْعَنَدَةِ وَ رَصَدَاتِ الْمُلْحِدَةِ الَّذِينَ أَلْحَدُوا فِي أَسْمَائِكَ وَ رَصَدُوا بِالْمَكَارِهِ لِأَوْلِيَائِكَ وَ أَعَانُوا عَلَى قَتْلِ أَنْبِيَائِكَ وَ أَصْفِيَائِكَ وَ قَصَدُوا لِإِطْفَاءِ نُورِكَ بِإِذَاعَةِ سِرِّكَ وَ كَذَّبُوا رُسُلَكَ وَ صَدُّوا عَنْ آيَاتِكَ۔ وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِكَ وَ دُونَ رَسُولِكَ وَ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً رَغْبَةً عَنْكَ وَ عَبَدُوا طَوَاغِيتَهُمْ وَ جَوَابِيتَهُمْ بَدَلًا مِنْكَ فَمَنَنْتَ عَلَى أَوْلِيَائِكَ بِعَظِيمِ نَعْمَائِكَ وَ جُدْتَ عَلَيْهِمْ بِكَرِيمِ آلَائِكَ وَ أَتْمَمْتَ لَهُمْ مَا أَوْلَيْتَهُمْ بِحُسْنِ جَزَائِكَ حِفْظاً لَهُمْ مِنْ مُعَانَدَةِ الرُّسُلِ وَ ضَلَالِ السُّبُلِ وَ صَدَقَتْ لَهُمْ بِالْعُهُودِ أَلْسِنَةُ الْإِجَابَةِ وَ خَشَعَتْ لَكَ بِالْعُقُودِ

۱۔ بحار الانوار ج ۸۲ ص ۲۲۶،۲۲۵۔

قُلُوبُ الْإِنَابَةِ أَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ الَّذِي خَشَعَتْ لَهُ السَّمَاوَاتُ وَ
الْأَرْضُ وَ أَحْيَيْتَ بِهِ مَوَاتَ الْأَشْيَاءِ وَ أَمَتَّ بِهِ جَمِيعَ الْأَحْيَاءِ وَ جَمَعْتَ
بِهِ كُلَّ مُتَفَرِّقٍ وَ فَرَّقْتَ بِهِ كُلَّ مُجْتَمِعٍ وَ أَتْمَمْتَ بِهِ الْكَلِمَاتِ وَ أَرَيْتَ بِهِ
كُبْرَى الْآيَاتِ وَ تُبْتَ بِهِ عَلَى التَّوَّابِينَ وَ أَخْسَرْتَ بِهِ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ
فَجَعَلْتَ عَمَلَهُمْ هَبَاءً مَنْثُوراً وَ تَبَّرْتَهُمْ تَتْبِيراً أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ
مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَجْعَلَ شِيعَتِي مِنَ الَّذِينَ حُمِّلُوا فَصَدَّقُوا وَ اسْتُنْطِقُوا فَنَطَقُوا
آمِنِينَ مَأْمُونِينَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ لَهُمْ تَوْفِيقَ أَهْلِ الْهُدَى وَ أَعْمَالَ
أَهْلِ الْيَقِينِ وَ مُنَاصَحَةَ أَهْلِ التَّوْبَةِ وَ عَزْمَ أَهْلِ الصَّبْرِ وَ تَقِيَّةَ أَهْلِ
الْوَرَعِ وَ كِتْمَانَ الصِّدِّيقِينَ حَتَّى يَخَافُوكَ اَللّٰهُمَّ مَخَافَةً تَحْجُزُهُمْ عَنْ
مَعَاصِيكَ وَ حَتَّى يَعْمَلُوا بِطَاعَتِكَ لِيَنَالُوا كَرَامَتَكَ وَ حَتَّى يُنَاصِحُوا لَكَ
وَ فِيكَ خَوْفاً مِنْكَ- وَ حَتَّى يُخْلِصُوا لَكَ النَّصِيحَةَ فِي التَّوْبَةِ حُبّاً لَكَ
فَتُوجِبَ لَهُمْ مَحَبَّتَكَ الَّتِي أَوْجَبْتَهَا لِلتَّوَّابِينَ وَ حَتَّى يَتَوَكَّلُوا عَلَيْكَ فِي
أُمُورِهِمْ كُلِّهَا حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ وَ حَتَّى يُفَوِّضُوا إِلَيْكَ أُمُورَهُمْ ثِقَةً بِكَ
اَللّٰهُمَّ لَا تُنَالُ طَاعَتُكَ إِلَّا بِتَوْفِيقِكَ وَ لَا تُنَالُ دَرَجَةٌ مِنْ دَرَجَاتِ الْخَيْرِ
إِلَّا بِكَ اَللّٰهُمَّ يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّينِ الْعَالِمَ بِخَفَايَا صُدُورِ الْعَالَمِينَ طَهِّرِ
الْأَرْضَ مِنْ نَجَسِ أَهْلِ الشِّرْكِ وَ أَخْرِصِ الْخَرَّاصِينَ عَنْ تَقَوُّلِهِمْ عَلَى
رَسُولِكَ الْإِفْكَ اَللّٰهُمَّ اقْصِمِ الْجَبَّارِينَ وَ أَبِرِ الْمُفْتَرِينَ وَ أَبِدِ الْأَفَّاكِينَ
الَّذِينَ إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمٰنِ- قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ وَ أَنْجِزْ لِي
وَعْدَكَ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَ عَجِّلْ فَرَجَ كُلِّ طَالِبٍ مُرْتَادٍ إِنَّكَ
لَبِالْمِرْصَادِ لِلْعِبَادِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ لَبْسٍ مَلْبُوسٍ وَ مِنْ كُلِّ قَلْبٍ عَنْ

مَعْرِفَتِكَ مَحْبُوسٌ وَ مِنْ كُلِّ نَفْسٍ تَكْفُرُ إِذَا أَصَابَهَا بُؤْسٌ وَ مِنْ وَاصِفٍ عَدْلٍ عَمَلُهُ عَنِ الْعَدْلِ مَعْكُوسٌ وَ مِنْ طَالِبٍ لِلْحَقِّ وَ هُوَ عَنْ صِفَاتِ الْحَقِّ مَنْكُوسٌ وَ مِنْ مُكْتَسِبٍ إِثْمٍ بِإِثْمِهِ مَرْكُوسٌ وَ مِنْ وَجْهٍ عِنْدَ تَتَابُعِ النِّعَمِ عَلَيْهِ عَبُوسٌ أَعُوذُ بِكَ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ وَ مِنْ نَظِيرِهِ وَ أَشْكَالِهِ وَ أَشْبَاهِهِ وَ أَمْثَالِهِ إِنَّكَ عَلِيٌّ عَلِيمٌ حَكِيمٌ.[1]

۶۔ امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ قنوت میں یہ دعا پڑھیں، یہ قنوت انشاء اللہ کتاب کے آٹھویں حصہ میں ذکر ہوگی،

۷۔ اس حدیث میں مولا قائم علیہ السلام کے لئے ظہور کی دعا کو قنوت میں پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَكْرِمْ أَوْلِيَاءَكَ بِإِنْجَازِ وَعْدِكَ وَ بَلِّغْهُمْ دَرْكَ مَا يَأْمُلُونَ مِنْ نَصْرِكَ وَ اكْفُفْ عَنْهُمْ بَأْسَ مَنْ نَصَبَ الْخِلَافَ عَلَيْكَ وَ تَمَرَّدَ بِمَنْعِكَ عَلَى رُكُوبِ مُخَالَفَتِكَ وَ اسْتَعَانَ بِرِفْدِكَ عَلَى فَلِّ حَدِّكَ وَ قَصَدَ لِكَيْدِكَ بِأَيْدِكَ وَ وَسِعْتَهُ حِلْماً لِتَأْخُذَهُ عَلَى جَهْرَةٍ أَوْ تَسْتَأْصِلَهُ عَلَى غِرَّةٍ فَإِنَّكَ اَللّٰهُمَّ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ حَتَّى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَاراً فَجَعَلْنَاهَا حَصِيداً كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ وَ قُلْتَ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَ إِنَّ الْغَايَةَ عِنْدَنَا قَدْ تَنَاهَتْ وَ إِنَّا لِغَضَبِكَ غَاضِبُونَ وَ إِنَّا عَلَى نَصْرِ الْحَقِّ مُتَعَاصِبُونَ وَ إِلَى وُرُودِ أَمْرِكَ مُشْتَاقُونَ وَ لِإِنْجَازِ وَعْدِكَ مُرْتَقِبُونَ وَ لِحُلُولِ وَعِيدِكَ بِأَعْدَائِكَ مُتَوَقِّعُونَ اَللّٰهُمَّ فَأْذَنْ بِذَلِكَ وَ افْتَحْ طُرُقَاتِهِ وَ سَهِّلْ خُرُوجَهُ

---

[1] مہج الدعوات ومنہج العبادات، ص: ۶۱، ۶۲۔

وَ وَطِّئْ مَسَالِكَهُ وَ اشْرَعْ شَرَائِعَهُ وَ أَيِّدْ جُنُودَهُ وَ أَعْوَانَهُ وَ بَادِرْ بَأْسَكَ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ وَ ابْسُطْ سَيْفَ نَقِمَتِكَ عَلَى أَعْدَائِكَ الْمُعَانِدِينَ وَ خُذْ بِالثَّارِ إِنَّكَ جَوَادٌ مَكَّارٌ۔[1]

۸۔ایک اور قنوت بھی آپؑ سے نقل ہوئی ہے:

اَللّٰهُمَّ مالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَا مَاجِدُ يَا جَوَادُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ يَا بَطَّاشُ يَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيدِ يَا فَعَّالًا لِمَا يُرِيدُ يَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِينَ يَا رَءُوفُ يَا رَحِيمُ يَا لَطِيفُ يَا حَيُّ حِينَ لَا حَيَّ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَخْزُونِ الْمَكْنُونِ الْحَيِّ الْقَيُّومِ الَّذِي اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي تُصَوِّرُ بِهِ خَلْقَكَ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ تَشَاءُ وَ بِهِ تَسُوقُ إِلَيْهِمْ أَرْزَاقَهُمْ فِي أَطْبَاقِ الظُّلُمَاتِ مِنْ بَيْنِ الْعُرُوقِ وَ الْعِظَامِ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي أَلَّفْتَ بِهِ بَيْنَ قُلُوبِ أَوْلِيَائِكَ وَ أَلَّفْتَ بَيْنَ الثَّلْجِ وَ النَّارِ لَا هَذَا يُذِيبُ هَذَا وَ لَا هَذَا يُطْفِئُ هَذَا وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي كَوَّنْتَ بِهِ طَعْمَ الْمِيَاهِ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي أَجْرَيْتَ بِهِ الْمَاءَ فِي عُرُوقِ النَّبَاتِ بَيْنَ أَطْبَاقِ الثَّرَى وَ سُقْتَ الْمَاءَ إِلَى عُرُوقِ الْأَشْجَارِ بَيْنَ الصَّخْرَةِ الصَّمَّاءِ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي كَوَّنْتَ بِهِ طَعْمَ الثِّمَارِ وَ أَلْوَانَهَا وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي بِهِ تُبْدِئُ وَ تُعِيدُ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْفَرْدِ الْوَاحِدِ الْمُتَفَرِّدِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ الْمُتَوَحِّدِ بِالصَّمَدَانِيَّةِ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي

[1] بحار الانوار، ج ۸۲، ص ۲۳۳۔

فَجَرْتَ بِهِ الْمَاءَ مِنَ الصَّخْرَةِ الصَّمَّاءِ وَ سُقْتَهُ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي خَلَقْتَ بِهِ خَلْقَكَ وَ رَزَقْتَهُمْ كَيْفَ شِئْتَ وَ كَيْفَ شَاءُوا يَا مَنْ لَا يُغَيِّرُهُ الْأَيَّامُ وَ اللَّيَالِي أَدْعُوكَ بِمَا دَعَاكَ بِهِ نُوحٌ حِينَ نَادَاكَ فَأَنْجَيْتَهُ وَ مَنْ مَعَهُ وَ أَهْلَكْتَ قَوْمَهُ وَ أَدْعُوكَ بِمَا دَعَاكَ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُكَ حِينَ نَادَاكَ فَأَنْجَيْتَهُ وَ جَعَلْتَ النَّارَ عَلَيْهِ بَرْداً وَ سَلَاماً وَ أَدْعُوكَ بِمَا دَعَاكَ بِهِ مُوسَى كَلِيمُكَ حِينَ نَادَاكَ فَفَلَقْتَ لَهُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْتَهُ وَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ أَغْرَقْتَ فِرْعَوْنَ وَ قَوْمَهُ فِي الْيَمِّ وَ أَدْعُوكَ بِمَا دَعَاكَ بِهِ عِيسَى رُوحُكَ حِينَ نَادَاكَ فَنَجَّيْتَهُ مِنْ أَعْدَائِهِ وَ إِلَيْكَ رَفَعْتَهُ وَ أَدْعُوكَ بِمَا دَعَاكَ حَبِيبُكَ وَ صَفِيُّكَ وَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَاسْتَجَبْتَ لَهُ وَ مِنَ الْأَحْزَابِ نَجَّيْتَهُ وَ عَلَى أَعْدَائِكَ نَصَرْتَهُ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي إِذَا دُعِيتَ بِهِ أَجَبْتَ يَا مَنْ لَهُ الْخَلْقُ وَ الْأَمْرُ يَا مَنْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً يَا مَنْ أَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَداً يَا مَنْ لَا تُغَيِّرُهُ الْأَيَّامُ وَ اللَّيَالِي وَ لَا تَتَشَابَهُ عَلَيْهِ الْأَصْوَاتُ وَ لَا تَخْفَى عَلَيْهِ اللُّغَاتُ وَ لَا يُبْرِمُهُ إِلْحَاحُ الْمُلِحِّينَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ فَصَلِّ عَلَيْهِمْ بِأَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ وَ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ الَّذِينَ بَلَّغُوا عَنْكَ الْهُدَى وَ أَعْقَدُوا لَكَ الْمَوَاثِيقَ بِالطَّاعَةِ وَ صَلِّ عَلَى عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ يَا مَنْ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي وَ اجْمَعْ لِي أَصْحَابِي وَ صَبِّرْهُمْ وَ انْصُرْنِي عَلَى أَعْدَائِكَ وَ أَعْدَاءِ رَسُولِكَ وَ لَا تُخَيِّبْ دَعْوَتِي فَإِنِّي عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ وَ ابْنُ أَمَتِكَ أَسِيرٌ بَيْنَ يَدَيْكَ سَيِّدِي أَنْتَ الَّذِي مَنَنْتَ عَلَيَّ بِهَذَا الْمَقَامِ وَ تَفَضَّلْتَ بِهِ عَلَيَّ دُونَ كَثِيرٍ

مِنْ خَلْقِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تُنْجِزَ لِي مَا وَعَدْتَنِي إِنَّكَ أَنْتَ الصَّادِقُ وَ لا تُخْلِفُ الْمِيعادَ وَ أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٍ۔[1]

۹۔کتاب مستدرک الوسائل، کتاب الذکری سے نقل ہے کہ ابن ابی عقیل نے حضرت امیرؑ سے اس دعا کو نقل کیا:

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ شَخَصَتِ الْأَبْصَارُ وَ نُقِلَتِ الْأَقْدَامُ وَ رُفِعَتِ الْأَيْدِي وَ مُدَّتِ الْأَعْنَاقُ وَ أَنْتَ دُعِيتَ بِالْأَلْسُنِ وَ إِلَيْكَ سِرُّهُمْ وَ نَجْوَاهُمْ فِي الْأَعْمَالِ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنا بِالْحَقِّ وَ أَنْتَ خَيْرُ الْفاتِحِينَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَشْكُو إِلَيْكَ غَيْبَةَ نَبِيِّنَا وَ قِلَّةَ عَدَدِنَا وَ كَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَ تَظَاهُرَ الْأَعْدَاءِ عَلَيْنَا وَ وُقُوعَ الْفِتَنِ بِنَا فَفَرِّجْ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ بِعَدْلٍ تُظْهِرُهُ وَ إِمَامِ حَقٍّ تَعْرِفُهُ إِلٰهَ الْحَقِّ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔[2]

اس نے کہا: مجھے خبر ملی کہ امام صادقؑ نے اپنے شیعوں کو حکم دیا کہ اس دعا کو نماز کے قنوت میں پڑھیں لیکن کلمات فرج کے بعد یہ دعا پڑھے، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ.........

۱۰۔اس کتاب سے شیخ طوسی علیہ رحمہ لکھتے ہیں: مستحب ہے صبح کی نماز کی قنوت میں یہ دعا پڑھیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ رَبِّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَا اللهُ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تُعَجِّلَ فَرَجَهُمْ اَللّٰهُمَّ مَنْ كَانَ أَصْبَحَ

---

[1] مصباح الدعوات و منہج العبادات، ص،۲۹۰۔

[2] بحار الانوار (ط۔بیروت)، ج ۸۲،ص،۲۰۷۔

ثِقَتُهُ وَ رَجَاؤُهُ غَيْرَكَ فَأَنْتَ ثِقَتِي وَ رَجَائِي فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا يَا أَجْوَدَ مَنْ سُئِلَ وَ يَا أَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ ارْحَمْ ضَعْفِي وَ قِلَّةَ حِيلَتِي وَ امْنُنْ عَلَيَّ بِالْجَنَّةِ طَوْلًا مِنْكَ وَ فُكَّ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ وَ عَافِنِي فِي نَفْسِي وَ فِي جَمِيعِ أُمُورِي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔[1]

۱۱۔شیخ صدوق نے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں وتر اور نماز جمعہ میں قنوت خدا کی تمجید، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور کلمات فرج سے دعا یہ ہے،

اَللّٰهُمَّ تَمَّ نُورُكَ فَهَدَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَ عَظُمَ حِلْمُكَ فَعَفَوْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَ بَسَطْتَ يَدَيْكَ فَأَعْطَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَجْهُكَ أَكْرَمُ الْوُجُوهِ وَ جَاهُكَ أَكْرَمُ الْجَاهِ وَ جِهَتُكَ خَيْرُ الْجِهَاتِ وَ عَطِيَّتُكَ أَفْضَلُ الْعَطِيَّاتِ وَ أَهْنَؤُهَا. تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْكُرُ وَ تُعْصَى رَبَّنَا فَتَغْفِرُ لِمَنْ شِئْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ تُجِيبُ الْمُضْطَرَّ وَ تَكْشِفُ الضُّرَّ وَ تُنَجِّي مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ وَ تَقْبَلُ التَّوْبَةَ وَ تَشْفِي السَّقِيمَ وَ تَعْفُو عَنِ الْمُذْنِبِ لَا يَجْزِي أَحَدٌ بِآلَائِكَ وَ لَا يَبْلُغُ نَعْمَاءَكَ [نُعْمَاكَ] قَوْلُ قَائِلٍ اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَصْوَاتُ وَ نُقِلَتِ الْأَقْدَامُ وَ مُدَّتِ الْأَعْنَاقُ وَ رُفِعَتِ الْأَيْدِي وَ دُعِيتَ بِالْأَلْسُنِ وَ تُقُرِّبَ إِلَيْكَ بِالْأَعْمَالِ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ أَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ نَشْكُو فَقْدَ نَبِيِّنَا وَ غَيْبَةَ وَلِيِّنَا وَ شِدَّةَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا وَ وُقُوعَ الْفِتَنِ وَ تَظَاهُرَ الْأَعْدَاءِ وَ كَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَ قِلَّةَ عَدَدِنَا فَافْرُجْ ذٰلِكَ يَا رَبِّ عَنَّا بِفَتْحٍ مِنْكَ

[1] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ج1/200/صلاۃ الصبح..... ص:177

تُعَجِّلُهُ وَنَصْرٍ مِنكَ تُعِزُّهُ وَإِمَامِ عَدْلٍ تُظْهِرُهُ إِلٰهَ الْحَقِّ آمِين. [1]

اس کے بعد ستر مرتبہ یہ پڑھیں: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.

میں کہتا ہوں کہ اس دعا کو سید ابن طاووس نے نقل کیا لہٰذا کامل اور تمام ہے۔

۱۲۔ وہ قنوت جو سید کتاب جمال الاسبوع میں کمال العمل المشروع کے باب میں مقاتل بن مقاتل سے نقل کیا کہ امام رضا علیہ السلام نے پوچھا: نماز کے قنوت میں کیا پڑھتے ہو؟

میں عرض کیا: جو کچھ لوگ پڑھتے ہیں،

امام نے مجھے فرمایا: تو وہ نہ پڑھ بلکہ یہ پڑھ:

اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ عَبْدَكَ وَ خَلِيفَتَكَ بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ أَنْبِيَاءَكَ وَ رُسُلَكَ وَحُفَّهُ بِمَلَائِكَتِكَ وَأَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ مِنْ عِنْدِكَ وَاسْلُكْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ رَصَداً يَحْفَظُونَهُ مِنْ كُلِّ سُوءٍ وَ أَبْدِلْهُ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِ أَمْناً يَعْبُدُكَ لَا يُشْرِكُ بِكَ شَيْئاً وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ عَلَى وَلِيِّكَ سُلْطَاناً وَ ائْذَنْ لَهُ فِي جِهَادِ عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّهِ وَ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. [2]

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ روایات سے یہ مطلب واضح ہوگیا کہ امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے قنوت میں دعا مانگنی چاہیے اور اس کی تاکید ہوئی ہے۔ یہ وہ حالت ہے کہ جس میں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں، خاص کر نماز جمعہ، نماز وتر اور نماز صبح میں ظہور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دعا کرے اس عمل سے بہت اجر ملتا ہے اور روزی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

---

[1] جمال الأسبوع بکمال العمل المشروع، ص، ۴۱۵، ۴۱۶۔

[2] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد، ج۱، ص ۳۶۷۔

۷۔ سجدہ کی حالت میں

ساتویں دعا جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے ہے اور بڑی تاکید بھی کی گئی ہے۔ وہ نماز میں سجدے کی حالت میں پڑھنے کا حکم ہوا ہے، سجدہ خدا کے نزدیک ترین حالت ہے اور سجدہ قاضی الحاجات ہے، اس بارے میں روایات موجود ہیں، پس بندہ پر لازم ہے کہ وہ سجدہ کی حالت میں اپنی حاجت طلب کرے اور خصوصاً سجدہ شکر کی حالت میں، اس لئے کہ انسان خدا کی طرف ملتفت ہوتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے ہمیں نعمتیں دی ہیں وہ سب ہمارے مولا قائم عجل اللہ فرجہ الشریف صاحب الزمان کی برکت سے ہیں۔

اس لئے بھی کہ دعا صاحب نعمت واسطہ فیض و رحمت ہے اور اہم ترین شکر ہے، کتاب تحفۃ الابرار نے مقنعہ شیخ مفید علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ سجدہ شکر میں یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ إِلَيْكَ تَوَجَّھْتُ وَ بِكَ اعْتَصَمْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰھُمَّ أَنْتَ ثِقَتِي وَ أَنْتَ رَجَائِي اَللّٰھُمَّ فَاكْفِنِي مَا أَهَمَّنِي وَ مَا لَا يُهِمُّنِي وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي عَزَّ جَارُكَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُم.[1]

روایات میں صراحت سے موجود ہے کہ جب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف پیدا ہوئے تو آپؑ نے سجدہ میں دعا فرمائی، محدثین کے رئیس شیخ کتاب کمال الدین میں اپنی سند سے جناب حکیمہ سے ایک طولانی حدیث نقل کرتے ہیں کہ میں اچانک نرجس بی بی کو دیکھا اس کے اردگرد اس طرح نور ہی نور ہو گیا کہ ہماری آنکھیں پوشیدہ رہ گئی، میں ناگہان دیکھا کہ نوزاد ہے جو سجدہ کی حالت میں ہے اور زانو پر تکیہ کیا اور دو انگلیوں کو بلند کیا اور فرمایا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میرے باپ

---

[1] تہذیب الأحکام (تحقیق خرسان)، ج ۳، ص ۸۳، ۸۴۔

امیرالمومنین ہے، پھر ایک ایک کا نام لیا اور اپنے نام تک شمار کیا اور اس وقت فرمایا: اے خدا جو مجھے وعدہ دیا تھا وہ پورا فرمائیں، میرے امور کو مرحلہ تمام وکمال تک پہنچادے، میرے قدم کو استوار فرما، زمین کو عدل وانصاف سے پر فرما۔

۸۔ سجدہ شکر

نماز شب کی چوتھی رکعت کے بعد: ہمارے ایک عالم دین نے آداب نماز شب میں لکھا ہے: آداب میں ایک یہ ہے چوتھی رکعت کے سجدہ کے بعد سو بار یہ پڑھا جائے، ماشاءاللہ پھر یہ پڑھو

يَا رَبِّ أَنْتَ اللهُ مَا شِئْتَ مِنْ أَمْرٍ يَكُونُ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْ لِي فِيمَا تَشَاءُ أَنْ تُعَجِّلَ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ وَ تَجْعَلَ فَرَجِي وَ فَرَجَ إِخْوَانِي مَقْرُوناً بِفَرَجِهِمْ وَ تَفْعَلَ بِي مَا أَنْتَ أَهْلُهُ.[1]

۹۔ ہر صبح وشام

عقل ونقل کے مطابق یہ پسندیدہ دعا ہے، ہر عارف آدمی بغیر شک کے اس عمل کو انجام دیتا ہے تاکہ امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کے حقوق ادا کر سکے، ہر انسان کا اعمال نامہ ہر رات حافظان کے نزدیک زینت دیتا ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہر روز غلام اور عوام اپنے آقاوں کے پاس آتے ہیں اور خدمت گذاری کا وظیفہ انجام دیتے

[1] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج1/ 145/ ما ینبغی أن یفعلہ من غفل عن صلاۃ اللیل..... ص:138

ہیں، پس ہمیں ایسا کرنا ضروری ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں جو کچھ خدا نے ہم پر نعمتوں کا لطف کیا ہے وہ امامؑ کی برکت کی وجہ سے ہے۔ پس ضروری ہے ہم ہر روز صبح وشام امام کی خدمت میں حاضر ہوں۔

امامؑ نے شیخ مفید کو خط لکھا جو اس مطلب پر دلالت کرتا ہے وہ اپنی کلام کے ضمن میں فرماتے ہیں:

إِنَّا غَيْرُ مُهْمِلِينَ لِمُرَاعَاتِكُمْ وَ لَا نَاسِينَ لِذِكْرِكُمْ وَ لَوْ لَا ذٰلِكَ لَنَزَلَ بِكُمُ اللَّأْوَاءُ وَاصْطَلَمَكُمُ الْأَعْدَاءُ.

پس دل اور کان کھول کر سنو کہ آپؑ کی خدمت کے لئے آمادہ رہو اس کے حکم اطاعت کرو، ان کے ظہور کی دعا کرو، امام قائم آل محمدؑ نے اپنے دوستوں سے فرمایا:

وَ أَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَإِنَّ ذٰلِكَ فَرَجُكُم.

دلیل نقل: یہاں وہ دعا ذکر کرتے ہیں جو امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے اور صبح وشام یہ دعا کرنا چاہئے۔

کلینی نے اپنی سند سے اصول کافی میں لکھا کہ فرات بن لاحنف نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا: ہر روز صبح وشام اس دعا کو پڑھا کرو اور ترک نہ کرو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَسْتَغْفِرُكَ فِي هٰذَا الصَّبَاحِ وَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ لِأَهْلِ رَحْمَتِكَ وَ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ أَهْلِ لَعْنَتِكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَبْرَأُ إِلَيْكَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَ فِي هٰذَا الصَّبَاحِ مِمَّنْ نَحْنُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَ مِمَّا كَانُوا يَعْبُدُونَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فِي هٰذَا الصَّبَاحِ وَفِي هٰذَا الْيَوْمِ بَرَكَةً عَلَى أَوْلِيَائِكَ وَ عِقَاباً عَلَى أَعْدَائِكَ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاكَ وَ عَادِ مَنْ عَادَاكَ اَللّٰهُمَّ اخْتِمْ لِي بِالْأَمْنِ وَ الْإِيمَانِ كُلَّمَا طَلَعَتْ شَمْسٌ أَوْ غَرَبَتْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ * وَ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ

وَ الْأَمْوَاتِ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ مُنْقَلَبَهُمْ وَ مَثْوَاهُمْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ إِمَامَ الْمُسْلِمِينَ بِحِفْظِ الْإِيمَانِ وَ انْصُرْهُ نَصْراً عَزِيزاً * وَ افْتَحْ لَهُ فَتْحاً يَسِيراً وَ اجْعَلْ لَهُ وَ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَاناً نَصِيراً اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَاناً وَ فُلَاناً وَ الْفِرَقَ الْمُخْتَلِفَةَ عَلَى رَسُولِكَ وَ وُلَاةِ الْأَمْرِ بَعْدَ رَسُولِكَ وَ الْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ وَ شِيعَتِهِمْ وَ أَسْأَلُكَ الزِّيَادَةَ مِنْ فَضْلِكَ وَ الْإِقْرَارَ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِكَ وَ التَّسْلِيمَ لِأَمْرِكَ وَ الْمُحَافَظَةَ عَلَى مَا أَمَرْتَ بِهِ لَا أَبْتَغِي بِهِ بَدَلًا وَ لَا أَشْتَرِي بِهِ ثَمَناً قَلِيلًا * اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَ قِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَ لَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ۔ تَقَبَّلْ مِنِّي دُعَائِي وَ مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ مِنْ خَيْرٍ فَضَاعِفْهُ لِي أَضْعَافاً مُضَاعَفَةً كَثِيرَةً وَ آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَ أَجْراً عَظِيماً رَبِّ مَا أَحْسَنَ مَا ابْتَلَيْتَنِي وَ أَعْظَمَ مَا أَعْطَيْتَنِي وَ أَطْوَلَ مَا عَافَيْتَنِي وَ أَكْثَرَ مَا سَتَرْتَ عَلَيَّ فَلَكَ الْحَمْدُ يَا إِلٰهِي كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً عَلَيْهِ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَ مِلْءَ الْأَرْضِ وَ مِلْءَ مَا شَاءَ رَبِّي كَمَا يُحِبُّ وَ يَرْضَى وَ كَمَا يَنْبَغِي لِوَجْهِ رَبِّي ذِي الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ.[1]

میں کہتا ہوں کہ اس مطلب پر شاہد دعا عہد ہے جو کہ اس کتاب کے آٹھویں حصہ میں ذکر ہوگا۔

اس پر مؤید یہ ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے صبح وشام دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔اسی طرح یہ بھی مؤید ہے کہ ہمارے اَعمال ہر صبح وشام آئمہ کی خدمت میں جاتے ہیں اور وہ اپنے شیعوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔لہٰذا ضروری ہے کہ ہم امام مہدیؑ کے حق میں دعا کریں، اس کے بارے میں بہت سی روایات ہیں جو کافی ، بصائر، البرہان اور دوسری کتب میں موجود ہیں، نیز یہ بھی مؤید ہے کہ صبح وشام دعا کرنے کا شوق دلایا

[1] الکافی (ط۔ال اسلامیۃ)، ج ۲، ص ۵۳۰۔

گیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک بہترین دعاؤں میں سے ہے۔

۱۰۔ ہرروز کے آخری لمحات

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دن کو بارہ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصہ کو ساعت کا نام دیا گیا ہے ہر ساعت ایک امام کے ساتھ منسوب ہے، جو ساعت جس امامؑ کے ساتھ مخصوص ہے اس میں اس امامؑ سے حاجت طلب کرنی چاہیے، علماء نے اعمال کی کتب میں ان کو ذکر کیا ہے، آخری ساعت امام زمانہؑ سے منسوب ہے اور اس ساعت میں یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

يَا مَنْ تَوَحَّدَ بِنَفْسِهِ عَنْ خَلْقِهِ يَا مَنْ غَنِيَ عَنْ خَلْقِهِ بِصُنْعِهِ يَا مَنْ عَرَّفَ نَفْسَهُ خَلْقَهُ بِلُطْفِهِ يَا مَنْ سَلَكَ بِأَهْلِ طَاعَتِهِ مَرْضَاتَهُ يَا مَنْ أَعَانَ أَهْلَ مَحَبَّتِهِ عَلَى شُكْرِهِمْ يَا مَنْ مَنَّ عَلَيْهِمْ بِدِينِهِ وَ لَطَفَ لَهُمْ بِنَائِلِهِ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ الْخَلَفِ الصَّالِحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَتَضَرَّعُ إِلَيْكَ بِهِ وَ أُقَدِّمُهُ بَيْنَ يَدَيْ حَوَائِجِي أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَفْعَلَ بِي كَذَا وَ كَذَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ أُولِي الْأَمْرِ الَّذِينَ أَمَرْتَ بِطَاعَتِهِمْ وَ أُولِي الْأَرْحَامِ الَّذِينَ أَمَرْتَ بِصِلَتِهِمْ وَ ذَوِي الْقُرْبَى الَّذِينَ أَمَرْتَ بِمَوَدَّتِهِمْ وَ الْمَوَالِي الَّذِينَ أَمَرْتَ بِعِرْفَانِ حَقِّهِمْ وَ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ أَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيراً أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَفْعَلَ بِي كَذَا وَ كَذَا.[1]

---

[1] بحارالانوار، ج۸۶، ص۳۴۰۔

۱۱۔ جمعرات کا دن

اس پر ایک روایت شاہد ہے جو سید ابن طاوس نے کتاب جمال الاسبوع میں ذکر کی ہے، جمعرات کے وظائف میں ہے کہ مستحب ہے محمد وآل محمد پر ہزار صلوات بھیجی جائے اور یہ بھی پڑھنا مستحب ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ.

وہ مزید لکھتے ہیں ایک روایت میں ہے سو دفعہ پڑھنا زیادہ فضیلت ہے اور وہ یہ ذکر ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ وَ أَھْلِكْ عَدُوَّھُمْ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ.

نیز اس مطلب پر یہ بھی شاہد ہے کہ ہر جمعرات کو لوگوں کے اعمال رسول خدا ﷺ اور آئمہ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ امام زمانہؑ اپنے دوستوں کے لئے دعا کرتے ہیں،

میں کہتا ہوں پس شائستہ یہ ہے کہ مومن اپنے مولا کے احسان کے مقابلے میں ان کے لئے دعا کریں، ان کی اقتدا کریں۔

۱۲۔ شب جمعہ

اس شب کو امام مہدیؑ کے لئے دعا کرنے کی تاکید ہوئی ہے یہاں پر چند مطالب کو ہم ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ روز جمعہ امام زمانہؑ سے مخصوص ہے لہٰذا اس رات کو آپؑ کے لئے دعا کرنا ضروری ہے۔

۲۔ شب جمعہ ہمارے اعمال امامؑ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔

۳۔ شیعہ کی بعض معتبر کتابوں میں آیا ہے کہ شب جمعہ کے اعمال میں یہ بھی ہے کہ سو دفعہ یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ وَ أَهْلِكْ عَدُوَّهُمْ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ۔[1]

شیخ ابوجعفر طوسیؒ کتاب مختصر المصباح میں شب جمعہ کے وظائف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی طرح درود بھیجو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ وَ أَهْلِكْ عَدُوَّهُمْ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ۔

۴۔ حاجی نور نے کتاب النجم الثاقب میں نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن دعائے ندبہ پڑھنا مستحب ہے۔

۵۔ بہت سی روایات میں جمعہ کی شب میں دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور مستحب یہ ہے کہ اپنے وقت کے امام کو دعا میں مقدم کریں۔

۶۔ روایات کا مضمون یہ ہے کہ اس رات مومنین کے لئے یہ بھی دعا کرنی چاہیے اور امام زمانہؑ سب پر مقدم ہیں کہ ان کے ظہور کی دعا کریں۔

۱۳۔ روز جمعہ

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تمام ساعات بطور عموم وخصوص نماز صبح کے بعد، ظہر کے وقت، مسجد جاتے وقت، نماز عصر کے بعد، ظہر کی قنوت میں، نماز جمعہ کے قنوت میں، نماز جمعہ کے خطبہ میں اور دن کے آخری حصہ میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے دعا کرنی چاہیے

الف: نماز صبح کے بعد

بحار الانوار میں ایک طولانی دعا ذکر ہوئی اور یہ روایت کتاب ابواب الجنات فی آداب الجمعات میں بھی

[1] بحار الانوار، ج۸۹، ص۲۸۹۔

ذکر ہوئی ہے، اس پر یہ شاہد ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي وَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ آمَنْتُ بِكَ وَ بِمَلَائِكَتِكَ وَ كُتُبِكَ وَرُسُلِكَ وَبِالسَّاعَةِ وَالْبَعْثِ وَالنُّشُورِ وَبِلِقَائِكَ وَ الْحِسَابِ وَ وَعْدِكَ وَ وَعِيدِكَ وَ بِالْمَغْفِرَةِ وَ الْعَذَابِ وَ قَدَرِكَ وَ قَضَائِكَ وَ رَضِيتُ بِكَ رَبّاً وَ بِالْإِسْلَامِ دِيناً وَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيّاً وَ بِالْقُرْآنِ كِتَاباً وَ حَكَماً وَ بِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَ بِحُجَجِكَ عَلَى خَلْقِكَ حُجَجاً وَ أَئِمَّةً وَ بِالْمُؤْمِنِينَ إِخْوَاناً وَ كَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوتِ وَبِاللَّاتِ وَ الْعُزَّى وَبِجَمِيعِ مَا يَعْبُدُ دُونَكَ وَ اسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وَ أَشْهَدُ أَنَّ كُلَّ مَعْبُودٍ مِنَ لَدُنْ عَرْشِكَ إِلَى قَرَارِ الْأَرَضِينَ السَّابِعَةِ سِوَاكَ بَاطِلٌ- لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ كُنْتَ قَبْلَ الْأَيَّامِ وَ اللَّيَالِي وَ قَبْلَ الْأَزْمَانِ وَ الدُّهُورِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ إِذْ أَنْتَ حَيٌّ قَبْلَ كُلِّ حَيٍّ وَ حَيٌّ بَعْدَ كُلِّ حَيٍّ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ فِي عَلْيَائِكَ وَ تَقَدَّسْتَ فِي أَسْمَائِكَ- لَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَلَا رَبَّ سِوَاكَ وَ أَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ مَلِكٌ قُدُّوسٌ مُتَعَالٍ أَبَداً- لَا نَفَادَ لَكَ وَ لَا فَنَاءَ وَ لَا زَوَالَ وَ لَا غَايَةَ وَ لَا مُنْتَهَى- لَا إِلَهَ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرَضِينَ إِلَّا أَنْتَ تَعَظَّمْتَ حَمِيداً وَ تَمَجَّدْتَ كَرِيماً وَ تَكَبَّرْتَ رَحِيماً وَ كُنْتَ عَزِيزاً قَدِيماً قَدِيراً مَجِيداً تَعَالَيْتَ قُدُّوساً رَحِيماً قَدِيراً وَ تَوَحَّدْتَ إِلَهاً جَبَّاراً قَوِيّاً عَلِيّاً عَلِيماً عَظِيماً كَبِيراً وَ تَفَرَّدْتَ بِخَلْقِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ فَمَا خَالِقٌ بَارِءٌ مُصَوِّرٌ مُتْقِنٌ غَيْرَكَ وَ تَعَالَيْتَ قَاهِراً مَعْبُوداً مُبْدِئاً مُعِيداً مُنْعِماً مُفْضِلًا جَوَاداً مَاجِداً رَحِيماً كَرِيماً فَأَنْتَ الرَّبُّ الَّذِي لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ وَ تُضْرَبُ بِكَ الْأَمْثَالُ وَلَا يُغَيِّرُكَ الدُّهُورُ وَلَا يُفْنِيكَ الزَّمَانُ وَلَا

تُدَاوِلُكَ الْأَيَّامُ وَ لَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ اللَّيَالِي وَ لَا تُحَاوِلُكَ الْأَقْدَارُ وَ لَا
تُبْلِغُكَ الْآجَالُ- لَا زَوَالَ لِمُلْكِكَ وَ لَا فَنَاءَ لِسُلْطَانِكَ وَ لَا انْقِطَاعَ
لِذِكْرِكَ وَ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِكَ وَ لَا تَحْوِيلَ لِسُنَّتِكَ وَ لَا خُلْفَ لِوَعْدِكَ وَ
لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَ لَا نَوْمٌ وَ لَا يَمَسُّكَ نَصَبٌ وَ لَا لُغُوبٌ: فَأَنْتَ الْجَلِيلُ
الْقَدِيمُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الْبَاطِنُ الظَّاهِرُ الْقُدُّوسُ عَزَّتْ أَسْمَاؤُكَ وَ جَلَّ
ثَنَاؤُكَ وَ لَا إِلَهَ سِوَاكَ وَصَفْتَ نَفْسَكَ أَحَداً صَمَداً فَرْداً لَمْ تَتَّخِذْ
صَاحِبَةً وَ لَا وَلَداً لَمْ تَلِدْ وَ لَمْ تُولَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُواً أَحَدٌ- أَنْتَ
الدَّائِمُ فِي غَيْرِ وَصَبٍ وَ لَا نَصَبٍ لَمْ تَشْغَلْكَ رَحْمَتُكَ عَنْ عَذَابِكَ وَ لَا
عَذَابُكَ عَنْ رَحْمَتِكَ خَلَقْتَ خَلْقَكَ مِنْ غَيْرِ وَحْشَةٍ بِكَ إِلَيْهِمْ وَ لَا أُنْسٍ
بِهِمْ وَ ابْتَدَعْتَهُمْ لَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ وَ لَا بِشَيْءٍ شَبَّهْتَهُمْ- لَا يُرَامُ عِزُّكَ وَ لَا
يُسْتَضْعَفُ أَمْرُكَ- لَا عِزَّ لِمَنْ أَذْلَلْتَ وَ لَا ذُلَّ لِمَنْ أَعْزَزْتَ أَسْمَعْتَ مَنْ
دَعَوْتَ وَ أَجَبْتَ مَنْ دَعَاكَ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ شَهَادَتِي هٰذِهِ وَ اجْعَلْهَا عَهْداً
عِنْدَكَ تُوَفِّينِيهِ يَوْمَ تَسْأَلُ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَ ذٰلِكَ قَوْلُكَ- لَا
يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْداً اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ
إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ بِإِيمَانِي بِهِ وَ بِطَاعَتِي لَهُ وَ تَصْدِيقِي بِمَا جَاءَ بِهِ
مِنْ عِنْدِكَ فَنَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ مِنْ وَحْيِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ
الْقَائِدِ إِلَى الرَّحْمَةِ الَّذِي بِطَاعَتِهِ تُنَالُ الرَّحْمَةُ وَ بِمَعْصِيَتِهِ تُهْتَكُ
الْعِصْمَةُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَ رَحِمَ وَ كَرَّمَ يَا دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَ يَا
بَانِيَ الْمَسْمُوكَاتِ وَ يَا مُرْسِيَ الْمُرْسِيَاتِ وَ يَا جَبَّارَ السَّمَاوَاتِ وَ خَالِقَ
الْقُلُوبِ عَلَى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَ سَعِيدِهَا وَ بَاسِطَ الرَّحْمَةِ لِلْمُتَّقِينَ اجْعَلْ

شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَ نَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَ رَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ وَ عَوَاطِفَ زَوَاكِي رَحْمَتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ وَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَ مُظْهِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَ دَامِغِ الْبَاطِلِ كَمَا حَمَّلْتَهُ فَاضْطَلَعَ بِأَمْرِكَ مُحْتَمِلًا لِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزاً فِي مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَاكِلٍ فِي قَدَمٍ وَ لَا وَاهِنٍ فِي عَزْمٍ حَافِظاً لِعَهْدِكَ مَاضِياً عَلَى نَفَاذِ أَمْرِكَ حَتَّى أَوْرَى قَبَسَ الْقَابِسِ وَ بِهِ هَدَيْتَ الْقُلُوبَ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَ أَقَامَ مُوضِحَاتِ الْأَعْلَامِ وَ مُنِيرَاتِ الْإِسْلَامِ وَ نَائِرَاتِ الْأَحْكَامِ فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ وَ خَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُونِ وَ شَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ وَ بَعِيثُكَ نِعْمَةً وَ رَسُولُكَ رَحْمَةً فَافْسَحْ لَهُ مَفْسَحاً فِي عَدْلِكَ وَ اجْزِهِ مُضَعَّفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ مُهَنَّآتٍ غَيْرَ مُكَدَّرَاتٍ مِنْ فَوْزِ فَوَائِدِكَ الْمَحْلُولِ وَ جَزِيلِ عَطَائِكَ الْمَوْصُولِ اَللّٰهُمَّ أَعْلِ عَلَى بِنَاءِ الْبَانِينَ بِنَاءَهُ وَ أَكْرِمْ لَدَيْكَ نُزُلَهُ وَ مَثْوَاهُ وَ أَتْمِمْ لَهُ نُورَهُ وَ أَرِنَاهُ بِابْتِعَاثِكَ إِيَّاهُ مَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ مَقْبُولَ الشَّهَادَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَ خُطَّةٍ فَصْلٍ وَ حُجَّةٍ وَ بُرْهَانٍ عَظِيمَ الْجَزَاءِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا شَافِعِينَ مُخْلِصِينَ وَ أَوْلِيَاءَ مُطِيعِينَ وَ رُفَقَاءَ مُصَاحِبِينَ أَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ وَ أَوْرِدْنَا عَلَيْهِ وَ أَوْرِدْ عَلَيْهِ مِنَّا السَّلَامَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُ وَ الشَّهَادَةُ حَظِّي وَ الْحَقُّ عَلَيَّ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَ رَسُولُكَ وَ نَبِيُّكَ وَ صَفِيُّكَ وَ نَجِيُّكَ وَ أَمِينُكَ وَ نَجِيبُكَ وَ حَبِيبُكَ وَ صَفْوَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ وَ خَلِيلُكَ وَ خَاصُّكَ وَ خَالِصَتُكَ وَ خِيَرَتُكَ مِنْ بَرِيَّتِكَ- النَّبِيُّ الَّذِي هَدَيْتَنَا بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ عَلَّمْتَنَا بِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ وَ بَصَّرْتَنَا بِهِ مِنَ الْعَمَى وَ أَقَمْتَنَا بِهِ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْعُظْمَى وَ سَبِيلِ التَّقْوَى وَ أَخْرَجْتَنَا بِهِ مِنَ الْغَمَرَاتِ وَ أَنْقَذْتَنَا بِهِ مِنَ

شَفَا جُرُفِ الْهَلَكَاتِ أَمِينُكَ عَلَى وَحْيِكَ وَ مُسْتَوْدَعُ سِرِّكَ وَ حِكْمَتِكَ وَ رَسُولُكَ إِلَى خَلْقِكَ وَ حُجَّتُكَ عَلَى عِبَادِكَ وَ مُبَلِّغُ وَحْيِكَ وَ مُؤَدِّي عَهْدِكَ وَ جَعَلْتَهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَ نُوراً يَسْتَضِيءُ بِهِ الْمُؤْمِنُونَ يُبَشِّرُ بِالْجَزِيلِ مِنْ ثَوَابِكَ وَ يُنْذِرُ بِالْأَلِيمِ مِنْ عِقَابِكَ فَأَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِكَ وَ عَبَدَكَ حَتَّى أَتَاهُ الْيَقِينُ مِنْ وَعْدِكَ وَ أَنَّهُ لِسَانُكَ فِي خَلْقِكَ وَ عَيْنُكَ وَ الشَّاهِدُ لَكَ وَ الدَّلِيلُ عَلَيْكَ وَ الدَّاعِي إِلَيْكَ وَ الْحُجَّةُ عَلَى بَرِيَّتِكَ وَ السَّبَبُ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ وَ أَنَّهُ قَدْ صَدَعَ بِأَمْرِكَ وَ بَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَ تَلَا آيَاتِكَ وَ حَذَّرَ أَيَّامَكَ وَ أَحَلَّ حَلَالَكَ وَ حَرَّمَ حَرَامَكَ وَ بَيَّنَ فَرَائِضَكَ وَ أَقَامَ حُدُودَكَ وَ أَحْكَامَكَ وَ حَضَّ عَلَى عِبَادَتِكَ وَ أَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَ ائْتَمَرَ بِهَا وَ نَهَى عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَ انْتَهَى عَنْهَا وَ دَلَّ عَلَى حُسْنِ الْأَخْلَاقِ وَ أَخَذَ بِهَا وَ نَهَى عَنْ مَسَاوِي الْأَخْلَاقِ وَ اجْتَنَبَهَا وَ وَالَى أَوْلِيَاءَكَ قَوْلًا وَ عَمَلًا وَ عَادَى أَعْدَاءَكَ قَوْلًا وَ عَمَلًا وَ دَعَا إِلَى سَبِيلِكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ أَشْهَدُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ سَاحِراً وَ لَا مَسْحُوراً وَ لَا شَاعِراً وَ لَا مَجْنُوناً وَ لَا كَاهِناً وَ لَا أَفَّاكاً وَ لَا جَاحِداً وَ لَا كَذَّاباً وَ لَا شَاكّاً وَ لَا مُرْتَاباً وَ أَنَّهُ رَسُولُكَ وَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ جَاءَ بِالْوَحْيِ مِنْ عِنْدِكَ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ- وَ أَشْهَدُ أَنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوهُ ذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ وَ أَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَ اتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ أَفْضَلَ وَ أَشْرَفَ وَ أَكْمَلَ وَ أَكْبَرَ وَ أَطْيَبَ وَ أَطْهَرَ وَ أَتَمَّ وَ أَعَمَّ وَ أَزْكَى وَ أَنْمَى وَ أَحْسَنَ وَ أَجْمَلَ وَ أَكْثَرَ مَا صَلَّيْتَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَيّاً وَ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَيِّتاً وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَبْعُوثاً وَ صَلِّ عَلَى رُوحِهِ فِي الْأَرْوَاحِ الطَّيِّبَةِ وَ صَلِّ عَلَى جَسَدِهِ فِي الْأَجْسَادِ الزَّاكِيَةِ اَللّٰهُمَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهُ وَ كَرِّمْ مَقَامَهُ وَ أَضِئْ نُورَهُ وَ أَبْلِغْهُ الدَّرَجَةَ [وَ] الْوَسِيلَةَ عِنْدَكَ فِي الرِّفْعَةِ وَ الْفَضِيلَةِ وَ أَعْطِهِ حَتَّى يَرْضَى وَ زِدْهُ بَعْدَ الرِّضَا وَ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ بِكُلِّ مَنْقَبَةٍ مِنْ مَنَاقِبِهِ وَ مَوْقِفٍ مِنْ مَوَاقِفِهِ وَ حَالٍ مِنْ أَحْوَالِهِ رَأَيْتَهُ لَكَ فِيهَا نَاصِراً وَ عَلَى مَكْرُوهِ بَلَائِهِ صَابِراً صَلَاةً تُعْطِيهِ بِهَا خَصَائِصَ مِنْ عَطَائِكَ وَ فَضَائِلَ مِنْ حِبَائِكَ تُكْرِمُ بِهَا وَجْهَهُ وَ تُعَظِّمُ بِهَا خَطَرَهُ وَ تُنْمِي بِهَا ذِكْرَهُ وَ تُفْلِجُ بِهَا حُجَّتَهُ وَ تُظْهِرُ بِهَا عُذْرَهُ حَتَّى تُبْلِغَهُ أَفْضَلَ مَا وَعَدْتَهُ مِنْ جَزِيلِ جَزَائِكَ وَ أَعْدَدْتَ لَهُ مِنْ كَرِيمِ حِبَائِكَ وَ ذَخَرْتَ لَهُ مِنْ وَاسِعِ عَطَائِكَ اَللّٰهُمَّ شَرِّفْ فِي الْقِيَامَةِ مَقَامَهُ وَ قَرِّبْ مِنْكَ مَثْوَاهُ وَ أَعْطِهِ أَعْظَمَ الْوَسَائِلِ وَ أَشْرَفَ الْمَنَازِلِ وَ عَظِّمْ حَوْضَهُ وَ أَكْرِمْ وَارِدِيهِ وَ كَثِّرْهُمْ وَ تَقَبَّلْ فِي أُمَّتِهِ شَفَاعَتَهُ وَ فِيمَنْ سِوَاهُمْ مِنَ الْأُمَمِ وَ أَعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي خَاصَّتِهِ وَ عَامَّتِهِ وَ بَلِّغْهُ فِي الشَّرَفِ وَ التَّفْضِيلِ أَفْضَلَ مَا بَلَّغْتَ أَحَداً مِنَ الْمُرْسَلِينَ الَّذِينَ قَامُوا بِحَقِّكَ وَ ذَبُّوا عَنْ حَرَمِكَ وَ أَفْشَوْا فِي الْخَلْقِ إِعْذَارَكَ وَ إِنْذَارَكَ وَ عَبَدُوكَ حَتَّى أَتَاهُمُ الْيَقِينُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّداً أَفْضَلَ خَلْقِكَ مِنْكَ زُلْفَى وَ أَعْظَمَهُمْ عِنْدَكَ شَرَفاً وَ أَرْفَعَهُمْ مَنْزِلاً وَ أَقْرَبَهُمْ مَكَاناً وَ أَوْجَهَهُمْ عِنْدَكَ جَاهاً وَ أَكْثَرَهُمْ تَبَعاً وَ أَمْكَنَهُمْ شَفَاعَةً وَ أَجْزَلَهُمْ عَطِيَّةً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلَاةً يُنْمِرُ سَنَاهَا وَ يَسْمُو أَعْلَاهَا وَ تُشْرِقُ أُولَاهَا وَ تُنْمِي أُخْرَاهَا نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ الْقَائِدِ إِلَى الرَّحْمَةِ الَّذِي بِطَاعَتِهِ تُنَالُ الرَّحْمَةُ وَ بِمَعْصِيَتِهِ

تُهْتَكُ للعصمة [العِصْمَةُ] وَ سَلِّمْ عَلَيْهِ سَلاماً عَزِيزاً يُوجِبُ كَثِيراً وَ يُؤْمِنُ ثُبُوراً أَبَداً إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَ عَلَى آلِهِ مَصَابِيحِ الظَّلَامِ وَ مَرَابِيعِ الْأَنَامِ وَ دَعَائِمِ الْإِسْلَامِ الَّذِينَ إِذَا قَالُوا صَدَقُوا وَ إِذَا خَرِسَ الْمُغْتَابُونَ نَطَقُوا آثَرُوا رِضَاكَ وَ أَخْلَصُوا حُبَّكَ وَ اسْتَشْعَرُوا خَشْيَتَكَ وَ وَجِلُوا مِنْكَ وَ خَافُوا مَقَامَكَ وَ فَزِعُوا مِنْ وَعِيدِكَ وَ رَجَوْا أَيَّامَكَ وَ هَابُوا عَظَمَتَكَ وَ مَجَّدُوا كَرَمَكَ وَ كَبَّرُوا شَأْنَكَ وَ وَكَّدُوا مِيثَاقَكَ وَ أَحْكَمُوا عُرَى طَاعَتِكَ وَ اسْتَبْشَرُوا بِنِعْمَتِكَ وَ انْتَظَرُوا رَوْحَكَ وَ عَظَّمُوا جَلَالَكَ وَ سَدَّدُوا عُقُودَ حَقِّكَ بِمُوَالاتِهِمْ مَنْ وَالاكَ وَ مُعَادَاتِهِمْ مَنْ عَادَاكَ وَ صَبْرِهِمْ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ فِي مَحَبَّتِكَ وَ دُعَائِهِمْ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ إِلَى سَبِيلِكَ وَ مُجَادَلَتِهِمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ مَنْ عَانَدَكَ وَ تَحْلِيلِهِمْ حَلَالَكَ وَ تَحْرِيمِهِمْ حَرَامَكَ حَتَّى أَظْهَرُوا دَعْوَتَكَ وَ أَعْلَنُوا دِينَكَ وَ أَقَامُوا حُدُودَكَ وَ اتَّبَعُوا فَرَائِضَكَ فَبَلَغُوا فِي ذَلِكَ مِنْكَ الرِّضَا وَ سَلَّمُوا لَكَ الْقَضَاءَ وَ صَدَّقُوا مِنْ رُسُلِكَ مَنْ مَضَى وَ دَعَوْا إِلَى سَبِيلِ كُلِّ مُرْتَضَى الَّذِينَ مَنِ اتَّخَذَهُمْ مَآباً سَلِمَ وَ مَنِ اسْتَتَرَ بِهِمْ جُنَّةً عُصِمَ وَ مَنْ دَعَاهُمْ إِلَى الْمُعْضِلَاتِ لَبَّوْهُ وَ مَنِ اسْتَعْطَاهُمُ الْخَيْرَ آتَوْهُ صَلَاةً كَثِيرَةً طَيِّبَةً زَاكِيَةً نَامِيَةً مُبَارَكَةً صَلَاةً لَا تُحَدُّ وَ لَا تُبْلَغُ نَعْتُهَا وَ لَا تُدْرَكُ حُدُودُهَا وَ لَا يُوصَفُ كُنْهُهَا وَ لَا يُحْصَى عَدَدُهَا وَ سَلَامٌ عَلَيْهِمْ بِإِنْجَازِ وَعْدِهِمْ وَ سَعَادَةِ جَدِّهِمْ وَ إِسْنَاءِ رِفْدِهِمْ كَمَا قُلْتَ سَلَامٌ عَلَى آلِ يَاسِينَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ اللَّهُمَّ اخْلُفْ فِيهِمْ مُحَمَّداً أَحْسَنَ مَا خَلَفْتَ أَحَداً مِنَ الْمُرْسَلِينَ فِي خُلَفَائِهِمْ وَ الْأَئِمَّةِ مِنَ

بَعْدِهِمْ حَتَّى تُبَلِّغَ بِرَسُولِكَ وَبِهِمْ كَمَالَ مَا تَقَرُّ بِهِ أَعْيُنُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ مِمَّا لَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ وَاجْعَلْهُمْ فِي مَزِيدِ كَرَامَتِكَ وَجَزِيلِ جَزَائِكَ مِمَّا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ
لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَ أَعْطِهِمْ مَا يَتَمَنَّوْنَ وَ زِدْهُمْ بَعْدَ مَا يَرْضَوْنَ وَ عَرِّفْ
جَمِيعَ خَلْقِكَ فَضْلَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمَنْزِلَتَهُمْ مِنْكَ حَتَّى يُقِرُّوا بِفَضْلِكَ
فَضْلَهُمْ وَ شَرَفَهُمْ وَ يُعَرِّفُوا لَهُمْ حَقَّهُمُ الَّذِي أَوْجَبْتَ عَلَيْهِمْ مِنْ
فَرْضِ طَاعَتِهِمْ وَ مَحَبَّتِهِمْ وَ اتِّبَاعِ أَمْرِهِمْ وَ اجْعَلْنَا سَامِعِينَ لَهُمْ
مُطِيعِينَ وَ لِسُنَّتِهِمْ تَابِعِينَ وَ عَلَى عَدُوِّهِمْ مِنَ النَّاصِرِينَ وَ فِيمَا دَعَوْا
إِلَيْهِ وَدَلُّوا عَلَيْهِ مِنَ الْمُصَدِّقِينَ اَللّٰهُمَّ فَإِنَّا قَدْ أَقْرَرْنَا لَهُمْ بِذَلِكَ وَبِمَا
أَمَرْتَنَا بِهِ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ وَ نَشْهَدُ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ عِنْدِكَ فَبِرِضَاهُمْ نَرْجُو
رِضَاكَ وَبِسَخَطِهِمْ نَخْشَى سَخَطَكَ اَللّٰهُمَّ فَتَوَفَّنَا عَلَى مِلَّتِهِمْ وَاحْشُرْنَا فِي
زُمْرَتِهِمْ وَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَقَرُّ عَيْنُهُ غَداً بِرُؤْيَتِهِمْ وَ أَوْرِدْنَا حَوْضَهُمْ وَ
اسْقِنَا بِكَأْسِهِمْ وَ أَدْخِلْنَا فِي كُلِّ خَيْرٍ أَدْخَلْتَهُمْ فِيهِ وَأَخْرِجْنَا مِنْ كُلِّ
سُوءٍ أَخْرَجْتَهُمْ مِنْهُ حَتَّى نَسْتَوْجِبَ ثَوَابَكَ وَنَنْجُوَ مِنْ عِقَابِكَ وَنَلْقَاكَ
وَ أَنْتَ عَنَّا رَاضٍ وَ نَحْنُ لَكَ مَرْضِيُّونَ صَلَوَاتُ اللهِ رَبِّنَا الرَّءُوفِ
الرَّحِيمِ عَلَى نَبِيِّنَا وَ آلِهِ أَجْمَعِينَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِمُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ
الْمَوْصُوفِينَ بِمَعْرِفَتِكَ تَقَرُّباً إِلَيْكَ بِالْمَسْأَلَةِ وَ هَرَباً مِنْكَ غَيْرَ بَالِغٍ فِي
مَسْأَلَتِي لَهُمْ مِعْشَارَ مَا بِرَحْمَتِكَ أَعْتَقِدُ لَهُمْ إِلَّا الْتِمَاسَ الْمُنَاصَحَةِ لَهُمْ
وَ ثَوَابَ مَوْعُودِكَ وَ التَّوَجُّهَ إِلَيْهِمْ بِهِمْ وَ الشَّفَاعَةَ لَنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ إِنِّي
أَسْأَلُكَ لِآلِ مُحَمَّدٍ الْمَاضِينَ مِنْ أَئِمَّةِ الْهُدَى أَفْضَلَ الْمَنَازِلِ عِنْدَكَ وَ

أَحَبِّهَا إِلَيْكَ مِنَ الشَّرَفِ الْأَعْلَى وَ الْمَكَانِ الرَّفِيعِ مِنَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى يَا شَدِيدَ الْقُوَى نَفْحَةً مِنْ عَطَائِكَ الَّتِي لَا مَنَّ فِيهَا وَلَا أَذًى خَصَّهُمْ مِنْكَ بِالْفَوْزِ الْعَظِيمِ فِي النَّظْرَةِ وَ النَّعِيمِ وَ الثَّوَابِ الدَّائِمِ الْمُقِيمِ الَّذِي لَا نَصَبَ فِيهِ وَ لَا يَرِيمُ اَللّٰهُمَّ أَسْكِنْهُمُ الْغُرَفَ الْمَبْنِيَّةَ عَلَى الْفُرُشِ الْمَرْفُوعَةِ وَ السُّرُرِ الْمَصْفُوفَةِ- مُتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ- لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْواً وَ لَا تَأْثِيماً إِلَّا قِيلًا سَلَاماً سَلَاماً يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ مُحَمَّداً فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ فَوْقَ مَنَازِلِ الْمُرْسَلِينَ وَ مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَ جَمِيعِ النَّبِيِّينَ وَ صَفْوَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ اجْزِهِمْ بِشُكْرِ نِعْمَتِكَ وَ تَعْظِيمِ حُرْمَتِكَ جَزَاءً لَا جَزَاءَ فَوْقَهُ وَ عَطَاءً لَا عَطَاءَ مِثْلَهُ وَ خُلُوداً لَا خُلُودَ يُشَاكِلُهُ وَ لَا يَطْمَعُ أَحَدٌ فِي مِثْلِهِ وَ لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ قَدْرَهُ وَ لَا تَهْتَدِي الْأَلْبَابُ إِلَى طَلَبِهِ نِعْمَةً لِمَا شَكَرُوا مِنْ أَيَادِيكَ وَ إِرْصَاداً لِمَا صَبَرُوا عَلَى الْأَذَى فِيكَ: اَللّٰهُمَّ وَ عَلَى الْبَاقِي مِنْهُمْ فَتَرَحَّمْ وَ مَا وَعَدْتَهُمْ مِنْ نَصْرِكَ فَتَمِّمْ وَ أَشْيَاعَهُمْ مِنْ كُلِّ سُوءٍ سَلِّمْ وَ بِهِمْ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ جَنَاحَ الْكُفْرِ فَحَطِّمْ وَ أَمْوَالَ الظَّلَمَةِ وَلِيَّكَ فَغَنِّمْ وَ كُنْ لَهُمْ وَلِيّاً وَ حَافِظاً وَ نَاصِراً وَ اجْعَلْهُمْ وَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرَ نَفِيراً وَ أَنْزِلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةً أَنْصَاراً وَ ابْعَثْ لَهُمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ لِدِمَاءِ أَسْلَافِهِمْ ثَاراً وَ لَا تَدَعْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّاراً وَ لَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَاراً اَللّٰهُمَّ مُدَّ لِآلِ مُحَمَّدٍ وَ أَشْيَاعِهِمْ فِي الْآجَالِ وَ خُصَّهُمْ بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِمَّنْ تَسْتَبْدِلُ بِهِمُ الْأَبْدَالَ يَا ذَا الْجُودِ وَ الْفَعَالِ اَللّٰهُمَّ خُصَّ آلَ مُحَمَّدٍ بِالْوَسِيلَةِ وَ أَعْطِهِمْ أَفْضَلَ

الْفَضِيلَةِ وَ اقْضِ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا بِأَحْسَنِ الْقَضِيَّةِ وَ احْكُمْ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ
عَدُوِّهِمْ بِالْعَدْلِ وَ الْوَفَاءِ وَ اجْعَلْنَا يَا رَبِّ لَهُمْ أَعْوَاناً وَ وُزَرَاءَ وَ لَا تُشْمِتْ
بِنَا وَ بِهِمُ الْأَعْدَاءَ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ وَ أَتْبَاعَهُمْ وَ
أَوْلِيَاءَهُمْ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنْ أَهْلِ الْجَحْدِ وَ الْإِنْكَارِ وَ اكْفِهِمْ حَسَدَ كُلِّ
حَاسِدٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ وَ سَلِّطْهُمْ عَلَى كُلِّ نَاكِثٍ خَتَّارٍ حَتَّى يَقْضُوا مِنْ
عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّهِمُ الْأَوْطَارَ وَ اجْعَلْ عَدُوَّهُمْ مَعَ الْأَذَلِّينَ وَ الْأَشْرَارِ وَ
كُبَّهُمْ رَبِّ عَلَى وُجُوهِهِمْ فِي النَّارِ إِنَّكَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اَللّٰهُمَّ كُنْ
لِوَلِيِّكَ فِي خَلْقِكَ وَلِيّاً وَ حَافِظاً وَ قَائِداً وَ نَاصِراً حَتَّى تُسْكِنَهُ أَرْضَكَ
طَوْعاً وَ تُمَتِّعَهُ مِنْهَا طَوْلًا وَ تَجْعَلَهُ وَ ذُرِّيَّتَهُ فِيهَا الْأَئِمَّةَ الْوَارِثِينَ وَ اجْمَعْ لَهُ
شَمْلَهُ وَ أَكْمِلْ لَهُ أَمْرَهُ وَ أَصْلِحْ لَهُ رَعِيَّتَهُ وَ ثَبِّتْ رُكْنَهُ وَ أَفْرِغِ الصَّبْرَ
مِنْكَ عَلَيْهِ حَتَّى يَنْتَقِمَ فَيَشْتَفِيَ وَ يَشْفِيَ حَزَازَاتِ قُلُوبٍ نَغِلَةٍ وَ
حَرَارَاتِ صُدُورٍ وَغِرَةٍ وَ حَسَرَاتِ أَنْفُسٍ تَرِحَةٍ مِنْ دِمَاءٍ مَسْفُوكَةٍ وَ
أَرْحَامٍ مَقْطُوعَةٍ وَ طَاعَةٍ مَجْهُولَةٍ قَدْ أَحْسَنْتَ إِلَيْهِ الْبَلَاءَ وَ وَسَّعْتَ
عَلَيْهِ الْآلَاءَ وَ أَتْمَمْتَ عَلَيْهِ النَّعْمَاءَ فِي حُسْنِ الْحِفْظِ مِنْكَ لَهُ اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ
هَوْلَ عَدُوِّهِ وَ أَنْسِهِمْ ذِكْرَهُ وَ أَرِدْ مَنْ أَرَادَهُ وَ كِدْ مَنْ كَادَهُ وَ امْكُرْ بِمَنْ
مَكَرَ بِهِ وَ اجْعَلْ دَائِرَةَ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ اَللّٰهُمَّ فُضَّ جَمْعَهُمْ وَ فُلَّ حَدَّهُمْ وَ
أَرْعِبْ قُلُوبَهُمْ وَ زَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَ اصْدَعْ شَعْبَهُمْ وَ شَتِّتْ أَمْرَهُمْ
فَإِنَّهُمْ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ وَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ وَ
اجْتَنَبُوا الْحَسَنَاتِ فَخُذْهُمْ بِالْمَثُلَاتِ وَ أَرِهِمُ الْحَسَرَاتِ- إِنَّكَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْمُرْسَلِينَ وَ النَّبِيِّينَ الَّذِينَ بَلَّغُوا

عَنْكَ الْهُدَى وَ اعْتَقَدُوا لَكَ الْمَوَاثِيقَ بِالطَّاعَةِ وَ دَعَوُا الْعِبَادَ بِالنَّصِيحَةِ وَ صَبَرُوا عَلَى مَا لَقُوا فِي جَنْبِكَ مِنَ الْأَذَى وَ التَّكْذِيبِ وَ صَلِّ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ وَ ذَرَارِيِّهِمْ وَ جَمِيعِ أَتْبَاعِهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ جَمِيعاً وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَ أَهْلِ طَاعَتِكَ أَجْمَعِينَ صَلَاةً زَاكِيَةً نَامِيَةً طَيِّبَةً وَ خُصَّ آلَ نَبِيِّنَا الطَّيِّبِينَ السَّامِعِينَ لَكَ الْمُطِيعِينَ الْقَوَّامِينَ بِأَمْرِكَ الَّذِينَ أَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيراً وَ ارْتَضَيْتَهُمْ لِدِينِكَ أَنْصَاراً وَ جَعَلْتَهُمْ حَفَظَةً لِسِرِّكَ وَ مُسْتَوْدَعاً لِحِكْمَتِكَ وَ تَرَاجِمَةً لِوَحْيِكَ وَ شُهَدَاءَ عَلَى خَلْقِكَ وَ أَعْلَاماً لِعِبَادِكَ وَ مَنَاراً فِي بِلَادِكَ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ الْمُكْرَمُونَ الَّذِينَ لَا يَسْبِقُونَكَ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِأَمْرِكَ يَعْمَلُونَ يَخَافُونَ بِالْغَيْبِ وَ هُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ بِصَلَوَاتٍ كَثِيرَةٍ طَيِّبَةٍ زَاكِيَةٍ مُبَارَكَةٍ نَامِيَةٍ بِجُودِكَ وَ سَعَةِ رَحْمَتِكَ مِنْ جَزِيلِ مَا عِنْدَكَ فِي الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ وَ اخْلُفْ عَلَيْهِمْ فِي الْغَابِرِينَ اَللّٰهُمَّ اقْصُصْ بِنَا آثَارَهُمْ وَ اسْلُكْ بِنَا سُبُلَهُمْ وَ أَحْيِنَا عَلَى دِينِهِمْ وَ تَوَفَّنَا عَلَى مِلَّتِهِمْ وَ أَعِنَّا عَلَى قَضَاءِ حَقِّهِمُ الَّذِي أَوْجَبْتَهُ عَلَيْنَا لَهُمْ وَ تَمِّمْ لَنَا مَا عَرَّفْتَنَا مِنْ حَقِّهِمْ وَ الْوَلَايَةَ لِأَوْلِيَائِهِمْ وَ الْبَرَاءَةَ مِنْ أَعْدَائِهِمْ وَ الْحُبَّ لِمَنْ أَحَبُّوا وَ الْبُغْضَ لِمَنْ أَبْغَضُوا وَ الْعَمَلَ بِمَا رَضُوا وَ التَّرْكَ لِمَا كَرِهُوا وَ كَمَا جَعَلْتَهُمُ السَّبَبَ إِلَيْكَ وَ السَّبِيلَ إِلَى طَاعَتِكَ وَ الْوَسِيلَةَ إِلَى جَنَّتِكَ وَ الْأَدِلَّاءَ عَلَى طُرُقِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ- تَقُولُهُ أَلْفَ مَرَّةٍ إِنْ

قَدَرْتَ عَلَيْهِ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَرَجِي مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

پھر سو مرتبہ کہیں:

صَلَوَاتُ اللهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ رُسُلِهِ وَ جَمِيعِ خَلْقِهِ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ وَ عَلَى أَرْوَاحِهِمْ وَ أَجْسَادِهِمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔[1]

میں کہتا ہوں ہم نے جو روایات کو شہادت کے طور پر پیش کیا کہ امام زمانہ کے لئے دعا کرنا بلکہ تمام اولیاء کے لئے دعا کرنا اور خاص کر صبح کی نماز کے بعد اور نماز ظہر میں امام زمانہ کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ

ب: زوال ظہر کے وقت:

اس مطلب پر ایک روایت شاہد ہے کہ جس میں ملتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور آئمہ معصومین علیہم السلام زوال جمعہ کے وقت امام مہدی علیہ السلام کے لئے دعا کرتے ہیں۔

ج۔ مسجد جاتے وقت

جو کچھ نماز عید پر جانے کے لئے مستحب ہے روز جمعہ مسجد میں جاتے وقت بھی پڑھنی چاہیے۔

د۔ نماز عصر کے بعد

کتاب جمال الاسبوع میں عبداللہ بن سنان انصاری سے نقل کرتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج86/333/باب 4 اعمال یوم الجمعۃ وآدابہ ووظائفہ..... ص:329

جب قیامت آئے گی خدا دنوں کو اٹھائے گا اور پہلے پہل روز جمعہ دلہن کی مانند با کمال و جمال صاحب دین کے لئے مبعوث فرمائے گا، اس وقت جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا ہوگا اور دوسرے دن اس کے پیچھے ہوں گے۔ پس جو شخص اس دن محمد وآل محمد علیہم السلام پر زیادہ صلوات بھیجتا ہے اسکی شفاعت ہوگی۔

ابن سنان کہتا ہے میں نے پوچھا: اس مورد میں کتنی مقدار زیادہ ہے؟ اور روز جمعہ میں کونسا وقت بہتر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عصر کے بعد سو دفعہ درود پڑھنا۔

میں نے پوچھا: کس طرح درود بھیجیں؟

آپؑ نے فرمایا کہ سو دفعہ پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ.

نماز ظہر و جمعہ کی قنوت

اس مطلب کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

د۔ نماز جمعہ کے خطبہ میں

محمد بن مسلم کی روایت اس مطلب پر شاہد ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: کافی اور وافی نامی کتاب کی طرف رجوع کریں۔

ز: روز جمعہ کی آخری ساعت

دعائے سمات کے بعد بعض دعائیں پڑھنے کے لئے ذکر ہوئی ہیں چنانچہ کتاب جمال الصالحین میں یہ دعا ذکر ہوئی ہے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الدُّعَاءِ وَ بِمَا فَاتَ مِنْهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَبِمَا يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ مِنَ التَّفْسِيرِ وَ التَّدْبِيرِ الَّذِي لَا يُحِيطُ بِهِ إِلَّا

أَنْتَ.[1]

أَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ انَّ تَجْعَلَ فَرَجَهُمْ فِي عَافِيَةٍ وَ تُهْلِكُ أَعْدَائِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ انَّ تَرْزُقَنَا بِهِمْ خَيْرَ مَا لَا نَرْجُو وَ تَصْرِفَ بِهِمْ عَنَّا أَعْدَآئِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ إِنَّ تَرْزُقَنَا بِهِمْ خَيْرَ مَا لَا نَرْجُو وَ تَصْرِفَ بِهِمْ عَنَّا شَرِّ مَا تَحْذَرُ وَ شَرِّ مَا لَا نَحْذَرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ أَنْتَ أَكْرَمُ الْأَكْرَمِيْنَ.[2]

بعض کتابوں میں دوسری معتبر دعائیں ذکر ہوئی ہیں جو دعائے سمات کے بعد پڑھی جاتی ہیں ایک دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هَذَا الدُّعَاءِ وَ بِحَقِّ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ الَّتِي لَا يَعْلَمُ تَفْسِيرَهَا وَ لَا يَعْلَمُ بَاطِنَهَا غَيْرُكَ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ افْعَلْ بِي مَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَ لَا تَفْعَلْ بِي مَا أَنَا أَهْلُهُ وَ اغْفِرْ لِي مِنْ ذُنُوبِي مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَ مَا تَأَخَّرَ وَ وَسِّعْ عَلَيَّ مِنْ حَلَالِ رِزْقِكَ وَ اكْفِنِي مَئُونَةَ إِنْسَانِ سَوْءٍ وَ جَارِ سَوْءٍ وَ قَرِينِ سُوءٍ وَ سُلْطَانِ سَوْءٍ إِنَّكَ عَلَىٰ مَا تَشَاءُ قَدِيرٌ وَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ.[3]

تکمیل

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ روز جمعہ چند جہات سے امام زمانہؑ سے مخصوص دن ہے۔ اس دن آپؑ کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا کرنا۔ ہم چار جہات کو کتاب ابوالجنات فی آداب الجمعات میں لکھا ہے، اہل عقل کے لیے یہاں

---

[1] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ 64 / القسم الرابع مایتر کب من الدعاء والزمان..... ص:63

[2] پوری کوشش کے باوجود اس دعا کا حوالہ نہیں مل سکا۔ (مجاہد حسین حر)

[3] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج1 / 420 / دعاء السمات مروی عن العمری..... ص:416

بھی ذکر کرتے ہیں۔

۱.............. اس دن آپؑ کی ولادت با سعادت ہوئی۔

۲..............اس دن آپؑ امامت کے منصب پر فائز ہوئے۔

۳.............. آپؑ کے ظہور کا دن بھی یہی ہوگا۔

۴.............. اس جمعہ کے دن وہ اپنے دشمن پر غالب آئیں گے۔

۵..............اس دن خدا نے آپؑ اور آپؑ کے آباؤ اجداد سے پیمان لیا۔

۶.............. یہ وہ دن ہے کہ آپؑ کو قائم کا لقب ملا۔

۷.............. یہ کلمہ آپؑ کے القاب میں سے ہے۔

۱۴۔روز عرفہ

اس مطلب پر چوتھی امام سجادؑ کی دعا شاہد ہے جو صحیفہ سجادیہ میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے اقبال اور زاد المعاد میں روایت موجود ہے۔

۱۵۔عید الفطر کا دن

اس مطلب پر بھی اقبال نامی کتاب میں دعا موجود ہے جو شاہد ہے کہ نماز عید فطر یا قربان پر جانے کے لئے دعا پڑھی جائے۔ اس کے علاوہ نماز عید الفطر پر جانے کے دوران دعا پڑھی جاتی ہے جو اس مطلب پر گواہ ہے۔ سید ابن طاؤوس کہتے ہیں: ایک فصل دعاؤں کی ہے جو راستے پر چلتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ جب باہر نکلو تو اس دعا سے

آغاز کرد، امام کے ساتھ نماز پڑھنے تک، اگر نہیں پہنچے تو نماز کے بعد اس کی قضا کرو۔

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ وَجَّهْتُ وَجْهِي وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اللهُ أَكْبَرُ كَمَا هَدَانَا اللهُ أَكْبَرُ إِلٰهُنَا وَ مَوْلَانَا اللهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا أَوْلَانَا وَ حُسْنِ مَا أَبْلَانَا اللهُ أَكْبَرُ وَلِيُّنَا الَّذِي اجْتَبَانَا اللهُ أَكْبَرُ رَبُّنَا الَّذِي بَرَأَنَا اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي أَنْشَأَنَا اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي بِقُدْرَتِهِ هَدَانَا اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي خَلَقَنَا فَسَوَّانَا اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي بِدِينِهِ حَبَانَا اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي مِنْ فِتْنَتِهِ عَافَانَا اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي بِالْإِسْلَامِ اصْطَفَانَا اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي فَضَّلَنَا بِالْإِسْلَامِ عَلَى مَنْ سِوَانَا اللهُ أَكْبَرُ وَ أَكْبَرُ سُلْطَاناً اللهُ أَكْبَرُ وَ أَعْلَا بُرْهَاناً اللهُ أَكْبَرُ وَ أَجَلُّ سُبْحَاناً اللهُ أَكْبَرُ وَ أَقْدَمُ إِحْسَاناً اللهُ أَكْبَرُ وَ أَعَزُّ غُفْرَاناً اللهُ أَكْبَرُ وَ أَسْنَى [أَثْنَى] شَأْناً اللهُ أَكْبَرُ نَاصِرُ مَنِ اسْتَنْصَرَ اللهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَغْفِرَةِ لِمَنِ اسْتَغْفَرَ اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي خَلَقَ وَ صَوَّرَ اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي أَمَاتَ وَ أَقْبَرَ اللهُ أَكْبَرُ الَّذِي إِذَا شَاءَ أَنْشَرَ اللهُ أَكْبَرُ وَ أَعْلَا وَ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَ أَقْدَسُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ أَظْهَرُ اللهُ أَكْبَرُ رَبُّ الْخَلْقِ وَ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ اللهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا سَبَّحَ اللهَ شَيْءٌ وَ كَبَّرَ اللهُ أَكْبَرُ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُكَبَّرَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ صَفِيِّكَ وَ نَجِيبِكَ [نَجِيِّكَ] وَ أَمِينِكَ وَ حَبِيبِكَ وَ صَفْوَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَ خَلِيلِكَ وَ خَاصَّتِكَ وَ خِيَرَتِكَ مِنْ بَرِيَّتِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ الَّذِي هَدَيْتَنَا بِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ وَ بَصَّرْتَنَا بِهِ مِنَ الْعَمَى وَ أَقَمْتَنَا بِهِ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْعُظْمَى وَ سَبِيلِ التَّقْوَى وَ كَمَا أَرْشَدْتَنَا وَ أَخْرَجْتَنَا بِهِ مِنَ الْغَمَرَاتِ إِلَى جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ وَ أَنْقَذْتَنَا بِهِ مِنْ شَفَا جُرُفِ الْهَلَكَاتِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ أَفْضَلَ وَ أَكْمَلَ وَ أَشْرَفَ وَ أَكْبَرَ وَ أَطْهَرَ وَ

أَطْيَبَ وَ أَتَمَّ وَ أَعَمَّ وَ أَزْكَى وَ أَنْمَى وَ أَحْسَنَ وَ أَجْمَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهُ وَ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَ أَعْلِ مَكَانَهُ وَ كَرِّمْ فِي الْقِيَامَةِ مَقَامَهُ وَ عَظِّمْ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَالَهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقْرَبَ الْخَلْقِ مِنْكَ مَنْزِلَةً وَ أَعْلَاهُمْ مِنْكَ مَكَاناً وَ أَفْسَحَهُمْ لَدَيْكَ مَنْزِلَةً وَ مَجْلِساً وَ أَعْظَمَهُمْ عِنْدَكَ شَرَفاً وَ أَرْفَعَهُمْ مَنْزِلًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ الْأَئِمَّةِ الْهُدَى الْمَهْدِيِّينَ وَ الْحُجَّةِ [الْمُهْتَدِينَ وَ الْحُجَجِ] عَلَى خَلْقِكَ وَ الْأَدِلَّاءِ عَلَى سَبِيلِكَ وَ الْبَابِ الَّذِي مِنْهُ يُؤْتَى وَ التَّرَاجِمَةِ لِوَحْيِكَ كَمَا سَنُّوا سُنَّتَكَ النَّاطِقِينَ بِحِكْمَتِكَ وَ الشُّهَدَاءِ عَلَى خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى وَلِيِّكَ الْمُنْتَظِرِ أَمْرَكَ الْمُنْتَظِرِ لِفَرَجِ أَوْلِيَائِكَ اَللّٰهُمَّ اشْعَبْ بِهِ الصَّدْعَ وَ ارْتُقْ بِهِ الْفَتْقَ وَ أَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ وَ أَظْهِرْ بِهِ الْعَدْلَ وَ زَيِّنْ بِطُولِ بَقَائِهِ الْأَرْضَ وَ أَيِّدْهُ بِنَصْرِكَ وَ انْصُرْهُ بِالرُّعْبِ وَ قَوِّ نَاصِرَهُمْ وَ اخْذُلْ خَاذِلَهُمْ وَ دَمْدِمْ عَلَى مَنْ نَصَبَ لَهُمْ وَ دَمِّرْ عَلَى مَنْ غَشَّهُمْ وَ اقْصِمْ بِهِمْ رُءُوسَ الضَّلَالَةِ وَ شَارِعَةَ الْبِدَعِ وَ مُمِيتَةَ السُّنَنِ [السُّنَّةِ] وَ الْمُتَعَزِّزِينَ بِالْبَاطِلِ وَ أَعِزَّ بِهِمُ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَذِلَّ بِهِمُ الْكَافِرِينَ وَ الْمُنَافِقِينَ وَ جَمِيعَ الْمُلْحِدِينَ وَ الْمُخَالِفِينَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ وَ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْمُرْسَلِينَ وَ النَّبِيِّينَ الَّذِينَ بَلَّغُوا عَنْكَ الْهُدَى وَ اعْتَقَدُوا لَكَ الْمَوَاثِيقَ بِالطَّاعَةِ وَ دَعَوُا الْعِبَادَ إِلَيْكَ بِالنَّصِيحَةِ وَ صَبَرُوا عَلَى مَا لَقُوا مِنَ الْأَذَى فِي جَنْبِكَ اَللّٰهُمَّ وَ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْمُرْسَلِينَ وَ النَّبِيِّينَ الَّذِينَ بَلَّغُوا عَنْكَ الْهُدَى عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَيْهِمْ وَ عَلَى ذُرِّيَّتِهِمْ وَ أَهْلِ

مَوَدَّاتِهِمْ وَ أَزْوَاجِهِمُ الطَّاهِرَاتِ وَ جَمِيعِ أَشْيَاعِهِمْ وَ أَتْبَاعِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ جَمِيعاً فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَللّٰهُمَّ اخْصُصْ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ الْمُبَارَكِينَ السَّامِعِينَ الْمُطِيعِينَ الَّذِينَ أَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيراً بِأَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ وَ نَوَامِي بَرَكَاتِكَ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُه.[1]

نیز اس دن دعائے ندبہ پڑھنا مستحب ہے۔

۱۶۔روز قربان

جو کچھ روز عید الفطر میں کہا گیا ہے یہاں پر بھی وہی پڑھنا ہے لیکن نماز کی طرف نکلتے وقت پڑھی جانے والی دعا ذکر ہوئی ہے جو کتاب اقبال میں ابوحمزہ ثمالی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

روز جمعہ اور دو عیدوں کے دن نماز پر نکلتے وقت دعا پڑھیں اور پھر یہ پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ مَنْ تَهَيَّأَ فِي هَذَا الْيَوْمِ أَوْ تَعَبَّأَ أَوْ أَعَدَّ وَ اسْتَعَدَّ لِوِفَادَةٍ إِلَى مَخْلُوقٍ رَجَاءَ رِفْدِهِ وَ جَائِزَتِهِ وَ نَوَافِلِهِ فَإِلَيْكَ يَا سَيِّدِي كَانَتْ وِفَادَتِي وَ تَهْيِئَتِي وَ إِعْدَادِي وَ اسْتِعْدَادِي رَجَاءَ رِفْدِكَ وَ جَوَائِزِكَ وَ نَوَافِلِكَ

---

[1] اقبال الاعمال ج۱، ص ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ وَصِيِّ رَسُولِكَ وَ صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى أَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدٍ وَ تُسَمِّيهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى صَاحِبِكَ [صَاحِبِ الزَّمَانِ] وَ قُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا فَتْحاً يَسِيراً وَ انْصُرْهُ نَصْراً عَزِيزاً اَللّٰهُمَّ أَظْهِرْ بِهِ دِينَكَ وَ سُنَّةَ رَسُولِكَ حَتَّى لَا يَسْتَخْفِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَقِّ مَخَافَةَ أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَرْغَبُ إِلَيْكَ فِي دَوْلَةٍ كَرِيمَةٍ تُعِزُّ بِهَا الْإِسْلَامَ وَ أَهْلَهُ وَ تُذِلُّ بِهَا النِّفَاقَ وَ أَهْلَهُ وَ تَجْعَلُنَا فِيهَا مِنَ الدُّعَاةِ إِلَى طَاعَتِكَ وَ الْقَادَةِ إِلَى سَبِيلِكَ وَ تَرْزُقُنَا بِهَا كَرَامَةَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ مَا أَنْكَرْنَا مِنْ حَقٍّ فَعَرِّفْنَاهُ وَ مَا قَصُرْنَا عَنْهُ فَبَلِّغْنَاهُ وَ تَدْعُو اللهَ لَهُ وَ عَلَى عَدُوِّهِ وَ تَسْأَلُ حَاجَتَكَ وَ يَكُونُ آخِرُ كَلَامِكَ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لَنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَذَكَّرَ فِيهِ فَيَذَّكَّرَ.[1]

۱۷۔ دحور الارض کا دن (زمین پھیلی)

یہ ۵ ذی قعدہ کا دن ہے اس دن مولا قائم آل محمدؑ کے لئے دعا کرنی چاہیے، دعا اقبال اور زاد المعاد نامی کتابوں میں ذکر ہوئی ہیں۔

ا۔ یہ وہ دن ہے کہ خداوند عالم نے وعدہ فرمایا کہ قائم آل محمدؑ کو ظاہر کرے گا جب مومن دیکھے کہ ایسا دن آگیا ہے اور امام ظہور نہ فرمائیں، غم واندوہ شدید ہوگا۔

---

[1] اقبال الاعمال، ج ا، ص ۲۸۰۔

۲۔ایسے دن میں رحمت خدا کشائش ہوتی ہے۔دعا مستجاب ہوتی ہے، پس مومن امامت کو جان سے زیادہ عزیز سمجھے اپنی بیوی بچوں پر مقدم کرے اور زیادہ دوستی کرے زیادہ خالصانہ دعا کرے تا کہ غم واندوہ مولا برطرف ہوجائے۔

۳۔یہ وہ دن ہے کہ جس دن خدا نے ان پر نعمت عطا فرمائی، زمین کو پھیلایا تا کہ انسان زندگی کرے اور لذت حاصل کرے اور ہر چیز سے فائدہ اٹھائے۔یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب کچھ ہمارے مولا قائم آل محمد علیہ السلام کی برکت سے ہے۔

۴۔اس دن یاد خدا اور ذکر کو زبان پر جاری رہنا چاہیے بے شک مولا کے لئے دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۸۔روز عاشورہ

ان پر شاہد اقبال، مزار بحار اور زادالمعاد نامی کتب میں عبداللہ بن سنان نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی اور دعا کے یہ الفاظ ہیں:

اَللّٰھُمَّ عَذِّبِ الْفَجَرَةَ الَّذِیْنَ شَاقُّوا رَسُولَكَ وَ حَارَبُوا أَوْلِیَاءَكَ وَ عَبَدُوا غَیْرَكَ وَ اسْتَحَلُّوا مَحَارِمَكَ وَ الْعَنِ الْقَادَةَ وَ الْأَتْبَاعَ وَ مَنْ کَانَ مِنْھُمْ فَخَبَّ وَ أَوْضَعَ مَعَھُمْ أَوْ رَضِیَ بِفِعْلِھِمْ لَعْناً کَثِیراً اَللّٰھُمَّ وَ عَجِّلْ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ عَلَیْهِ وَ عَلَیْھِمْ وَ اسْتَنْقِذْھُمْ مِنْ أَیْدِی الْمُنَافِقِینَ الْمُضِلِّینَ وَ الْکَفَرَةِ الْجَاحِدِینَ وَ افْتَحْ لَھُمْ فَتْحاً یَسِیراً وَ أَتِحْ لَھُمْ رَوْحاً وَ فَرَجاً قَرِیباً وَ اجْعَلْ لَھُمْ مِنْ لَدُنْكَ عَلَی عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّھِمْ

سُلْطَاناً نَصِيراً۔

پھر اپنے ہاتھوں کو بلند کرے اور یوں دعا کرے:

وَ أَنْتَ تُومِئُ إِلَى أَعْدَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ ؑ اَللّٰهُمَّ إِنَّ كَثِيراً مِنَ الْأُمَّةِ نَاصَبَتِ الْمُسْتَحْفَظِينَ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَ كَفَرَتْ بِالْكَلِمَةِ وَ عَكَفَتْ عَلَى الْقَادَةِ الظَّلَمَةِ وَ هَجَرَتِ الْكِتَابَ وَ السُّنَّةَ وَ عَدَلَتْ عَنِ الْحَبْلَيْنِ اللَّذَيْنِ أَمَرْتَ بِطَاعَتِهِمَا وَ التَّمَسُّكِ بِهِمَا فَأَمَاتَتِ الْحَقَّ وَ جَارَتْ عَنِ الْقَصْدِ وَ مَالَأَتِ الْأَحْزَابَ وَ حَرَّفَتِ الْكِتَابَ وَ كَفَرَتْ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهَا وَ تَمَسَّكَتْ بِالْبَاطِلِ لَمَّا اعْتَرَضَهَا وَ ضَيَّعَتْ حَقَّكَ وَ أَضَلَّتْ خَلْقَكَ وَ قَتَلَتْ أَوْلَادَ نَبِيِّكَ وَ خِيَرَةَ عِبَادِكَ وَ حَمَلَةَ عِلْمِكَ وَ وَرَثَةَ حِكْمَتِكَ وَ وَحْيِكَ اَللّٰهُمَّ فَزَلْزِلْ أَقْدَامَ أَعْدَائِكَ وَ أَعْدَاءِ رَسُولِكَ وَ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِكَ اَللّٰهُمَّ وَ أَخْرِبْ دِيَارَهُمْ وَ أَفْلِلْ سِلَاحَهُمْ وَ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَ فُتَّ فِي أَعْضَادِهِمْ وَ أَوْهِنْ كَيْدَهُمْ وَ اضْرِبْهُمْ بِسَيْفِكَ الْقَاطِعِ وَ ارْمِهِمْ بِحَجَرِكَ الدَّامِغِ وَ طُمَّهُمْ بِالْبَلَاءِ طَمّاً وَ قُمَّهُمْ بِالْعَذَابِ قَمّاً وَ عَذِّبْهُمْ عَذَاباً نُكْراً وَ خُذْهُمْ بِالسِّنِينَ وَ الْمَثُلَاتِ الَّتِي أَهْلَكْتَ بِهَا أَعْدَاءَكَ إِنَّكَ ذُو نَقِمَةٍ مِنَ الْمُجْرِمِينَ اَللّٰهُمَّ إِنَّ سُنَّتَكَ ضَائِعَةٌ وَ أَحْكَامَكَ مُعَطَّلَةٌ وَ عِتْرَةَ نَبِيِّكَ فِي الْأَرْضِ هَائِمَةٌ اَللّٰهُمَّ فَأَعِنِ الْحَقَّ وَ أَهْلَهُ وَ اقْمَعِ الْبَاطِلَ وَ أَهْلَهُ وَ مُنَّ عَلَيْنَا بِالنَّجَاةِ وَ اهْدِنَا إِلَى الْإِيمَانِ وَ عَجِّلْ فَرَجَنَا وَ انْظِمْهُ بِفَرَجِ أَوْلِيَائِكَ وَ اجْعَلْهُمْ لَنَا وُدّاً وَ اجْعَلْنَا لَهُمْ وَفْداً اَللّٰهُمَّ وَ أَهْلِكْ مَنْ جَعَلَ يَوْمَ قَتْلِ ابْنِ نَبِيِّكَ وَ خِيَرَتِكَ عِيداً وَ اسْتَهَلَّ بِهِ فَرَحاً وَ مَرَحاً وَ خُذْ آخِرَهُمْ كَمَا أَخَذْتَ أَوَّلَهُمْ وَ أَضْعِفِ

اَللّٰهُمَّ الْعَذَابَ وَ التَّنْكِيلَ عَلَى ظَالِمِي أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ وَ أَهْلِكْ أَشْيَاعَهُمْ وَ قَادَتَهُمْ وَ أَبِرْ حُمَاتَهُمْ وَ جَمَاعَتَهُمْ اَللّٰهُمَّ وَ ضَاعِفْ صَلَوَاتِكَ وَ رَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلَى عِتْرَةِ نَبِيِّكَ الْعِتْرَةِ الضَّائِعَةِ الْخَائِفَةِ الْمُسْتَذَلَّةِ بَقِيَّةِ الشَّجَرَةِ الطَّيِّبَةِ الزَّاكِيَةِ الْمُبَارَكَةِ وَ أَعْلِ اَللّٰهُمَّ كَلِمَتَهُمْ وَ أَفْلِجْ حُجَّتَهُمْ وَ اكْشِفِ الْبَلَاءَ وَ اللَّأْوَاءَ وَ حَنَادِسَ الْأَبَاطِيلِ وَ الْعَمَى عَنْهُمْ وَ ثَبِّتْ قُلُوبَ شِيعَتِهِمْ وَ حِزْبِكَ عَلَى طَاعَتِهِمْ وَ وَلَايَتِهِمْ وَ نُصْرَتِهِمْ وَ مُوَالاتِهِمْ وَ أَعِنْهُمْ وَ امْنَحْهُمُ الصَّبْرَ عَلَى الْأَذَى فِيكَ وَ اجْعَلْ لَهُمْ أَيَّاماً مَشْهُودَةً وَ أَوْقَاتاً مَحْمُودَةً مَسْعُودَةً تُوشِكُ فِيهَا فَرَجَهُمْ وَ تُوجِبُ فِيهَا تَمْكِينَهُمْ وَ نَصْرَهُمْ كَمَا ضَمِنْتَ لِأَوْلِيَائِكَ فِي كِتَابِكَ الْمُنْزَلِ فَإِنَّكَ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ- وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً اَللّٰهُمَّ فَاكْشِفْ غُمَّتَهُمْ يَا مَنْ لَا يَمْلِكُ كَشْفَ الضُّرِّ إِلَّا هُوَ يَا أَحَدُ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ وَ أَنَا يَا إِلَهِي عَبْدُكَ الْخَائِفُ مِنْكَ وَ الرَّاجِعُ إِلَيْكَ السَّائِلُ لَكَ الْمُقْبِلُ عَلَيْكَ اللَّاجِئُ إِلَى فِنَائِكَ الْعَالِمُ بِأَنَّهُ لَا مَلْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْ دُعَائِي وَ اسْمَعْ يَا إِلَهِي عَلَانِيَتِي وَ نَجْوَايَ وَ اجْعَلْنِي مِمَّنْ رَضِيتَ عَمَلَهُ وَ قَبِلْتَ نُسُكَهُ وَ نَجَّيْتَهُ بِرَحْمَتِكَ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ اَللّٰهُمَّ وَ صَلِّ أَوَّلًا وَ آخِراً عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْحَمْ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ بِأَكْمَلِ وَ أَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلَى أَنْبِيَائِكَ وَ رُسُلِكَ وَ

مَلَائِكَتِكَ وَ حَمَلَةِ عَرْشِكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اَللّٰهُمَّ وَ لَا تُفَرِّقْ بَيْنِي وَ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ وَ اجْعَلْنِي يَا مَوْلَايَ مِنْ شِيعَةِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ ذُرِّيَّتِهِمُ الطَّاهِرَةِ الْمُنْتَجَبَةِ وَ هَبْ لِي التَّمَسُّكَ بِحَبْلِهِمْ وَ الرِّضَا بِسَبِيلِهِمْ وَ الْأَخْذَ بِطَرِيقَتِهِمْ إِنَّكَ جَوَادٌ كَرِيمٌ ثُمَّ عَفِّرْ وَجْهَكَ فِي الْأَرْضِ وَ قُلْ يَا مَنْ يَحْكُمُ مَا يَشَاءُ وَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ أَنْتَ حَكَمْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ مَحْمُوداً مَشْكُوراً فَعَجِّلْ يَا مَوْلَايَ فَرَجَهُمْ وَ فَرَجَنَا بِهِمْ فَإِنَّكَ ضَمِنْتَ إِعْزَازَهم بَعْدَ الذِّلَّةِ وَ تَكْثِيرَهُمْ بَعْدَ الْقِلَّةِ وَ إِظْهَارَهُمْ بَعْدَ الْخُمُولِ يَا أَصْدَقَ الصَّادِقِينَ وَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ فَأَسْأَلُكَ يَا إِلَهِي وَ سَيِّدِي مُتَضَرِّعاً إِلَيْكَ بِجُودِكَ وَ كَرَمِكَ بَسْطَ أَمَلِي وَ التَّجَاوُزَ عَنِّي وَ قَبُولَ قَلِيلِ عَمَلِي وَ كَثِيرِهِ وَ الزِّيَادَةَ فِي أَيَّامِي وَ تَبْلِيغِي ذَلِكَ الْمَشْهَدَ وَ أَنْ تَجْعَلَنِي مِمَّنْ يُدْعَى فَيُجِيبُ إِلَى طَاعَتِهِمْ وَ مُوَالاتِهِمْ وَ نَصْرِهِمْ وَ تُرِيَنِي ذَلِكَ قَرِيباً سَرِيعاً فِي عَافِيَةٍ۔ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ إِلَى السَّمَاءِ وَ قُلْ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَكُونَ مِنَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَكَ فَأَعِذْنِي يَا إِلَهِي بِرَحْمَتِكَ مِنْ ذَلِكَ فَإِنَّ هَذَا أَفْضَلُ يَا ابْنَ سِنَانٍ مِنْ كَذَا وَ كَذَا حَجَّةً وَ كَذَا وَ كَذَا عُمْرَةً تَتَطَوَّعُهَا وَ تُنْفِقُ فِيهَا مَالَكَ وَ تُنْصِبُ فِيهَا بَدَنَكَ وَ تُفَارِقُ فِيهَا أَهْلَكَ وَ وُلْدَكَ وَ اعْلَمْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى يُعْطِي مَنْ صَلَّى هَذِهِ الصَّلَاةَ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَ دَعَا بِهَذَا الدُّعَاءِ مُخْلِصاً وَ عَمِلَ هَذَا الْعَمَلَ مُوقِناً مُصَدِّقاً عَشْرَ خِصَالٍ مِنْهَا أَنْ يَقِيَهُ اللهُ مِيتَةَ السَّوْءِ وَ يُؤْمِنَهُ مِنَ الْمَكَارِهِ وَ الْفَقْرِ وَ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِ عَدُوّاً إِلَى أَنْ يَمُوتَ وَ يُوقِيَهُ اللهُ مِنَ الْجُنُونِ وَ الْجُذَامِ وَ الْبَرَصِ فِي نَفْسِهِ وَ وُلْدِهِ

إِلَى أَرْبَعَةِ أَعْقَابٍ لَهُ وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ وَلِأَوْلِيَائِهِ عَلَيْهِ وَلَا عَلَى نَسْلِهِ إِلَى أَرْبَعَةِ أَعْقَابٍ سَبِيلًا قَالَ ابْنُ سِنَانٍ فَانْصَرَفْتُ وَأَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيَّ بِمَعْرِفَتِكُمْ وَحُبِّكُمْ وَأَسْأَلُهُ الْمَعُونَةَ عَلَى الْمُفْتَرَضِ عَلَيَّ مِنْ طَاعَتِكُمْ بِمَنِّهِ وَرَحْمَتِهِ.

یہ مطلب صراحت کے ساتھ آیا ہے لہذا ہر مومن پر ضروری ہے کہ عاشورہ کے دن امام مظلوم حسینؑ کی یاد تازہ کرے۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ خدا نے امام زمانؑ کو انتقام لینے والا سے تعارف کرایا، لہذا امام سے دوستی ومحبت کی دعا اوران کے ظہور کے لئے دعا کرنی چاہیے، دعا میں درخواست کرنا دعا کی طرف اشارہ ہے، اس لئے بعض مطالب گذر چکے ہیں کہ آپ کیلئے دعا کرنا ثواب عظیم ملتا ہے کہ خدا کے علاوہ اسے کوئی نہیں جانتا۔

۱۹۔ نیمہ شعبان کی رات

یہ رات امام عالی مقام حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت با سعادت کی رات ہے لہذا مومنین کو اس رات میں امام کے لئے دعا کرنا لازم ہے، بہت سی روایات میں ملتا ہے کہ اس رات دعا مستجاب ہوتی ہیں۔ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ یہ دعائیں اہل علم وعقل کے لئے بہترین دعائیں ہیں۔ تمام دعاؤں میں امام کو مقدم کرنا ضروری ہے، اس پر دلیل یہ کہ جمال الصالحین کے مولف نے اس رات کی دعاؤں کو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے منقول کیا کہ جن کا آغاز یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ. آگے یہ دعا پوری ذکر ہوگی۔

نیز اس پر ایک اور بھی شاہد ہے کہ وہ دعا جو اقبال اور زاد المعاد سے ذکر ہوئی ہیں جس کے اول میں پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ وَ مَوْلُوْدِهَا وَ حُجَّتِكَ وَ مَوْعُوْدِهَا الَّتِيْ قَرَنْتَ إِلٰى فَضْلِهَا فَضْلًا فَتَمَّتْ كَلِمَتُكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ

لِكَلِمَاتِكَ وَ لَا مُعَقِّبَ لِآيَاتِكَ نُورُكَ الْمُتَأَلِّقُ وَ ضِيَاؤُكَ الْمُشْرِقُ وَ الْعَلَمُ النُّورُ فِي طَخْيَاءِ الدَّيْجُورِ الْغَائِبُ الْمَسْتُورُ جَلَّ مَوْلِدُهُ وَ كَرُمَ مَحْتِدُهُ وَ الْمَلَائِكَةُ شُهَّدُهُ [شهدائه] وَ اللهُ نَاصِرُهُ وَ مُؤَيِّدُهُ إِذَا آنَ مِيعَادُهُ وَ الْمَلَائِكَةُ أَمْدَادُهُ سَيْفُ اللهِ الَّذِي لَا يَنْبُو وَ نُورُهُ الَّذِي لَا يَخْبُو وَ ذُو الْحِلْمِ الَّذِي لَا يَصْبُو مَدَارُ الدَّهْرِ وَ نَوَامِيسُ الْعَصْرِ وَ وُلَاةُ الْأَمْرِ وَ الْمُنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الذِّكْرُ وَ مَا يَنْزِلُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَ أَصْحَابُ الْحَشْرِ وَ النَّشْرِ تَرَاجِمَةُ وَحْيِهِ وَ وُلَاةُ أَمْرِهِ وَ نَهْيِهِ اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَى خَاتِمِهِمْ وَ قَائِمِهِمْ الْمَسْتُورِ عَنْ عَوَالِمِهِمْ [عوالمهم] وَ أَدْرِكْ بِنَا أَيَّامَهُ وَ ظُهُورَهُ وَ قِيَامَهُ وَ اجْعَلْنَا مِنْ أَنْصَارِهِ وَ اقْرِنْ ثَارَنَا بِثَارِهِ وَ اكْتُبْنَا فِي أَعْوَانِهِ وَ خُلَصَائِهِ وَ أَحْيِنَا فِي دَوْلَتِهِ نَاعِمِينَ وَ بِصُحْبَتِهِ غَانِمِينَ وَ بِحَقِّهِ قَائِمِينَ وَ مِنَ السُّوءِ سَالِمِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ وَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ الصَّادِقِينَ وَ عِتْرَتِهِ النَّاطِقِينَ وَ الْعَنْ جَمِيعَ الظَّالِمِينَ وَ احْكُمْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ يَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ۔[1]

اس عبارت سے اس رات کی عظمت و اہمیت ظاہر ہوتی ہے، پس ایسا نہ ہو کہ انسان اس رات میں غافل رہے، مولا قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کو یاد کرنا چاہیے،

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امام مہدی علیہ السلام کو اس طرح یاد کرتے ہیں:

وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَخَدَمْتُهُ أَيَّامَ حَيَاتِي۔[2]

---

[1] إقبال الأعمال (ط-القديمة) / ج 2 / 705 / فصل فيما نذكره من الدعاء والقسم على الله جل جلاله بهذا المولود العظيم المكان ليلة النصف من شعبان..... ص:705

[2] بحار الأنوار (ط-بيروت) / ج 51 / 148 / باب 6 ما روي في ذلك عن الصادق صلوات الله عليه..... ص:142

اگر میں ان کو پالیتا تو ساری زندگی ان کی خدمت کرتا۔

اس رات امام قائم کی ولادت باسعادت ہے اس رات کے اعمال مفاتیح الجنان میں مذکور ہیں۔

۲۰۔ نیمہ شعبان کا دن

جو کچھ نیمہ شعبان کی رات کے بارے میں بیان ہو چکا ہے وہی یہاں پر بھی صادق آتا ہے۔ رات کے علاوہ دن کو دعا کرنے کی بھی فضیلت ہے جب آپؑ پیدا ہوئے تو آپ کا سر سجدہ میں تھا اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، وَأَتْمِمْ لِي أَمْرِي، وَثَبِّتْ وَطْأَتِي، وَامْلَأْ الْأَرْضَ بِي عَدْلًا وَقِسطا.[1]

اے میرے پروردگار! جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اس کو میرے لئے وفا فرما، میرے امر کو پورا کر، مجھے ثابت قدم رکھ اور میرے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے۔

۲۱۔ تمام ماہ رمضان

یہ مہینہ دعاؤں کی بہار ہے اور بہترین دعائیں ذکر ہوئی ہیں، اس ماہ میں جو امام عالی مقام قائم آل محمد سے دعا افتتاح نقل ہوئی ہے، لہذا اس کو پڑھنے سے غافل نہ رہو یہ ایسی جامع دعا ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام مطالب مذکور ہیں۔

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ/ ج2/ 428/ 42باب ماروی فی میلاد القائم صاحب الزمان حجۃ اللہ بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبي طالب ص..... ص:424

اس پر موید یہ ہے کہ رئیس محدثین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب فضائل شہر رمضان میں اپنی سند سے امام رضاؑ سے نقل کرتے ہیں کہ ماہ رمضان کے اوصاف کے بارے میں امام نے فرمایا: نیک کام ماہ رمضان میں قبول ہوتے ہیں، گناہ بخشے جاتے ہیں، جو آدمی ماہ رمضان میں قرآن کی ایک آیت پڑھتا ہے، اسے ایک ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے، جو شخص کسی مومن بھائی کو خوش کرتا ہے روز قیامت وہ خوشحال ہوگا، اسے جنت کی بشارت دی جائیگی۔

جو آدمی اس ماہ میں کسی مومن کی مدد کرتا ہے خدا اسے پل صراط سے گذرتے وقت مدد فرمائے گا۔ جس دن لوگوں کے پاؤں لغزش کھائیں گے۔ جو آدمی ماہ رمضان میں غصہ پی جاتا ہے خدا اس کے دشمن کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ جو آدمی اس ماہ میں کسی مظلوم کی مدد کرتا ہے خدا اسے اس کے دشمن کے مقابلے میں مدد فرمائے گا اور روز قیامت حساب و کتاب میں بھی اس کی مدد فرمائے گا۔

ماہ رمضان، ماہ برکت، ماہ مغفرت و توبہ ہے۔ جو آدمی رمضان میں نہیں بخشا جائے گا پس اس کی کسی ماہ میں مغفرت نہیں ہوگی۔ پس خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہارے روزے کو قبول فرمائے اور آخر ماہ رمضان قرار نہ دے۔ گناہوں سے بچو۔

میں کہتا ہوں۔ پانچویں باب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام مہدیؑ کے لئے دعا کرنا اس کی مدد ہے۔ اس لئے مومن کی مدد کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ بے شک امام زمانہؑ کی مدد کرنا بہترین نصرت ہے۔ اس مطلب پر یہ دعا شاہد ہے کہ ماہ رمضان میں دعا کرنا چاہئے۔ امام سجادؑ نے اپنے باپ امام باقرؑ سے نقل کیا کہ جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أَنْزَلْتَ فِيهِ الْقُرْآنَ هُدىً لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدىٰ وَالْفُرْقَانِ وَهٰذَا شَهْرُ الصِّيَامِ وَهٰذَا شَهْرُ الْقِيَامِ وَهٰذَا شَهْرُ الْإِنَابَةِ وَهٰذَا شَهْرُ التَّوْبَةِ وَهٰذَا شَهْرُ الْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ وَهٰذَا شَهْرُ الْعِتْقِ مِنَ النَّارِ وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّةِ وَهٰذَا شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ الَّتِي هِيَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْهُ لِي وَتَسَلَّمْهُ مِنِّي وَسَلِّمْنِي فِيهِ وَأَعِنِّي عَلَيْهِ بِأَفْضَلِ عَوْنِكَ وَوَفِّقْنِي فِيهِ لِطَاعَتِكَ وَ

طَاعَةِ رَسُولِكَ وَ أَوْلِيَائِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ وَ فَرِّغْنِي فِيهِ لِعِبَادَتِكَ وَ دُعَائِكَ وَ تِلَاوَةِ كِتَابِكَ وَ أَعْظِمْ لِي فِيهِ الْبَرَكَةَ وَ أَحْرِزْ لِي فِيهِ التَّوْبَةَ وَ أَحْسِنْ لِي فِيهِ الْعَافِيَةَ [الْعَاقِبَةَ] وَ أَصِحَّ فِيهِ بَدَنِي وَ أَوْسِعْ لِي فِيهِ رِزْقِي وَ اكْفِنِي فِيهِ مَا أَهَمَّنِي وَ اسْتَجِبْ فِيهِ دُعَائِي وَ بَلِّغْنِي فِيهِ رَجَائِي اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ [وَ آلِهِ] وَ أَذْهِبْ عَنِّي فِيهِ النُّعَاسَ وَ الْكَسَلَ وَ السَّأْمَةَ وَ الْفَتْرَةَ وَ الْقَسْوَةَ وَ الْغَفْلَةَ وَ الْغِرَّةَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ جَنِّبْنِي فِيهِ الْعِلَلَ وَ الْأَسْقَامَ وَ الْهُمُومَ وَ الْأَعْرَاضَ وَ الْأَمْرَاضَ وَ الْأَحْزَانَ وَ الْخَطَايَا وَ الذُّنُوبَ وَ اصْرِفْ عَنِّي فِيهِ السُّوءَ وَ الْفَحْشَاءَ وَ الْجُهْدَ وَ الْبَلَاءَ وَ التَّعَبَ وَ الْعَنَاءَ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَعِذْنِي فِيهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَ هَمْزِهِ وَ لَمْزِهِ وَ نَفْثِهِ وَ نَفْخِهِ وَ وَسْوَسَتِهِ وَ تَثْبِيطِهِ وَ بَطْشِهِ وَ كَيْدِهِ وَ مَكْرِهِ وَ حِيَلِهِ وَ حَبَائِلِهِ وَ خُدَعِهِ وَ أَمَانِيِّهِ وَ غُرُورِهِ وَ فِتْنَتِهِ وَ خَيْلِهِ وَ رَجِلِهِ وَ أَعْوَانِهِ وَ شَرَكِهِ وَ أَتْبَاعِهِ وَ إِخْوَانِهِ وَ أَحْزَابِهِ وَ أَشْيَاعِهِ وَ أَوْلِيَائِهِ وَ جَمِيعِ شُرَكَائِهِ وَ كَيْدِهِ [وَ شُرَكَائِهِ وَ جَمِيعِ مَكَايِدِهِ] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ ارْزُقْنِي تَمَامَ صِيَامِهِ وَ بُلُوغَ الْأَمَلِ فِيهِ وَ فِي قِيَامِهِ وَ اسْتِكْمَالَ مَا يُرْضِيكَ عَنِّي فِيهِ وَ أَعْطِنِي صَبْراً وَ إِيمَاناً وَ يَقِيناً وَ احْتِسَاباً ثُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي ذَلِكَ بِالْأَضْعَافِ الْكَثِيرَةِ وَ الْأَجْرِ الْعَظِيمِ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ ارْزُقْنَا فِيهِ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ وَ الِاجْتِهَادَ وَ الْقُوَّةَ وَ النَّشَاطَ وَ الْإِنَابَةَ وَ التَّوْفِيقَ وَ التَّوْبَةَ وَ الْقُرْبَةَ وَ الْخَيْرَ الْمَقْبُولَ وَ الرَّغْبَةَ وَ الرَّهْبَةَ وَ التَّضَرُّعَ وَ الْخُشُوعَ وَ الرِّقَّةَ وَ النِّيَّةَ الصَّادِقَةَ وَ

صِدْقَ اللِّسَانِ وَ الْوَجَلَ مِنْكَ وَ الرَّجَاءَ لَكَ وَ التَّوَكُّلَ عَلَيْكَ وَ الثِّقَةَ بِكَ وَ الْوَرَعَ عَنْ مَحَارِمِكَ مَعَ صَالِحِ الْقَوْلِ وَ مَقْبُولِ السَّعْيِ وَ مَرْفُوعِ الْعَمَلِ وَ مُسْتَجَابِ الدَّعْوَةِ [الدُّعَاءِ] وَلَا تَحُلْ بَيْنِي وَ بَيْنَ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ بِعَرَضٍ وَ لَا مَرَضٍ وَ لَا هَمٍّ وَ لَا غَمٍّ وَ لَا سَقَمٍ وَ لَا غَفْلَةٍ وَ لَا نِسْيَانٍ بَلْ بِالتَّعَاهُدِ وَ التَّحَفُّظِ فِيكَ وَ لَكَ وَ الرِّعَايَةِ لِحَقِّكَ وَ الْوَفَاءِ بِعَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اقْسِمْ لِي فِيهِ أَفْضَلَ مَا تَقْسِمُهُ لِعِبَادِكَ الصَّالِحِينَ وَ أَعْطِنِي فِيهِ أَفْضَلَ مَا تُعْطِي أَوْلِيَاءَكَ الْمُقَرَّبِينَ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ وَ التَّحَنُّنِ وَ الْإِجَابَةِ وَ الْعَفْوِ وَ الْمَغْفِرَةِ الدَّائِمَةِ وَ الْعَافِيَةِ وَ الْمُعَافَاةِ وَ الْعِتْقِ مِنَ النَّارِ وَ الْفَوْزِ بِالْجَنَّةِ وَ خَيْرِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْ دُعَائِي فِيهِ إِلَيْكَ وَاصِلًا وَ رَحْمَتَكَ وَ خَيْرَكَ إِلَيَّ فِيهِ نَازِلًا وَ عَمَلِي فِيهِ مَقْبُولًا وَ سَعْيِي فِيهِ مَشْكُوراً وَ ذَنْبِي فِيهِ مَغْفُوراً حَتَّى يَكُونَ نَصِيبِي فِيهِ الْأَكْبَرَ [الْأَكْثَرَ] وَ حَظِّي فِيهِ الْأَوْفَرَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ وَفِّقْنِي فِيهِ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ عَلَى أَفْضَلِ حَالٍ تُحِبُّ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهَا أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكَ وَ أَرْضَاهَا لَكَ ثُمَّ اجْعَلْهَا لِي خَيْراً مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ وَ ارْزُقْنِي فِيهَا أَفْضَلَ مَا رَزَقْتَ أَحَداً مِمَّنْ بَلَّغْتَهُ إِيَّاهَا وَ أَكْرَمْتَهُ بِهَا وَ اجْعَلْنِي فِيهَا مِنْ عُتَقَائِكَ مِنْ جَهَنَّمَ وَ طُلَقَائِكَ مِنَ النَّارِ وَ سُعَدَاءِ خَلْقِكَ بِمَغْفِرَتِكَ وَ رِضْوَانِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ ارْزُقْنَا فِي شَهْرِنَا هٰذَا الْجِدَّ وَ الِاجْتِهَادَ وَ الْقُوَّةَ وَ النَّشَاطَ وَ مَا تُحِبُّ وَ تَرْضَى اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْفَجْرِ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ وَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ وَ رَبَّ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ مَا أَنْزَلْتَ فِيهِ

مِنَ الْقُرْآنِ وَ رَبَّ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ وَ جَمِيعِ مَلَائِكَتِكَ (الْمَلَائِكَةِ) الْمُقَرَّبِينَ وَ رَبَّ إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ وَ رَبَّ مُوسَى وَ عِيسَى وَ رَبَّ جَمِيعِ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ وَ رَبَّ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَ أَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ عَلَيْهِمْ وَ بِحَقِّهِمْ عَلَيْكَ وَ بِحَقِّكَ الْعَظِيمِ لَمَّا صَلَّيْتَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَ نَظَرْتَ إِلَيَّ نَظْرَةً رَحِيمَةً تَرْضَى بِهَا عَنِّي رِضًى لَا تَسْخَطُ عَلَيَّ بَعْدَهُ أَبَداً وَ أَعْطَيْتَنِي جَمِيعَ سُؤْلِي وَ رَغْبَتِي وَ أُمْنِيَّتِي وَ إِرَادَتِي وَ صَرَفْتَ عَنِّي مَا أَكْرَهُ وَ أَحْذَرُ وَ أَخَافُ عَلَى نَفْسِي وَ مَا لَا أَخَافُ وَ عَنْ أَهْلِي وَ مَالِي وَ إِخْوَانِي وَ ذُرِّيَّتِي اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ فَرَرْنَا مِنْ ذُنُوبِنَا فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ آوِنَا تَائِبِينَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تُبْ عَلَيْنَا مُسْتَغْفِرِينَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اغْفِرْ لَنَا مُتَعَوِّذِينَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَعِذْنَا مُسْتَجِيرِينَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَجِرْنَا مُسْتَسْلِمِينَ (مُسْلِمِينَ) وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ لَا تَخْذُلْنَا رَاهِبِينَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آل محمد وَ آمِنَّا رَاغِبِينَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ شَفِّعْنَا سَائِلِينَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَعْطِنَا إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ قَرِيبٌ مُجِيبٌ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَنْتَ رَبِّي وَ أَنَا عَبْدُكَ وَ أَحَقُّ مَنْ سَأَلَ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَ لَمْ يَسْأَلِ الْعِبَادُ مِثْلَكَ كَرَماً وَ جُوداً يَا مَوْضِعَ شَكْوَى السَّائِلِينَ وَ يَا مُنْتَهَى حَاجَةِ الرَّاغِبِينَ وَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ وَ يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ وَ يَا مَلْجَأَ الْهَارِبِينَ وَ يَا صَرِيخَ الْمُسْتَصْرِخِينَ وَ يَا رَبَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَ يَا كَاشِفَ كَرْبِ الْمَكْرُوبِينَ وَ يَا فَارِجَ هَمِّ الْمَهْمُومِينَ وَ يَا كَاشِفَ الْكَرْبِ

الْعَظِيمِ يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَيَا اللهُ الْمَكْفُونُ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ الْمُرْتَدِي بِالْكِبْرِيَاءِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَ عُيُوبِي وَإِسَاءَتِي وَ ظُلْمِي وَ جُرْمِي وَإِسْرَافِي عَلَى نَفْسِي وَ ارْزُقْنِي مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ فَإِنَّهُ لَا يَمْلِكُهَا غَيْرُكَ وَ اعْفُ عَنِّي وَ اغْفِرْ لِي كُلَّمَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِي وَ اعْصِمْنِي فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِي (عُمْرِي) وَ اسْتُرْ عَلَيَّ وَ عَلَى وَالِدَيَّ وَ وُلْدِي (وَ وَلَدِي) وَ قَرَابَتِي (وَ قَرَابَاتِي) وَ أَهْلِ حُزَانَتِي وَ كُلِّ مَنْ كَانَ مِنِّي بِسَبِيلٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ فَإِنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ بِيَدِكَ وَ أَنْتَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ فَلَا تُخَيِّبْنِي يَا سَيِّدِي وَ لَا تَرُدَّ دُعَائِي وَ لَا تَرُدَّ يَدِي إِلَى نَحْرِي حَتَّى تَفْعَلَ ذَلِكَ بِي وَ تَسْتَجِيبَ لِي جَمِيعَ مَا سَأَلْتُكَ وَ تَزِيدَنِي مِنْ فَضْلِكَ فَ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ نَحْنُ إِلَيْكَ رَاغِبُونَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى كُلُّهَا وَ الْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَ الْكِبْرِيَاءُ وَ الْآلَاءُ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ إِنْ كُنْتَ قَضَيْتَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوحِ فِيهَا أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَجْعَلَ اسْمِي فِي السُّعَدَاءِ وَ رُوحِي مَعَ الشُّهَدَاءِ وَ إِحْسَانِي فِي عِلِّيِّينَ وَ إِسَاءَتِي مَغْفُورَةً وَ أَنْ تَهَبَ لِي يَقِيناً تُبَاشِرُ بِهِ قَلْبِي وَإِيمَاناً لَا يَشُوبُهُ شَكٌّ وَ رِضًى بِمَا قَسَمْتَ لِي وَ تُؤْتِيَنِي (وَ آتِنِي) فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنِي عَذَابَ النَّارِ وَ إِنْ لَمْ تَكُنْ قَضَيْتَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ تَنَزُّلَ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوحِ فِيهَا فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ (وَ آلِ مُحَمَّدٍ) وَ أَخِّرْنِي إِلَى ذَلِكَ وَ ارْزُقْنِي فِيهَا ذِكْرَكَ وَ شُكْرَكَ وَ طَاعَتَكَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ بِأَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا أَحَدُ يَا صَمَدُ يَا

رَبِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اغْضَبِ الْيَوْمَ لِمُحَمَّدٍ وَ لِأَبْرَارِ عِتْرَتِهِ وَ اقْتُلْ أَعْدَاءَهُمْ بَدَداً وَ أَحْصِهِمْ عَدَداً وَ لَا تَدَعْ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْهُمْ أَحَداً وَ لَا تَغْفِرْ لَهُمْ أَبَداً يَا حَسَنَ الصُّحْبَةِ يَا خَلِيفَةَ النَّبِيِّينَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ الْبَدِيءُ الْبَدِيعُ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِكَ شَيْءٌ وَ الدَّائِمُ غَيْرُ الْغَافِلِ وَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ أَنْتَ كُلَّ يَوْمٍ فِي شَأْنٍ أَنْتَ خَلِيفَةُ مُحَمَّدٍ وَ نَاصِرُ مُحَمَّدٍ وَ مُفَضِّلُ مُحَمَّدٍ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَنْصُرَ خَلِيفَةَ مُحَمَّدٍ وَ وَصِيَّ مُحَمَّدٍ وَ الْقَائِمَ بِالْقِسْطِ مِنْ أَوْصِيَاءِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ [صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ] اعْطِفْ عَلَيْهِمْ نَصْرَكَ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِحَقِّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْنِي مَعَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ اجْعَلْ عَاقِبَةَ أَمْرِي إِلَى غُفْرَانِكَ وَ رَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَ كَذَلِكَ نَسَبْتَ نَفْسَكَ يَا سَيِّدِي بِاللَّطِيفِ [بِاللُّطْفِ] بَلَى إِنَّكَ لَطِيفٌ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ الْطُفْ بِي إِنَّكَ لَطِيفٌ لِمَا تَشَاءُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ ارْزُقْنِي الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ فِي عَامِي هَذَا وَ تَطَوَّلْ عَلَيَّ بِقَضَاءِ [جَمِيعِ] حَوَائِجِي لِلْآخِرَةِ وَ الدُّنْيَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً رَبِّ [اللَّهُمَّ] اغْفِرْ لِي وَ ارْحَمْنِي وَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ رَبِّ إِنِّي عَمِلْتُ سُوءاً وَ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ اغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ تَقُولُهَا ثَلَاثاً أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَافِرُ لِلذَّنْبِ الْعَظِيمِ وَ أَتُوبُ

إِلَيْهِ تَقُولُهَا ثَلَاثاً أَسْتَغْفِرُ اللهَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُوراً رَحِيماً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْ فِيمَا تَقْضِي وَ تُقَدِّرُ مِنَ الْأَمْرِ الْحَكِيمِ الْمَحْتُومِ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي لَا يُرَدُّ وَ لَا يُبَدَّلُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَكْتُبَنِي مِنْ حُجَّاجِ بَيْتِكَ الْحَرَامِ الْمَبْرُورِ حَجُّهُمُ الْمَشْكُورِ سَعْيُهُمُ الْمَغْفُورِ ذُنُوبُهُمُ الْمُكَفَّرِ عَنْهُمْ سَيِّئَاتُهُمْ وَ أَنْ تَجْعَلَ فِيمَا تَقْضِي وَ تُقَدِّرُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تُطِيلَ عُمُرِي وَ تُوَسِّعَ رِزْقِي وَ تُؤَدِّيَ عَنِّي أَمَانَتِي وَ دَيْنِي آمِينَ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجاً وَ مَخْرَجاً وَ ارْزُقْنِي مِنْ حَيْثُ أَحْتَسِبُ وَ مِنْ حَيْثُ لَا أَحْتَسِبُ وَ احْرُسْنِي مِنْ حَيْثُ أَحْتَرِسُ وَ مِنْ حَيْثُ لَا أَحْتَرِسُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ سَلِّمْ تَسْلِيماً كَثِيراً كَثِيراً.[1]

اس پر ایک اور بھی شاہد ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد بن یعقوب کلینیؒ کتاب الصوم فروع کافی میں محمد بن عیسیٰ سے ائمہ علیہم السلام سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: اس دعا کو 23 ماہِ رمضان کو سجدے، اٹھتے وقت، بیٹھتے وقت ہر حال میں اس دعا کا تکرار کریں:

اَسْئَلُكَ أَنْ تَنْصُرَ خَلِيفَةَ مُحَمَّدٍ وَ وَصِيَّ مُحَمَّدٍ وَ الْقَائِمَ بِالْقِسْطِ مِنْ أَوْصِيَاءِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ (صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ) اعْطِفْ عَلَيْهِمْ نَصْرَكَ.

محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجیں اور یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ، صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَى آبَائِهِ

[1] إقبال الأعمال (ط - القديمة) / ج 1 / 93 / فصل فيما نذكره من الأدعية والتسبيح والصلاة على النبي ص المتكررة كل يوم من شهر رمضان..... ص:88

فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ، وَفِیْ کُلِّ سَاعَةٍ، وَلِیًّا وَّ حَافِظًا، وَقَآئِدًا وَّنَاصِرًا، وَدَلِیْلًا وَّ عَیْنًا، حَتّٰی تُسْکِنَهٗ اَرْضَكَ طَوْعًا، وَ تُمَتِّعَهٗ فِیْهَا طَوِیْلًا.[1]

اے معبود! محافظ بن جا اپنے ولی حجت القائم بن حسن علیہ السلام کا، تیری رحمت نازل ہو ان پر اور ان کے آبا و اجداد پر، اس لحہ میں اور ہر آنے والے لمحے میں، اور ان کا مددگار اور نگہبان، اور پیشوا اور حامی، اور راہنما اور نگہدار بن جا، یہاں تک کہ تو لوگوں کی چاہت سے انہیں زمین کی حکومت دے، اور مدتوں اس پر تو انہیں برقرار رکھے۔

میں کہتا ہوں؛ یہ حدیث امام زمانہ علیہ السلام کے لئے ماہ رمضان کی تیئیس 23 تاریخ کو باقی دنوں میں دعا کرنے سے زیادہ موکد ہے۔ اسی طرح اس دعا کی ماہِ رمضان میں تاکید ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اس رات اور ہر ماہ میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ جنت کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ یہ رات شب قدر ہے اور یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

کلینی اصول کافی، باب النوادر، کتاب فضل القرآن میں اپنی سند سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن 23 رمضان کو نازل ہوا۔

اس کے علاوہ خود قرآن میں خدا فرماتا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر وہی 23 ماہ رمضان ہے۔

محقق نوری کتاب النجم الثاقب دعا مذکور کو اختصار سے سید بن طاوؤس سے نقل کرتے ہیں اور دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ کُنْ لِوَلِیِّكَ الْقَائِمِ بِأَمْرِكَ الْحُجَّةِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمَهْدِیِّ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰبَائِهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَ السَّلَامِ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِیْ کُلِّ سَاعَةٍ وَلِیًّا وَ حَافِظًا وَ قَائِدًا وَ نَاصِرًا وَ دَلِیْلًا وَ مُؤَیِّدًا حَتّٰی تُسْکِنَهٗ أَرْضَكَ طَوْعًا وَ تُمَتِّعَهٗ فِیْهَا طُوْلًا وَ عَرْضًا وَ تَجْعَلَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْوَارِثِیْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُ وَ انْتَصِرْ بِهٖ وَ اجْعَلِ النَّصْرَ مِنْكَ لَهٗ وَ عَلٰی یَدِهٖ وَ

[1] تہذیب الأحکام (تحقیق خرسان)/ ج3/ 103/ الدعاء فی العشر الأواخر..... ص:101

الْفَتْحَ عَلَى وَجْهِهِ وَلَا تُوَجِّهِ الْأَمْرَ إِلَى غَيْرِهِ اَللّٰهُمَّ أَظْهِرْ بِهِ دِينَكَ وَ سُنَّةَ نَبِيِّكَ حَتَّى لَا يَسْتَخْفِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَقِّ مَخَافَةَ أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِي دَوْلَةٍ كَرِيمَةٍ تُعِزُّ بِهَا الْإِسْلَامَ وَ أَهْلَهُ وَ تُذِلُّ بِهَا النِّفَاقَ وَ أَهْلَهُ وَ تَجْعَلُنَا فِيهَا مِنَ الدُّعَاةِ إِلَى طَاعَتِكَ وَ الْقَادَةِ إِلَى سَبِيلِكَ وَ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ اجْمَعْ لَنَا خَيْرَ الدَّارَيْنِ وَ اقْضِ عَنَّا جَمِيعَ مَا تُحِبُّ فِيهِمَا وَ اجْعَلْ لَنَا فِي ذَلِكَ الْخِيَرَةَ بِرَحْمَتِكَ وَ مَنِّكَ فِي عَافِيَةٍ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَ زِدْنَا مِنْ فَضْلِكَ وَ يَدِكَ الْمَلْأَى فَإِنَّ كُلَّ مُعْطٍ يَنْقُصُ مِنْ مِلْكِهِ وَ عَطَاؤُكَ يَزِيدُ فِي مِلْكِكَ.[1]

۲۲۔ چھٹی رمضان کی رات

کتاب اقبال میں محمد بن ابی قرہ نے اسے نقل کیا اور دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَ إِلَيْكَ الْمُشْتَكَى اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَدِيمُ وَ الْآخِرُ الدَّائِمُ وَ الرَّبُّ الْخَالِقُ وَ الدَّيَّانُ يَوْمَ الدِّينِ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ بِلَا مُغَالَبَةٍ وَ تُعْطِي مَنْ تَشَاءُ بِلَا مَنٍّ وَ تَمْنَعُ (تَصْنَعُ) مَا تَشَاءُ بِلَا ظُلْمٍ وَ تُدَاوِلُ الْأَيَّامَ بَيْنَ النَّاسِ يَرْكَبُونَ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ أَسْأَلُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ وَ الْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ وَ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ وَ أَسْأَلُكَ يَا رَحْمَانُ

[1] اقبال الاعمال الحسنۃ (ط-الحدیثۃ) / ج 1 / 191 / فصل (26) فیما نذکرہ مما نختم بہ کل لیلۃ من شہر رمضان..... ص:

أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تُعَجِّلَ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ فَرَجَنَا بِفَرَجِهِمْ وَ تَقَبَّلَ صَوْمِي وَ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا أَرْجُو مِنْكَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَحْذَرُ إِنْ أَنْتَ خَذَلْتَ فَبَعْدَ الْحُجَّةِ وَ إِنْ أَنْتَ عَصَمْتَ فَبِتَمَامِ النِّعْمَةِ يَا صَاحِبَ مُحَمَّدٍ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَ صَاحِبَهُ وَ مُؤَيِّدَهُ يَوْمَ بَدْرٍ وَ خَيْبَرَ وَ الْمَوَاطِنِ الَّتِي نَصَرْتَ فِيهَا نَبِيَّكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ السَّلَامُ يَا مُبِيرَ الْجَبَّارِينَ وَ يَا عَاصِمَ النَّبِيِّينَ أَسْأَلُكَ وَ أُقْسِمُ عَلَيْكَ بِحَقِّ يس وَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ وَ بِحَقِّ طه وَ سَائِرِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَحْصُرَ لِي عَنِ الذُّنُوبِ وَ الْخَطَايَا وَ أَنْ تَزِيدَنِي فِي هَذَا الشَّهْرِ الْعَظِيمِ تَأْيِيداً تَرْبُطُ بِهِ عَلَى جَأْشِي وَ تَسُدُّ بِهِ عَلَى خَلَّتِي اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَدْرَأُ بِكَ فِي نُحُورِ أَعْدَائِي لَا أَجِدُ لِي غَيْرَكَ هَا أَنَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَاصْنَعْ بِي مَا شِئْتَ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي أَنْتَ حَسْبِي وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔[1]

یعنی خداوندا تو سننے والا اور جاننے والا ہے تو ہی ایک اکیلا بزرگ ہے اور تو ہی بے نیاز خدا ہے بلند کیا تو نے اپنی قدرت سے آسمانوں کو اور تو نے اپنی عزت سے زمین کو بچھادیا اور تو نے اپنی وحدانیت سے بادلوں کو پیدا کیا اور تو نے اپنی طاقت وقوت سے دریاؤں کو جاری کیا اے وہ کہ مچھلیاں سمندر میں درندے جنگلوں میں جس کی تسبیح کرتے ہیں اے وہ کہ جس سے کوئی بھی ساتوں آسمانوں اور پست زمینوں کی چھپی ہوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اے وہ کہ جس کی تمام آسمان اور جو کچھ کہ اس میں ہے اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ بھی ان میں ہے اس کی تسبیح کرتے ہیں اے وہ کہ جس کے لئے موت نہیں ہے اور سوائے اس کی بزرگ وزبردست ذات کے اور کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل علیہم السلام پر اور رحم کر مجھ پر اور معاف کر میرے گناہ کو یقیناً تو بخشنے والا اور رحیم ہے۔

---

[1] إقبال الأعمال (ط۔ القديمة)/ ج 1 / 128 / الباب العاشر فيما نذكره من زيادات دعوات في الليلة السادسة منه ويومها وفيه ما نختاره من عدة روايات بالدعوات..... ص:127

۲۳۔آٹھویں رمضان کا دن

کتاب اقبال میں یہ دعا مذکور ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أَجِدُ مِنْ أَعْمَالِي عَمَلًا أَعْتَمِدُ عَلَيْهِ وَ أَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَيْكَ أَفْضَلَ مِنْ وَلَايَتِكَ وَ وَلَايَةِ رَسُولِكَ وَ آلِ رَسُولِكَ الطَّيِّبِينَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَتَوَجَّهُ بِهِمْ إِلَيْكَ فَاجْعَلْنِي عِنْدَكَ يَا إِلَهِي بِكَ وَ بِهِمْ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَإِنِّي قَدْ رَضِيتُ بِذَلِكَ مِنْكَ تُحْفَةً وَ كَرَامَةً فَإِنَّهُ لَا تُحْفَةَ وَ لَا كَرَامَةَ أَفْضَلَ مِنْ رِضْوَانِكَ وَ التَّنَعُّمِ فِي دَارِكَ مَعَ أَوْلِيَائِكَ وَ أَهْلِ طَاعَتِكَ اَللّٰهُمَّ أَكْرِمْنِي بِوَلَايَتِكَ وَ احْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ أَهْلِ وَلَايَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي وَدَائِعِكَ الَّتِي لَا تَضِيعُ وَ لَا تَرُدَّنِي خَائِباً بِحَقِّكَ وَ حَقِّ مَنْ أَوْجَبْتَ حَقَّهُ عَلَيْكَ وَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى ی14 مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تُعَجِّلَ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ فَرَجِي مَعَهُمْ وَ فَرَجَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.[1]

---

[1] اقبال الاعمال (ط۔القدیمۃ)/ج1/133/دعاءالیوم الثامن من شہر رمضان..... ص:133

۲۴۔بارھویں رمضان کی رات

اس رات کو یہ دعا پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَ لَا فَاجِرٌ فَإِنَّكَ لَا تَبِيدُ وَ لَا تَنْفَدُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلَ مِنِّي وَ مِنْ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ قِيَامَهُ وَ تَفُكَّ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْ قَلْبِي بَارّاً وَ عَمَلِي سَارّاً وَ رِزْقِي دَارّاً وَ حَوْضَ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ السَّلَامُ لِي قَرَاراً وَ مُسْتَقَرّاً وَ تُعَجِّلَ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي عَافِيَةٍ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ [1]

یعنی خدایا تو ہی بلند و برتر ہے تیرے ہی لیے ایسی حمد و ستائش سزوار ہے جو کبھی بھی فنا نہیں ہوگی بلکہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور تو ہی زندہ اور بردبار ہے میں تجھ سے تیری بزرگ مرتبہ ذات کی نورانیت وجلالت کے سہارے سے وہ جلالت جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا اور تیرے اس غلبہ واقتدار کے ذریعے سے کہ جو مغلوب نہیں ہوسکتا سوال کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما یقیناً تو تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحیم ہے۔

[1] إقبال الأعمال (ط-القديمة)/ج 1 / 141 / دعاء آخر في هذه الليلة وهو مما رويناه بإسنادنا إلى محمد بن أبي قرة في كتاب عمل شهر رمضان..... ص:141

۲۵۔ تیرہ رمضان کا دن

دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَدِينُكَ بِطَاعَتِكَ وَ وَلَايَتِكَ وَ وَلَايَةِ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ وَلَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ حَبِيبِ نَبِيِّكَ وَ وَلَايَةِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سِبْطَيْ نَبِيِّكَ وَ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ جَنَّتِكَ وَ أَدِينُكَ يَا رَبِّ بِوَلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَ سَيِّدِي وَ مَوْلَايَ صَاحِبِ الزَّمَانِ أَدِينُكَ يَا رَبِّ بِطَاعَتِهِمْ وَ وَلَايَتِهِمْ وَ بِالتَّسْلِيمِ بِمَا فَضَّلْتَهُمْ رَاضِياً غَيْرَ مُنْكِرٍ وَ لَا مُسْتَكْبِرٍ [مُتَكَبِّرٍ] عَلَى مَا [معنى] أَنْزَلْتَ فِي كِتَابِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ادْفَعْ عَنْ وَلِيِّكَ وَ خَلِيفَتِكَ وَ لِسَانِكَ وَ الْقَائِمِ بِقِسْطِكَ وَ الْمُعَظِّمِ لِحُرْمَتِكَ وَ الْمُعَبِّرِ عَنْكَ وَ النَّاطِقِ بِحُكْمِكَ وَ عَيْنِكَ النَّاظِرَةِ وَ أُذُنِكَ السَّامِعَةِ وَ شَاهِدِ عِبَادِكَ وَ حُجَّتِكَ عَلَى خَلْقِكَ وَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِكَ وَ الْمُجْتَهِدِ فِي طَاعَتِكَ وَ اجْعَلْهُ فِي وَدِيعَتِكَ الَّتِي لَا تَضِيعُ وَ أَيِّدْهُ بِجُنْدِكَ الْغَالِبِ وَ أَعِنْهُ وَ أَعِنْ عَنْهُ وَ اجْعَلْنِي وَ وَالِدَيَّ وَ مَا وَلَدَا وَ وُلْدِي مِنَ الَّذِينَ يَنْصُرُونَهُ وَ يَنْتَصِرُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اشْعَبْ بِهِ صَدْعَنَا وَ ارْتُقْ بِهِ فَتْقَنَا اَللّٰهُمَّ أَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ وَ دَمْدِمْ بِمَنْ نَصَبَ لَهُ وَ اقْصِمْ رُءُوسَ الضَّلَالَةِ حَتَّى لَا تَدَعَ عَلَى

الْأَرْضِ مِنْهُمْ دَيَّاراً.[1]

۲۶۔اٹھارویں اورانیس رمضان کا دن

کتاب اقبال میں یہ دعا مذکور ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ خداوند عالم ہر حال میں مدد کرنے والا ہے۔
شب اٹھارہ کی دو دعائیں ذکر ہوئی ہیں:

پہلی دعا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا حَمِدْتَ نَفْسَكَ وَ أَفْضَلَ مَا حَمِدَكَ الْحَامِدُونَ مِنْ خَلْقِكَ حَمْداً يَكُونُ أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ وَ أَحَقَّ الْحَمْدِ عِنْدَكَ وَ أَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ وَ أَفْضَلَ الْحَمْدِ لَدَيْكَ وَ أَقْرَبَ الْحَمْدِ مِنْكَ وَ أَوْجَبَ الْحَمْدِ جَزَاءً عَلَيْكَ حَمْداً لَا يَبْلُغُهُ وَصْفُ وَاصِفٍ وَ لَا يُدْرِكُهُ نَعْتُ نَاعِتٍ وَ لَا وَهْمُ مُتَوَهِّمٍ وَ لَا فِكْرُ مُتَفَكِّرٍ حَمْداً يَضْعُفُ عَنْهُ كُلُّ أَحَدٍ أَيداً مِمَّنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرَضِينَ وَ يَقْصُرُ عَنْهُ وَ عَنْ حُدُودِهِ وَ مُنْتَهَاهُ جَمِيعُ الْمَعْصُومِينَ الْمُؤَيَّدِينَ الَّذِينَ أَخَذْتَ مِيثَاقَهُمْ فِي كِتَابِكَ الَّذِي لَا يُغَيَّرُ وَ لَا يُبَدَّلُ حَمْداً يَنْبَغِي لَكَ وَ يَدُومُ مَعَكَ وَ لَا يَصْلُحُ إِلَّا لَكَ حَمْداً يَعْلُو حَمْدَ كُلِّ حَامِدٍ وَ شُكْراً يُحِيطُ بِشُكْرِ كُلِّ شَاكِرٍ حَمْداً يَبْقَى مَعَ بَقَائِكَ وَ يَزِيدُ إِذَا رَضِيتَ وَ يَنْمِي كُلَّمَا شِئْتَ حَمْداً خَالِداً مَعَ خُلُودِكَ وَ دَائِماً مَعَ دَوَامِكَ كَمَا فَضَّلْتَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ وَ لِمَا وَهَبْتَ مِنْ

---

[1] اقبال الاعمال (ط-القدیمۃ) / ج 1 / 144 / فصل فیما نختص بالیوم الثالث عشر من دعوات غیر مکررۃ..... ص:144

مَعْرِفَتِكَ وَ صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ وَ بِمَقَامِ أَنْبِيَائِكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلَ صَوْمِي وَ تَصْرِفَ إِلَيَّ وَ إِلَى أَهْلِي وَ وُلْدِي وَ أَهْلِ بَيْتِي وَ مَنْ يَعْنِينِي أَمْرُهُ وَ إِلَى جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ عَافِيَتِكَ وَ نِعَمِكَ وَ رِزْقِكَ الْهَنِيءِ الْمَرِيءِ مَا تَجْعَلُهُ صَلَاحاً لِدِينِنَا وَ قِوَاماً لِآخِرَتِنَا.

دوسری دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَكْرَمَنَا بِشَهْرِنَا هَذَا وَ أَنْزَلَ عَلَيْنَا فِيهِ الْقُرْآنَ وَ عَرَّفَنَا حَقَّهُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْبَصِيرَةِ فَبِنُورِ وَجْهِكَ يَا إِلَهَنَا وَ إِلَهَ آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ارْزُقْنَا فِيهِ التَّوْبَةَ وَ لَا تَخْذُلْنَا وَ لَا تُخْلِفْ ظَنَّنَا بِكَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ اعْفُ عَنَّا وَ ارْحَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْجَلِيلُ الْجَبَّارُ.

انیسویں شب کی دعائیں یہ ہیں:

پہلی دعا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا وَهَبْتَ لِي مِنِ انْطِوَاءِ مَا طَوَيْتَ مِنْ شَهْرِي وَ أَنَّكَ لَمْ تَجِنْ فِيهِ أَجَلِي وَ لَمْ تَقْطَعْ عُمُرِي وَ لَمْ تَبْلُنِي بِمَرَضٍ يَضْطَرُّنِي إِلَى تَرْكِ الصِّيَامِ وَ لَا بِسَفَرٍ يَحِلُّ لِي فِيهِ الْإِفْطَارُ فَأَنَا أَصُومُهُ فِي كِفَايَتِكَ وَ وِقَايَتِكَ أُطِيعُ أَمْرَكَ وَ أَقْتَاتُ رِزْقَكَ وَ أَرْجُو وَ أُؤَمِّلُ تَجَاوُزَكَ فَأَتْمِمِ اللّٰهُمَّ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ نِعْمَتَكَ وَ أَجْزِلْ بِهِ مِنَّتَكَ وَ اسْلَخْهُ عَنِّي بِكَمَالِ الصِّيَامِ وَ تَمْحِيصِ الْآثَامِ وَ بَلِّغْنِي آخِرَهُ بِخَاتِمَةِ خَيْرٍ وَ خِيَرَةٍ يَا أَجْوَدَ الْمَسْئُولِينَ وَ يَا أَسْمَحَ الْوَاهِبِينَ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّاهِرِينَ.

دوسری دعا:

یَا ذَا الَّذِی کَانَ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ یَا خَالِقَ کُلِّ شَیْءٍ ثُمَّ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ثُمَّ یَبْقَى وَ یَفْنَى کُلُّ شَیْءٍ وَ یَا ذَا الَّذِی لَیْسَ فِی السَّمَاوَاتِ الْعُلَى وَ لَا فِی الْأَرَضِینَ السُّفْلَى وَ لَا فَوْقَهُنَّ وَ لَا بَیْنَهُنَّ وَ لَا تَحْتَهُنَّ إِلَهٌ یُعْبَدُ غَیْرُهُ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً لَا یَقْدِرُ عَلَى إِحْصَائِهِ إِلَّا أَنْتَ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَاةً لَا یَقْدِرُ عَلَى إِحْصَائِهَا إِلَّا أَنْتَ.

تیسری دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیمَا تَقْضِی وَ تُقَدِّرُ مِنَ الْأَمْرِ الْمَحْتُومِ وَ فِیمَا تَفْرُقُ مِنَ الْأَمْرِ الْحَکِیمِ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَ فِی الْقَضَاءِ الَّذِی لَا یُرَدُّ وَ لَا یُبَدَّلُ أَنْ تَکْتُبَنِی مِنْ حُجَّاجِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ الْمَبْرُورِ حَجُّهُمُ الْمَشْکُورِ سَعْیُهُمُ الْمَغْفُورِ ذُنُوبُهُمُ الْمُکَفَّرِ عَنْهُمْ سَیِّئَاتُهُمْ وَ اجْعَلْ فِیمَا تَقْضِی وَ تُقَدِّرُ أَنْ تُطِیلَ عُمُرِی وَ تُوَسِّعَ عَلَیَّ فِی رِزْقِی وَ تُقَدِّرَ لِی فِی جَمِیعِ أُمُورِی مَا هُوَ خَیْرٌ لِی فِی دُنْیَایَ وَ آخِرَتِی یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ وَ تَفْعَلَ بِی کَذَا وَ کَذَا.

چوتھی دعا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَمْسَیْتُ لَکَ عَبْداً دَاخِراً لَا أَمْلِکُ لِنَفْسِی نَفْعاً وَ لَا ضَرّاً وَ لَا أَصْرِفُ عَنْهَا سُوءاً أَشْهَدُ بِذَلِکَ عَلَى نَفْسِی وَ أَعْتَرِفُ لَکَ بِضَعْفِ قُوَّتِی وَ قِلَّةِ حِیلَتِی فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْجِزْ لِی مَا وَعَدْتَنِی وَ جَمِیعَ الْمُؤْمِنِینَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ مِنَ الْمَغْفِرَةِ فِی هَذِهِ اللَّیْلَةِ وَ أَتْمِمْ عَلَیَّ مَا آتَیْتَنِی فَإِنِّی عَبْدُکَ الْمِسْکِینُ الْمُسْتَکِینُ الضَّعِیفُ الْفَقِیرُ الْمَهِینُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِی نَاسِیاً لِذِکْرِکَ فِیمَا أَوْلَیْتَنِی وَ لَا غَافِلًا لِإِحْسَانِکَ فِیمَا أَعْطَیْتَنِی وَ لَا آیِساً مِنْ إِجَابَتِکَ وَ إِنْ أَبْطَأَتْ عَنِّی فِی سَرَّاءَ کُنْتُ أَوْ ضَرَّاءَ

أَوْ شِدَّةٍ أَوْ رَخَاءٍ أَوْ عَافِيَةٍ أَوْ بَلَاءٍ أَوْ بُؤْسٍ أَوْ نَعْمَاءَ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ.

۲۷۔ اکیس رمضان کا دن

خاص کر صبح نماز کے بعد سید ابن طاوس اپنی کتاب اقبال میں اپنی سند سے حماد بن عثمان سے نقل کرتے ہیں:

اکیس رمضان کو امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے حماد! کیا تو نے غسل کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ہاں جی! قربان جاؤں۔

پس آپ نے حصیر منگوائی اور فرمایا: میرے نزدیک آؤ اور نماز پڑھ۔ آپ مسلسل نماز پڑھتے رہے اور میں بھی ان کے کنارے نماز پڑھتا رہا ہوں۔ جب ہم نمازوں سے فارغ ہو گئے تو اس وقت آپ نے دعا کی اور میں نے آمین کہا یہاں تک کہ صبح کی سپیدی ہو گئی۔ پھر آپ نے اذان و اقامت پڑھی اور اپنے بعض غلاموں کو بلایا۔ آپ ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور ہم ان کے پیچھے۔ نماز صبح پڑھی۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ قدر اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ توحید پڑھی جب ہم تسبیح و تمجید و تقدیس خدا سے فارغ ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجی۔ اور تمام مسلمین و مسلمات، مومنین و مومنات اولین و آخرین کے لئے دعا کی۔ آپؑ نے سجدہ کیا۔ سجدہ بہت طولانی تھا ہم نے ان سے یہ سنا:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَ الْأَبْصَارِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَالِقَ الْخَلْقِ بِلَا حَاجَةٍ فِيكَ إِلَيْهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُبْدِئَ الْخَلْقِ لَا يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِكَ شَيْءٌ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بَاعِثَ مَنْ فِي الْقُبُورِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُدَبِّرَ الْأُمُورِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ دَيَّانَ الدِّينِ وَ جَبَّارَ الْجَبَابِرَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُجْرِيَ الْمَاءِ فِي الصَّخْرَةِ الصَّمَّاءِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُجْرِيَ الْمَاءِ فِي النَّبَاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا

أَنْتَ مُكَوِّنَ طَعْمِ الثِّمَارِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُحْصِيَ عَدَدِ الْقَطْرِ وَ مَا تَحْمِلُهُ السَّحَابُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُحْصِيَ عَدَدِ مَا تَجْرِي بِهِ الرِّيَاحُ فِي الْهَوَاءِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُحْصِيَ مَا فِي الْبِحَارِ مِنْ رَطْبٍ وَ يَابِسٍ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُحْصِيَ مَا يَدِبُّ فِي ظُلُمَاتِ الْبِحَارِ وَ فِي أَطْبَاقِ الثَّرَى أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ وَ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ وَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّاكَ بِهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ مِنْ نَبِيٍّ أَوْ صِدِّيقٍ أَوْ شَهِيدٍ أَوْ أَحَدٍ مِنْ مَلَائِكَتِكَ وَ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي إِذَا دُعِيتَ بِهِ أَجَبْتَ وَ إِذَا سُئِلْتَ بِهِ أَعْطَيْتَ وَ أَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ وَ بَرَكَاتُكَ وَ بِحَقِّهِمُ الَّذِي أَوْجَبْتَهُ عَلَى نَفْسِكَ وَ أَنَلْتَهُمْ بِهِ فَضْلَكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ وَ سِرَاجِكَ السَّاطِعِ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي أَرْضِكَ وَ سَمَائِكَ وَ جَعَلْتَهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَ نُوراً اسْتَضَاءَ بِهِ الْمُؤْمِنُونَ فَبَشَّرَنَا بِجَزِيلِ ثَوَابِكَ وَ أَنْذَرَنَا الْأَلِيمَ مِنْ عَذَابِكَ أَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ الْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ وَ أَشْهَدُ أَنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوهُ ذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا رَبَّاهُ يَا رَبَّاهُ يَا رَبَّاهُ يَا سَيِّدِي يَا سَيِّدِي يَا سَيِّدِي يَا مَوْلَايَ يَا مَوْلَايَ يَا مَوْلَايَ أَسْأَلُكَ فِي هَذِهِ الْغَدَاةِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ (وَ آلِ مُحَمَّدٍ) وَ أَنْ تَجْعَلَنِي مِنْ أَوْفَرِ عِبَادِكَ وَ سَائِلِيكَ نَصِيباً وَ أَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِفَكَاكِ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَ أَسْأَلُكَ بِجَمِيعِ مَا سَأَلْتُكَ وَ مَا لَمْ أَسْأَلْكَ مِنْ عَظِيمِ جَلَالِكَ مَا لَوْ عَلِمْتُهُ لَسَأَلْتُكَ بِهِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَنْ تَأْذَنَ لِفَرَجِ مَنْ بِفَرَجِهِ فَرَجُ أَوْلِيَائِكَ وَ أَصْفِيَائِكَ مِنْ خَلْقِكَ

وَ بِهِ تُبِيدُ الظَّالِمِينَ وَ تُهْلِكُهُمْ عَجِّلْ ذَلِكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَ أَعْطِنِي سُؤْلِي يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ فِي جَمِيعِ مَا سَأَلْتُكَ لِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَ آجِلِ الْآخِرَةِ يَا مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيَّ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ أَقِلْنِي عَثْرَتِي وَ اقْلِبْنِي بِقَضَاءِ حَوَائِجِي يَا خَالِقِي وَ يَا رَازِقِي وَ يَا بَاعِثِي وَ يَا مُحْيِي عِظَامِي وَ هِيَ رَمِيمٌ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اسْتَجِبْ لِي دُعَائِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.[1]

۲۸۔ سیدالشہداعلیہ السلام کے ذکر کے بعد

یہ بھی ایک قسم کی مددشار ہوتی ہے۔ اس کا موید یہ ہے کہ میرے صالح دوستوں میں سے ایک دوست نے مجھے یاد کیا۔ یہ کہ اس نے امام زمانہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا۔ پس آپ نے مجھے اس طرح فرمایا:

میں اس مومن کے لئے دعا کرتا ہوں جو میرے جد مظلوم کی مصیبت کو یاد کرتا ہے اور اس کے بعد میرے ظہور کی دعا کرتا ہے۔

۲۹۔ قائم آل محمد علیہم السلام کی زیارت کے بعد

یعنی آپؑ کی زیارت کے بعد جسے شہید نے کتاب دروس میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

میں کہتا ہوں اس پر شاہد ہے کہ آپؑ کی زیارت کے بعد آپ کے لئے دعا کرنا چاہیے۔ دعا بعد میں ذکر

[1] اقبال الاعمال (ط۔القدیمۃ) / ج1 / 200 / فصل فیما نختص بالیوم الحادی والعشرین..... ص:200

ہوگی۔ نیز عرف وعقل بھی اس پر شاہد ہے کیونکہ لوگوں میں یہ معروف ہے کہ جب لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پس مومن کو چاہیے کہ مولا کے حضور کے لئے دعا کرتے تا کہ اسے آپ کی زیارت نصیب ہو اور اس امر سے ہمیں غافل نہیں ہونا چاہیے۔

ناحیہ مقدس میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

أَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ.[1]

امام زمانہؑ کے ظہور کے لئے زیادہ دعا کرو۔

۳۰۔ خوف خدا سے گریہ کے بعد

یہ حالت خدا کے نزدیک ترین حالات میں سے ہے۔ دعا مستجاب ہوتی۔ پس اچھا ہے مومن بھی اپنے مولا قائم آل محمدؑ کے ظہور کے لئے دعا کرے تا کہ آپ کی طرف سے انسان پر عائد حقوق ادا کر سکے۔

اس پر شاہد یہ ہے کہ وسائل الشیعہ ابواب قوۃ الصلاۃ میں محمد بن علی بن الحسین یعنی شیخ صدوقؒ اپنی سند سے منصور ابن یونس بزرج سے نقل کرتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو واجب نماز میں گریہ کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! آنکھ کی روشنی ہے اور فرمایا: میں کہتا ہوں: یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ امام زمانہ کا حکم تھا اور ہمیں دل وجان سے حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ہماری طرف سے وظیفہ ادا ہو جائے۔

---

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ/ ج 2/ 485/ 45باب ذکر التوقیعات الواردۃ عن القائم ص:482

۳۱۔ ہر نصیحت کے تجدید اور زوال نعمت کے بعد

کیونکہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تمام نعمتوں کا واسطہ ہے اور اس کی برکت سے غم و دکھ و مصیبت دور ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نعمت میں اضافہ کے لئے دعا ایک قسم کا نعمت کا شکر ہے لہٰذا تجدید نعمت کے وقت محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا افضل ہے کیونکہ وہ نعمتوں کے اولیاء ہیں۔ چنانچہ زیارت جامعہ اور روایات مستفیضہ میں متواتر روایات موجود ہیں۔

۳۲۔ غم واندوہ کی حالت میں

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے بہت سے آثار ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ وہ دعا کرنے کی سعادت کے حصول کیلئے دعا کرتے ہیں۔ پس امام کی دعا سے غم و دکھ دور ہوتے ہیں۔

پس ہمیں اس سنت پر عمل کرنا چاہیے اور غم واندوہ میں امام کو پکارنا چاہیے تا کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں۔

آپ نے فرمایا:

وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَإِنَّ ذَٰلِكَ فَرَجُكُمْ [1]

اس کا حکم کی طرف اشارہ ہے۔ لہٰذا یہ دعا کشائش کا سبب ہے۔ اور انسان ہر مصیبت سے نجات پاتا ہے۔

---

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ/ ج2/ 485/ 45باب ذکر التوقیعات الواردۃ عن القائم ص:482

۳۳۔مشکلات میں

جب انسان سختی اور مشکل حالات میں ہو تو امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کرے۔اس کی چند وجہ ہیں۔

۱۔امام زمانہؑ کی دعا کا سبب ہے۔

۲۔فرشتے انسان کے لئے دعا کرتے ہیں۔

۳۔خود امام قائم علیہ السلام نے دعا کرنے کی وصیت فرمائی۔

۴۔امام کے لئے دعا ایک توسل ہے آپ سختی وغم سے نجات کا وسیلہ ہیں۔

۳۴۔نماز کے بعد تسبیح میں

نماز جعفر طیار کے بعد ایک دعا حضرت امام موسیٰ علیہ السلام سے منقول آئی ہے جس میں امام زمانہ علیہ السلام کے لئے دعا کی گئی ہے یہ دعا کتاب جمال الاسبوع میں مذکور ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب مومنین کو اس دعا کو پڑھنے کی توفیق عنایت فرمائے

۳۵۔اپنے اہل وعیال کے لئے دعا سے پہلے

حقیقت کا تقاضا یہ ہے چنانچہ حدیث نبویؐ میں ملتا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نفس سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔اس طرح اہل بیت علیہم السلام کو اپنے نفس سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔

بے شک حضرت قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنا ایک اہم امر ہے۔ ان سے دلوں کو شفا ملتی ہے۔ پس مومن پر لازم ہے کہ اپنے سے پہلے اہل بیتؑ کے لئے دعا کرے تا کہ ان کا حق ادا ہو جائے۔

۳۶۔ روز غدیر

یہ وہ دن ہے کہ جس میں خدا نے حضرت امیر علیہ السلام اور باقی ائمہ معصومین علیہم السلام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین بنایا۔ حضرت قائم علیہ السلام کی ولایت اپنے آباءواجداد کی میراث ہے۔

اس دن مومن اپنے غاصب پر غالب آیا۔

دشمن کی کوشش رہی ہے کہ اہل بیتؑ کو ختم کریں لیکن ان کی یہ غلط فہمی ہے۔ لہٰذا امام قائم علیہ السلام کے لئے دعا کرنی چاہیے آپ کا قیام آسان ہو۔ یہ روز تجدید پیمان کا دن ہے۔

کتاب اقبال اور زاد المعاد میں دعا نقل ہوئی ہے جو کہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَعَلِيٍّ وَلِيِّكَ وَالشَّأْنِ وَالْقَدْرِ الَّذِي خَصَصْتَهُمَا بِهِ دُونَ خَلْقِكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَأَنْ تَبْدَأَ بِهِمَا فِي كُلِّ خَيْرٍ عَاجِلٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ الْأَئِمَّةِ الْقَادَةِ وَالدُّعَاةِ السَّادَةِ وَالنُّجُومِ الزَّاهِرَةِ وَالْأَعْلَامِ الْبَاهِرَةِ وَسَاسَةِ الْعِبَادِ وَأَرْكَانِ الْبِلَادِ وَالنَّاقَةِ الْمُرْسَلَةِ وَالسَّفِينَةِ النَّاجِيَةِ الْجَارِيَةِ فِي اللُّجَجِ الْغَامِرَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ خُزَّانِ عِلْمِكَ وَأَرْكَانِ تَوْحِيدِكَ وَدَعَائِمِ دِينِكَ وَمَعَادِنِ كَرَامَتِكَ وَصَفْوَتِكَ مِنْ بَرِيَّتِكَ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ الْأَتْقِيَاءِ النُّجَبَاءِ الْأَبْرَارِ وَالْبَابِ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاسُ مَنْ أَتَاهُ نَجَا وَمَنْ أَبَاهُ هَوَى اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أَهْلِ الذِّكْرِ الَّذِينَ أَمَرْتَ

بِمَسَائِلِهِمْ وَ ذَوِي الْقُرْبَى الَّذِينَ أَمَرْتَ بِمَوَدَّتِهِمْ وَ فَرَضْتَ حَقَّهُمْ وَ جَعَلْتَ الْجَنَّةَ مَعَادَ مَنِ اقْتَصَّ [اقتفى] آثَارَهُمْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا أَمَرُوا بِطَاعَتِكَ وَ نَهَوْا عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَ دَلُّوا عِبَادَكَ عَلَى وَحْدَانِيَّتِكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ نَجِيِّكَ [نجيبك] وَ صَفْوَتِكَ وَ أَمِينِكَ وَ رَسُولِكَ إِلَى خَلْقِكَ وَ بِحَقِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ يَعْسُوبِ الدِّينِ وَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ الْوَصِيِّ الْوَفِيِّ وَ الصِّدِّيقِ الْأَكْبَرِ وَ الْفَارُوقِ بَيْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ وَ الشَّاهِدِ لَكَ وَ الدَّالِّ عَلَيْكَ وَ الصَّادِعِ بِأَمْرِكَ وَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِكَ لَمْ تَأْخُذْهُ فِيكَ لَوْمَةُ لَائِمٍ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَجْعَلَنِي فِي هَذَا الْيَوْمِ الَّذِي عَقَدْتَ فِيهِ لِوَلِيِّكَ الْعَهْدَ فِي أَعْنَاقِ خَلْقِكَ وَ أَكْمَلْتَ لَهُمُ الدِّينَ مِنَ الْعَارِفِينَ بِحُرْمَتِهِ وَ الْمُقِرِّينَ بِفَضْلِهِ مِنْ عُتَقَائِكَ وَ طُلَقَائِكَ مِنَ النَّارِ وَ لَا تُشْمِتْ بِي حَاسِدِي النِّعَمِ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا جَعَلْتَهُ عِيدَكَ الْأَكْبَرَ وَ سَمَّيْتَهُ فِي السَّمَاءِ يَوْمَ الْعَهْدِ الْمَعْهُودِ وَ فِي الْأَرْضِ يَوْمَ الْمِيثَاقِ الْمَأْخُوذِ وَ الْجَمْعِ الْمَسْئُولِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَقْرِرْ بِهِ عُيُونَنَا وَ اجْمَعْ بِهِ شَمْلَنَا وَ لَا تُضِلَّنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ وَ اجْعَلْنَا لِأَنْعُمِكَ مِنَ الشَّاكِرِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَرَّفَنَا فَضْلَ هَذَا الْيَوْمِ وَ بَصَّرَنَا حُرْمَتَهُ وَ كَرَّمَنَا بِهِ وَ شَرَّفَنَا بِمَعْرِفَتِهِ وَ هَدَانَا بِنُورِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْكُمَا وَ عَلَى عِتْرَتِكُمَا وَ عَلَى مُحِبِّيكُمَا مِنِّي أَفْضَلُ السَّلَامِ مَا بَقِيَ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ بِكُمَا أَتَوَجَّهُ إِلَى اللّٰهِ رَبِّي وَ رَبِّكُمَا فِي نَجَاحِ طَلِبَتِي وَ قَضَاءِ حَوَائِجِي وَ تَيْسِيرِ أُمُورِي اَللّٰهُمَّ إِنِّي

أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَلْعَنَ مَنْ جَحَدَ حَقَّ هَذَا الْيَوْمِ وَ أَنْكَرَ حُرْمَتَهُ فَصَدَّ عَنْ سَبِيلِكَ لِإِطْفَاءِ نُورِكَ فَأَبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ اكْشِفْ عَنْهُمْ وَ بِهِمْ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ الْكُرُبَاتِ اَللّٰهُمَّ امْلَإِ الْأَرْضَ بِهِمْ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً وَ أَنْجِزْ لَهُمْ مَا وَعَدْتَهُمْ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔[1]

نیز مستحب ہے کہ اس دن یہ دعا کرنی چاہیے۔ خدا تجھے اپنے ساتھیوں میں قرار فرمائے۔ اقبال نامی کتاب میں طولانی دعا ہے جس کے آخر میں یہ دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِالْحَقِّ الَّذِي جَعَلْتَهُ عِنْدَهُمْ وَ بِالَّذِي فَضَّلْتَهُمْ بِهِ عَلَى الْعَالَمِينَ جَمِيعاً أَنْ تُبَارِكَ لَنَا فِي يَوْمِنَا هَذَا الَّذِي أَكْرَمْتَنَا فِيهِ بِالْمُوَافَاةِ بِعَهْدِكَ الَّذِي عَهِدْتَهُ إِلَيْنَا وَ الْمِيثَاقِ الَّذِي وَاثَقْتَنَا بِهِ مِنْ مُوَالاةِ أَوْلِيَائِكَ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَائِكَ أَنْ تُتِمَّ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ وَ لَا تَجْعَلْهُ مُسْتَوْدَعاً وَ اجْعَلْهُ مُسْتَقَرّاً وَ لَا تَسْلُبْنَاهُ أَبَداً وَ لَا تَجْعَلْهُ مُسْتَعَاراً وَ ارْزُقْنَا مُرَافَقَةَ وَلِيِّكَ الْهَادِي الْمَهْدِيِّ إِلَى الْهُدَى وَ تَحْتَ لِوَائِهِ وَ فِي زُمْرَتِهِ شُهَدَاءَ صَادِقِينَ عَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ دِينِكَ۔ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.[2]

---

[1] إقبال الأعمال (ط-القديمة)/ج1/492/. ص:472

[2] مصباح المتهجد وسلاح المتعبد/ج2/751/صلاة يوم الغدير والدعاء فيه..... ص:747

۳۷۔ مطلق اوقات میں مبارک شب و روز

اس پر یہ دلیل ہے کہ صاحب مزار بحار نے اپنی سند سے فیض بن المختار سے اور انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں اس طرح سوال کیا گیا۔ کیا بہتر وقت میں زیارت کرنی چاہیے۔

آپ نے فرمایا: جس وقت بھی زیارت کرو انسان کی زیارت کا بہترین وقت ہے۔ جو زیادہ زیارت کرتا ہے وہ اپنے لئے زیادہ نیکیاں جمع کرتا ہے۔ جو شخص کم زیارت کرتا ہے اسے کم ثواب ملتا ہے۔ اپنی زیارت کو بہترین اوقات میں کریں کہ اس میں نیک کاموں کا چند برابر ثواب ملتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کے فرمان کا محل شاہد ہے کہ آپ نے فرمایا: نیک کاموں کا ثواب چند برابر ملتا ہے۔ بے شک دعا بہترین عبادت ہے اور خاص دعائے ظہور امام زمانہ علیہ السلام کے لئے۔

۳۸۔ مخالفین و غاصبین کی مجلس میں ائمہؑ کے حقوق

جب بھی ایسی مجلس میں جاؤ جو غاصبین اور مخالفین ائمہ علیہم السلام کی مجالس میں سے ہو تو امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کیلئے دعا کرو۔ کامل زیارت میں امام حسین علیہ السلام کی باب زیارت میں ملتا ہے کہ یونس بن ظبیان نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: قربان جاؤں! میں بنو امیہ کی مجلس میں شرکت کرتا ہوں مجھے اپنے تحفظ کے لئے کیا پڑھنا چاہیے؟

آپ نے فرمایا: جب بھی ان کی مجالس میں جاؤ۔ ہمیں یاد کرو اور یہ پڑھو:

اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الرَّخَاءَ وَ السُّرُورَ- فَإِنَّكَ تَأْتِي عَلَى كُلِّ مَا تُرِيدُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي كَثِيراً مَا أَذْكُرُ الْحُسَيْنَ علیہ السلام فَأَيَّ شَيْءٍ أَقُولُ قَالَ قُلْ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ تُعِيدُ ذَلِكَ ثَلَاثاً فَإِنَّ السَّلَامَ يَصِلُ إِلَيْهِ مِنْ قَرِيبٍ وَ مِنْ بَعِيدٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام لَمَّا مَضَى بَكَتْ عَلَيْهِ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَ الْأَرَضُونَ السَّبْعُ وَ مَا فِيهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ مَنْ يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ وَ النَّارِ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا وَ مَا يُرَى وَ مَا لَا يُرَى- بَكَى عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا هَذِهِ الثَّلَاثَةُ أَشْيَاءَ قَالَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ الْبَصْرَةُ وَ لَا دِمَشْقُ وَ لَا آلُ عُثْمَانَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَزُورَهُ فَكَيْفَ أَقُولُ وَ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ إِذَا أَتَيْتَ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَاغْتَسِلْ عَلَى شَاطِئِ الْفُرَاتِ ثُمَّ الْبَسْ ثِيَابَكَ الطَّاهِرَةَ ثُمَّ امْشِ حَافِياً فَإِنَّكَ فِي حَرَمٍ مِنْ حَرَمِ اللهِ وَ حَرَمِ رَسُولِهِ وَ عَلَيْكَ بِالتَّكْبِيرِ وَ التَّهْلِيلِ وَ التَّمْجِيدِ وَ التَّعْظِيمِ لِلهِ كَثِيراً وَ الصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ حَتَّى تَصِيرَ إِلَى بَابِ الْحَائِرِ (الْحُسَيْنِ ع) ثُمَّ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ وَ ابْنَ حُجَّتِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلَائِكَةَ اللهِ وَ زُوَّارَ قَبْرِ ابْنِ نَبِيِّ اللهِ ثُمَّ اخْطُ عَشْرَ خُطًا فَكَبِّرْ ثُمَّ قِفْ فَكَبِّرْ ثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً ثُمَّ امْشِ حَتَّى تَأْتِيَهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ- وَ اسْتَقْبِلْ بِوَجْهِكَ وَجْهَهُ وَ اجْعَلِ الْقِبْلَةَ بَيْنَ كَتِفَيْكَ ثُمَّ تَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ وَ ابْنَ حُجَّتِهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَتِيلَ اللهِ وَ ابْنَ قَتِيلِهِ- السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَارَ اللهِ وَ ابْنَ ثَارِهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وِتْرَ اللهِ الْمَوْتُورَ- فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنَّ دَمَكَ سَكَنَ فِي الْخُلْدِ وَ اقْشَعَرَّتْ لَهُ أَظِلَّةُ الْعَرْشِ وَ بَكَى لَهُ جَمِيعُ الْخَلَائِقِ وَ بَكَتْ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَ الْأَرَضُونَ السَّبْعُ وَ مَا فِيهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ مَنْ يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ وَ النَّارِ- مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا وَ مَا يُرَى وَ مَا لَا يُرَى

أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اللهِ وَ ابْنُ حُجَّتِهِ- وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ قَتِيلُ اللهِ وَ ابْنُ قَتِيلِهِ وَ
أَشْهَدُ أَنَّكَ ثَارُ اللهِ فِي الْأَرْضِ وَ ابْنُ ثَارِهِ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ وِتْرُ اللهِ الْمَوْتُورُ فِي
السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ نَصَحْتَ وَ وَفَيْتَ وَ
وَافَيْتَ وَ جَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ رَبِّكَ وَ مَضَيْتَ عَلَى بَصِيرَةٍ لِلَّذِي كُنْتَ
عَلَيْهِ شَهِيداً- وَ مُسْتَشْهَداً وَ شَاهِداً وَ مَشْهُوداً أَنَا عَبْدُ اللهِ وَ مَوْلَاكَ وَ فِي
طَاعَتِكَ- وَ الْوَافِدُ إِلَيْكَ أَلْتَمِسُ كَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اللهِ وَ ثَبَاتَ الْقَدَمِ
فِي الْهِجْرَةِ إِلَيْكَ وَ السَّبِيلِ الَّذِي لَا يَخْتَلِجُ دُونَكَ مِنَ الدُّخُولِ فِي
كَفَالَتِكَ الَّتِي أُمِرْتَ بِهَا مَنْ أَرَادَ اللهَ بَدَأَ بِكُمْ [مَنْ أَرَادَ اللهَ بَدَأَ بِكُمْ مَنْ
أَرَادَ اللهَ بَدَأَ بِكُمْ]- بِكُمْ يُبَيِّنُ اللهُ الْكَذِبَ وَ بِكُمْ يُبَاعِدُ اللهُ الزَّمَانَ
الْكَلِبَ وَ بِكُمْ فَتَحَ اللهُ وَ بِكُمْ يَخْتِمُ اللهُ وَ بِكُمْ يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَاءُ وَ بِكُمْ
يُثْبِتُ وَ بِكُمْ يَفُكُّ الذُّلَّ مِنْ رِقَابِنَا وَ بِكُمْ يُدْرِكُ اللهُ تِرَةَ كُلِّ مُؤْمِنٍ
يَطْلُبُ- [تُطْلَبُ] وَ بِكُمْ تُنْبِتُ الْأَرْضُ أَشْجَارَهَا وَ بِكُمْ تُخْرِجُ الْأَرْضُ
[الْأَشْجَارُ] أَثْمَارَهَا وَ بِكُمْ تُنْزِلُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا وَ رِزْقَهَا- وَ بِكُمْ يَكْشِفُ
اللهُ الْكَرْبَ وَ بِكُمْ يُنَزِّلُ اللهُ الْغَيْثَ وَ بِكُمْ تُسَبِّحُ اللهَ الْأَرْضُ الَّتِي تَحْمِلُ
أَبْدَانَكُمْ وَ تَسْتَقِلُّ جِبَالُهَا عَلَى مَرَاسِيهَا إِرَادَةُ الرَّبِّ فِي مَقَادِيرِ أُمُورِهِ
تَهْبِطُ إِلَيْكُمْ وَ تَصْدُرُ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَ الصَّادِقُ عَمَّا فُصِّلَ مِنْ أَحْكَامِ
الْعِبَادِ لُعِنَتْ أُمَّةٌ قَتَلَتْكُمْ وَ أُمَّةٌ خَالَفَتْكُمْ وَ أُمَّةٌ جَحَدَتْ وَلَايَتَكُمْ وَ
أُمَّةٌ ظَاهَرَتْ عَلَيْكُمْ وَ أُمَّةٌ شَهِدَتْ وَ لَمْ تُسْتَشْهَدْ الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي جَعَلَ
النَّارَ مَأْوَاهُمْ وَ بِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِينَ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ- الْحَمْدُ لِلهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ.[1]

یہ بات مخفی نہیں کہ یہ دعا امام قائم علیہ السلام کے ظہور کیلئے دعا ہے اور یہ ایک جامع دعا ہے۔ اس عبارت پر توجہ دیں:

فَإِنَّكَ تَأْتِي عَلَىٰ كُلِّ مَا تُرِيدُ.

یہ دعا اور اس کی عبارت تقیہ کی حالت کو بتا رہی ہے۔ پس امام علیہ السلام کے لئے دعا کرنا لازم ہے کیونکہ وہ خدا کے زیادہ قریب ہیں۔

۳۹۔ چالیس دن مسلسل ظہور کے لئے دعا:

ہر عبادت کو مسلسل انجام دینے کے لئے خاص آثار و برکات اور فوائد ہوتے ہیں۔ ائمہ علیہم السلام سے بطور عام و خاص آیا ہے۔

عام: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث چند معتبر کتابوں میں ذکر ہوئی ہے۔ جو آدمی چالیس دن تک مسلسل خالص دل سے عمل انجام دیتا ہے تو خدا اس کے دل و زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے۔

خاص: جس طرح تفسیر عیاشی میں صاحب بحار اور وہ فضل بن ابی قرہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تیرا فرزند پیدا ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا: حضرت سارہ نے تعجب سے پوچھا: کیا مجھ سے جو بوڑھی ہو چکی ہوں اور مجھ سے بچہ پیدا ہوگا؟ پس خدا نے حضرت پر وحی نازل فرمائی کہ سارہ سے پیدا ضرور پیدا ہوگا۔ اور تیری اولاد کو چار سو سال تک قتل کریں گے۔

پس امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جیسے بنی اسرائیل کی تکلیف و اذیت طولانی تھی۔ انہوں نے چالیس دن خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری کی۔ پس خدا نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر وحی نازل فرمائی کہ وہ فرعون سے نجات دلائے، جس

[1] کامل الزیارات/ الحص/ 198 / زیارة أخری..... ص:197

پر خدا نے ایک سو ستر سال ان کی اذیت کو کم کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اسی طرح اگر تم بھی یہی وظیفہ انجام دو تو خدا ہم پر کشائش فرمائے گا۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو آخری حد تک مصائب میں رہو گے۔

میں کہتا ہوں: اس کے شرح کے بارے میں یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز یہ مطلب بھی دلالت کرتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ دعا عہد پڑھی جائے۔ اور چالیس دن تک مسلسل پڑھی جائے اور اس سے غافل نہ ہو۔

۴۰۔ ماہِ محرم

ہر وہ دن جس میں ائمہ علیہم السلام پر ظلم ہوا ہے کیونکہ مومن کا ایمان و محبت، ائمہ علیہم السلام کی نسبت، حزن و مصیبت کی وجہ سے خدا اسے امام قائم علیہ السلام کے اصحاب میں سے اٹھائے گا۔

جن مقامات پر دعا کرنے کی زیادہ تاکید کی گئی ہے

جس طرح امام قائم آل محمدؑ کے ظہور کے لئے خاص وقت مخصوص ہے اسی طرح مقامات بھی معین ہیں۔ ان مقامات میں کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ مسجد الحرام

یہ وہ مکان ہے جہاں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ لہٰذا امام کے ظہور کی دعا کرنی چاہیے۔ شیخ صدوقؒ نے کمال الدین میں روایت نقل کی ہے اور کہتے ہیں: محمد بن موسیٰ بن المتوکل نے کہا اور اس نے ہمارے لئے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے محمد بن عثمان عمری سے پوچھا: کیا تو نے اس صاحب امر کو دیکھا؟

اس نے کہا: ہاں میں نے آخری بار انہیں دیکھا کہ کنار کعبہ تھے اور یہ پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْلِي مَا وَعَدْتَنِي.

خدایا! جو مجھے آپ نے وعدہ دیا اسے پورا فرمایا۔

نیز شیخ صدوقؒ نے کہا: محمد بن موسیٰ بن المتوکل سے روایت ہے جو انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے محمد بن عثمان عمری سے نقل کیا کہ انہوں نے آپ کو دیکھا آپ کنار رکن مستجار کھڑے کعبہ کے دامن کو پکڑے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ انْتَقِمْ لِي مِنْ أَعْدَائِي.

خدایا! میرے دشمنوں سے میرے لئے انتقال لو۔

۲۔ عرفات

یہ وہی جگہ ہے جہاں پر حاجی ٹھہرتے ہیں۔ امام صادقؑ سے ایک دعا منقول ہے کہ جو وہاں پر پڑھی جاتی ہے یہ دعا زادالمعاد میں مذکور ہے۔

۳۔ سرداب

یہ شہر سامرہ میں غیبت کی جگہ ہے۔

اس مقام پر دعا و زیارت پڑھنی چاہیے جو کہ ادعیہ وزیارات کی کتاب میں موجود ہیں۔

۴۔وہ مقام جوآپؑ سے منسوب ہے

کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں پر آپؑ نے توقف فرمایا اور وہاں پر قدم مبارک رکھا جیسے مسجد کوفہ، مسجد سہلہ، مسجد صعصعہ، مسجد جمکران وغیرہ مومنین اور اہل مودت افراد جب بھی ایسے مقام سے گزرتے ہیں وہاں ٹھہرتے ہیں اور آپ کے فراق کومحسوس کرتے ہیں اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔

پس مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ جب بھی سرداب میں داخل ہوں یا ایسے مقام پر جائیں جہاں پر آپ نے توقف فرمایا ہو وہاں کی زیارت کریں۔مولا کو یاد کریں آپ کی صفات، جمال وجلال وکمال کو یاد کریں۔یہ تصور کرو کہ وہ کیسے ظالموں کا مقابلہ کر کے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔مولا کے ظہور کی دعا کریں۔آپ کے ماننے والوں کی مدد کریں۔اس کے علاوہ بھی کچھ مقامات ہیں جہاں پر آپ نے عبادت ودعا فرمائی۔لہٰذا مومن کو ان کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے۔کیونکہ آپ کے ظہور کی دعا انسان کے غم واندوہ کو کم کرتی ہے۔

۵۔حضرت سید الشہدا علیہ السلام کا حرم

وہ مقام جہاں مولا کے لئے دعا کرنی چاہیے ان میں سے ایک حضرت امام حسین علیہ السلام کا حرم ہے۔

امام حسین علیہ السلام پر ہونے والے مظالم کو انسان یاد کرے اور ذہن میں یہ رکھے کہ امام مظلوم کا انتقام حضرت قائم علیہ السلام لیں گے۔عقل ومودّت سے انسان میں امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کی دعا کے لئے انگیزہ ہوتا ہے۔

اس مطلب پر شاہد یہ ہے کہ ابوحمزہ ثمالی کامل الزیارت میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) پر درود بھیجنے کے بعد تمام ائمہ علیہم السلام پر درود بھیجنا چاہیے اسی طرح امام حسن وحسین علیہ السلام پر درود بھیجیں۔

اسی زیارت میں دوسری جگہ فرماتے ہیں: پھر رخسار رکھو اور پڑھو:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحُسَيْنِ اشْفِ صَدْرَ الْحُسَيْنِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحُسَيْنِ اطْلُبْ بِدَمِ الْحُسَيْنِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحُسَيْنِ انْتَقِمْ مِمَّنْ رَضِيَ بِقَتْلِ

الْحُسَيْنِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحُسَيْنِ انْتَقِمْ مِمَّنْ خَالَفَ الْحُسَيْنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحُسَيْنِ انْتَقِمْ مِمَّنْ فَرِحَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَ تَبْتَهِلُ إِلَى اللهِ فِي اللَّعْنَةِ عَلَى قَاتِلِ الْحُسَيْنِ وَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ؑ وَ تُسَبِّحُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ أَلْفَ تَسْبِيحَةٍ مِنْ تَسْبِيحِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَمِائَةَ تَسْبِيحَةٍ وَ تَقُولُ سُبْحَانَ ذِي الْعِزِّ الشَّامِخِ الْمُنِيفِ سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ الْفَاخِرِ الْعَظِيمِ الْعَمِيمِ- سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ الْفَاخِرِ الْقَدِيمِ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ الْفَاخِرِ الْعَظِيمِ.[1]

۶۔حضرت امام رضا علیہ السلام کا حرم:

کامل الزیارات میں ملتا ہے کہ اس زیارت میں ہر ایک امام پر درود پڑھنے کے بعد یہ پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى حُجَّتِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ الْقَائِمِ فِي خَلْقِكَ صَلَاةً نَامِيَةً بَاقِيَةً تُعَجِّلُ بِهَا فَرَجَهُ وَ تَنْصُرُهُ بِهَا وَ تَجْعَلُهُ مَعَهَا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ بِزِيَارَتِهِمْ وَ مَحَبَّتِهِمْ- وَ أُوَالِي وَلِيَّهُمْ وَ أُعَادِي عَدُوَّهُمْ فَارْزُقْنِي بِهِمْ خَيْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ- وَ اصْرِفْ عَنِّي هَمَّ نَفْسِي فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ أَهْوَالَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.[2]

۷۔حرم عسکرین علیہما السلام:

یہ شہر سامرہ میں ہے اس پر شاہد یہ ہے کہ اس کتاب میں امام کے لئے آیا ہے کہ:

---

[1] کامل الزیارات/النص/238/زیارۃ اُخری..... ص:222

[2] کامل الزیارات/النص/311/الباب الثانی و المائۃ زیارۃ قبر أبی الحسن الرضا ؑ

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَ وَلِيِّكَ وَابْنِ وَلِيِّكَ وَاجْعَلْ فَرَجَنَا مَعَ فَرَجِهِمْ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.[1]

۸۔ ہرایک امام کا حرم:

کیونکہ یہ دعا آپؑ سے توسل کرنے کے لئے بہترین وسیلہ ہے اور خوشنودی و مسرت کا سبب ہے۔ اس پر شاید یہ ہے کہ کامل الزیارات میں تمام ائمہ علیہم السلام زیارات کے باب میں روایت ہے کہ بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں: یہ دعا لوگوں کے مہم ترین وظائف میں سے ہے:

خدا فرماتا ہے:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ.[2]

(یہ ہدایت پانے والے) ایسے گھروں میں ہیں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں خدا کا نام لیا جائے ان میں ایسے لوگ صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

---

[1] كامل الزيارات/النص/314/الباب الثالث والمائة زيارة أبي الحسن علي بن محمد الهادي وأبي محمد الحسن بن علي العسكري عليهما السلام بسر من رأى

[2] سورۃ النور:۳۶

حصہ ہفتم

امام زمانہؑ کے لئے کیسے دعا کریں؟

پہلا مطلب: چند مہم نکات

یہاں پر چند نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

ا۔وہ تمام فوائد اور ثواب جو حصہ پنجم میں گزر چکے ہیں اس بات پر موقوف ہے کہ ہمیشہ اور زیادہ امام زمانہؑ کے ظہور کی دعا کی جائے۔ جیسے:

وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ [1]

۲۔ضروری ہے کہ دعا کرنے والے ان مانع سے پاک ہو، جو عبادت کی قبول مانع ہے۔ اپنے نفس کی اصلاح کرے اور حرام کی رعایت کرے۔ پست دنیا، تکبر، حسد، غیبت، تخن، پستی وغیرہ سے پرہیز کریں۔ کیونکہ دعا بہترین شرعی عبادت ہے۔ خاص دعا فرج امام زمانہ علیہ السلام انسان کی نیت ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہو۔ کیونکہ خلوص نیت ایک اہم ترین امر ہے کہ جس کی رعایت کرنا واجب ہے۔ قرآن کی آیات اور ائمہ علیہم السلام کے اقوال متواترہ اس مطلب پر دلالت کرتے ہیں۔

۳۔ثواب کا کمال تقویٰ پر منحصر ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ [2]

خدا صرف متقین افراد سے قبول کرتا ہے۔

جس طرح تقویٰ کے درجات و مراتب ہیں اسی طرح قبولی کے بھی درجات و مراتب ہیں۔ پس جس آدمی کا تقویٰ جتنا زیادہ ہوگا اس کا اتنا ہی درجہ بلند ہوگا۔ دعا قبول ہوگی۔

---

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ/ج2/485/45باب ذکر التوقیعات الواردۃ عن القائم..... ص:482

[2] سورۃ المائدۃ:۲۷

ثواب تقویٰ پر منحصر ہے کا مطلب یہ ہے کہ بعض آیات میں ملتا ہے کہ ثواب نیک کاموں کے لئے ہے۔ اگرچہ عمل کرنے والا گناہ گار ہی کیوں نہ ہو۔

إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا. [1]

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ. [2]

أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ [3]

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ. [4]

۴۔ جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ثواب اور اس کے آثار اور اچھے نتائج امام زمانہؑ کے ظہور کی دعا پر مترتب ہے۔ جس زبان میں بھی ہو خواہ فارسی، اردو، ترکی، پنجابی، عربی وغیرہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ [5]

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

وَوَفَّقَهُ فِيهَا لِلدُّعَاءِ بِتَعْجِيلِ فَرَجِهِ. [6]

۵۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ دعا شعر ہوں یا نثر ہو اور اس میں بھی تفاوت نہیں کہ خود کرے یا دوسرا دعا کرنے والا ہو۔

۶۔ اس شخص کے لئے جائز ہے جو عربی زبان جانتا وہ عربی میں دعا کرے۔ حضرت امیرؑ نے رسول

---

[1] سورۃ الکہف: ۳۰

[2] سورۃ التوبہ۔ ۱۲۰

[3] سورۃ آل عمران: ۱۹۵

[4] سورۃ احقاف: ۱۶

[5] كمال الدين و تمام النعمة / ج2/485/45 باب ذكر التوقيعات الواردة عن القائم ..... ص: 482

[6] كمال الدين و تمام النعمة / ج2/384/38 باب ما روى عن أبي محمد الحسن بن علي العسكري عليه السلام من وقوع الغيبة بابنه القائم عليه السلام و أنه الثاني عشر من الأئمة عليهم السلام..... ص: 384

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول فرمایا: بے شک دعا بلا کو رد کرتی ہے اگر چہ اس کا نازل ہونا حتمی ہو چکا ہو۔

وشا کہتا ہے میں نے عبداللہ بن سنا سے پوچھا: کیا یہ مخصوص و معین دعا ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: شیعہ مستضعفین کے لئے ہر مشکل میں دعا معین ہے۔

کافی، تہذیب اور وسائل الشیعہ میں اسماعیل بن الفضل سے روایت ہے کہ اس نے کہا: میں نے امام صادق علیہ السلام سے قنوت کے بارے میں پوچھا: آپ نے فرمایا: جو کچھ خدا نے تیری زبان پر جاری کیا ہے اس میں کوئی چیز معین نہیں ہے کیونکہ قنوت وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ایک اور روایت میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تجھے کوئی حادثہ پیش آئے تو رسولؐ سے توسل کر اور دو رکعت نماز پڑھو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کر دیں۔

۷۔ کیا دعا صرف دل میں کرنا کافی ہے یا اس کا زبان پر جاری کرنا ضروری ہے۔ ظاہراً کافی نہیں کیونکہ اہل عرف اس پر دعا کا عنوان صدق نہیں کرتے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً.[1]

صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرو۔ اپنے دل میں عجز و انکساری اور خوف و ہراس کے ساتھ۔

یہ دل میں ذکر شمار ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں دعا ذکر سے اخص ہے کیونکہ ذکر غفلت کے مقابلے میں ہے اور یاد کرنے والے کے دل میں صدق آتا ہے لیکن دعا سکوت کے مقابلے میں ہے۔ لہٰذا جب تک زبان پر جاری نہ ہوگی اس پر دعا کا عنوان صدق نہیں آتا۔

۸۔ کتاب کشف الغطاء میں شیخ جعفر کبیر کہتا ہے: دعا کھڑے ہو کر نا بیٹھ کر دعا کرنے سے افضل ہے اور بیٹھنے کی حالت میں لیٹنے کی حالت سے افضل ہے۔

---

[1] سورۃ اعراف: ۲۰۵

۹۔علم کو حاصل کرنا اور اللہ کی عبادت کیسے کرنا نصیحت کی گی ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. [1]

(اے رسول! میری محبت کے دعویداروں سے) کہہ دیں کہ اگر تم خدا سے (سچی) محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

فَسْــَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. [2]

خدا فرماتا ہے:

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ. [3]

لہٰذا اہل ذکر سے مراد معصومینؑ ہیں۔ بہت سی روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے ان دعاؤں کا بہت ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا انسان کو عمل کرنا چاہیے۔ سخن کی شرافت کہنے والے سے وابستہ ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ بزرگوں کا کلام کلام بزرگ ہے۔

۱۰۔دعاؤں میں ترتیب کو رعایت کرنا چاہیے۔ لہٰذا معصومین سے منقول احادیث میں ترتیب واجب ہے۔ کیونکہ تمام عبادات توقیفی ہیں۔

۱۱۔جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس سے یہ نکتہ ظاہر ہوتا ہے کہ دعا میں اپنے پاس سے اضافہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ذکر کرنے کا قصد ہو تو پھر جائز ہے اس کی دو وجہ ہیں۔

۱۔جائز ہے۔

۲۔ممنوع ہے کیونکہ اصول کافی میں معتبر سند سے علاء بن کامل سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے امام

---

[1] سورۃ عمران: ۳۱
[2] سورۃ نحل: ۴۳
[3] سورۃ طلاق۔ ۱۱

صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ. [1]

اور (اے پیغمبرؐ) صبح وشام اپنے پروردگار کو یاد کرو۔ اپنے دل میں عجز وانکساری اور خوف وہراس کے ساتھ۔ اور زبان سے بھی چلائے بغیر (یعنی دھیمی آواز کے ساتھ) اور (یادِ خدا سے) غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

شام کے وقت یہ پڑھیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ
يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. [2]

راوی کہتا ہے کہ دعا میں بیدہ الخیر آیا ہے یعنی خیر ونیکی اس کے ہاتھ میں ہے۔ امام نے فرمایا: نیکی وخیر اس کے ہاتھ میں ہے دس مرتبہ یہ پڑھیں:

أَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ.

جب سورج طلوع کرے یا غروب کے وقت دس دفعہ کہو اس "بیدہ الخیر" کے کلام میں چند نکات ہیں:

دعاؤں میں اہل بیتؑ کی اطاعت کرنا اور دعا کو کم وزیادہ کئے بغیر پڑھنا۔ قصد مطلق ہو یا قصد ورود۔

نیز اس مطلب پر بھی دلالت کرتا ہے کہ کتاب کمال الدین میں عبداللہ بن سنان سے روایت منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں عنقریب شدید مشکلات کا سامنا ہوگا اور امام کے علاوہ کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں ہوگا اور تم نجات نہیں پاسکو گے سوائے اس شخص سے جو دعا کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا: دعائے غریق کیسی ہے؟

آپ نے فرمایا:

---

[1] سورۃ اعراف۔ ۲۰۵

[2] المحاسن/ج 1/ 31/ 15 ثواب قول لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ..... ص:30

يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.

میں نے کہا:

يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَ الْأَبْصَارِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.

دعا دلوں کو دگرگوں کرنے والی ہے لیکن جس طرح میں کہتا ہوں۔ اس طرح پڑھ:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.[1]

خصال سے وسائل میں اسماعیل بن الفضل سے ملتا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا[2]

میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہر مسلمان پر فرض ہے کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے دس مرتبہ اور غروب ہونے کے بعد دس مرتبہ یہ پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.[3]

راوی کہتا ہے: میں نے کہا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَ يُمِيتُ يُحْيِي وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

فرمایا: اگرچہ ایسا ہی ہے لیکن جس طرح میں نے کہا ہے اسی طرح کہو۔

---

[1] كمال الدين و تمام النعمة / ج2/352/33 باب ما روى عن الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام من النص على القائم عليه السلام و ذكر غيبته و أنه الثاني عشر من الأئمة عليهم السلام..... ص: 333

[2] سورة طٰہٰ: ۳۰

[3] المحاسن / ج1/31/15 ثواب قول لا إله إلا الله وحده لا شريك له..... ص: 30

میں کہتا ہوں: ان دو وجہ کو جمع کر سکتے ہیں۔ ہر دعا و ذکر کا خاص اثر ہوتا ہے۔ جیسے دوا میں ہوتا ہے لیکن دوا ڈاکٹر کی ترتیب سے استعمال ہوتی ہے۔ جب تک ڈاکٹر ترتیب سے نہ لکھے تو اس دوا کا اثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر ایک ماہر ڈاکٹر دوا لکھتا ہے تو اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

دعائیں اور اذکار کا بھی یہ حال ہے کہ جب ائمہ علیہم السلام سے منقول ترتیب سے دعا و ذکر نہ ہو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ و اگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے ان کے اصولوں کے مطابق دعا و ذکر کیا جائے تو بڑا اثر ہوتا ہے۔

۱۲۔ دعا کے دوران بات کر سکتے ہیں اور جائز ہے اصل جواز کی بنا پر۔ اہل بیت علیہم السلام سے یہ منقول نہیں ہوا کہ انسان مناجات کے دوران بات نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کوئی آدمی نذر کر لیتا ہے کہ وہ دعا کے دوران بات نہیں کرے گا تو ایسی صورت میں واجب ہے کہ بات نہ کی جائے۔

۱۳۔ دعا کو قطع کرنا بھی جائز ہے بحکم اصل۔

اگر کوئی اشکال کرتا ہے کہ خدا نے فرمایا:

وَلَا تُبْطِلُوٓا اَعْمَالَكُمْ. [۱]

یعنی اپنے اعمال کو باطل نہ کرو اور اس کی دلالت دعا کو قطع نہ کرنے پر ہے۔

اس کے جواب میں کہیں گے: احتمال یہ ہے کہ نہی سے مراد باطن سخن کا عمل تمام ہو یعنی بعض آدمی کسی کام کو انجام دینے کے بعد متوجہ ہوتے ہیں۔ اور عمل بھی فساد کا باعث ہو جیسے تکبر، خود پسندی، تکلیف دینا، شرک اور دوسرے امور جو عبادت کو نابود کر دیتے ہیں۔

اسی لئے خدا نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى [۲]

اے ایمان والو! (سائل کو) احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر اپنے صدقہ و خیرات کو اکارت و برباد نہ کرو۔

---

[۱] سورۂ محمد: ۳۳

[۲] سورۂ بقرہ: ۲۶۴

وَلَقَدْ اُوحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. [1]

بیشک آپ کی طرف بھی وحی کی جا چکی ہے اور ان (انبیاء کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے کہ اگر (بفرضِ محال) آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ انسان دعا کو قطع کر سکتا ہے۔

۱۴۔ مستحب ہے کہ امام زمانہؑ اور دوسرے ائمہ علیہم السلام کے لئے بلند آواز سے پکارا جائے۔ خاص کر وہ مجالس جو دعا کی ہوتی ہیں۔ کیونکہ ایک قسم کی شعار الٰہی کی تعظیم ہے:

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ. [2]

یہ ہے حقیقت حال! اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

مجمع البحرین میں ملتا ہے کہ خدا نے فرمایا:

فَاِلَیْهِ تَجْئَرُوْنَ. [3]

اپنی صدا کو بلند کرو۔

ایک حدیث یہ بھی ہے:

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی لَهٗ جُؤَارٌ اِلٰی رَبِّهٖ بِالتَّلْبِیَةِ. [4]

یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ بلند صدا سے دعا کریں۔

۱۵۔ مستحب ہے کہ دعا اجتماعی حالت میں ہو۔

کافی میں ایک روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر چالیس افراد کا ایک گروہ اجتماعی حالت میں دعا

---

[1] سورۃ زمر: ۶۵

[2] سورۃ حج۔ ۳۲

[3] سورۃ نحل۔ ۵۳

[4] مجمع البحرین/ ج3/ 239/ (ج ا ر)..... ص:239

کرے تو ان کی مستجاب ہوتی ہے۔ پس مل کر اجتماعی صورت میں دعا کرنا چاہیے۔ پس اگر چالیس آدمی مل کر دعا کریں تو خدا ان کی دعا مستجاب فرماتا ہے۔ اگر چالیس افراد نہیں تو چار افراد ہوں اور وہ دعا کریں تو خدا دعا قبول فرماتا ہے۔ اور اگر چار افراد بھی نہ ہوں تو ایک آدمی چالیس مرتبہ دعا مانگتا ہے تو خدا اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: جب بھی وہ کسی واقعہ کو سن کر غمگین ہوتے تو مردوں عورتوں اور بچوں کو جمع کرتے۔ پھر آپ دعا کرتے تھے اور لوگ آمین کہتے تھے۔

۱۶۔ جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ قائم آل محمد کے دعا کا ثواب مرحومین کے روح کو بخشا جائے۔ بعض روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ مرحومین کے لئے بھی دعا کرنی چاہیے مستحب ہے کہ یہ دعا امام کی نیابت میں پڑھی جائیں۔

وسائل میں حماد بن عثمان سے منقول ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: جو آدمی کسی مرحوم کے عمل کو انجام دیتا ہے۔ خدا اسے دو برابر اجر عطا فرماتا ہے۔ اور مرحوم کو بھی ثواب مل جاتا ہے۔

حماد بن عثمان امام صادقؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک نماز، روزہ، حج، عمریہ اور ہر نیک کام کا ثواب مردے کو ملتا ہے۔ جس پر قبر میں سختی ہو آسانی ہو جاتی ہے۔

عمر بن یزید سے منقول ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مرحوم مومن کے لئے نیک کام انجام دیتا ہے تو خدا اسے دو برابر نیکیاں عطا کرتا ہے۔

امام کاظمؑ و امام صادقؑ کے شاگرد ہشام بن سالم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: کیا دعا، صدقہ، روزہ اور اس جیسے نیک کاموں کا ثواب مردے کو ملتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

علاء بن زرین امام صادقؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا: مردے کے کیلئے ضروری ہے کہ حج، روزہ، غلام کو آزاد کرنا اور دوسرے نیک کام اس کے لئے جائیں۔

بزنطی امام رضاؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مردے کی طرف سے روزہ، حج، غلام کو آزاد کرنا اور دوسرے نیک کاموں کی قضا کی جائے۔

ایک یہ دعا روایت میں ملتی ہے:

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِ عَنْ جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ فِی مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحْرِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا حَیِّهِمْ وَ مَیِّتِهِمْ وَ عَنْ وَالِدَیَّ وَ وُلْدِی وَ عَنِّی مِنَ الصَّلَوَاتِ وَ التَّحِیَّاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللهِ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ وَ مُنْتَهَى رِضَاهُ وَ عَدَدَ مَا أَحْصَاهُ كِتَابُهُ وَ أَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ اَللّٰهُمَّ إِنِّی أُجَدِّدُ لَهُ فِی هَذَا الْیَوْمِ وَ فِی كُلِّ یَوْمٍ عَهْداً وَ عَقْداً وَ بَیْعَةً لَهُ فِی رَقَبَتِی اَللّٰهُمَّ كَمَا شَرَّفْتَنِی بِهَذَا التَّشْرِیفِ وَ فَضَّلْتَنِی بِهَذِهِ الْفَضِیلَةِ وَ خَصَصْتَنِی بِهَذِهِ النِّعْمَةِ فَصَلِّ عَلَى مَوْلَایَ وَ سَیِّدِی صَاحِبِ الزَّمَانِ وَ اجْعَلْنِی مِنْ أَنْصَارِهِ وَ أَشْیَاعِهِ وَ الذَّابِّینَ عَنْهُ وَ اجْعَلْنِی مِنَ الْمُسْتَشْهَدِینَ بَیْنَ یَدَیْهِ طَائِعاً غَیْرَ مُكْرَهٍ فِی الصَّفِّ الَّذِی نَعَتَّ أَهْلَهُ فِی كِتَابِكَ فَقُلْتَ صَفّاً كَأَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَرْصُوصٌ عَلَى طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُولِكَ وَ آلِهِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ هَذِهِ بَیْعَةٌ لَهُ فِی عُنُقِی إِلَى یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔[1]

۱۷۔ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اس نیک عمل میں زندہ افراد کی طرف سے بھی نیابت ہو۔ جیسے والدین اور رشتہ دار کے لئے ان کی نیابت میں زیارت کرنا، حج و روزہ رکھنا اگرچہ وہ زندہ ہیں لیکن کسی نیابت میں نیک اعمال انجام دیئے جاسکتے ہیں۔ البتہ واجب کام جیسے روزہ، نماز وغیرہ کی نیابت مرنے کے بعد ہوسکتی ہے۔ صرف حج کی نیابت ان کی زندگی میں انجام دی جاسکتی ہے۔

علی بن ابی حمزہ نے کہا: میں موسیٰ بن جعفرؑ سے عرض کیا۔ حج، نماز، صدقہ، زندہ اور مردہ دونوں کے لئے انجام دے سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔

[1] زاد المعاد۔ مفتاح الجنان/ 301 / الباب الحادی عشر فی بیان زیارۃ الرسول الأکرم (ص) والأئمۃ الہدی صلوات اللہ علیہم سوی ما ذکر سابقا..... ص:290

اسی طرح محمد بن مروان کی روایت دلالت کرتی ہے کہ زندہ والدین سے نیکی کرو اور اگر وہ مرحوم ہو چکے ہیں تب بھی نیکی کرو۔

دعائے عہد

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص چالیس صبح اس دعا کو پڑھے تو امام قائم علیہ السلام کے دوستوں میں شمار ہوگا اور اگر آنحضرت کے ظہور سے قبل مرجائے تو دوبارہ قبر سے باہر لایا جائیگا تا کہ حضرت کی خدمت میں رہے۔ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النُّوْرِ الْعَظِيْمِ، وَرَبَّ الْكُرْسِيِّ الرَّفِيْعِ، وَرَبَّ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ، وَرَبَّ الظِّلِّ وَالْحَرُوْرِ، وَمُنْزِلَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَرَبَّ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْكَرِيْمِ، وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ وَمُلْكِكَ الْقَدِيْمِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِهِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرَضُوْنَ، وَ بِاسْمِكَ الَّذِيْ يَصْلَحُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ، يَا حَيًّا قَبْلَ كُلِّ حَيٍّ وَ يَا حَيًّا بَعْدَ كُلِّ حَيٍّ وَيَا حَيًّا حِيْنَ لَا حَيَّ يَا مُحْيِيَ الْمَوْتٰى وَمُمِيْتَ الْاَحْيَآءِ، يَا حَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَانَا الْاِمَامَ الْهَادِيَ الْمَهْدِيَّ الْقَائِمَ بِاَمْرِكَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰبَآئِهِ الطَّاهِرِيْنَ عَنْ جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِيْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا سَهْلِهَا وَجَبَلِهَا وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا، وَعَنِّيْ وَعَنْ وَالِدَيَّ مِنَ الصَّلَوَاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللهِ

وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ، وَمَا أَحْصَاهُ عِلْمُهُ وَأَحَاطَ بِهِ كِتَابُهُ. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُجَدِّدُ لَهُ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِي هٰذَا وَمَا عِشْتُ مِنْ أَيَّامِي عَهْدًا وَعَقْدًا وَبَيْعَةً لَهُ فِي عُنُقِي، لَا أَحُولُ عَنْهَا وَلَا أَزُولُ أَبَدًا. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ وَالذَّابِّينَ عَنْهُ وَالْمُسَارِعِينَ إِلَيْهِ فِي قَضَاءِ حَوَائِجِهِ، وَالْمُمْتَثِلِينَ لِأَوَامِرِهِ وَالْمُحَامِينَ عَنْهُ، وَالسَّابِقِينَ إِلَى إِرَادَتِهِ وَالْمُسْتَشْهَدِينَ بَيْنَ يَدَيْهِ. اَللّٰهُمَّ إِنْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الْمَوْتُ، الَّذِي جَعَلْتَهُ عَلَى عِبَادِكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا فَأَخْرِجْنِي مِنْ قَبْرِي مُؤْتَزِرًا كَفَنِي، شَاهِرًا سَيْفِي، مُجَرِّدًا قَنَاتِي، مُلَبِّيًا دَعْوَةَ الدَّاعِي فِي الْحَاضِرِ وَالْبَادِي. اَللّٰهُمَّ أَرِنِي الطَّلْعَةَ الرَّشِيدَةَ، وَالْغُرَّةَ الْحَمِيدَةَ، وَاكْحُلْ نَاظِرِي بِنَظْرَةٍ مِنِّي إِلَيْهِ، وَعَجِّلْ فَرَجَهُ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهُ، وَأَوْسِعْ مَنْهَجَهُ وَاسْلُكْ بِي مَحَجَّتَهُ، وَأَنْفِذْ أَمْرَهُ وَاشْدُدْ أَزْرَهُ، وَاعْمُرِ اللّٰهُمَّ بِهِ بِلَادَكَ، وَأَحْيِ بِهِ عِبَادَكَ، فَإِنَّكَ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ: {ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ}، فَأَظْهِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا وَلِيَّكَ وَابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكَ الْمُسَمّٰى بِاسْمِ رَسُولِكَ حَتّٰى لَا يَظْفَرَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَاطِلِ إِلَّا مَزَّقَهُ، وَيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُحَقِّقَهُ، وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مَفْزَعًا لِمَظْلُومِ عِبَادِكَ، وَنَاصِرًا لِمَنْ لَا يَجِدُ لَهُ نَاصِرًا غَيْرَكَ، وَمُجَدِّدًا لِمَا عُطِّلَ مِنْ أَحْكَامِ كِتَابِكَ، وَمُشَيِّدًا لِمَا وَرَدَ مِنْ أَعْلَامِ دِينِكَ وَسُنَنِ نَبِيِّكَ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مِمَّنْ حَصَّنْتَهُ مِنْ بَأْسِ الْمُعْتَدِينَ. اَللّٰهُمَّ وَسُرَّ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِرُؤْيَتِهِ وَمَنْ تَبِعَهُ عَلَى دَعْوَتِهِ، وَارْحَمِ اسْتِكَانَتَنَا بَعْدَهُ. اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ هٰذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِحُضُورِهِ، وَعَجِّلْ لَنَا ظُهُورَهُ، إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا،

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

پھر ہاتھ سے تین مرتبہ دائیں ران پر مارے اور ہر مرتبہ یہ کہے:

اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ.

ترجمہ:

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اے معبود! اے عظیم نور کے پروردگار! اے بلند کرسی کے پروردگار! اے موجیں مارتے سمندر کے پروردگار! اور اے توریت وانجیل وزبور کے نازل کرنے والے! اور اے سایہ اور دھوپ کے پروردگار! اے قرآنِ عظیم کے نازل کرنے والے! اَے مقرب فرشتوں اور فرستادہ نبیوں اور رسولوں کے پروردگار! اے معبود! میں سوال کرتا ہوں تیری ذات کریم کے واسطے سے، تیری روشن ذات کے نور کے واسطے سے اور تیری قدیم بادشاہی کے واسطے سے' اے زندہ! اے پائندہ! تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے نام کے واسطے سے جس سے چمک رہے ہیں سارے آسمان اور ساری زمینیں، تیرے نام کے واسطے سے جس سے اولین وآخرین نے بھلائی پائی، اے زندہ' ہر زندہ سے پہلے؛ اور اے زندہ' ہر زندہ کے بعد؛ اور اے زندہ' جب کوئی زندہ نہ تھا، اے مردوں کو زندہ کرنے والے! اے زندوں کو موت دینے والے! اے وہ زندہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے معبود! ہمارے مولا امام ہادیٔ مہدی کو جو تیرے حکم سے قائم ہیں' ان پر اور ان کے پاک بزرگوں پر خدا کی رحمتیں ہوں' تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی طرف سے جو زمین کے مشرق ومغرب میں ہیں، میدانوں اور پہاڑوں، خشکیوں اور سمندروں میں ہیں، میری طرف سے' میرے والدین کی طرف سے بہت درود پہنچادے' جو ہم وزن ہو عرش اور اسکے کلمات کی روشنائی کے اور جو چیزیں اس کے علم میں ہیں اور اس کی کتاب میں درج ہیں، اے معبود! میں تجدید کرتا ہوں ان کے لیے آج کے دن کی صبح کو اور جب تک زندہ ہوں' باقی ہے یہ پیمان' یہ بندھن اور ان کی بیعت جو میری گردن پر ہے، نہ اس سے مکروں گا' نہ کبھی ترک کروں گا، اے معبود! مجھے قرار دے ان کے مدد گاروں' ان کے ساتھیوں' ان کا دفاع کرنے والوں' حاجت برآری کیلئے ان کی طرف بڑھنے والوں' انکے احکام پر عمل کرنے والوں' انکی طرف سے دعوت دینے والوں' انکے ارادوں کو جلد پورے کرنے والوں اور انکے سامنے شہید ہونے والوں میں، اے معبود! اگر میرے اور میرے امامؑ کے درمیان موت حائل ہوجائے جسے تو نے اپنے بندوں

کے لیے حتمی قرار دیا ہے تو پھر مجھے قبر سے اس طرح نکالنا کہ کفن میرا لباس ہو' میری تلوار بے نیام ہو' میرا نیزہ بلند ہو' داعیٔ حق کی دعوت پر لبیک کہوں' شہر اور گاؤں میں، اے معبود! مجھے حضرتؑ کا رخ زیبا اور آپؑ کی درخشاں پیشانی کی زیارت نصیب فرما دے، ان کے دیدار کو میری آنکھوں کا سرمہ بنا دے، ان کی کشائش میں جلدی فرما' ان کے ظہور کو آسان بنا' ان کا راستہ وسیع کر دے اور مجھ کو ان کی راہ پر قائم رکھ، ان کا حکم جاری فرما ان کی قوت کو بڑھا اور اے معبود! ان کے ذریعے اپنے شہر آباد کر اور اپنے بندوں کو عزت کی زندگی دے کیونکہ تو نے فرمایا اور تیرا قول حق ہے: ظاہر ہو گیا فساد' خشکی اور سمندر میں، یہ نتیجہ ہے لوگوں کے غلط اعمال و افعال کا، پس اے معبود! ظہور کر ہمارے لیے اپنے ولی اور اپنے نبیؐ کی دختر کے فرزند کا جن کا نام تیرے رسول کے نام پر ہے یہاں تک کہ وہ باطل کا نام و نشان مٹا ڈالیں، حق کو حق کہیں اور اسے قائم کریں، اے معبود! قرار دے انکو اپنے مظلوم بندوں کیلئے جائے پناہ اور ان کا مددگار جن کا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں، بنا ان کو اپنی کتاب کے اُن احکام کا زندہ کرنے والا جو بھلا دیئے گئے ہیں، ان کو اپنے دین کے خاص احکام اور اپنے نبیؐ کے طریقوں کو راسخ کرنے والے بنا، ان پر اور انکی آلؑ پر خدا کی رحمت ہو اور اے معبود! انہیں ان لوگوں میں قرار دے جن کو تو نے ظالموں کے حملے سے بچایا، اے معبود! خوشنود کر اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے دیدار سے اور جنہوں نے ان کی دعوت میں انکا ساتھ دیا اور ان کے بعد ہماری حالت زار پر رحم فرما، اے معبود! ان کے ظہور سے امت کی اس مشکل اور مصیبت کو دور کر دے اور ہمارے لیے جلد ان کا ظہور فرما کہ لوگ ان کو دور اور ہم انہیں نزدیک سمجھتے ہیں تیری رحمت کا واسطہ' اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

جلد آیئے جلد آیئے اے میرے آقا اے زمانۂ حاضر کے امامؑ!

۱۷۔ جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مولا قائم آل محمدؑ کے لئے ان کی نیابت مومنین اعمال انجام دے سکتے ہیں۔ اس کے کئی فوائد ہیں جن میں سے بعض کو ہم ذکر کرتے ہیں۔

۱۔.................. چند برابر ثواب کا ملنا۔

۲۔.................. ایسا احسان ہے جس سے سختی و مشکلات دور ہوتی ہیں۔

۳۔.................. امامؑ کے ظہور میں تعجیل کے لئے موثر ہے۔

۱۹۔ مستحب ہے کہ امام اور ان کے اصحاب کے لئے بھی دعا کریں اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت

کرتی ہیں۔

۲۰۔امام کے دشمنوں کی نابودی کے لیئے دعا کرنا روایت میں ملتا ہے کہ ان پر لعنت مستحب ہے۔آپ اور دوسرے ائمہ علیہم السلام کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرنا بحار الانوار میں علی بن عاصم کوفی امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے میرے نانا سے حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص جتنی ہم اہل بیتؑ کی نصرت کرسکتا ہے کرلے لیکن ہمارے دشمنوں پر خلوت میں لعنت کریں۔فرشتے ایسے افراد کی مدد کریں گے۔جب آدمی بار بار لعنت بھیجتا ہے تو فرشتے فرماتے ہیں: اس آدمی پر درود بھیج اگر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہو تو انجام دے۔

دوسرا مقصد: امام زمانہ علیہ السلام کے لئے کیسے دعا کریں؟

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بہترین اور عالی ترین مقصد ہے جس کے مختلف طریقے ہیں۔

ا۔کسی بھی زبان میں دعا مانگنا، فارسی، عربی، پنجابی، اردو وغیرہ۔اپنی حاجت کو ہر زبان کے ذریعے طلب کرسکتا ہے۔جیسا کہ اس طرح دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَ مَوْلَانَا صَاحِبِ الزَّمَانِ.

خدایا! مولا مہدی کے ظہور میں تعجیل فرما۔

عَجَّلَ اللهُ تَعَالٰى فَرَجَهٗ وَظُهُوْرَهٗ.

خدا آپ کے ظہور کی تعجیل فرمائے۔

۲۔خدا سے انسان درخواست کرے امام زمانہؑ کا ظہور آسان اور جلدی ہو۔

۳۔فرج امام زمانہ تمام مومنین و مومنات کے لئے مسالمت ہے۔

۴۔اگر کوئی ایسی دعا کرے تو امین کہو کیونکہ امین کا کلمہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔دعا کرنے والے اور جس کے لئے دعا کی جائے دونوں ثواب میں شریک ہیں۔

۵۔خدا سے آرزو کرے کہ جو آدمی آپ کے ظہور کے لئے دعا کرتا ہے خدا اس کی دعا مستجاب فرمائے۔

۶۔خدا سے درخواست کرے کہ آپ کے ظہور کے لئے زمینہ ہموار فرمائے۔

۷۔ خدا سے دعا کرے کہ ظہور سے موانع ختم ہوں۔

۸۔ یہ دعا کرنا کہ خدا وہ گناہ معاف فرمائے جس سے آپ کے ظہور میں تاخیر ہوئی ہے۔ جو دعا کرنے والا اور دوسرے مومنین گناہوں میں مبتلا ہیں۔

۹۔ خدا سے درخواست ہے کہ آئندہ ایسے گناہوں سے محفوظ فرمائے۔

۱۰۔ قائم آل محمدؑ کے دشمن کی نابودی کی دعا کرنا۔

۱۱۔ خدا سے دعا کرے مومنین کو ظالموں سے محفوظ فرمائے۔

۱۲۔ یہ کہ مشرق و مغرب میں عدل وانصاف ہو کیونکہ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے آپ کا ظہور ہو۔

۱۳۔ خدا سے دعا کرنا کہ وہ ہمیں خوشیاں نصیب فرمائے۔

۱۴۔ خدا سے درخواست کرے کہ عبادات و نیک کاموں کا اجر کو ظہور امام زمانہ کے لئے قرار فرما۔

۱۵۔ خدا سے دعا کرنے کی توفیق طلب کرے۔

۱۶۔ یہ دعا کرے کہ دین حق سب ادیان پر غالب آجائے۔

۱۷۔ خدا سے دعا کرے کہ حضرت قائم علیہ السلام آل محمدؑ اپنے دشمنوں سے انتقال لیں۔

۱۸۔ یہ کہ قائم مہدی پر درود بھیجا جائے۔ یعنی خدا سے یہ دعا کرنا کہ خدا اپنی خاص عنایات آپ پر عطا فرمائے۔ آپ کا ظہور آسان ہو۔ درود پڑھنے کے بعد ہر ایک امام کے لئے اس طرح پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حُجَّتِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ الْقَائِمِ فِي خَلْقِكَ صَلَاةً نَامِيَةً بَاقِيَةً تُعَجِّلُ بِهَا فَرَجَهُ وَ تَنْصُرُهُ بِهَا وَ تَجْعَلُهُ مَعَهَا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.........

۱۹۔ آپ کے ظہور کی دعا کرنا تا کہ غم واندوہ ختم ہوں۔

۲۰۔ خدا سے دعا کرنا کہ امام مظلوم حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لیں۔

تیسرا مقصد: ائمہ علیہم السلام سے ماثور دعائیں

ا۔ دعائے صلوات:

شیخ طوسی کی کتاب الغیبۃ میں صاحب زمان عجل اللہ فرجہ الشریف سے روایت ہے اور دعا یہ ہے:

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِينَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ الۡمُنۡتَجَبِ فِي الۡمِيثَاقِ الۡمُصۡطَفٰى فِي الظِّلَالِ الۡمُطَهَّرِ مِنۡ كُلِّ آفَةٍ الۡبَرِيءِ مِنۡ كُلِّ عَيۡبٍ الۡمُؤَمَّلِ لِلنَّجَاةِ الۡمُرۡتَجٰى لِلشَّفَاعَةِ الۡمُفَوَّضِ إِلَيۡهِ دِينُ اللهِ اَللّٰهُمَّ شَرِّفۡ بُنۡيَانَهُ وَ عَظِّمۡ بُرۡهَانَهُ وَ أَفۡلِجۡ حُجَّتَهُ وَ ارۡفَعۡ دَرَجَتَهُ وَ أَضِئۡ نُورَهُ وَ بَيِّضۡ وَجۡهَهُ وَ أَعۡطِهِ الۡفَضۡلَ وَ الۡفَضِيلَةَ وَ الۡوَسِيلَةَ وَ الدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَ ابۡعَثۡهُ مَقَاماً مَحۡمُوداً يَغۡبِطُهُ بِهِ الۡأَوَّلُونَ وَ الۡآخِرُونَ وَ صَلِّ عَلٰى أَمِيرِ الۡمُؤۡمِنِينَ وَ وَارِثِ الۡمُرۡسَلِينَ وَ قَائِدِ الۡغُرِّ الۡمُحَجَّلِينَ وَ سَيِّدِ الۡوَصِيِّينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى الۡحَسَنِ بۡنِ عَلِيٍّ إِمَامِ الۡمُؤۡمِنِينَ وَ وَارِثِ الۡمُرۡسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى الۡحُسَيۡنِ بۡنِ عَلِيٍّ إِمَامِ الۡمُؤۡمِنِينَ وَ وَارِثِ الۡمُرۡسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ۔ وَ هٰكَذَا تَقُولُ فِي كُلِّ إِمَامٍ كَمَا قُلۡتَ فِي الۡحُسَيۡنِ إِلَى الۡعَسۡكَرِيِّ ثُمَّ قُلِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الۡخَلَفِ الۡهَادِي الۡمَهۡدِيِّ إِمَامِ الۡمُؤۡمِنِينَ وَ وَارِثِ الۡمُرۡسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ أَهۡلِ بَيۡتِهِ الۡأَئِمَّةِ الۡهَادِينَ الۡعُلَمَاءِ الصَّادِقِينَ الصَّادِقِينَ الۡأَبۡرَارِ

الْمُتَّقِينَ دَعَائِمِ دِينِكَ وَ أَرْكَانِ تَوْحِيدِكَ وَ حُجَجِكَ عَلَى خَلْقِكَ وَ خُلَفَائِكَ فِي أَرْضِكَ الَّذِينَ اخْتَرْتَهُمْ لِنَفْسِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُمْ عَلَى عِبَادِكَ وَ ارْتَضَيْتَهُمْ لِدِينِكَ وَ خَصَصْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ وَ جَلَّلْتَهُمْ بِكَرَامَتِكَ وَ غَشَّيْتَهُمْ بِرَحْمَتِكَ وَ رَبَّيْتَهُمْ بِنِعْمَتِكَ وَ غَذَّيْتَهُمْ بِحِكْمَتِكَ وَ أَلْبَسْتَهُمْ نُورَكَ وَ رَفَعْتَهُمْ فِي مَلَكُوتِكَ وَ حَفَفْتَهُمْ بِمَلَائِكَتِكَ وَ شَرَّفْتَهُمْ بِنَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ صَلَاةً كَثِيرَةً دَائِمَةً طَيِّبَةً لَا يُحِيطُ بِهَا إِلَّا أَنْتَ وَ لَا يَسَعُهَا إِلَّا عِلْمُكَ وَ لَا يُحْصِيهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى وَلِيِّكَ الْمُحْيِي سُنَّتَكَ الْقَائِمِ بِأَمْرِكَ الدَّاعِي إِلَيْكَ الدَّلِيلِ عَلَيْكَ حُجَّتِكَ عَلَى خَلْقِكَ وَ خَلِيفَتِكَ فِي أَرْضِكَ وَ شَاهِدِكَ عَلَى عِبَادِكَ اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ نَصْرَهُ وَ مُدَّ فِي عُمُرِهِ وَ زَيِّنِ الْأَرْضَ بِطُولِ بَقَائِهِ اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ بَغْيَ الْحَاسِدِينَ وَ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ الْكَائِدِينَ وَ ازْجُرْ عَنْهُ إِرَادَةَ الظَّالِمِينَ وَ خَلِّصْهُ مِنْ أَيْدِي الْجَبَّارِينَ اَللّٰهُمَّ أَعْطِهِ فِي نَفْسِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ شِيعَتِهِ وَ رَعِيَّتِهِ وَ خَاصَّتِهِ وَ عَامَّتِهِ وَ عَدُوِّهِ وَ جَمِيعِ أَهْلِ الدُّنْيَا مَا تُقِرُّ بِهِ عَيْنَهُ [ما تقر به عينك] وَ تَسُرُّ بِهِ نَفْسَهُ [و تسر به نفسه] وَ بَلِّغْهُ أَفْضَلَ مَا أَمَّلَهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ جَدِّدْ بِهِ مَا امْتَحَى مِنْ دِينِكَ وَ أَحْيِ بِهِ مَا بُدِّلَ مِنْ كِتَابِكَ وَ أَظْهِرْ بِهِ مَا غُيِّرَ مِنْ حُكْمِكَ حَتَّى يَعُودَ دِينُكَ بِهِ وَ عَلَى يَدَيْهِ غَضّاً جَدِيداً خَالِصاً مُخْلَصاً لَا شَكَّ فِيهِ وَ لَا شُبْهَةَ مَعَهُ وَ لَا بَاطِلَ عِنْدَهُ وَ لَا بِدْعَةَ لَدَيْهِ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِنُورِهِ كُلَّ ظُلْمَةٍ وَ هُدَّ بِرُكْنِهِ كُلَّ بِدْعَةٍ وَ اهْدِمْ بِعِزَّتِهِ كُلَّ ضَلَالَةٍ وَ اقْصِمْ بِهِ كُلَّ جَبَّارٍ وَ أَخْمِدْ بِسَيْفِهِ كُلَّ نَارٍ وَ أَهْلِكْ بِعَدْلِهِ كُلَّ جَوْرٍ وَ أَجْرِ

حُكْمَهُ عَلَى كُلِّ حُكْمٍ وَ أَذِلَّ بِسُلْطَانِهِ كُلَّ سُلْطَانٍ اَللّٰهُمَّ أَذِلَّ كُلَّ مَنْ نَاوَاهُ وَ أَهْلِكْ كُلَّ مَنْ عَادَاهُ وَ امْكُرْ بِمَنْ كَادَهُ وَ اسْتَأْصِلْ [كُلَّ] مَنْ جَحَدَ حَقَّهُ وَ اسْتَهَانَ بِأَمْرِهِ وَ سَعَى فِي إِطْفَاءِ نُورِهِ وَ أَرَادَ إِخْمَادَ ذِكْرِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى وَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَ الْحَسَنِ الرِّضَا وَ الْحُسَيْنِ الْمُصَفَّى وَ جَمِيعِ الْأَوْصِيَاءِ مَصَابِيحِ الدُّجَى وَ أَعْلَامِ الْهُدَى وَ مَنَارِ التُّقَى وَ الْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَ الْحَبْلِ الْمَتِينِ وَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ وَ صَلِّ عَلَى وَلِيِّكَ وَ وُلَاةِ عَهْدِهِ وَ الْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ وَ مُدَّ فِي أَعْمَارِهِمْ وَ زِدْ فِي آجَالِهِمْ وَ بَلِّغْهُمْ أَقْصَى آمَالِهِمْ دِيناً وَ دُنْيَا وَ آخِرَةً إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

میں کہتا ہوں: یہ ایک بہترین دعا ہے اسے ہر حال میں پڑھنا چاہیے۔ خاص اس وقت کہ جب مولا قائم ؑ نے دستور فرمایا ہے: جیسے نیمہ شعبان دن و نیمہ شعبان رات اور روز جمعہ اس لئے مولف اس دعا کو کتاب جمال الصالحین میں اس شب کے اعمال میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ہر وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ سید ابن طاووس نے جمال الا سبوع میں اسے روز جمعہ کو پڑھنے کے لئے کہا ہے۔ اس کی کامل سند موجود ہے اس کو پڑھنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ لہٰذا اس سے غافل نہ ہو اور ہمیشہ اسے پڑھنے کی کوشش کرو۔

دوسری دعائے صلوات

منقول ہے کہ امام زین العابدین ؑ ماہ شعبان میں ہر روز وقت زوال اور ۱۵ شعبان کی شب کو اس صلوات کی تلاوت فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ شَجَرَةِ النُّبُوَّةِ، وَ مَوْضِعِ الرِّسَالَةِ، وَ مُخْتَلَفِ الْمَلٰٓئِكَةِ، وَ مَعْدِنِ الْعِلْمِ، وَ اَهْلِ بَيْتِ الْوَحْيِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ الْفُلْكِ الْجَارِيَةِ فِي اللُّجَجِ الْغَامِرَةِ، يَأْمَنُ مَنْ رَّكِبَهَا، وَ يَغْرَقُ مَنْ تَرَكَهَا، اَلْمُتَقَدِّمُ لَهُمْ مَارِقٌ، وَ الْمُتَأَخِّرُ عَنْهُمْ زَاهِقٌ، وَ

اللَّازِمُ لَهُمْ لَاحِقٌ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ الْكَهْفِ الْحَصِيْنِ، وَ غِيَاثِ الْمُضْطَرِّ الْمُسْتَكِيْنِ، وَ مَلْجَاِ الْهَارِبِيْنَ، وَ عِصْمَةِ الْمُعْتَصِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَاةً كَثِيْرَةً تَكُوْنُ لَهُمْ رِضًا، وَ لِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَدَاءً وَّ قَضَاءً، بِحَوْلٍ مِّنْكَ وَ قُوَّةٍ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ الطَّيِّبِيْنَ الْاَبْرَارِ الْاَخْيَارِ، اَلَّذِيْنَ اَوْجَبْتَ حُقُوْقَهُمْ، وَ فَرَضْتَ طَاعَتَهُمْ وَ وِلَايَتَهُمْ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اعْمُرْ قَلْبِيْ بِطَاعَتِكَ، وَ لَا تُخْزِنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ، وَ ارْزُقْنِيْ مُوَاسَاةَ مَنْ قَتَّرْتَ عَلَيْهِ مِنْ رِّزْقِكَ بِمَا وَسَّعْتَ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَ نَشَرْتَ عَلَيَّ مِنْ عَدْلِكَ، وَ اَحْيَيْتَنِيْ تَحْتَ ظِلِّكَ، وَ هٰذَا شَهْرُ نَبِيِّكَ سَيِّدِ رُسُلِكَ، شَعْبَانُ الَّذِيْ حَفَفْتَهُ مِنْكَ بِالرَّحْمَةِ وَ الرِّضْوَانِ، اَلَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ سَلَّمَ يَدْاَبُ فِيْ صِيَامِهِ وَ قِيَامِهِ فِيْ لَيَالِيْهِ وَ اَيَّامِهِ، بُخُوْعًا لَّكَ فِيْ اِكْرَامِهِ وَ اِعْظَامِهِ اِلٰى مَحَلِّ حِمَامِهِ. اَللّٰهُمَّ فَاَعِنَّا عَلَى الْاِسْتِنَانِ بِسُنَّتِهِ فِيْهِ، وَ نَيْلِ الشَّفَاعَةِ لَدَيْهِ. اَللّٰهُمَّ وَ اجْعَلْهُ لِيْ شَفِيْعًا مُّشَفَّعًا، وَ طَرِيْقًا اِلَيْكَ مَهْيَعًا، وَ اجْعَلْنِيْ لَهُ مُتَّبِعًا، حَتّٰى اَلْقَاكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنِّيْ رَاضِيًا، وَ عَنْ ذُنُوْبِيْ غَاضِيًا، قَدْ اَوْجَبْتَ لِيْ مِنْكَ الرَّحْمَةَ وَ الرِّضْوَانَ، وَ اَنْزَلْتَنِيْ دَارَ الْقَرَارِ وَ مَحَلَّ الْاَخْيَارِ.[1]

ترجمہ:

اے معبود! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما جو نبوت کا شجر رسالت کا مقام، فرشتوں کی آمد و رفت کی جگہ، علم کے خزانے اور خانہ وحی میں رہنے والے ہیں اے معبود! محمدؐ

[1] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد / ج 1 / 45 / فصل فی سیاقۃ الصلوات الی احدی وخمسین رکعۃ فی الیوم واللیلۃ ..... ص: 30

وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو بے پناہ بھنوروں میں چلتی ہوئی کشتی ہیں کہ بچ جائے گا جو اس میں سوار ہوگا اور غرق ہوگا جو اسے چھوڑ دے گا ان سے آگے نکلنے والا دین سے خارج اور ان سے پیچھے رہ جانے والا نابود ہو جائے گا اور ان کے ساتھ رہنے والا حق تک پہنچ جائے گا اے معبود! محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو پائیدار جائے پناہ اور پریشان و بے چارے کی فریاد کو پہنچنے والے، بھاگنے اور ڈرنے والے کیلئے جائے امان اور ساتھ رہنے والوں کے نگہدار ہیں اے معبود محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما بہت بہت رحمت کہ جو ان کے لیے وجہ خوشنودی اور محمد وآل محمد علیہم السلام کے واجب حق کی ادائیگی اور اس کے پورا ہونے کا موجب بنے تیری قوت و طاقت سے اے جہانوں کے پروردگار اے معبود محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو پاکیزہ تر، خوش کردار اور نیکوکار ہیں جن کے حقوق تو نے واجب کیے اور تو نے ان کی اطاعت اور محبت کو فرض قرار دیا ہے اے معبود محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور میرے دل کو اپنی اطاعت سے آباد فرما اپنی نافرمانی سے مجھے رسوا و خوار نہ کر اور جس کے رزق میں تو نے تنگی کی ہے مجھے اس سے ہمدردی کرنے کی توفیق دے کیونکہ تو نے اپنے فضل سے میرے رزق میں فراخی کی مجھ پر اپنے عدل کو پھیلایا اور مجھے اپنے سائے تلے زندہ رکھا ہے اور یہ تیرے نبی کا مہینہ ہے جو تیرے رسولوں کے سردار ہیں یہ ماہ شعبان جسے تو نے اپنی رحمت اور رضامندی کے ساتھ گھیرا ہوا ہے یہ وہی مہینہ ہے جس میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی فروتنی سے دنوں میں روزے رکھتے اور راتوں میں صلوٰۃ و قیام کیا کرتے تھے تیری فرمانبرداری اور اس مہینے کے مراتب و درجات کے باعث وہ زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے اے معبود! پس اس مہینے میں ہمیں ان کی سنت کی پیروی اور ان کی شفاعت کے حصول میں مدد فرما اے معبود؛ آنحضرت کو میرا شفیع بنا جن کی شفاعت مقبول ہے اور میرے لیے اپنی طرف کھلا راستہ قرار دے مجھے ان کا سچا پیروکار بنا دے یہاں تک کہ میں روز قیامت تیرے حضور پیش ہوں جبکہ تو مجھ سے راضی ہو اور میرے گناہوں سے چشم پوشی کرے ایسے میں تو نے میرے لیے اپنی رحمت اور خوشنودی لازم کر رکھی ہو اور مجھے دار القرار اور صالح لوگوں کے

ساتھ رہنے کی مہلت دے۔

۲۔دعائے امام رضاؑ:

از جملہ روایات جو اس باب میں ذکر ہوئی ہیں اور اسے علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جیسے سید ابن طاوس نے اپنی کتاب جمال الاسبوع میں روایت کی۔آپ نے فرمایا: امام رضاؑ کی طرف سے امام زمانہ کے لئے ذکر ہونے والی دعا ہے۔ابو جعفر طوسی نے ابن ابی جید اور انہوں نے محمد بن الحسن بن سعید بن عبداللہ وحمیری وعلی بن ابراہیم ومحمد بن الحسن صفار ان سب نے ابراہیم بن ہاشم اور انہوں نے اسماعیل بن مدار وصالح بن السندی اور انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے کہ سید نے کہا: حضرت امام رضاؑ نے دستور فرمایا کہ قائم آل محمد علیہم السلام کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ ادْفَعْ عَنْ وَلِيِّكَ وَ خَلِيفَتِكَ وَ حُجَّتِكَ عَلَى خَلْقِكَ وَلِسَانِكَ الْمُعَبِّرِ عَنْكَ بِإِذْنِكَ النَّاطِقِ بِحِكْمَتِكَ وَ عَيْنِكَ النَّاظِرَةِ عَلَى بَرِيَّتِكَ وَ شَاهِدِكَ عَلَى عِبَادِكَ الْجَحْجَاحِ الْمُجَاهِدِ الْعَائِذِ بِكَ عِنْدَكَ وَ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ مَا خَلَقْتَ وَ بَرَأْتَ وَ أَنْشَأْتَ وَ صَوَّرْتَ وَ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِهِ وَ مِنْ تَحْتِهِ بِحِفْظِكَ الَّذِي لَا يَضِيعُ مَنْ حَفِظْتَهُ بِهِ وَ احْفَظْ فِيهِ رَسُولَكَ وَ آبَاءَهُ أَئِمَّتَكَ وَ دَعَائِمَ دِينِكَ وَ اجْعَلْهُ فِي وَدِيعَتِكَ الَّتِي لَا تَضِيعُ وَ فِي جِوَارِكَ الَّذِي لَا يُحْقَرُ وَ فِي مَنْعِكَ وَ عِزِّكَ الَّذِي لَا يُقْهَرُ وَ آمِنْهُ بِأَمَانِكَ الْوَثِيقِ الَّذِي لَا يُخْذَلُ مَنْ آمَنْتَهُ بِهِ وَ اجْعَلْهُ فِي كَنَفِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ مَنْ كَانَ فِيهِ وَ أَيِّدْهُ وَ انْصُرْهُ بِنَصْرِكَ الْعَزِيزِ وَ أَيِّدْهُ بِجُنْدِكَ الْغَالِبِ وَ قَوِّهِ بِقُوَّتِكَ وَ أَرْدِفْهُ بِمَلَائِكَتِكَ وَ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ أَلْبِسْهُ دِرْعَكَ الْحَصِينَةَ وَ حُفَّهُ

بِالْمَلَائِكَةِ حَفّاً اَللّٰهُمَّ وَ بَلِّغْهُ أَفْضَلَ مَا بَلَّغْتَ الْقَائِمِينَ بِقِسْطِكَ مِنْ أَتْبَاعِ النَّبِيِّينَ اَللّٰهُمَّ اشْعَبْ بِهِ الصَّدْعَ وَ ارْتُقْ بِهِ الْفَتْقَ وَ أَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ وَ أَظْهِرْ بِهِ الْعَدْلَ وَ زَيِّنْ بِطُولِ بَقَائِهِ الْأَرْضَ وَ أَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَ انْصُرْهُ بِالرُّعْبِ وَ قَوِّ نَاصِرِيهِ وَ اخْذُلْ خَاذِلِيهِ وَ دَمْدِمْ عَلَى مَنْ نَصَبَ لَهُ وَ دَمِّرْ عَلَى مَنْ غَشَّهُ وَ اقْتُلْ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ وَ عُمُدَهُ وَ دَعَائِمَهُ وَ اقْصِمْ بِهِ رُءُوسَ الضَّلَالَةِ وَ شَارِعَةَ الْبِدَعِ وَ مُمِيتَةَ السُّنَّةِ وَ مُقَوِّيَةَ الْبَاطِلِ وَ ذَلِّلْ بِهِ الْجَبَّارِينَ وَ أَبِرْ بِهِ الْكَافِرِينَ وَ جَمِيعَ الْمُلْحِدِينَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحْرِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا حَتَّى لَا تَدَعَ مِنْهُمْ دَيَّاراً وَ لَا تُبْقِيَ لَهُمْ آثَاراً اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ مِنْهُمْ بِلَادَكَ وَ اشْفِ مِنْهُمْ عِبَادَكَ وَ أَعِزَّ بِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَحْيِ بِهِ سُنَنَ الْمُرْسَلِينَ وَ دَارِسَ حِكْمَةِ النَّبِيِّينَ وَ جَدِّدْ بِهِ مَا امْتَحَى مِنْ دِينِكَ وَ بُدِّلَ مِنْ حُكْمِكَ حَتَّى تُعِيدَ دِينَكَ بِهِ وَ عَلَى يَدَيْهِ جَدِيداً غَضّاً مَحْضاً صَحِيحاً لَا عِوَجَ فِيهِ وَ لَا بِدْعَةَ مَعَهُ وَ حَتَّى تُنِيرَ بِعَدْلِهِ ظُلَمَ الْجَوْرِ وَ تُطْفِئَ بِهِ نِيرَانَ الْكُفْرِ وَ تُوضِحَ بِهِ مَعَاقِدَ الْحَقِّ وَ مَجْهُولَ الْعَدْلِ فَإِنَّهُ عَبْدُكَ الَّذِي اسْتَخْلَصْتَهُ لِنَفْسِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُ مِنْ خَلْقِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُ عَلَى عِبَادِكَ وَ ائْتَمَنْتَهُ عَلَى غَيْبِكَ وَ عَصَمْتَهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَ بَرَّأْتَهُ مِنَ الْعُيُوبِ وَ طَهَّرْتَهُ مِنَ الرِّجْسِ وَ سَلَّمْتَهُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ فَإِنَّا نَشْهَدُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَوْمَ حُلُولِ الطَّامَّةِ أَنَّهُ لَمْ يُذْنِبْ ذَنْباً وَ لَا أَتَى حُوباً وَ لَمْ يَرْتَكِبْ مَعْصِيَةً وَ لَمْ يُضَيِّعْ لَكَ طَاعَةً وَ لَمْ يَهْتِكْ لَكَ حُرْمَةً وَ لَمْ يُبَدِّلْ لَكَ فَرِيضَةً وَ لَمْ يُغَيِّرْ لَكَ شَرِيعَةً وَ أَنَّهُ الْهَادِي الْمَهْدِيُّ الطَّاهِرُ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الرَّضِيُّ الزَّكِيُّ اَللّٰهُمَّ أَعْطِهِ فِي نَفْسِهِ

وَ أَهْلِهِ وَ وُلْدِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ أُمَّتِهِ وَ جَمِيعِ رَعِيَّتِهِ مَا تُقِرُّ بِهِ عَيْنَهُ وَ تَسُرُّ بِهِ نَفْسَهُ وَ تَجْمَعُ لَهُ مُلْكَ الْمَمْلَكَاتِ كُلِّهَا قَرِيبِهَا وَ بَعِيدِهَا وَ عَزِيزِهَا وَ ذَلِيلِهَا حَتَّى يَجْرِيَ حُكْمُهُ عَلَى كُلِّ حُكْمٍ وَ يَغْلِبَ بِحَقِّهِ كُلَّ بَاطِلٍ اَللّٰهُمَّ اسْلُكْ بِنَا عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَاجَ الْهُدَى وَ الْمَحَجَّةَ الْعُظْمَى وَ الطَّرِيقَةَ الْوُسْطَى الَّتِي يَرْجِعُ إِلَيْهَا الْغَالِي وَ يَلْحَقُ بِهَا التَّالِي وَ قَوِّنَا عَلَى طَاعَتِهِ وَ ثَبِّتْنَا عَلَى مُشَايَعَتِهِ وَ امْنُنْ عَلَيْنَا بِمُتَابَعَتِهِ وَ اجْعَلْنَا فِي حِزْبِهِ الْقَوَّامِينَ بِأَمْرِهِ الصَّابِرِينَ مَعَهُ الطَّالِبِينَ رِضَاكَ بِمُنَاصَحَتِهِ حَتَّى تَحْشُرَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي أَنْصَارِهِ وَ أَعْوَانِهِ وَ مُقَوِّيَةِ سُلْطَانِهِ اَللّٰهُمَّ وَ اجْعَلْ ذَلِكَ لَنَا خَالِصاً مِنْ كُلِّ شَكٍّ وَ شُبْهَةٍ وَ رِيَاءٍ وَ سُمْعَةٍ حَتَّى لَا نَعْتَمِدَ بِهِ غَيْرَكَ وَ لَا نَطْلُبَ بِهِ إِلَّا وَجْهَكَ وَ حَتَّى تُحِلَّنَا مَحَلَّهُ وَ تَجْعَلَنَا فِي الْجَنَّةِ مَعَهُ وَ أَعِذْنَا مِنَ السَّأْمَةِ وَ الْكَسَلِ وَ الْفَتْرَةِ وَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهِ لِدِينِكَ وَ تُعِزُّ بِهِ نَصْرَ وَلِيِّكَ وَ لَا تَسْتَبْدِلْ بِنَا غَيْرَنَا فَإِنَّ اسْتِبْدَالَكَ بِنَا غَيْرَنَا عَلَيْكَ يَسِيرٌ وَ هُوَ عَلَيْنَا عَسِيرٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى وُلَاةِ عَهْدِهِ وَ الْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ وَ بَلِّغْهُمْ آمَالَهُمْ وَ زِدْ فِي آجَالِهِمْ وَ أَعِزَّ نَصْرَهُمْ وَ تَمِّمْ لَهُمْ مَا أَسْنَدْتَ إِلَيْهِمْ فِي أَمْرِكَ لَهُمْ وَ ثَبِّتْ دَعَائِمَهُمْ وَ اجْعَلْنَا لَهُمْ أَعْوَاناً وَ عَلَى دِينِكَ أَنْصَاراً فَإِنَّهُمْ مَعَادِنُ كَلِمَاتِكَ وَ أَرْكَانُ تَوْحِيدِكَ وَ دَعَائِمُ دِينِكَ وَ وُلَاةُ أَمْرِكَ وَ خَالِصَتُكَ مِنْ عِبَادِكَ وَ صَفْوَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ وَ أَوْلِيَاؤُكَ وَ سَلَائِلُ أَوْلِيَائِكَ وَ صَفْوَةُ أَوْلَادِ رُسُلِكَ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ.

پھر سید بن طاووس کہتے ہیں: یہ دعا امام کے فرمان کے ضمن میں ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى وُلَاةِ عَهْدِهٖ وَ الْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ.

شاید اس سے مراد امام قائم پر درود بھیجنا ہو۔

یعنی آپ پر درود کے بعد آپ کے والیوں پر درود ہو۔ عبارت اس طرح تھی:

وَ الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهٖ.

یعنی ائمہ علیہم السلام اور ان کی اولاد شاید جملہ اس طرح ہو۔

صَلِّ عَلٰى وُلَاةِ عَهْدِهٖ وَ الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهٖ.

پس جس دعا کا امام رضا علیہ السلام نے حکم دیا کہ حجۃ القائم کے لئے کی جائے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ادْفَعْ عَنْ وَلِيِّكَ وَ خَلِيفَتِكَ وَ حُجَّتِكَ عَلٰى خَلْقِكَ وَ لِسَانِكَ الْمُعَبِّرِ عَنْكَ بِإِذْنِكَ النَّاطِقِ بِحِكْمَتِكَ وَ عَيْنِكَ النَّاظِرَةِ فِي بَرِيَّتِكَ وَ شاهدا [الشَّاهِدِ] عَلٰى عِبَادِكَ الْجَحْجَاحِ الْمُجَاهِدِ الْمُجْتَهِدِ عَبْدِكَ الْعَائِذِ بِكَ اَللّٰهُمَّ وَ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقْتَ وَ ذَرَأْتَ وَ بَرَأْتَ وَ أَنْشَأْتَ وَ صَوَّرْتَ وَ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ وَ عَنْ يَمِينِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ وَ مِنْ فَوْقِهٖ وَ مِنْ تَحْتِهٖ بِحِفْظِكَ الَّذِي لَا يَضِيعُ مَنْ حَفِظْتَهُ بِهٖ وَ احْفَظْ فِيهِ رَسُولَكَ وَ وَصِيَّ رَسُولِكَ وَ آبَاءَ أَئِمَّتِكَ وَ دَعَائِمَ دِينِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَ اجْعَلْهُ فِي وَدِيعَتِكَ الَّتِي لَا تَضِيعُ وَ فِي جِوَارِكَ الَّذِي لَا يُحْتَقَرُ وَ فِي مَنْعِكَ وَ عِزِّكَ الَّذِي لَا يُقْهَرُ اَللّٰهُمَّ وَ آمِنْهُ بِأَمَانِكَ الْوَثِيقِ الَّذِي لَا يُخْذَلُ مَنْ آمَنْتَهُ بِهٖ وَ اجْعَلْهُ فِي كَنَفِكَ الَّذِي لَا يُضَامُ مَنْ كَانَ فِيهِ وَ انْصُرْهُ بِنَصْرِكَ الْعَزِيزِ وَ أَيِّدْهُ بِجُنْدِكَ الْغَالِبِ وَ قَوِّهٖ بِقُوَّتِكَ وَ أَرْدِفْهُ بِمَلَائِكَتِكَ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ أَلْبِسْهُ دِرْعَكَ الْحَصِينَةَ وَ حُفَّهُ بِمَلَائِكَتِكَ حَفّاً اَللّٰهُمَّ وَ بَلِّغْهُ أَفْضَلَ مَا

بَلَّغْتَ الْقَائِلِينَ بِقِسْطِكَ مِنْ أَتْبَاعِ النَّبِيِّينَ اللّٰهُمَّ اشْعَبْ بِهِ الصَّدْعَ وَ ارْتُقْ بِهِ الْفَتْقَ وَ أَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ وَ أَظْهِرْ بِهِ الْعَدْلَ وَ زَيِّنْ بِطُولِ بَقَائِهِ الْأَرْضَ وَ أَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَ انْصُرْهُ بِالرُّعْبِ وَ افْتَحْ لَهُ فَتْحاً يَسِيراً وَ اجْعَلْ لَهُ مِنْ لَدُنْكَ عَلَى عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّهِ سُلْطَاناً نَصِيراً اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ الْقَائِمَ الْمُنْتَظَرَ وَ الْإِمَامَ الَّذِي بِهِ تَنْتَصِرُ وَ أَيِّدْهُ بِنَصْرٍ عَزِيزٍ وَ فَتْحٍ قَرِيبٍ وَ وَرِّثْهُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا اللَّاتِي بَارَكْتَ فِيهَا وَ أَحْيِ بِهِ سُنَّةَ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى لَا يَسْتَخْفِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَقِّ مَخَافَةَ أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ وَ قَوِّ نَاصِرَهُ وَ اخْذُلْ خَاذِلَهُ وَ دَمْدِمْ عَلَى مَنْ نَصَبَ لَهُ وَ دَمِّرْ عَلَى مَنْ غَشَّهُ اللّٰهُمَّ وَ اقْتُلْ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ وَ عُمُدَهُ وَ دَعَائِمَهُ وَ الْقُوَّامَ بِهِ وَ اقْصِمْ بِهِ رُءُوسَ الضَّلَالَةِ وَ شَارِعَةَ الْبِدْعَةِ وَ مُمِيتَةَ السُّنَّةِ وَ مُقَوِّيَةَ الْبَاطِلِ وَ أَذْلِلْ بِهِ الْجَبَّارِينَ وَ أَبِرْ بِهِ الْكَافِرِينَ وَ الْمُنَافِقِينَ وَ جَمِيعَ الْمُلْحِدِينَ حَيْثُ كَانُوا وَ أَيْنَ كَانُوا مِنْ مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحْرِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا حَتَّى لَا تَدَعَ مِنْهُمْ دَيَّاراً وَ لَا تُبْقِيَ لَهُمْ آثَاراً اللّٰهُمَّ وَ طَهِّرْ مِنْهُمْ بِلَادَكَ وَ اشْفِ مِنْهُمْ عِبَادَكَ وَ أَعِزَّ بِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَحْيِ بِهِ سُنَنَ الْمُرْسَلِينَ وَ دَارِسَ حُكْمِ النَّبِيِّينَ وَ جَدِّدْ بِهِ مَا مُحِيَ مِنْ دِينِكَ وَ بُدِّلَ مِنْ حُكْمِكَ حَتَّى تُعِيدَ دِينَكَ بِهِ وَ عَلَى يَدَيْهِ غَضّاً جَدِيداً صَحِيحاً مَحْضاً لَا عِوَجَ فِيهِ وَ لَا بِدْعَةَ مَعَهُ حَتَّى تُنِيرَ بِعَدْلِهِ ظُلَمَ الْجَوْرِ وَ تُطْفِئَ بِهِ نِيرَانَ الْكُفْرِ وَ تُظْهِرَ بِهِ مَعَاقِدَ الْحَقِّ وَ مَجْهُولَ الْعَدْلِ وَ تُوضِحَ بِهِ مُشْكِلَاتِ الْحُكْمِ اللّٰهُمَّ وَ إِنَّهُ عَبْدُكَ الَّذِي اسْتَخْلَصْتَهُ لِنَفْسِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُ مِنْ خَلْقِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُ عَلَى عِبَادِكَ وَ

ائْتَمَنْتَهُ عَلَى غَيْبِكَ وَ عَصَمْتَهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَ بَرَّأْتَهُ مِنَ الْعُيُوبِ وَ
طَهَّرْتَهُ وَ صَرَفْتَهُ عَنِ الدَّنَسِ وَ سَلَّمْتَهُ مِنَ الرَّيْبِ اَللّٰهُمَّ فَإِنَّا نَشْهَدُ لَهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَوْمَ حُلُولِ الطَّامَّةِ أَنَّهُ لَمْ يُذْنِبْ وَ لَمْ يَأْتِ حُوباً وَ لَمْ
يَرْتَكِبْ لَكَ مَعْصِيَةً وَ لَمْ يُضَيِّعْ لَكَ طَاعَةً وَ لَمْ يَهْتِكْ لَكَ حُرْمَةً وَ لَمْ
يُبَدِّلْ لَكَ فَرِيضَةً وَ لَمْ يُغَيِّرْ لَكَ شَرِيعَةً وَ أَنَّهُ الْإِمَامُ التَّقِيُّ الْهَادِي
الْمَهْدِيُّ الطَّاهِرُ التَّقِيُّ الْوَفِيُّ الرَّضِيُّ الزَّكِيُّ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَى آبَائِهِ
وَ أَعْطِهِ فِي نَفْسِهِ وَ وُلْدِهِ وَ أَهْلِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ أُمَّتِهِ وَ جَمِيعِ رَعِيَّتِهِ مَا تُقِرُّ بِهِ
عَيْنَهُ وَ تَسُرُّ بِهِ نَفْسَهُ وَ تَجْمَعُ لَهُ مُلْكَ الْمَمْلَكَاتِ كُلِّهَا قَرِيبِهَا وَ بَعِيدِهَا وَ
عَزِيزِهَا وَ ذَلِيلِهَا حَتَّى يَجْرِيَ حُكْمُهُ عَلَى كُلِّ حُكْمٍ وَ يَغْلِبَ بِحَقِّهِ عَلَى كُلِّ
بَاطِلٍ اَللّٰهُمَّ وَ اسْلُكْ بِنَا عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَاجَ الْهُدَى وَ الْمَحَجَّةَ الْعُظْمَى وَ
الطَّرِيقَةَ الْوُسْطَى الَّتِي يَرْجِعُ إِلَيْهَا الْغَالِي وَ يَلْحَقُ بِهَا التَّالِي اَللّٰهُمَّ وَ قَوِّنَا
عَلَى طَاعَتِهِ وَ ثَبِّتْنَا عَلَى مُشَايَعَتِهِ وَ امْنُنْ عَلَيْنَا بِمُتَابَعَتِهِ وَ اجْعَلْنَا فِي
حِزْبِهِ الْقَوَّامِينَ بِأَمْرِهِ الصَّابِرِينَ مَعَهُ الطَّالِبِينَ رِضَاكَ بِمُنَاصَحَتِهِ حَتَّى
تَحْشُرَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي أَنْصَارِهِ وَ أَعْوَانِهِ وَ مُقَوِّيَةِ سُلْطَانِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنَّا لَكَ خَالِصاً مِنْ كُلِّ شَكٍّ وَ
شُبْهَةٍ وَ رِيَاءٍ وَ سُمْعَةٍ حَتَّى لَا نَعْتَمِدَ بِهِ غَيْرَكَ وَ لَا نَطْلُبَ بِهِ إِلَّا وَجْهَكَ وَ
حَتَّى تُحِلَّنَا مَحَلَّهُ وَ تَجْعَلَنَا فِي الْجَنَّةِ مَعَهُ وَ لَا تَبْتَلِنَا فِي أَمْرِهِ بِالسَّأْمَةِ وَ
الْكَسَلِ وَ الْفَتْرَةِ وَ الْفَشَلِ وَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهِ لِدِينِكَ وَ تُعِزُّ بِهِ نَصْرَ
وَلِيِّكَ وَ لَا تَسْتَبْدِلْ بِنَا غَيْرَنَا فَإِنَّ اسْتِبْدَالَكَ بِنَا غَيْرَنَا عَلَيْكَ يَسِيرٌ وَ
هُوَ عَلَيْنَا كَبِيرٌ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ وَ صَلِّ عَلَى وُلَاةِ عُهُودِهِ وَ

بَلِّغْهُمْ آمَالَهُمْ وَ زِدْ فِي آجَالِهِمْ وَ انْصُرْهُمْ وَ تَمِّمْ لَهُمْ مَا أَسْنَدْتَ
إِلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِ دِينِكَ وَ اجْعَلْنَا لَهُمْ أَعْوَاناً وَ عَلَى دِينِكَ أَنْصَاراً وَ صَلِّ
عَلَى آبَائِهِ الطَّاهِرِينَ الْأَئِمَّةِ الرَّاشِدِينَ اَللّٰهُمَّ فَإِنَّهُمْ مَعَادِنُ كَلِمَاتِكَ وَ
خُزَّانُ عِلْمِكَ وَ وُلَاةُ أَمْرِكَ وَ خَالِصَتُكَ مِنْ عِبَادِكَ وَ خِيَرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ
وَ أَوْلِيَاؤُكَ وَ سَلَائِلُ أَوْلِيَائِكَ وَ صَفْوَتُكَ وَ أَوْلَادُ أَصْفِيَائِكَ صَلَوَاتُكَ وَ
رَحْمَتُكَ وَ بَرَكَاتُكَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اَللّٰهُمَّ وَ شُرَكَاؤُهُ فِي أَمْرِهِ وَ مُعَاوِنُوهُ
عَلَى طَاعَتِكَ الَّذِينَ جَعَلْتَهُمْ حِصْنَهُ وَ سِلَاحَهُ وَ مَفْزَعَهُ وَ أُنْسَهُ الَّذِينَ
سَلَوْا عَنِ الْأَهْلِ وَ الْأَوْلَادِ وَ تَجَافَوُا الْوَطَنَ وَ عَطَّلُوا الْوَثِيرَ مِنَ الْمِهَادِ
قَدْ رَفَضُوا تِجَارَاتِهِمْ وَ أَضَرُّوا بِمَعَايِشِهِمْ وَ فُقِدُوا فِي أَنْدِيَتِهِمْ بِغَيْرِ
غَيْبَةٍ عَنْ مِصْرِهِمْ وَ حَالَفُوا الْبَعِيدَ مِمَّنْ عَاضَدَهُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ وَ
خَالَفُوا الْقَرِيبَ مِمَّنْ صَدَّ عَنْ وِجْهَتِهِمْ وَ ائْتَلَفُوا بَعْدَ التَّدَابُرِ وَ
التَّقَاطُعِ فِي دَهْرِهِمْ وَ قَطَعُوا الْأَسْبَابَ الْمُتَّصِلَةَ بِعَاجِلِ حُطَامٍ مِنَ
الدُّنْيَا فَاجْعَلْهُمُ اَللّٰهُمَّ فِي حِرْزِكَ وَ فِي ظِلِّ كَنَفِكَ وَ رُدَّ عَنْهُمْ بَأْسَ مَنْ
قَصَدَ إِلَيْهِمْ بِالْعَدَاوَةِ مِنْ خَلْقِكَ وَ أَجْزِلْ لَهُمْ مِنْ دَعْوَتِكَ مِنْ كِفَايَتِكَ
وَ مَعُونَتِكَ لَهُمْ وَ تَأْيِيدِكَ وَ نَصْرِكَ إِيَّاهُمْ مَا تُعِينُهُمْ بِهِ عَلَى طَاعَتِكَ وَ
أَزْهِقْ بِحَقِّهِمْ بَاطِلَ مَنْ أَرَادَ إِطْفَاءَ نُورِكَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ امْلَأْ
بِهِمْ كُلَّ أُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ وَ قُطْرٍ مِنَ الْأَقْطَارِ قِسْطاً وَ عَدْلًا وَ رَحْمَةً وَ
فَضْلًا وَ اشْكُرْ لَهُمْ عَلَى حَسَبِ كَرَمِكَ وَ جُودِكَ وَ مَا مَنَنْتَ بِهِ عَلَى
الْقَائِمِينَ بِالْقِسْطِ مِنْ عِبَادِكَ وَ ادَّخِرْ لَهُمْ مِنْ ثَوَابِكَ مَا تَرْفَعُ لَهُمْ بِهِ

الدَّرَجَاتِ إِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَ تَحْكُمُ مَا تُرِيدُ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔[1]

۳۔ دعائے عصر غیبت:

شیخ صدوق کمال الدین میں ابومحمد حسین بن احمد مکتب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ابوعلی بن حمام نے شیخ عمری سے نقل کی اور کہا غیبت میں قائم کے لئے دعا ہے؟

سید ابن طاوس جمال الاسبوع میں اپنی سند سے شیخ طوسی سے اور وہ ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری سے اور انہوں نے ابوعلی محمد بن حمام سے اس دعا کو نقل کیا کہ شیخ عمر نے فرمایا: غیبت امام مہدی علیہ السلام میں یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْكَ وَ لَمْ أَعْرِفْ رَسُولَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِي اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَ لَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَيْتَنِي لِوَلَايَةِ مَنْ فَرَضْتَ طَاعَتَهُ عَلَيَّ مِنْ وُلَاةِ أَمْرِكَ بَعْدَ رَسُولِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى وَالَيْتُ وُلَاةَ أَمْرِكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ عَلِيّاً وَ مُحَمَّداً وَ جَعْفَراً وَ مُوسَى وَ عَلِيّاً وَ مُحَمَّداً وَ عَلِيّاً وَ الْحَسَنَ وَ الْحُجَّةَ الْقَائِمَ الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِي عَلَى دِينِكَ وَ اسْتَعْمِلْنِي بِطَاعَتِكَ وَ لَيِّنْ قَلْبِي لِوَلِيِّ أَمْرِكَ وَ عَافِنِي مِمَّا امْتَحَنْتَ بِهِ خَلْقَكَ وَ ثَبِّتْنِي عَلَى طَاعَةِ وَلِيِّ أَمْرِكَ الَّذِي سَتَرْتَهُ عَنْ خَلْقِكَ فَبِإِذْنِكَ غَابَ عَنْ بَرِيَّتِكَ وَ أَمْرَكَ يَنْتَظِرُ وَ أَنْتَ الْعَالِمُ غَيْرُ مُعَلَّمٍ بِالْوَقْتِ الَّذِي فِيهِ صَلَاحُ أَمْرِ وَلِيِّكَ فِي الْإِذْنِ لَهُ

[1] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع/513/ ذكر الدعاء لصاحب الأمر المروي عن الرضا عليها أفضل السلام..... ص:506

بِإِظْهَارِ أَمْرِهِ وَ كَشْفِ سِرِّهِ وَ صَبِّرْنِي عَلَى ذَلِكَ حَتَّى لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ وَ لَا تَأْخِيرَ مَا عَجَّلْتَ وَ لَا أَكْشِفَ عَمَّا سَتَرْتَ وَ لَا أَبْحَثَ عَمَّا كَتَمْتَ وَ لَا أُنَازِعَكَ فِي تَدْبِيرِكَ وَ لَا أَقُولَ لِمَ وَ كَيْفَ وَ مَا بَالُ وَلِيِّ الْأَمْرِ لَا يَظْهَرُ وَ قَدِ امْتَلَأَتِ الْأَرْضُ مِنَ الْجَوْرِ وَ أُفَوِّضُ أُمُورِي كُلَّهَا إِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُرِيَنِي وَلِيَّ أَمْرِكَ ظَاهِراً نَافِذَ الْأَمْرِ مَعَ عِلْمِي بِأَنَّ لَكَ السُّلْطَانَ وَ الْقُدْرَةَ وَ الْبُرْهَانَ وَ الْحُجَّةَ وَ الْمَشِيَّةَ وَ الْحَوْلَ وَ الْقُوَّةَ فَافْعَلْ ذَلِكَ بِي وَ بِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى وَلِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ظَاهِرَ الْمَقَالَةِ وَاضِحَ الدَّلَالَةِ هَادِياً مِنَ الضَّلَالَةِ شَافِياً مِنَ الْجَهَالَةِ وَ أَبْرِزْ يَا رَبِّ مُشَاهَدَتَهُ وَ ثَبِّتْ قَوَاعِدَهُ وَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَقَرُّ عَيْنُهُ بِرُؤْيَتِهِ وَ أَقِمْنَا بِخِدْمَتِهِ وَ تَوَفَّنَا عَلَى مِلَّتِهِ وَ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ مَا خَلَقْتَ وَ بَرَأْتَ وَ ذَرَأْتَ وَ أَنْشَأْتَ وَ صَوَّرْتَ وَ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِهِ وَ مِنْ تَحْتِهِ بِحِفْظِكَ الَّذِي لَا يَضِيعُ مَنْ حَفِظْتَهُ بِهِ وَ احْفَظْ فِيهِ رَسُولَكَ وَ وَصِيَّ رَسُولِكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ وَ مُدَّ فِي عُمُرِهِ وَ زِدْ فِي أَجَلِهِ وَ أَعِنْهُ عَلَى مَا وَلَّيْتَهُ وَ اسْتَرْعَيْتَهُ وَ زِدْ فِي كَرَامَتِكَ لَهُ فَإِنَّهُ الْهَادِي الْمَهْدِيُّ وَ الْقَائِمُ الْمُهْتَدِي الطَّاهِرُ التَّقِيُّ الزَّكِيُّ النَّقِيُّ الرَّضِيُّ الْمَرْضِيُّ الصَّابِرُ الشَّكُورُ الْمُجْتَهِدُ اَللّٰهُمَّ وَ لَا تَسْلُبْنَا الْيَقِينَ لِطُولِ الْأَمَدِ فِي غَيْبَتِهِ وَ انْقِطَاعِ خَبَرِهِ عَنَّا وَ لَا تُنْسِنَا ذِكْرَهُ وَ انْتِظَارَهُ وَ الْإِيمَانَ بِهِ وَ قُوَّةَ الْيَقِينِ فِي ظُهُورِهِ وَ الدُّعَاءَ لَهُ وَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يُقَنِّطَنَا طُولُ غَيْبَتِهِ مِنْ قِيَامِهِ وَ يَكُونَ يَقِينُنَا فِي ذَلِكَ كَيَقِينِنَا فِي قِيَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَا جَاءَ بِهِ مِنْ وَحْيِكَ وَ تَنْزِيلِكَ وَ قَوِّ قُلُوبَنَا عَلَى الْإِيمَانِ بِهِ حَتَّى تَسْلُكَ بِنَا عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَاجَ الْهُدَى وَ الْمَحَجَّةَ الْعُظْمَى وَ الطَّرِيقَةَ الْوُسْطَى وَ قَوِّنَا عَلَى طَاعَتِهِ وَ ثَبِّتْنَا عَلَى مُتَابَعَتِهِ وَ اجْعَلْنَا فِي حِزْبِهِ وَ أَعْوَانِهِ وَ أَنْصَارِهِ وَ الرَّاضِينَ بِفِعْلِهِ وَ لَا تَسْلُبْنَا ذَلِكَ فِي حَيَاتِنَا وَ لَا عِنْدَ وَفَاتِنَا حَتَّى تَتَوَفَّانَا وَ نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ لَا شَاكِّينَ وَ لَا نَاكِثِينَ وَ لَا مُرْتَابِينَ وَ لَا مُكَذِّبِينَ اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَ أَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَ انْصُرْ نَاصِرِيهِ وَ اخْذُلْ خَاذِلِيهِ وَ دَمْدِمْ عَلَى مَنْ نَصَبَ لَهُ وَ كَذَّبَ بِهِ وَ أَظْهِرْ بِهِ الْحَقَّ وَ أَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ وَ اسْتَنْقِذْ بِهِ عِبَادَكَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الذُّلِّ وَ انْعَشْ بِهِ الْبِلَادَ وَ اقْتُلْ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكَفَرَةِ [الْكُفْرِ] وَ اقْصِمْ بِهِ رُءُوسَ الضَّلَالَةِ وَ ذَلِّلْ بِهِ الْجَبَّارِينَ وَ الْكَافِرِينَ وَ أَبِرْ بِهِ الْمُنَافِقِينَ وَ النَّاكِثِينَ وَ جَمِيعَ الْمُخَالِفِينَ وَ الْمُلْحِدِينَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحْرِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا حَتَّى لَا تَدَعَ مِنْهُمْ دَيَّاراً وَ لَا تُبْقِيَ لَهُمْ آثَاراً وَ طَهِّرْ مِنْهُمْ بِلَادَكَ وَ اشْفِ مِنْهُمْ صُدُورَ عِبَادِكَ وَ جَدِّدْ بِهِ مَا امْتَحَى مِنْ دِينِكَ وَ أَصْلِحْ بِهِ مَا بُدِّلَ مِنْ حُكْمِكَ وَ غُيِّرَ مِنْ سُنَّتِكَ حَتَّى يَعُودَ دِينُكَ بِهِ وَ عَلَى يَدَيْهِ غَضّاً جَدِيداً صَحِيحاً لَا عِوَجَ فِيهِ وَ لَا بِدْعَةَ مَعَهُ حَتَّى تُطْفِئَ بِعَدْلِهِ نِيرَانَ الْكَافِرِينَ فَإِنَّهُ عَبْدُكَ الَّذِي اسْتَخْلَصْتَهُ لِنَفْسِكَ وَ ارْتَضَيْتَهُ لِنُصْرَةِ دِينِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُ بِعِلْمِكَ وَ عَصَمْتَهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَ بَرَّأْتَهُ مِنَ الْعُيُوبِ وَ أَطْلَعْتَهُ عَلَى الْغُيُوبِ وَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِ وَ طَهَّرْتَهُ مِنَ الرِّجْسِ وَ نَقَّيْتَهُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَى آبَائِهِ الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ وَ عَلَى شِيعَتِهِ الْمُنْتَجَبِينَ وَ بَلِّغْهُمْ مِنْ آمَالِهِمْ أَفْضَلَ مَا يَأْمُلُونَ وَ اجْعَلْ ذَلِكَ مِنَّا

خَالِصاً مِنْ كُلِّ شَكٍّ وَ شُبْهَةٍ وَ رِيَاءٍ وَ سُمْعَةٍ حَتَّى لَا نُرِيدَ بِهِ غَيْرَكَ وَ لَا نَطْلُبَ بِهِ إِلَّا وَجْهَكَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَشْكُو إِلَيْكَ غَيْبَةَ نَبِيِّنَا وَ فَقْدَ وَلِيِّنَا وَ شِدَّةَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا وَ وُقُوعَ الْفِتَنِ بِنَا وَ تَظَاهُرَ الْأَعْدَاءِ وَ كَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَ قِلَّةَ عَدَدِنَا اَللّٰهُمَّ فَفَرِّجْ ذَلِكَ بِفَتْحٍ مِنْكَ تُعَجِّلُهُ وَ نَصْرٍ مِنْكَ تُعِزُّهُ وَ إِمَامِ عَدْلٍ تُظْهِرُهُ إِلَهَ الْحَقِّ رَبَّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ أَنْ تَأْذَنَ لِوَلِيِّكَ فِي إِظْهَارِ عَدْلِكَ فِي عِبَادِكَ وَ قَتْلِ أَعْدَائِكَ فِي بِلَادِكَ حَتَّى لَا تَدَعَ لِلْجَوْرِ يَا رَبِّ دِعَامَةً إِلَّا قَصَمْتَهَا وَ لَا بَقِيَّةً إِلَّا أَفْنَيْتَهَا وَ لَا قُوَّةً إِلَّا أَوْهَنْتَهَا وَ لَا رُكْناً إِلَّا هَدَمْتَهُ (هَدَدْتَهُ) وَ لَا حَدّاً إِلَّا فَلَلْتَهُ وَ لَا سِلَاحاً إِلَّا أَكْلَلْتَهُ وَ لَا رَايَةً إِلَّا نَكَّسْتَهَا وَ لَا شُجَاعاً إِلَّا قَتَلْتَهُ وَ لَا جَيْشاً إِلَّا خَذَلْتَهُ وَ ارْمِهِمْ يَا رَبِّ بِحَجَرِكَ الدَّامِغِ وَ اضْرِبْهُمْ بِسَيْفِكَ الْقَاطِعِ وَ بَأْسِكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ وَ عَذِّبْ أَعْدَاءَكَ وَ أَعْدَاءَ دِينِكَ وَ أَعْدَاءَ رَسُولِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِيَدِ وَلِيِّكَ وَ أَيْدِي عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ اَللّٰهُمَّ اكْفِ وَلِيَّكَ وَ حُجَّتَكَ فِي أَرْضِكَ هَوْلَ عَدُوِّهِ وَ كَيْدَ مَنْ كَادَهُ وَ امْكُرْ بِمَنْ مَكَرَ بِهِ وَ اجْعَلْ دَائِرَةَ السَّوْءِ عَلَى مَنْ أَرَادَ بِهِ سُوءاً وَ اقْطَعْ عَنْهُمْ مَادَّتَهُمْ وَ ارْعَبْ لَهُ قُلُوبَهُمْ وَ زَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَ خُذْهُمْ جَهْرَةً وَ بَغْتَةً وَ شَدِّدْ عَلَيْهِمْ عَذَابَكَ وَ أَخْزِهِمْ فِي عِبَادِكَ وَ الْعَنْهُمْ فِي بِلَادِكَ وَ أَسْكِنْهُمْ أَسْفَلَ نَارِكَ وَ أَحِطْ بِهِمْ أَشَدَّ عَذَابِكَ وَ أَصْلِهِمْ نَاراً وَ احْشُ قُبُورَ مَوْتَاهُمْ نَاراً وَ أَصْلِهِمْ حَرَّ نَارِكَ فَإِنَّهُمْ أَضَلُّوا وَ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ وَ أَضَلُّوا عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ وَ أَحْيِ بِوَلِيِّكَ الْقُرْآنَ وَ أَرِنَا نُورَهُ سَرْمَداً لَا ظُلْمَةَ فِيهِ وَ أَحْيِ الْقُلُوبَ الْمَيِّتَةَ وَ اشْفِ بِهِ

الصُّدُورَ الْوَغِرَةَ وَ اجْمَعْ بِهِ الْأَهْوَاءَ الْمُخْتَلِفَةَ عَلَى الْحَقِّ وَ أَقِمْ بِهِ الْحُدُودَ الْمُعَطَّلَةَ وَ الْأَحْكَامَ الْمُهْمَلَةَ حَتَّى لَا يَبْقَى حَقٌّ إِلَّا ظَهَرَ وَ لَا عَدْلٌ إِلَّا زَهَرَ وَ اجْعَلْنَا يَا رَبِّ مِنْ أَعْوَانِهِ وَ مُقَوِّيَةِ سُلْطَانِهِ وَ الْمُؤْتَمِرِينَ لِأَمْرِهِ وَ الرَّاضِينَ بِفِعْلِهِ وَ الْمُسَلِّمِينَ لِأَحْكَامِهِ وَ مِمَّنْ لَا حَاجَةَ بِهِ إِلَى التَّقِيَّةِ مِنْ خَلْقِكَ أَنْتَ يَا رَبِّ الَّذِي تَكْشِفُ الضُّرَّ وَ تُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاكَ وَ تُنَجِّي مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ فَاكْشِفِ الضُّرَّ عَنْ وَلِيِّكَ وَ اجْعَلْهُ خَلِيفَتَكَ [خَلِيفَةً] فِي أَرْضِكَ كَمَا ضَمِنْتَ لَهُ اَللّٰهُمَّ وَ لَا تَجْعَلْنِي مِنْ خُصَمَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ لَا تَجْعَلْنِي مِنْ أَعْدَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ لَا تَجْعَلْنِي مِنْ أَهْلِ الْحَنَقِ وَ الْغَيْظِ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَإِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ذَلِكَ فَأَعِذْنِي وَ أَسْتَجِيرُ بِكَ فَأَجِرْنِي اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْنِي بِهِمْ فَائِزاً عِنْدَكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔[1]

ترجمہ:

اے اللہ! تو مجھے اپنی معرفت عطا فرمائے۔ اگر تو نے اپنی معرفت عطا نہیں کی تو میں تیرے نبی کی معارفت حاصل نہ کرسکوں گا۔ اے اللہ! اپنے نبی کی معرفت عطا کر، اگر تو نے اپنے نبی کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیری حجت کی معرفت حاصل نہ کرسکوں گا۔ اے اللہ! اپنی حجت معرفت عطا کر، اگر تو نے اپنی حجت کی معرفت عطا نہیں کی، تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔ اے اللہ! مجھے جاہلیت کی موت نہ دے اور میرے قلب کو ہدایت کے بعد نہ پھیر۔ اے اللہ! جب کہ تو نے میری ہدایت کی اس کی ولایت کی طرف جن کی اطاعت مجھ پر لازم

---

[1] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع/522/ذكر دعاء آخر يدعى له ص به..... ص: 521. كمال الدين و تمام النعمة/ج2/512/45باب ذكر التوقيعات الواردة عن القائم ؑ..... ص: 482

ہے، جو تیرے رسولؐ کے بعد تیرے امر کی ولی ہیں، ان پر اور ان کی اولاد پر درود یہاں تک کہ میں متمسک ہو گیا ہوں۔ تیرے امر کے ولی امیر المومنینؑ، حسنؑ، حسینؑ، علیؑ، محمدؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ علیؑ ومحمدؑ وعلیؑ وحسنؑ وحجۃ القائم مہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اے اللہ! مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اپنے ولی کے امر کی اطاعت پر جن کو تو نے خلق کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے، جو تیرے اذن سے مخلوق سے غائب ہیں اور تیرے حکم کے منتظر ہیں۔ تو عالم غیر معلم ہے اس کا وقت جس میں تیرے ولی کی اُمور کی اصلاح ہوگی (اسباب ظہور درست ہوں گے) اور ظہور پرُ نور تیرے اذن سے ہوگا اور غیبت کا پردہ چاک ہوگا۔ پس مجھے ان اُمور میں صبر عطا فرما، کے میں ان چیزوں میں عجلت نہ کروں جن کو تو نے مؤخر کیا ہے۔ ان میں تاخیر نہ کروں جن میں تو نے تعجیل پسند کی ہے اور نہ ان چیزوں کے پیچھے پڑوں جن کو تو نے پوشیدہ رکھا ہے، اور نہ ان اُمور میں جن کو تو نے مخفی رکھا بحث میں پڑوں۔ نہ تیری تدبیر میں تنازعہ کروں اور نہ (تیری قضاء قدر میں) کیوں اور ایسے کہوں اور نہ یہ کہ کیا وجہ ہے، کہ صاحب امر ظہور نہیں کرتے؟ حالانکہ زمین ظلم وجور سے بھر گئی ہے اور میں نے اپنے تمام اُمور تیری طرف تفویض کر دیئے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کہ مجھے اپنے ولی امر کے جمال بے مثال کی زیارت کرا، جب کہ ان کے احکامات نافذ ہوں گے (ان کی حکومت قائم ہوگی)۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے لئے وہی دلیل و قدر و برہان وحجت مشیت وارادہ اور طاقت وقوت ہے۔ پس یہ لطف مجھ پر اور تمام مومنین پر فرما کے ہم سب تیرے ولی کی زیارت کریں۔ تیرا درود ان پر اور اس کی آل پر ہو۔ اس طرح ان کا فرمان ظاہر ہو۔ رہنمائی واضح ہو وہ گمراہی سے ہدایت کرنے والے اور جہالت کی بیماری سے شفاء دینے والے ہیں۔ اے رب ان کے مشاہدہ کو آشکار کر ان کے ارکان (حکومت) کو مستحکم کر اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جو ان کے جمال بے مثال کی زیارت کریں گے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی خدمت بجالائیں اور ان کے دین پر مریں ور ان کے زمرے میں محشور ہوں۔ اے اللہ! امام غائب علیہ السلام کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھ جنہیں تو نے خلق کیا، عدم سے وجود

میں لایا، پیدا کیا، پرورش کیا اور صورت دی، امامؑ کو بچایا (اس شر) سے جو ان کے سامنے سے آئے، پیچھے سے آئے، دائیں سے آئے، بائیں سے آئے، اوپر سے آئے، نیچے سے آئے۔ اپنی حفاظت میں رکھ کے اس حفاظت میں آنے کے بعد کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ان کے وجود کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے احکامات) میں حفاظت فرما۔ اے اللہ! امام عصر علیہ السلام کی عمر طویل فرما۔ ان کی حیات میں اضافہ فرما، اپنی اس ولایت اور حکومت میں جو تو عطا کرے گا ان کی مدد فرما۔ ان پر لطف کرم میں اضافہ فرما۔ وہ ہادی مہتدی اور امر حق کو قائم کرنے والے، ہدایت یافتہ، پاک، صاحب تقویٰ، خالص، پاکیزہ، خوشنود، پسندیدہ، صابر، راہ خدا میں کوشاں اور شاکر ہیں۔ اے اللہ! ہمارے یقین کو اور ان کی مدت غیبت کی طوالت، ان کے خبر کے منقطع ہو جانے کے باعث سلب نہ کر، ان کی یاد اور ان کے انتظار، ان پر ایمان اور ان پر ظہور کے بارے میں یقین کامل، ان پر دعا اور درود و سلام کے فریضہ کو ہمارے دل میں محو نہ کرنا، یہاں تک کہ ہم ان کی طوالت غیبت کے بعث ان کے ظہور سے مایوس نہ ہو جائیں، ہمیں امام عصر علیہ السلام کے قیام کا اسی طرح یقین کامل ہو جیسے ہمیں تیرے رسولؐ کے قیام کا یقین ہے، جیسے ان چیزوں کا جو وحی اور تنزیل کے ذریعہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک آئیں، ہمارے قلوب میں (ان کے ظہور) کے ایمان کو اور قوی فرما۔ یہاں تک کہ تو ہمیں اس راہ پر چلا جو شاہراہ ہدایت، حجت عظمیٰ اور درمیانی راستہ ہے۔ ہمیں ان کی اطاعت کی طاقت دے، ان کی اتباع پر ثابت قدم رکھ، ہمیں ان کے لشکر، ان کے دوستوں اور ان کے مددگاروں میں سے قرار دے۔ ان لوگوں میں قرار دے جن کے عمل سے راضی ہوں اور اس سعادت سے ہمیں نہ ہماری زندگی میں محروم رکھ نہ مرتے وقت۔ یہاں تک کہ جب ہمیں موت آئے تو ہم اسی ایمان کے یقین پر ہوں، نہ ہم شک کرنے والوں میں سے ہوں اور نہ عہد شکنی کرنے والوں میں سے، نہ سست عمل کرنے والوں میں سے اور نہ تکذیب کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! ان ظہور میں تعجیل فرما، ان کی نصرت فرما اور ان لوگوں کی نصرت فرما جو ان کی مدد کریں۔ انہیں چھوڑ دے اور ان کو تباہ برباد کر دے جو

آنجنابؑ سے دشمنی رکھیں، ان کی تکذیب کریں، ان کے وجود اقدس سے دین حق کو ظاہر فرما اور ان کے ذریعہ باطل کا خاتمہ فرما، ان کا ذریعہ مومنین کو ذلت اور خواری سے نجات دلا، شہروں کو ان کی برکت سے آباد فرما۔ ان کے ہاتھوں کفر کے جباروں کو قتل کر، گمراہوں کے رؤسا کی طاقت کو توڑ، ان کا ذریعہ جابرین اور کافرین کو ذلیل فرما۔ ان کے ذریعہ منافقین عہد شکنی کرنے والوں اور تمام مخالفوں، بے دینوں کو جو زمین پر مشرق و مغرب خشکی اور سمندر، بیابانوں اور پہاڑوں میں جہاں بھی رہتے ہوں تباہ و برباد کردے۔ یہاں تک کہ نہ ان کے شہر بچیں، نہ ان کے آثار۔ ان سے تیرے شہر پاک ہوجائیں گے۔ ان (کے ناپاک وجود) سے اپنے بندوں کے سینے کو شفا بخش (کیونکہ ان کا وجود مرض کی علامت ہے) اور جو چیزیں تیرے دین سے مٹادی گئی ہیں امام عصرؑ کے ذریعہ ان کی تجدید کر، تیرے وہ احکام جو بدل دیئے گئے ہیں اور تیری وہ سنت جس میں تبدیلی کی گئی ہے امام عصرؑ کے وسیلے سے ان کی اصلاح فرما۔ یہاں تک کہ امامؑ کے وجود کی برکت سے تیرا دین پھر سے تر و تازہ اور صحیح و کامل ہوجائے، بغیر کجی اور بدعت کے قابل عمل ہوجائے۔ ان کی حکومت عدل کے باعث کفر کی آگ بجھ جائے، کیونکہ (امام عصرؑ تیرے وہ بندے ہیں) جن کو تو نے اپنے لئے مخصوص کرلیا، اپنے نبیؐ کی نصرت کے لئے پسند کیا، اپنے علم کے لئے چن لیا۔ انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کے عیوب سے مبراء رکھا، اسرار غیب سے ان کو مطلع کیا اور ان پر اپنی نعمتیں نازل کیں، ان کو ہر رجس و نجاست سے پاک رکھا اور ہر طرح کے جہل و عیان سے طاہر رکھا۔ اے اللہ! درود ان پر اور ان کے آباء ائمہ طاہرین علیہم السلام پر اور ان کے برگزیدہ شیعوں پر ان کی اُمید و دعا کو کامل فرما اور ہماری اس دعا کو شبہ، ریاکاری اور خود نمائی سے پاک رکھ۔ یہاں تک ہم تیرے سوا کسی غیر کا ارادہ نہ کریں، تیری رضا و خوشنودی طلب کریں۔ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں اس بات کی کہ ہمارے درمیان ہمارے نبیؐ بھی نہیں ہیں، ہمارے سرپرست بھی غیبت میں ہیں، ہم زمانہ کی سختیوں اور آزمائشوں میں گھیرے ہوئے ہیں، دشمن ہم پر غالب آگئے ہیں۔ ہمارے دشمنوں کی کثرت ہے اور ہماری

تعداد کم ہے۔ پس اے اللہ، جلد ہمیں اپنی طرف سے مصائب سے نجات دلا اور امامؑ عدل کے ذریعہ ہمیں غلبہ عطا فرما، اے معبود برحق ہماری دعا قبول کر۔ اے اللہ، ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو اپنے ولی کو اجازت دے کہ وہ تیرے بندوں میں تیرے عدل کا اظہار کریں، تیرے دشمنوں کو قتل کریں یہاں تک کہ ظلم کا کوئی داعی باقی نہ رہے۔ اے پروردگار ظلم کے ستون اُکھاڑ دے، ظلم کی بنیادوں کو فنا کر دے، ان کے ارکان کو منہدم کر دے، ان کی تلواروں کو کند کر دے، ان کے اسلحہ کو ناکارہ کر دے، ان کے جھنڈے کو نیچا کر دے، ان کے لڑنے والوں کو قتل کرا دے، ان کے لشکر میں پھوٹ ڈال دے، اے رب سخت پتھروں کی ان پر بارش کر دے، اپنی کاٹ دار تلوار سے ان پر ضرب لگا۔ اور اپنے عذاب کی شدت کو قوم مجرمین سے نہ پھیر۔ اے اللہ! تو اپنے اور اپنے ولی اور اپنے رسول کے دشمنوں پر اپنے ولی اور مومن بندوں کے ہاتھ سے عذاب نازل فرما۔ اے پروردگار تو اپنے ولی اور اپنے حجت کی زمین پر کفایت فرما، ان کو دشمنوں کے خوف وہراس سے، ان کے حیلوں سے اور جو ان کے ساتھ مکروفریب کرے، تو اس مکروفریب کو توڑ دے، جو امام قائم علیہ السلام کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے۔ تو اس کی بدی کے دائرے میں قید کر دے، ان کے وجود مبارک سے امان دے، فتنہ کو دور رکھ، اور دشمنوں کے دلوں پر ان کا رعب ودبدبہ ڈال، ان کے دشمنوں کے اقدام متزلزل کر دے، ان دشمنوں کو سرگرداں چھوڑ دے اور ان پر اپنا شدید عتاب نازل فرما۔ اپنے بندوں میں ان کو رسوا اور ذلیل کر، اپنے شہروں میں ان کے لئے ممانعت قرار دے اور جہنم کے انتہائی پست مقام میں ان کو ڈال دے، ان پر اپنا بدترین عذاب نازل فرما، ان کو آنکھ سے باندھ دے، ان کی موت کے بعد ان کی قبور کو آگ سے بھر دے، انہوں آتش دوزخ سے باندھ دے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے نماز کو حقیر جانا، شہوات کا ابتداء کی، اور تیرے بندوں کو ذلیل کیا۔ اے اللہ! قرآن کو اپنے ولی کے وسیلے سے زندہ کر دے اور اس کے نور مبارک کو جو نور دائمی ہے، جس میں تاریکی نہیں ہوتی ہمیں دکھانا، اس کے ذریعے مُردہ دلوں کو زندہ کر، کینہ پرور سینوں کو شفا عطا فرما، اور ان کا ذریعہ مختلف خواہشات

نفسانی کو حق پر جمع فرما، ان کے ذریعے سے معطل شدہ حدود اور متروک احکام کو قائم فرما، یہاں تک کہ حق ظاہر اور عدل قائم ہو جائے۔ اے پروردگار ہم کو ان لوگوں میں سے قرار دے جو ان کی مدد کریں، ان کی حکومت کے لئے باعث تقویت ہوں، ان کے احکامات کے فرمانبردار اور ان کے ہر فعل سے راضی، ان کے احکام کو تسلیم کرنے والے ہوں، ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تیری مخلوق میں تقیے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اے اللہ! تو ہی ہر نقصان سے بچانے والا ہے اور مضطر کی دعا قبول کرتا ہے۔ عظیم کرب و تکلیف سے نجات دلانے والا ہے۔ پس اے رب، اپنے ولی سے ہر ضرر کو برطرف کر دے اور ان کو زمین پر خلیفہ قرار دے جیسا کہ تو نے ان کے لئے فیصلہ فرمایا ہے۔ اے پروردگار! مجھے آل محمد علیہم السلام پر جھگڑا کرنے والوں میں قرار نہ دے، ان کے دشمنوں میں قرار نہ دے۔ مجھے آل محمد علیہم السلام پر غصبناک ہونے والوں اور غصہ کرنے والوں میں نہ قرار دے، اے مالک ان باتوں میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پس مجھے پناہ دے۔ تجھ سے فریاد کرتا ہوں میری فریاد سن لے۔ اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام پر، مجھے ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں کامیاب فرما اور اپنی بارگاہ میں مقرب قرار دے۔

سید ابن طاووس نے اس دعا کو روز جمعہ اور نماز عصر کے بعد پڑھنے کے لئے فرمایا؛ روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ دعا آپ کی طرف سے صادر ہوئی ہے۔

۴۔ دعائے قنوت:

امام زمانہؑ کے لئے کی جانے والی دعاؤں میں ایک دعا قنوت ہے۔ جو حضرت امام حسن بن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے۔ شیخ طوسی مصباح اور مختصر المصباح کے دعاؤں کے باب میں نماز وتر کی دعا قنوت میں ذکر کیا ہے۔

نیز سید ابن طاووس نے کتاب مہج الدعوات کے باب قنوت جو ائمہ علیہم السلام پڑھتے تھے میں سے شمار کیا ہے۔

البتہ بعض روایات کے مطابق کوئی خاص وقت معین نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ بہترین اوقات میں پڑھی جائے۔

سید اور دوسرے مولفین سے ملتا ہے کہ اس دعا سے ظلم و بلا دور ہوئے ہیں اور امام کی نصرت کے لئے موثر ہے۔

مولف کتاب نہج البرکات جو مج الدعوات کی شرح ہے میں اعلام الوری نامی سے جیسے ابو سعید اسماعیل بن علی لمعانی حنفی نے حکایت کی کہ موسیٰ بن بغا فرزند کلیب فرزند شمر فرزند مروان فرزند عمرو بن غطہ متوکل کا دربان تھا۔ قم میں متوکل کی طرف سے قم کا حاکم تھا۔

یہ وہی خبیث انسان ہے کہ جس نے متوکل کو ابھارا کہ مولا امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک خراب کرے۔ متوکل ایک ظالم و خونخوار انسان تھا۔ وہ تقریباً دس سال شہر قم اور لوگوں کا حاکم رہا۔ قم کے لوگ اس سے بہت ڈرتے تھے۔ کیونکہ اہل بیتؑ کا ایک بڑا دشمن تھا لوگوں کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیتا تھا۔ لوگوں نے امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی۔ پس آپ نے فرمایا کہ مولا مظلوم کے لئے جب نماز پڑھو تو متوکل پر اس دعا میں نفرین کرو۔ جب لوگوں نے آپ کے حکم پر عمل کیا تو وہ نابود ہو گیا اور خدا نے اسے آنکھ جھپکنے کی مہلت نہ دی۔

میں کہتا ہوں: صاحب مسخ البرکات کی یہ گفتگو تھی چونکہ فارسی میں تھا اور میں نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ جب بھی تم پر ظلم ہو پس غسل کرو، دو رکعت نماز پڑھو اور پھر یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ ظَلَمَنِي وَلَيْسَ لِي أَحَدٌ أَصُولُ بِهِ غَيْرَكَ فَاسْتَوْفِ لِي ظُلَامَتِيَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ بِالاسْمِ الَّذِي سَأَلَكَ بِهِ الْمُضْطَرُّ فَكَشَفْتَ مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَ مَكَّنْتَ لَهُ فِي الْأَرْضِ وَ جَعَلْتَهُ خَلِيفَتَكَ عَلَى خَلْقِكَ فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَسْتَوْفِيَ لِي ظُلَامَتِيَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ فَإِنَّكَ لَا تَلْبَثُ حَتَّى تَرَى مَا تُحِبُّ۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: پس بے شک کچھ دیر نہیں ہوگی کہ جو تم چاہتے ہو وہی ہوگا۔

مکارم الاخلاق میں ایک اور جگہ کہا گیا ہے: دو رکعت نماز برائے مولا مظلوم بجا لائیں۔ محمد و آل محمد علیہم السلام پر

---

[1] مکارم الأخلاق/332/صلاۃ الانتصار من الظالم..... ص:332

صلوات زیادہ بھیجو اور پھر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ لَكَ يَوماً تَنْتَقِمُ فِيهِ لِلْمَظْلُومِ مِنَ الظَّالِمِ لَكِنْ هَلَعِي وَ جَزَعِي لَا يُبْلِغَانِ بِيَ الصَّبْرَ عَلَى أَنَاتِكَ وَ حِلْمِكَ وَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ فُلَاناً ظَلَمَنِي وَ اعْتَدَى عَلَيَّ بِقُوَّتِهِ عَلَى ضَعْفِي فَأَسْأَلُكَ يَا رَبَّ الْعِزَّةِ وَ قَاصِمَ الْجَبَّارِينَ وَ نَاصِرَ الْمَظْلُومِينَ أَنْ تُرِيَهُ قُدْرَتَكَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَبَّ الْعِزَّةِ السَّاعَةَ السَّاعَةَ.[1]

دوسری نماز:

محمد بن الحسن صفار نے بطور مرفوع روایت کی کہ راوی کہتا ہے: میں نے امام سے پوچھا کہ فلاں آدمی مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وضوع کرو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ محمدؐ آل محمدؐ پر صلوات بھیجو اور پھر یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَاناً ظَلَمَنِي وَ بَغَى عَلَيَّ فَأَبْلِهِ بِفَقْرٍ لَا تَجْبُرُهُ وَ بِسُوءٍ لَا تَسْتُرُهُ.

راوی کہتا ہے کہ میں یہی وظیفہ انجام دیا وہ ظالم برص کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ امام نے فرمایا: جب کسی مومن پر ظلم ہو تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي مَظْلُومٌ فَانْتَصِرْ[2]

پروردگارا! میں مظلوم ہوں میری نصرت فرما اور خدا جلد ہی اس کی نصرت فرمائے گا۔

اسی کتاب میں یونس بن عمار سے نقل ہوا اور انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ ایک آدمی کو دوسرا تکلیف دیتا تھا۔ اس نے آپ سے شکایت کی آپ نے فرمایا: اس پر نفرین کر۔

---

[1] مکارم الاخلاق/337/صلاۃ المظلوم..... ص:337

[2] مکارم الاخلاق/338/صلاۃ اخری..... ص:338

میں نے عرض کیا میں نے نفرین کی لیکن آپ نے فرمایا: اس طرح نہیں بلکہ پہلے گناہوں سے پاک ہو، روزہ رکھ، نماز پڑھ اور صدقہ دے۔ پھر آخر شب وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ اور سجدے میں یہ پڑھنا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قَدْ آذَانِي اَللّٰهُمَّ أَسْقِمْ بَدَنَهُ وَ اقْطَعْ أَثَرَهُ وَ انْقُصْ أَجَلَهُ وَ عَجِّلْ لَهُ ذٰلِكَ فِي عَامِهِ هٰذَا.[1]

اسی کتاب میں دوسری جگہ ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: غسل کر، دو رکعت نماز پڑھ اور سو مرتبہ یہ پڑھ:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا حَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَغِثْنِي السَّاعَةَ السَّاعَةَ.[2]

جب اس سے فارغ ہو جاؤ یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَلْطُفَ لِي وَ أَنْ تَغْلِبَ لِي وَ أَنْ تَمْكُرَ لِي وَ أَنْ تَخْدَعَ لِي وَ أَنْ تَكِيدَ لِي وَ أَنْ تَكْفِيَنِي مَئُونَةَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.[3]

آپ نے فرمایا: یہ دعا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد پر پڑھی تھی۔

دعا قنوت: دعائے قنوت جو ہمارا مورد ہے اس طرح بیان کی گئی ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شَاكِراً لِنَعْمَائِهِ وَ اسْتِدْعَاءً لِمَزِيدِهِ وَ اسْتِخْلَاصاً بِهِ دُونَ غَيْرِهِ وَ عِيَاذاً بِهِ مِنْ كُفْرَانِهِ وَ الْإِلْحَادِ فِي عَظَمَتِهِ وَ كِبْرِيَائِهِ حَمْدَ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّ مَا بِهِ مِنْ نَعْمَاءَ فَمِنْ عِنْدِ رَبِّهِ وَ مَا مَسَّهُ مِنْ عُقُوبَةٍ فَبِسُوءِ جِنَايَةِ يَدِهِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِهِ وَ رَسُولِهِ وَ خِيَرَتِهِ مِنْ خَلْقِهِ وَ ذَرِيعَةِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى رَحْمَتِهِ وَ آلِهِ الطَّاهِرِينَ وُلَاةِ أَمْرِهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ

---

[1] مکارم الأخلاق/332/ صلاۃ أخری...... ص:332

[2] مکارم الأخلاق/339/ صلاۃ الخوف من الظالم..... ص:339

[3] مکارم الأخلاق/339/ صلاۃ الخوف من الظالم..... ص:339

نَدَبْتَ إِلَى فَضْلِكَ وَ أَمَرْتَ بِدُعَائِكَ وَ ضَمِنْتَ الْإِجَابَةَ لِعِبَادِكَ وَ لَمْ تُخَيِّبْ مَنْ فَزِعَ إِلَيْكَ بِرَغْبَةٍ وَ قَصَدَ إِلَيْكَ بِحَاجَةٍ وَ لَمْ تَرْجِعْ يَدٌ طَالِبَةٌ صِفْراً مِنْ عَطَائِكَ وَ لَا خَائِبَةً مِنْ نِحَلِ هِبَاتِكَ وَ أَيُّ رَاحِلٍ رَحَلَ إِلَيْكَ فَلَمْ يَجِدْكَ قَرِيباً أَوْ أَيُّ وَافِدٍ وَفَدَ عَلَيْكَ فَاقْتَطَعَتْهُ عَوَائِدُ الرَّدِّ دُونَكَ بَلْ أَيُّ مُحْتَفِرٍ مِنْ فَضْلِكَ لَمْ يُمْهِهِ فَيْضُ جُودِكَ وَ أَيُّ مُسْتَنْبِطٍ لِمَزِيدِكَ أَكْدَى دُونَ اسْتِمَاحَةِ سِجَالِ عَطِيَّتِكَ اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ قَصَدْتُ إِلَيْكَ بِرَغْبَتِي وَ قَرَعَتْ بَابَ فَضْلِكَ يَدُ مَسْأَلَتِي وَ نَاجَاكَ بِخُشُوعِ الِاسْتِكَانَةِ قَلْبِي وَ وَجَدْتُكَ خَيْرَ شَفِيعٍ لِي إِلَيْكَ وَ قَدْ عَلِمْتَ مَا يَحْدُثُ مِنْ طَلِبَتِي قَبْلَ أَنْ يَخْطُرَ بِفِكْرِي أَوْ يَقَعَ فِي خَلَدِي فَصِلِ اَللّٰهُمَّ دُعَائِي إِيَّاكَ بِإِجَابَتِي وَ اشْفَعْ مَسْأَلَتِي بِنُجْحِ طَلِبَتِي اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ شَمِلَنَا زَيْغُ الْفِتَنِ وَ اسْتَوْلَتْ عَلَيْنَا غَشْوَةُ الْحَيْرَةِ وَ قَارَعَنَا الذُّلُّ وَ الصَّغَارُ وَ حَكَمَ عَلَيْنَا غَيْرُ الْمَأْمُونِينَ فِي دِينِكَ وَ ابْتَزَّ أُمُورَنَا مَعَادِنُ الْأُبَنِ مِمَّنْ عَطَّلَ حُكْمَكَ وَ سَعَى فِي إِتْلَافِ عِبَادِكَ وَ إِفْسَادِ بِلَادِكَ اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ عَادَ فَيْئُنَا دُولَةً بَعْدَ الْقِسْمَةِ وَ إِمَارَتُنَا غَلَبَةً بَعْدَ الْمَشُورَةِ وَ عُدْنَا مِيرَاثاً بَعْدَ الِاخْتِيَارِ لِلْأُمَّةِ فَاشْتُرِيَتِ الْمَلَاهِي وَ الْمَعَازِفُ بِسَهْمِ الْيَتِيمِ وَ الْأَرْمَلَةِ وَ حَكَمَ فِي أَبْشَارِ الْمُؤْمِنِينَ أَهْلُ الذِّمَّةِ وَ وَلِيَ الْقِيَامَ بِأُمُورِهِمْ فَاسِقُ كُلِّ قَبِيلَةٍ فَلَا ذَائِدٌ يَذُودُهُمْ عَنْ هَلَكَةٍ وَ لَا رَاعٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ بِعَيْنِ الرَّحْمَةِ وَ لَا ذُو شَفَقَةٍ يُشْبِعُ الْكَبِدَ الْحَرَّى مِنْ مَسْغَبَةٍ فَهُمْ أُولُو ضَرَعٍ بِدَارِ مَضِيعَةٍ وَ أُسَرَاءُ مَسْكَنَةٍ وَ حُلَفَاءُ كَآبَةٍ وَ ذِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ وَ قَدِ اسْتَحْصَدَ زَرْعُ الْبَاطِلِ وَ بَلَغَ نِهَايَتَهُ وَ اسْتَحْكَمَ عَمُودُهُ وَ اسْتَجْمَعَ طَرِيدُهُ وَ خَذْرَفَ

وَلِيدُهُ وَ بَسَقَ فَرْعُهُ وَ ضَرَبَ بِجِرَانِهِ اَللّٰهُمَّ فَأَتِحْ لَهُ مِنَ الْحَقِّ يَداً حَاصِدَةً
تَصْرَعُ قَائِمَهُ وَ تَهْشِمُ سُوقَهُ وَ تَجُبُّ سَنَامَهُ وَ تَجْدَعُ مَرَاغِمَهُ لِيَسْتَخْفِيَ
الْبَاطِلُ بِقُبْحِ صُورَتِهِ وَ يَظْهَرَ الْحَقُّ بِحُسْنِ حِلْيَتِهِ اَللّٰهُمَّ وَ لَا تَدَعْ لِلْجَوْرِ
دِعَامَةً إِلَّا قَصَمْتَهَا وَ لَا جُنَّةً إِلَّا هَتَكْتَهَا وَ لَا كَلِمَةً مُجْتَمِعَةً إِلَّا فَرَّقْتَهَا وَ لَا
سَرِيَّةَ ثِقْلٍ إِلَّا خَفَّفْتَهَا وَ لَا قَائِمَةَ عُلُوٍّ إِلَّا حَطَطْتَهَا وَ لَا رَافِعَةَ عَلَمٍ إِلَّا
نَكَّسْتَهَا وَ لَا خَضْرَاءَ إِلَّا أَبَرْتَهَا اَللّٰهُمَّ فَكَوِّرْ شَمْسَهُ وَ حُطَّ نُورَهُ وَ اطْمِسْ
ذِكْرَهُ وَ ارْمِ بِالْحَقِّ رَأْسَهُ وَ فُضَّ جُيُوشَهُ وَ أَرْعِبْ قُلُوبَ أَهْلِهِ اَللّٰهُمَّ وَ لَا
تَدَعْ مِنْهُ بَقِيَّةً إِلَّا أَفْنَيْتَ وَ لَا بِنْيَةً إِلَّا سَوَّيْتَ وَ لَا حَلْقَةً إِلَّا فَصَمْتَ وَ
لَا سِلَاحاً إِلَّا أَفْلَلْتَ وَ لَا كُرَاعاً إِلَّا اجْتَحْتَ وَ لَا حَامِلَةَ عَلَمٍ إِلَّا نَكَّسْتَ
اَللّٰهُمَّ وَ أَرِنَا أَنْصَارَهُ عَبَادِيدَ بَعْدَ الْأُلْفَةِ وَ شَتَّى بَعْدَ اجْتِمَاعِ الْكَلِمَةِ وَ
مُقْنِعِي الرُّءُوسِ بَعْدَ الظُّهُورِ عَلَى الْأُمَّةِ وَ أَسْفِرْ لَنَا عَنْ نَهَارِ الْعَدْلِ وَ
أَرِنَاهُ سَرْمَداً لَا ظُلْمَةَ فِيهِ وَ نُوراً لَا شَوْبَ مَعَهُ وَ أَهْطِلْ عَلَيْنَا نَاشِئَتَهُ وَ
أَنْزِلْ عَلَيْنَا بَرَكَتَهُ وَ أَدِلْ لَهُ مِمَّنْ نَاوَاهُ وَ انْصُرْهُ عَلَى مَنْ عَادَاهُ اَللّٰهُمَّ وَ
أَظْهِرْ بِهِ الْحَقَّ وَ أَصْبِحْ بِهِ فِي غَسَقِ الظُّلَمِ وَ بُهَمِ الْحَيْرَةِ اَللّٰهُمَّ وَ أَحْيِ بِهِ
الْقُلُوبَ الْمَيْتَةَ وَ اجْمَعْ بِهِ الْأَهْوَاءَ الْمُتَفَرِّقَةَ وَ الْآرَاءَ الْمُخْتَلِفَةَ وَ أَقِمْ بِهِ
الْحُدُودَ الْمُعَطَّلَةَ وَ الْأَحْكَامَ الْمُهْمَلَةَ وَ أَشْبِعْ بِهِ الْخِمَاصَ السَّاغِبَةَ وَ
أَرِحْ بِهِ الْأَبْدَانَ الْمُتْعَبَةَ كَمَا أَلْهَجْتَنَا بِذِكْرِهِ وَ أَخْطَرْتَ بِبَالِنَا دُعَاءَكَ
لَهُ وَ وَفَّقْتَنَا لِلدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَ حِيَاشَةِ أَهْلِ الْغَفْلَةِ عَلَيْهِ وَ أَسْكَنْتَ فِي
قُلُوبِنَا مَحَبَّتَهُ وَ الطَّمَعَ فِيهِ وَ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ لِإِقَامَةِ مَرَاسِمِهِ اَللّٰهُمَّ
فَآتِ لَنَا مِنْهُ عَلَى أَحْسَنِ يَقِينٍ يَا مُحَقِّقَ الظُّنُونِ الْحَسَنَةِ وَ يَا مُصَدِّقَ

الْآمَالِ الْمُبْطِئَةِ اَللّٰهُمَّ وَ أَكْذِبْ بِهِ الْمُتَأَلِّينَ عَلَيْكَ فِيهِ وَ أَخْلِفْ بِهِ ظُنُونَ الْقَانِطِينَ مِنْ رَحْمَتِكَ وَ الْآيِسِينَ مِنْهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا سَبَباً مِنْ أَسْبَابِهِ وَ عَلَماً مِنْ أَعْلَامِهِ وَ مَعْقِلًا مِنْ مَعَاقِلِهِ وَ نَضِّرْ وُجُوهَنَا بِتَحْلِيَتِهِ وَ أَكْرِمْنَا بِنُصْرَتِهِ وَ اجْعَلْ فِينَا خَيْراً تُظْهِرُنَا لَهُ وَ بِهِ وَ لَا تُشْمِتْ بِنَا حَاسِدِي النِّعَمِ وَ الْمُتَرَبِّصِينَ بِنَا حُلُولَ النَّدَمِ وَ نُزُولَ الْمُثُلِ فَقَدْ تَرَى يَا رَبِّ بَرَاءَةَ سَاحَتِنَا وَ خُلُوَّ ذَرْعِنَا مِنَ الْإِضْمَارِ لَهُمْ عَلَى إِحْنَةٍ وَ التَّمَنِّي لَهُمْ وُقُوعَ جَائِحَةٍ وَ مَا تَنَازَلَ مِنْ تَحْصِينِهِمْ بِالْعَافِيَةِ وَ مَا أَضَبُّوا لَنَا مِنِ انْتِهَازِ الْفُرْصَةِ وَ طَلَبِ الْوُثُوبِ بِنَا عِنْدَ الْغَفْلَةِ اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ عَرَّفْتَنَا مِنْ أَنْفُسِنَا وَ بَصَّرْتَنَا مِنْ عُيُوبِنَا خِلَالًا نَخْشَى أَنْ تَقْعُدَ بِنَا عَنِ اسْتِيهَالِ إِجَابَتِكَ وَ أَنْتَ الْمُتَفَضِّلُ عَلَى غَيْرِ الْمُسْتَحِقِّينَ وَ الْمُبْتَدِئُ بِالْإِحْسَانِ غَيْرَ السَّائِلِينَ فَآتِ لَنَا فِي أَمْرِنَا عَلَى حَسَبِ كَرَمِكَ وَ جُودِكَ وَ فَضْلِكَ وَ امْتِنَانِكَ إِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَ تَحْكُمُ مَا تُرِيدُ إِنَّا إِلَيْكَ رَاغِبُونَ وَ مِنْ جَمِيعِ ذُنُوبِنَا تَائِبُونَ اَللّٰهُمَّ وَ الدَّاعِي إِلَيْكَ وَ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ مِنْ عِبَادِكَ الْفَقِيرُ إِلَى رَحْمَتِكَ الْمُحْتَاجُ إِلَى مَعُونَتِكَ عَلَى طَاعَتِكَ إِذِ ابْتَدَأْتَهُ بِنِعْمَتِكَ وَ أَلْبَسْتَهُ أَثْوَابَ كَرَامَتِكَ وَ أَلْقَيْتَ عَلَيْهِ مَحَبَّةَ طَاعَتِكَ وَ ثَبَّتَّ وَطْأَتَهُ فِي الْقُلُوبِ مِنْ مَحَبَّتِكَ وَ وَفَّقْتَهُ لِلْقِيَامِ بِمَا أَغْمَضَ فِيهِ أَهْلُ زَمَانِهِ مِنْ أَمْرِكَ وَ جَعَلْتَهُ مَفْزَعاً لِمَظْلُومِي عِبَادِكَ وَ نَاصِراً لِمَنْ لَا يَجِدُ لَهُ نَاصِراً غَيْرَكَ وَ مُجَدِّداً لِمَا عُطِّلَ مِنْ أَحْكَامِ كِتَابِكَ وَ مُشَيِّداً لِمَا رُدَّ مِنْ أَعْلَامِ سُنَنِ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سَلَامُكَ وَ صَلَوَاتُكَ وَ رَحْمَتُكَ وَ بَرَكَاتُكَ فَاجْعَلْهُ

اَللّٰهُمَّ فِي حَصَانَةٍ مِنْ بَأْسِ الْمُعْتَدِينَ وَ أَشْرِقْ بِهِ الْقُلُوبَ الْمُخْتَلِفَةَ مِنْ بُغَاةِ الدِّينِ وَ بَلِّغْ بِهِ أَفْضَلَ مَا بَلَّغْتَ بِهِ الْقَائِمِينَ بِقِسْطِكَ مِنْ أَتْبَاعِ النَّبِيِّينَ اَللّٰهُمَّ وَ أَذْلِلْ بِهِ مَنْ لَمْ تُسْهِمْ لَهُ فِي الرُّجُوعِ إِلَى مَحَبَّتِكَ وَ مَنْ نَصَبَ لَهُ الْعَدَاوَةَ وَ ارْمِ بِحَجَرِكَ الدَّامِغِ مَنْ أَرَادَ التَّأْلِيبَ عَلَى دِينِكَ بِإِذْلَالِهِ وَ تَشْتِيتِ جَمْعِهِ وَ اغْضَبْ لِمَنْ لَا تِرَةَ لَهُ وَ لَا طَائِلَةَ وَ عَادَى الْأَقْرَبِينَ وَ الْأَبْعَدِينَ فِيكَ مَنّاً مِنْكَ عَلَيْهِ لَا مَنّاً مِنْهُ عَلَيْكَ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا نَصَبَ نَفْسَهُ غَرَضاً فِيكَ لِلْأَبْعَدِينَ وَ جَادَ بِبَذْلِ مُهْجَتِهِ لَكَ فِي الذَّبِّ عَنْ حَرِيمِ الْمُؤْمِنِينَ وَ رَدَّ شَرَّ بُغَاةِ الْمُرْتَدِّينَ الْمُرِيبِينَ حَتَّى أُخْفِيَ مَا كَانَ جُهِرَ بِهِ مِنَ الْمَعَاصِي وَ أُبْدِيَ مَا كَانَ نَبَذَهُ الْعُلَمَاءُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ مِمَّا أَخَذْتَ مِيثَاقَهُمْ عَلَى أَنْ يُبَيِّنُوهُ لِلنَّاسِ وَ لَا يَكْتُمُوهُ وَ دَعَا إِلَى إِفْرَادِكَ بِالطَّاعَةِ وَ أَلَّا يَجْعَلَ لَكَ شَرِيكاً مِنْ خَلْقِكَ يَعْلُو أَمْرُهُ عَلَى أَمْرِكَ مَعَ مَا يَتَجَرَّعُهُ فِيكَ مِنْ مَرَارَاتِ الْغَيْظِ الْجَارِحَةِ بِمواس [بِحَوَاسِّ] الْقُلُوبِ وَ مَا يَعْتَوِرُهُ مِنَ الْغُمُومِ وَ يَفْرُغُ عَلَيْهِ مِنْ أَحْدَاثِ الْخُطُوبِ وَ يَشْرَقُ بِهِ مِنَ الْغُصَصِ الَّتِي لَا تَبْتَلِعُهَا الْحُلُوقُ وَ لَا تَحْنُو عَلَيْهَا الضُّلُوعُ مِنْ نَظْرَةٍ إِلَى أَمْرٍ مِنْ أَمْرِكَ وَ لَا تَنَالُهُ يَدُهُ بِتَغْيِيرِهِ وَ رَدِّهِ إِلَى مَحَبَّتِكَ فَاشْدُدِ اَللّٰهُمَّ أَزْرَهُ بِنَصْرِكَ وَ أَطِلْ بَاعَهُ فِيمَا قَصُرَ عَنْهُ مِنِ اطِّرَادِ الرَّاتِعِينَ حِمَاكَ وَ زِدْهُ فِي قُوَّتِهِ بَسْطَةً مِنْ تَأْيِيدِكَ وَ لَا تُوحِشْنَا مِنْ أُنْسِهِ وَ لَا تَخْتَرِمْهُ دُونَ أَمَلِهِ مِنَ الصَّلَاحِ الْفَاشِي فِي أَهْلِ مِلَّتِهِ وَ الْعَدْلِ الظَّاهِرِ فِي أُمَّتِهِ اَللّٰهُمَّ وَ شَرِّفْ بِمَا اسْتَقْبَلَ بِهِ مِنَ الْقِيَامِ بِأَمْرِكَ لَدَى مَوْقِفِ الْحِسَابِ مُقَامَهُ وَ سُرَّ نَبِيَّكَ مُحَمَّداً صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ

آلِهِ بِرُؤْيَتِهِ وَ مَنْ تَبِعَهُ عَلَى دَعْوَتِهِ وَ أَجْزِلْ لَهُ عَلَى مَا رَأَيْتَهُ قَائِماً بِهِ مِنْ أَمْرِكَ ثَوَابَهُ وَ ابْنِ قُرْبَ دُنُوِّهِ مِنْكَ فِي حَيَاتِهِ وَ ارْحَمْ اسْتِكَانَتَنَا مِنْ بَعْدِهِ وَ اسْتِخْذَاءَنَا لِمَنْ كُنَّا نَقْمَعُهُ بِهِ إِذْ أَفْقَدْتَنَا وَجْهَهُ وَ بَسَطْتَ أَيْدِيَ مَنْ كُنَّا نَبْسُطُ أَيْدِيَنَا عَلَيْهِ لِنَرُدَّهُ عَنْ مَعْصِيَتِهِ وَ افْتِرَاقَنَا [افْتَرَقْنَا] بَعْدَ الْأُلْفَةِ وَ الِاجْتِمَاعِ تَحْتَ ظِلِّ كَنَفِهِ وَ تَلَهُّفَنَا عِنْدَ الْفَوْتِ عَلَى مَا أَقْعَدْتَنَا عَنْهُ مِنْ نُصْرَتِهِ وَ طَلَبْنَا مِنَ الْقِيَامِ بِحَقِّ مَا لَا سَبِيلَ لَنَا إِلَى رَجْعَتِهِ وَ اجْعَلْهُ اَللّٰهُمَّ فِي أَمْنٍ مِمَّا يُشْفِقُ عَلَيْهِ مِنْهُ وَ رُدَّ عَنْهُ مِنْ سِهَامِ الْمَكَائِدِ مَا يُوَجِّهُهُ أَهْلُ الشَّنَآنِ إِلَيْهِ وَ إِلَى شُرَكَائِهِ فِي أَمْرِهِ وَ مُعَاوِنِيهِ عَلَى طَاعَةِ رَبِّهِ الَّذِينَ جَعَلْتَهُمْ سِلَاحَهُ وَ حِصْنَهُ وَ مَفْزَعَهُ وَ أُنْسَهُ الَّذِينَ سَلَوْا عَنِ الْأَهْلِ وَ الْأَوْلَادِ وَ جَفَوُا الْوَطَنَ وَ عَطَّلُوا الْوَثِيرَ مِنَ الْمِهَادِ وَ رَفَضُوا تِجَارَاتِهِمْ وَ أَضَرُّوا بِمَعَايِشِهِمْ وَ فُقِدُوا فِي أَنْدِيَتِهِمْ بِغَيْرِ غَيْبَةٍ عَنْ مِصْرِهِمْ وَ خَالَفُوا الْبَعِيدَ مِمَّنْ عَاضَدَهُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ وَ قَلَوُا الْقَرِيبَ مِمَّنْ صَدَّ عَنْهُمْ وَ عَنْ جِهَتِهِمْ فَائْتَلَفُوا بَعْدَ التَّدَابُرِ وَ التَّقَاطُعِ فِي دَهْرِهِمْ وَ قَطَعُوا الْأَسْبَابَ الْمُتَّصِلَةَ بِعَاجِلِ حُطَامِ الدُّنْيَا فَاجْعَلْهُمُ اَللّٰهُمَّ فِي أَمْنِ حِرْزِكَ وَ ظِلِّ كَنَفِكَ وَ رُدَّ عَنْهُمْ بَأْسَ مَنْ قَصَدَ إِلَيْهِمْ بِالْعَدَاوَةِ مِنْ عِبَادِكَ وَ أَجْزِلْ لَهُمْ عَلَى دَعْوَتِهِمْ مِنْ كِفَايَتِكَ وَ مَعُونَتِكَ وَ أَيِّدْهُمْ بِتَأْيِيدِكَ وَ نَصْرِكَ وَ أَزْهِقْ بِحَقِّهِمْ بَاطِلَ مَنْ أَرَادَ إِطْفَاءَ نُورِكَ اَللّٰهُمَّ وَ امْلَأْ كُلَّ أُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ وَ قُطْرٍ مِنَ الْأَقْطَارِ قِسْطاً وَ عَدْلًا وَ مَرْحَمَةً وَ فَضْلًا وَ اشْكُرْهُمْ عَلَى حَسَبِ كَرَمِكَ وَ جُودِكَ مَا مَنَنْتَ بِهِ عَلَى الْقَائِمِينَ بِالْقِسْطِ مِنْ عِبَادِكَ وَ ادَّخَرْتَ لَهُمْ مِنْ ثَوَابِكَ

مَا تَرْفَعُ لَهُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ إِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَ تَحْكُمُ مَا تُرِيدُ.[1] وَ صَلَّى اللهُ عَلَى خِيَرَتِهِ مِنْ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الْأَطْهَارِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَجِدُ هَذِهِ النُّدْبَةَ حَيْثُ امْتَحَتْ دَلَالَتُهَا وَ دَرَسَتْ أَعْلَامُهَا وَ عَفَتْ إِلَّا ذِكْرَهَا وَ تِلَاوَةَ الْحُجَّةِ بِهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَجِدُ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ مُشْتَبِهَاتٍ تَقْطَعُنِي دُونَكَ وَ مُبْطِئَاتٍ أَقْعَدَتْنِي عَنْ إِجَابَتِكَ وَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ عَبْدَكَ لَا يَرْحَلُ إِلَيْكَ إِلَّا بِزَادٍ وَ أَنَّكَ لَا تَحْجُبُ عَنْ خَلْقِكَ إِلَّا أَنْ تَحْجُبَهُمُ الْأَعْمَالُ دُونَكَ وَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ زَادَ الرَّاحِلِ إِلَيْكَ عَزْمُ إِرَادَةٍ يَخْتَارُكَ بِهَا وَ يَصِيرُ بِهَا إِلَى مَا يُؤَدِّي إِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ نَادَاكَ بِعَزْمِ الْإِرَادَةِ قَلْبِي وَ اسْتَبْقَنِي نِعْمَتَكَ بِفَهْمِ حُجَّتِكَ لِسَانِي وَ مَا تَيَسَّرَ لِي مِنْ إِرَادَتِكَ.

اَللّٰهُمَّ فَلَا أُخْتَزَلَنَّ عَنْكَ وَ أَنَا أَؤُمُّكَ وَ لَا أُخْتَلَجَنَّ عَنْكَ وَ أَنَا أَتَحَرَّاكَ اَللّٰهُمَّ وَ أَيِّدْنَا بِمَا تَسْتَخْرِجُ بِهِ فَاقَةَ الدُّنْيَا مِنْ قُلُوبِنَا وَ تَنْعَشُنَا مِنْ مَصَارِعِ هَوَانِهَا وَ تَهْدِمُ بِهِ عَنَّا مَا شُيِّدَ مِنْ بُنْيَانِهَا وَ تَسْقِينَا بِكَأْسِ السَّلْوَةِ عَنْهَا حَتَّى تُخْلِصَنَا لِعِبَادَتِكَ وَ تُورِثَنَا مِيرَاثَ أَوْلِيَائِكَ الَّذِينَ ضَرَبْتَ لَهُمُ الْمَنَازِلَ إِلَى قَصْدِكَ وَ آنَسْتَ وَحْشَتَهُمْ حَتَّى وَصَلُوا إِلَيْكَ.

اَللّٰهُمَّ وَ إِنْ كَانَ هَوًى مِنْ هَوَى الدُّنْيَا أَوْ فِتْنَةٌ مِنْ فِتْنَتِهَا عَلِقَ بِقُلُوبِنَا حَتَّى قَطَعَنَا عَنْكَ أَوْ حَجَبَنَا عَنْ رِضْوَانِكَ أَوْ قَعَدَ بِنَا عَنْ إِجَابَتِكَ اَللّٰهُمَّ فَاقْطَعْ كُلَّ حَبْلٍ مِنْ حِبَالِهَا جَذَبَنَا عَنْ طَاعَتِكَ وَ

---

[1] بحار الأنوار (ط-بيروت) / ج82/229/ باب 33 في القنوتات الطويلة المروية عن أهل البيت...... ص:211

أَعْرَضَ بِقُلُوبِنَا عَنْ أَدَاءِ فَرَائِضِكَ وَ اسْقِنَا عَنْ ذٰلِكَ سَلْوَةً وَ صَبْراً يُورِدُنَا عَلَى عَفْوِكَ وَيُقَوِّمُنَا عَلَى مَرْضَاتِكَ إِنَّكَ وَلِيُّ ذٰلِكَ.

اَللّٰهُمَّ وَ اجْعَلْنَا قَائِمِينَ عَلَى أَنْفُسِنَا بِأَحْكَامِكَ حَتَّى تَسْقُطَ عَنَّا مُؤَنَ الْمَعَاصِي وَ اقْمَعِ الْأَهْوَاءَ أَنْ تَكُونَ مُسَاوَرَةً وَ هَبْ لَنَا وَطْيءَ آثَارِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اللُّحُوقَ بِهِمْ حَتَّى نَرْفَعَ لِلدِّينِ أَعْلَامَهُ ابْتِغَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ فَمُنَّ عَلَيْنَا بِوَطْيِ آثَارِ سَلَفِنَا وَ اجْعَلْنَا خَيْرَ فَرَطٍ لِمَنِ ائْتَمَّ بِنَا فَإِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ ذٰلِكَ عَلَيْكَ سَهْلٌ يَسِيرٌ وَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ آلِهِ الْأَبْرَارِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً۔[1]

۵۔ دعائے ندبہ:

جملہ دعاؤں میں سے ایک دعا ندبہ ہے جو کتاب زاد المعاد میں ذکر ہوئی ہے۔ اسے جمعہ کے دن، روز عید فطر اور غدیر کے دن پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ فرار بحار میں سید ابن طاووس نے بعض علماء سے روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ محمد بن علی بن ابی قرہ کہتا ہے کہ میں نے اس دعا کو محمد بن الحسین بن سفیان بزوفروی کی کتاب سے نقل کیا ہے یاد رہے یہ دعا امام زمانہ کے لئے ہے۔ اور چار دیوں پر پڑھنا مستحب ہے۔ نیز عالم بزرگ نوری نے اپنی کتاب تحیہ الزائر میں مصباح الزائر سے نقل کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ، وَ آلِهِ وَ

---

[1] بحار الأنوار (ط - بيروت) / ج82/256/باب 33 في القنوتات الطويلة المروية عن أهل البيت ص:211

سَلَّمَ تَسْلِیْمًا، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا جَرٰی بِهٖ قَضَاؤُكَ فِیْ اَوْلِیَآئِكَ، اَلَّذِیْنَ اسْتَخْلَصْتَهُمْ لِنَفْسِكَ وَ دِیْنِكَ، اِذِ اخْتَرْتَ لَهُمْ جَزِیْلَ مَاعِنْدَكَ، مِنَ النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ، اَلَّذِیْ لَا زَوَالَ لَهٗ وَلَا اضْمِحْلَالَ، بَعْدَ اَنْ شَرَطْتَ عَلَیْهِمُ الزُّهْدَ فِیْ دَرَجَاتِ هٰذِهِ الدُّنْیَا الدَّنِیَّةِ، وَ زُخْرُفِهَا وَ زِبْرِجِهَا، فَشَرَطُوْا لَكَ ذٰلِكَ، وَعَلِمْتَ مِنْهُمُ الْوَفَآءَ بِهٖ، فَقَبِلْتَهُمْ وَ قَرَّبْتَهُمْ، وَ قَدَّمْتَ لَهُمُ الذِّكْرَ الْعَلِیَّ، وَ الثَّنَآءَ الْجَلِیَّ، وَ اَهْبَطْتَّ عَلَیْهِمْ مَلٰٓئِكَتَكَ، وَ كَرَّمْتَهُمْ بِوَحْیِكَ، وَ رَفَدْتَهُمْ بِعِلْمِكَ، وَ جَعَلْتَهُمُ الذَّرِیْعَةَ اِلَیْكَ، وَ الْوَسِیْلَةَ اِلٰی رِضْوَانِكَ، فَبَعْضٌ اَسْكَنْتَهٗ جَنَّتَكَ، اِلٰی اَنْ اَخْرَجْتَهٗ مِنْهَا، وَ بَعْضٌ حَمَلْتَهٗ فِیْ فُلْكِكَ وَ نَجَّیْتَهٗ، وَ مَنْ اٰمَنَ مَعَهٗ مِنَ الْهَلَكَةِ بِرَحْمَتِكَ، وَ بَعْضٌ اِتَّخَذْتَهٗ لِنَفْسِكَ خَلِیْلًا، وَ سَئَلَكَ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ فَاَجَبْتَهٗ وَ جَعَلْتَ ذٰلِكَ عَلِیًّا، وَ بَعْضٌ كَلَّمْتَهٗ مِنْ شَجَرَةٍ تَكْلِیْمًا، وَ جَعَلْتَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ رِدْءًا وَّ وَزِیْرًا، وَ بَعْضٌ اَوْلَدْتَّهٗ مِنْ غَیْرِ اَبٍ، وَ اٰتَیْتَهُ الْبَیِّنَاتِ، وَ اَیَّدْتَّهٗ بِرُوْحِ الْقُدُسِ، وَكُلٌّ شَرَعْتَ لَهٗ شَرِیْعَةً، وَنَهَجْتَ لَهٗ مِنْهَاجًا، وَ تَخَیَّرْتَ لَهٗ اَوْصِیَآءَ مُسْتَحْفِظًا بَعْدَ مُسْتَحْفِظٍ، مِنْ مُّدَّةٍ اِلٰی مُدَّةٍ، اِقَامَةً لِّدِیْنِكَ، وَ حُجَّةً عَلٰی عِبَادِكَ، وَ لِئَلَّا یَزُوْلَ الْحَقُّ عَنْ مَقَرِّهٖ وَیَغْلِبَ الْبَاطِلُ عَلٰی اَهْلِهٖ، وَ لَا یَقُوْلَ اَحَدٌ لَوْ لَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا مُّنْذِرًا، وَ اَقَمْتَ لَنَا عَلَمًا هَادِیًا، فَنَتَّبِعَ اٰیَاتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰی، اِلٰی اَنِ انْتَهَیْتَ بِالْاَمْرِ اِلٰی حَبِیْبِكَ وَ نَجِیْبِكَ، مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ فَكَانَ كَمَا انْتَجَبْتَهٗ سَیِّدَ مَنْ خَلَقْتَهٗ وَ صَفْوَةَ مَنِ اصْطَفَیْتَهٗ وَ اَفْضَلَ مَنِ اجْتَبَیْتَهٗ وَ اَكْرَمَ مَنِ اعْتَمَدْتَهٗ قَدَّمْتَهٗ عَلٰی اَنْۢبِیَآئِكَ، وَ بَعَثْتَهٗ اِلٰی

الثَّقَلَيْنِ مِنْ عِبَادِكَ، وَ اَوْطَأْتَهُ مَشَارِقَكَ وَ مَغَارِبَكَ، وَ سَخَّرْتَ لَهُ الْبُرَاقَ، وَ عَرَجْتَ بِرُوحِهِ اِلَى سَمَآئِكَ، وَ اَوْدَعْتَهُ عِلْمَ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ، اِلَى انْقِضَآءِ خَلْقِكَ، ثُمَّ نَصَرْتَهُ بِالرُّعْبِ، وَ حَفَفْتَهُ بِجَبْرَآئِيْلَ وَ مِيْكَآئِيْلَ، وَ الْمُسَوِّمِيْنَ مِنْ مَلٰٓئِكَتِكَ، وَ وَعَدْتَّهُ اَنْ تُظْهِرَ دِيْنَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ، وَ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ بَوَّاْتَهُ مُبَوَّاَ صِدْقٍ مِنْ اَهْلِهِ، وَ جَعَلْتَ لَهُ وَ لَهُمْ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا، وَ هُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ، فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ، مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ، وَ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا، وَ قُلْتَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ، وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا، ثُمَّ جَعَلْتَ اَجْرَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ مَوَدَّتَهُمْ فِيْ كِتَابِكَ، فَقُلْتَ، قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى، وَ قُلْتَ: مَا سَئَلْتُكُمْ مِنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ، وَ قُلْتَ: مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهِ سَبِيْلًا، فَكَانُوْا هُمُ السَّبِيْلَ اِلَيْكَ، وَ الْمَسْلَكَ اِلٰى رِضْوَانِكَ، فَلَمَّا انْقَضَتْ اَيَّامُهُ، اَقَامَ وَلِيَّهُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ، صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمَا وَ اٰلِهِمَا هَادِيًا، اِذْ كَانَ هُوَ الْمُنْذِرَ وَ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ، فَقَالَ: وَالْمَلَاُ اَمَامَهُ، مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ، وَ قَالَ: مَنْ كُنْتُ اَنَا نَبِيَّهُ فَعَلِيٌّ اَمِيْرُهُ، وَقَالَ: اَنَا وَ عَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ وَ سَآئِرُ النَّاسِ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰى، وَ اَحَلَّهُ مَحَلَّ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، فَقَالَ لَهُ: اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى، اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَ زَوَّجَهُ ابْنَتَهُ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ، وَ اَحَلَّ لَهُ مِنْ مَسْجِدِهِ مَا حَلَّ لَهُ، وَ سَدَّ الْاَبْوَابَ اِلَّا بَابَهُ، ثُمَّ اَوْدَعَهُ عِلْمَهُ وَ حِكْمَتَهُ،

فَقَالَ: اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِيْنَةَ وَ الْحِكْمَةَ فَلْيَأْتِهَا
مِنْ بَابِهَا. ثُمَّ قَالَ، اَنْتَ اَخِيْ، وَ وَصِيِّيْ، وَ وَارِثِيْ لَحْمُكَ مِنْ لَحْمِيْ، وَ دَمُكَ مِنْ
دَمِيْ، وَ سِلْمُكَ سِلْمِيْ، وَ حَرْبُكَ حَرْبِيْ، وَ الْاِيْمَانُ مُخَالِطٌ لَحْمَكَ وَ دَمَكَ، كَمَا
خَالَطَ لَحْمِيْ وَ دَمِيْ، وَ اَنْتَ غَدًا عَلَى الْحَوْضِ خَلِيْفَتِيْ، وَ اَنْتَ تَقْضِيْ دَيْنِيْ، وَ
تُنْجِزُ عِدَاتِيْ، وَ شِيْعَتُكَ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ مُّبْيَضَّةً، وُجُوْهُهُمْ حَوْلِيْ فِي
الْجَنَّةِ، وَ هُمْ جِيْرَانِيْ، وَ لَوْ لَا اَنْتَ يَا عَلِيُّ لَمْ يُعْرَفِ الْمُؤْمِنُوْنَ بَعْدِيْ، وَ كَانَ
بَعْدَهٗ هُدًى مِّنَ الضَّلَالِ، وَ نُوْرًا مِّنَ الْعَمٰى، وَ حَبْلَ اللّٰهِ الْمَتِيْنَ، وَ صِرَاطَهُ
الْمُسْتَقِيْمَ، لَا يُسْبَقُ بِقَرَابَةٍ فِيْ رَحِمٍ وَ لَا بِسَابِقَةٍ فِيْ دِيْنٍ، وَ لَا يُلْحَقُ فِيْ
مَنْقَبَةٍ مِّنْ مَّنَاقِبِهٖ يَحْذُوْ حَذْوَ الرَّسُوْلِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَ اٰلِهِمَا، وَ
يُقَاتِلُ عَلَى التَّاْوِيْلِ، وَ لَا تَاْخُذُهٗ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، قَدْ وَتَرَ فِيْهِ صَنَادِيْدَ
الْعَرَبِ، وَ قَتَلَ اَبْطَالَهُمْ، وَ نَاوَشَ ذُؤْبَانَهُمْ، فَاَوْدَعَ قُلُوْبَهُمْ اَحْقَادًا،
بَدْرِيَّةً وَّ خَيْبَرِيَّةً، وَ حُنَيْنِيَّةً وَّ غَيْرَهُنَّ، فَاَضَبَّتْ عَلٰى عَدَاوَتِهٖ، وَ اَكَبَّتْ
عَلٰى مُنَابَذَتِهٖ، حَتّٰى قَتَلَ النَّاكِثِيْنَ وَ الْقَاسِطِيْنَ وَ الْمَارِقِيْنَ، وَ لَمَّا قَضٰى
نَحْبَهٗ وَ قَتَلَهٗ اَشْقَى الْاٰخِرِيْنَ، يَتْبَعُ اَشْقَى الْاَوَّلِيْنَ، لَمْ يُمْتَثَلْ اَمْرُ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ فِي الْهَادِيْنَ بَعْدَ الْهَادِيْنَ، وَ الْاُمَّةُ مُصِرَّةٌ عَلٰى
مَقْتِهٖ مُجْتَمِعَةٌ، عَلٰى قَطِيْعَةِ رَحِمِهٖ، وَ اِقْصَاءِ وُلْدِهٖ، اِلَّا الْقَلِيْلَ مِمَّنْ وَفٰى
لِرِعَايَةِ الْحَقِّ فِيْهِمْ، فَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ، وَ سُبِيَ مَنْ سُبِيَ، وَ اُقْصِيَ مَنْ اُقْصِيَ، وَ
جَرَى الْقَضَاءُ لَهُمْ بِمَا يُرْجٰى لَهٗ حُسْنُ الْمَثُوْبَةِ، اِذْ كَانَتِ الْاَرْضُ لِلّٰهِ
يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ
وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا، وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. فَعَلَى

الْأَطَائِبِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَ اٰلِهِمَا، فَلْيَبْكِ الْبَاكُوْنَ، وَ إِيَّاهُمْ فَلْيَنْدُبِ النَّادِبُوْنَ، وَ لِمِثْلِهِمْ فَلْتَذْرِفِ الدُّمُوْعُ، وَلْيَصْرُخِ الصَّارِخُوْنَ، وَ يَضِجَّ الضَّاجُّوْنَ، وَ يَعِجَّ الْعَاجُّوْنَ، أَيْنَ الْحَسَنُ أَيْنَ الْحُسَيْنُ، أَيْنَ أَبْنَاءُ الْحُسَيْنِ، صَالِحٌ بَعْدَ صَالِحٍ، وَ صَادِقٌ بَعْدَ صَادِقٍ، أَيْنَ السَّبِيْلُ بَعْدَ السَّبِيْلِ، أَيْنَ الْخِيَرَةُ بَعْدَ الْخِيَرَةِ، أَيْنَ الشُّمُوْسُ الطَّالِعَةُ، أَيْنَ الْأَقْمَارُ الْمُنِيْرَةُ، أَيْنَ الْأَنْجُمُ الزَّاهِرَةُ، أَيْنَ أَعْلَامُ الدِّيْنِ، وَ قَوَاعِدُ الْعِلْمِ، أَيْنَ بَقِيَّةُ اللّٰهِ الَّتِيْ لَا تَخْلُوْ مِنَ الْعِتْرَةِ الْهَادِيَةِ، أَيْنَ الْمُعَدُّ لِقَطْعِ دَابِرِ الظَّلَمَةِ، أَيْنَ الْمُنْتَظَرُ لِإِقَامَةِ الْأَمْتِ وَ الْعِوَجِ، أَيْنَ الْمُرْتَجٰى لِإِزَالَةِ الْجَوْرِ وَ الْعُدْوَانِ، أَيْنَ الْمُدَّخَرُ لِتَجْدِيْدِ الْفَرَائِضِ وَ السُّنَنِ، أَيْنَ الْمُتَخَيَّرُ لِإِعَادَةِ الْمِلَّةِ وَ الشَّرِيْعَةِ، أَيْنَ الْمُؤَمَّلُ لِإِحْيَاءِ الْكِتَابِ وَ حُدُوْدِهِ، أَيْنَ مُحْيِيْ مَعَالِمِ الدِّيْنِ وَ أَهْلِهِ، أَيْنَ قَاصِمُ شَوْكَةِ الْمُعْتَدِيْنَ، أَيْنَ هَادِمُ أَبْنِيَةِ الشِّرْكِ وَ النِّفَاقِ، أَيْنَ مُبِيْدُ أَهْلِ الْفُسُوْقِ وَ الْعِصْيَانِ وَ الطُّغْيَانِ، أَيْنَ حَاصِدُ فُرُوْعِ الْغَيِّ وَ الشِّقَاقِ، أَيْنَ طَامِسُ اٰثَارِ الزَّيْغِ وَ الْأَهْوَاءِ، أَيْنَ قَاطِعُ حَبَائِلِ الْكِذْبِ وَ الْإِفْتِرَاءِ، أَيْنَ مُبِيْدُ الْعُتَاةِ وَ الْمَرَدَةِ، أَيْنَ مُسْتَأْصِلُ أَهْلِ الْعِنَادِ وَ التَّضْلِيْلِ وَ الْإِلْحَادِ، أَيْنَ مُعِزُّ الْأَوْلِيَاءِ وَ مُذِلُّ الْأَعْدَاءِ، أَيْنَ جَامِعُ الْكَلِمَةِ عَلَى التَّقْوٰى، أَيْنَ بَابُ اللّٰهِ الَّذِيْ مِنْهُ يُؤْتٰى، أَيْنَ وَجْهُ اللّٰهِ الَّذِيْ إِلَيْهِ يَتَوَجَّهُ الْأَوْلِيَاءُ، أَيْنَ السَّبَبُ الْمُتَّصِلُ بَيْنَ الْأَرْضِ وَ السَّمَاءِ، أَيْنَ صَاحِبُ يَوْمِ الْفَتْحِ وَ نَاشِرُ رَايَةِ الْهُدٰى، أَيْنَ مُؤَلِّفُ شَمْلِ الصَّلَاحِ وَ الرِّضَا، أَيْنَ الطَّالِبُ بِذُحُوْلِ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَبْنَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، أَيْنَ الطَّالِبُ بِدَمِ الْمَقْتُوْلِ بِكَرْبَلَاءَ، أَيْنَ

الْمَنْصُورُ عَلٰى مَنِ اعْتَدٰى عَلَيْهِ وَ افْتَرٰى اَيْنَ الْمُضْطَرُّ الَّذِيْ يُجَابُ اِذَا دَعٰى، اَيْنَ صَدْرُ الْخَلَآئِقِ ذُو الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى، اَيْنَ ابْنُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى، وَ ابْنُ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى، وَ ابْنُ خَدِيْجَةَ الْغَرَّآءِ، وَ ابْنُ فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى، بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ وَ نَفْسِيْ لَكَ الْوِقَآءُ وَ الْحِمٰى، يَابْنَ السَّادَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ، يَابْنَ النُّجَبَآءِ الْاَكْرَمِيْنَ، يَابْنَ الْهُدَاةِ الْمَهْدِيِّيْنَ، يَا بْنَ الْخِيَرَةِ الْمُهَذَّبِيْنَ، يَابْنَ الْغَطَارِفَةِ الْاَنْجَبِيْنَ، يَابْنَ الْاَطَآئِبِ الْمُطَهَّرِيْنَ، يَابْنَ الْخَضَارِمَةِ الْمُنْتَجَبِيْنَ، يَابْنَ الْقَمَاقِمَةِ الْاَكْرَمِيْنَ، يَابْنَ الْبُدُوْرِ الْمُنِيْرَةِ، يَابْنَ السُّرُجِ الْمُضِيْئَةِ، يَابْنَ الشُّهُبِ الثَّاقِبَةِ، يَابْنَ الْاَنْجُمِ الزَّاهِرَةِ، يَابْنَ السُّبُلِ الْوَاضِحَةِ، يَابْنَ الْاَعْلَامِ اللَّآئِحَةِ، يَابْنَ الْعُلُوْمِ الْكَامِلَةِ، يَابْنَ السُّنَنِ الْمَشْهُوْرَةِ، يَابْنَ الْمَعَالِمِ الْمَاْثُوْرَةِ، يَابْنَ الْمُعْجِزَاتِ الْمَوْجُوْدَةِ، يَا بْنَ الدَّلَآئِلِ الْمَشْهُوْدَةِ، يَابْنَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ، يَابْنَ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ، يَا بْنَ مَنْ هُوَ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَى اللّٰهِ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ، يَابْنَ الْاٰيَاتِ وَ الْبَيِّنَاتِ، يَا بْنَ الدَّلَآئِلِ الظَّاهِرَاتِ، يَا بْنَ الْبَرَاهِيْنِ الْوَاضِحَاتِ الْبَاهِرَاتِ، يَابْنَ الْحُجَجِ الْبَالِغَاتِ، يَابْنَ النِّعَمِ السَّابِغَاتِ، يَا ابْنَ طٰهٰ وَ الْمُحْكَمَاتِ، يَابْنَ يٰسٓ وَ الذَّارِيَاتِ، يَابْنَ الطُّوْرِ وَ الْعَادِيَاتِ، يَابْنَ مَنْ دَنٰى فَتَدَلّٰى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى، دُنُوًّا وَ اقْتِرَابًا مِّنَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى، لَيْتَ شِعْرِيْ اَيْنَ اسْتَقَرَّتْ بِكَ النَّوٰى، بَلْ اَيُّ اَرْضٍ تُقِلُّكَ اَوْ ثَرٰى، اَبِرَضْوٰى اَوْ غَيْرِهَا اَمْ ذِيْ طُوٰى، عَزِيْزٌ عَلَيَّ اَنْ اَرَى الْخَلْقَ وَ لَا تُرٰى، وَ لَا اَسْمَعُ لَكَ حَسِيْسًا وَّ لَا نَجْوٰى، عَزِيْزٌ عَلَيَّ اَنْ تُحِيْطَ بِكَ دُوْنِيَ الْبَلْوٰى، وَ لَا يَنَالُكَ مِنِّيْ ضَجِيْجٌ وَّ لَا شَكْوٰى، بِنَفْسِيْ اَنْتَ مِنْ مُّغَيَّبٍ لَّمْ يَخْلُ مِنَّا، بِنَفْسِيْ اَنْتَ

مِنْ نَّازِحٍ مَّا نَزَحَ عَنَّا، بِنَفْسِي اَنْتَ اُمْنِيَّةُ شَائِقٍ يَّتَمَنّٰى، مِنْ مُّؤْمِنٍ وَّ
مُؤْمِنَةٍ ذَكَرَا فَحَنَّا، بِنَفْسِي اَنْتَ مِنْ عَقِيْدِ عِزٍّ لَّا يُسَامٰى، بِنَفْسِي اَنْتَ مِنْ
اَثِيْلِ مَجْدٍ لَّا يُجَارٰى، بِنَفْسِي اَنْتَ مِنْ تِلَادِ نِعَمٍ لَّا تُضَاهٰى، بِنَفْسِي اَنْتَ
مِنْ نَّصِيْفِ شَرَفٍ لَّا يُسَاوٰى، اِلٰى مَتٰى اَحَارُ فِيْكَ يَا مَوْلَايَ، وَاِلٰى مَتٰى وَاَيَّ
خِطَابٍ اَصِفُ فِيْكَ، وَاَيَّ نَجْوٰى، عَزِيْزٌ عَلَيَّ اَنْ اُجَابَ دُوْنَكَ وَاُنَاغٰى، عَزِيْزٌ
عَلَيَّ اَنْ اَبْكِيَكَ وَ يَخْذُلَكَ الْوَرٰى، عَزِيْزٌ عَلَيَّ اَنْ يَجْرِيَ عَلَيْكَ دُوْنَهُمْ مَا
جَرٰى، هَلْ مِنْ مُعِيْنٍ فَاُطِيْلَ مَعَهُ الْعَوِيْلَ وَ الْبُكَآءَ، هَلْ مِنْ جَزُوْعٍ
فَاُسَاعِدَ جَزَعَهٗ اِذَا خَلَا، هَلْ قَذِيَتْ عَيْنٌ فَسَاعَدَتْهَا عَيْنِيْ عَلَى الْقَذٰى،
هَلْ اِلَيْكَ يَا بْنَ اَحْمَدَ سَبِيْلٌ فَتُلْقٰى، هَلْ يَتَّصِلُ يَوْمُنَا مِنْكَ بِعِدَةٍ فَنَحْظٰى،
مَتٰى نَرِدُ مَنَاهِلَكَ الرَّوِيَّةَ فَنَرْوٰى، مَتٰى نَنْتَقِعُ مِنْ عَذْبِ مَآئِكَ فَقَدْ طَالَ
الصَّدٰى، مَتٰى نُغَادِيْكَ وَ نُرَاوِحُكَ فَنُقِرَّ عَيْنًا، مَتٰى تَرَانَا وَنَرَاكَ وَ قَدْ
نَشَرْتَ لِوَآءَ النَّصْرِ تُرٰى، اَتَرَانَا نَحُفُّ بِكَ وَ اَنْتَ تَؤُمُّ الْمَلَاَ، وَ قَدْ مَلَاْتَ
الْاَرْضَ عَدْلًا، وَ اَذَقْتَ اَعْدَآئَكَ هَوَانًا وَّ عِقَابًا، وَ اَبَرْتَ الْعُتَاةَ وَ جَحَدَةَ
الْحَقِّ، وَ قَطَعْتَ دَابِرَ الْمُتَكَبِّرِيْنَ، وَ اجْتَثَثْتَ اُصُوْلَ الظَّالِمِيْنَ، وَ نَحْنُ
نَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَشَّافُ الْكُرَبِ وَ الْبَلْوٰى، وَ
اِلَيْكَ اَسْتَعْدِيْ فَعِنْدَكَ الْعَدْوٰى، وَ اَنْتَ رَبُّ الْاٰخِرَةِ وَ الدُّنْيَا، فَاَغِثْ يَا
غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ، عُبَيْدَكَ الْمُبْتَلٰى، وَ اَرِهٖ سَيِّدَهٗ يَا شَدِيْدَ الْقُوٰى، وَ
اَزِلْ عَنْهُ بِهِ الْاَسٰى وَ الْجَوٰى، وَ بَرِّدْ غَلِيْلَهٗ يَا مَنْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى، وَمَنْ
اِلَيْهِ الرُّجْعٰى وَ الْمُنْتَهٰى. اَللّٰهُمَّ وَ نَحْنُ عَبِيْدُكَ التَّآئِقُوْنَ اِلٰى وَلِيِّكَ
الْمُذَكِّرِ بِكَ، وَ بِنَبِيِّكَ، خَلَقْتَهٗ لَنَا عِصْمَةً وَّ مَلَاذًا، وَ اَقَمْتَهٗ لَنَا قِوَامًا وَّ

مَعَاذًا، وَ جَعَلْتَهُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ مِنَّا إِمَامًا، فَبَلِّغْهُ مِنَّا تَحِيَّةً وَّ سَلَامًا، وَ زِدْنَا
بِذٰلِكَ يَا رَبِّ إِكْرَامًا، وَ اجْعَلْ مُسْتَقَرَّهُ لَنَا مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا، وَ أَتْمِمْ
نِعْمَتَكَ بِتَقْدِيْمِكَ إِيَّاهُ أَمَامَنَا، حَتّٰى تُوْرِدَنَا جِنَانَكَ وَ مُرَافَقَةَ الشُّهَدَاءِ
مِنْ خُلَصَائِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ جَدِّهٖ وَ
رَسُوْلِكَ السَّيِّدِ الْأَكْبَرِ، وَ عَلٰى أَبِيْهِ السَّيِّدِ الْأَصْغَرِ، وَ جَدَّتِهِ الصِّدِّيْقَةِ
الْكُبْرٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ، وَ عَلٰى مَنِ اصْطَفَيْتَ مِنْ
اٰبَائِهِ الْبَرَرَةِ، وَ عَلَيْهِ أَفْضَلَ وَ أَكْمَلَ وَ أَتَمَّ، وَ أَدْوَمَ وَ أَكْثَرَ وَ أَوْفَرَ، مَا
صَلَّيْتَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ أَصْفِيَائِكَ وَ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ، وَ صَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً
لَا غَايَةَ لِعَدَدِهَا، وَ لَا نِهَايَةَ لِمَدَدِهَا، وَ لَا نَفَادَ لِأَمَدِهَا. اَللّٰهُمَّ وَ أَقِمْ بِهِ
الْحَقَّ وَ أَدْحِضْ بِهِ الْبَاطِلَ، وَ أَدِلْ بِهِ أَوْلِيَائَكَ، وَ أَذْلِلْ بِهِ أَعْدَائَكَ، وَ صِلِ
اللّٰهُمَّ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ وُصْلَةً تُؤَدِّيْ إِلٰى مُرَافَقَةِ سَلَفِهِ، وَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَأْخُذُ
بِحُجْزَتِهِمْ، وَ يَمْكُثُ فِيْ ظِلِّهِمْ، وَ أَعِنَّا عَلٰى تَأْدِيَةِ حُقُوْقِهِ إِلَيْهِ، وَ الْاِجْتِهَادِ
فِيْ طَاعَتِهِ، وَ اجْتِنَابِ مَعْصِيَتِهِ، وَ امْنُنْ عَلَيْنَا بِرِضَاهُ، وَ هَبْ لَنَا رَأْفَتَهُ وَ
رَحْمَتَهُ، وَ دُعَائَهُ وَ خَيْرَهُ، مَا نَنَالُ بِهِ سَعَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ، وَ فَوْزًا عِنْدَكَ، وَ
اجْعَلْ صَلَاتَنَا بِهِ مَقْبُوْلَةً، وَ ذُنُوْبَنَا بِهِ مَغْفُوْرَةً، وَ دُعَائَنَا بِهِ مُسْتَجَابًا، وَ
اجْعَلْ أَرْزَاقَنَا بِهِ مَبْسُوْطَةً، وَ هُمُوْمَنَا بِهِ مَكْفِيَّةً، وَ حَوَائِجَنَا بِهِ مَقْضِيَّةً،
وَ أَقْبِلْ إِلَيْنَا بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ، وَ اقْبَلْ تَقَرُّبَنَا إِلَيْكَ، وَ انْظُرْ إِلَيْنَا نَظْرَةً
رَّحِيْمَةً، نَسْتَكْمِلُ بِهَا الْكَرَامَةَ عِنْدَكَ، ثُمَّ لَا تَصْرِفْهَا عَنَّا بِجُوْدِكَ، وَ
اسْقِنَا مِنْ حَوْضِ جَدِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ بِكَأْسِهٖ وَ بِيَدِهٖ، رَيًّا رَوِيًّا
هَنِيْئًا، سَائِغًا لَا ظَمَأَ بَعْدَهُ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ:

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

حمد ہے خدا کیلئے جو جہانوں کا پرودگار ہے اور خدا ہمارے سردار اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت کرے اور بہت بہت سلام بھیجے اے معبود حمد ہے تیرے لئے کہ جاری ہوگی تیری قضاء و قدر تیرے اولیا کے بارے میں جن کو تو نے اپنے لئے اور اپنے دین کیلئے خاص کیا جب کہ انہیں اپنے ہاں سے وہ نعمتیں عطا کی ہیں جو باقی رہنے والی ہیں جو نہ ختم ہوتی ہیں نہ کمزور پڑتی ہیں اس کے بعد کہ تو نے ان پر اس دنیا کے بے حقیقت مناصب جھوٹی شان و شوکت اور زینت سے دور رہنا لازم کیا پس انہوں نے یہ شرط پوری کی اور ان کی وفا کو تو جانتا ہے تو نے انہیں قبول کیا مقرب بنایا ان کے ذکر کو بلند فرمایا اور ان کی تعریفیں ظاہر کیں تو نے ان کی طرف اپنے فرشتے بھیجے ان کو وحی سے مشرف کیا ان کو اپنے علوم سے نوازا اور ان کو وہ ذریعہ قرار دیا جو تجھ تک پہنچائے اور وہ وسیلہ جو تیری خوشنودی تک لے جائے پس ان میں کسی کو جنت میں رکھا یہاں تک کہ اس سے باہر بھیجا کسی کو اپنی کشتی میں سوار کیا اور بچا لیا اور جو ان کے ساتھ تھے انہیں موت سے بچایا تو نے اپنی رحمت کے ساتھ اور کسی کو تو نے اپنا خلیل بنایا پھر دوسرے سچی زبان والوں نے تجھ سے سوال کیا جسے تو نے پورا فرمایا اسے بلند و بالا قرار دیا کسی کے ساتھ تو نے درخت کے ذریعے کلام کیا اور اس کے بھائی کو اس کا مددگار بنایا کسی کو تو نے بن باپ کے پیدا فرمایا اسے بہت سے معجزات دیئے اور روح قدس سے اسے قوت دی تو نے ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور راستہ مقرر کیا ان کے لئے اوصیاء چنے کہ تیرے دین کو قائم رکھنے کے لئے ایک کے بعد دوسرا نگہبان آیا جو تیرے بندوں پر حجت قرار پایا تاکہ حق اپنے مقام سے نہ ہٹے اور باطل کے حامی اہل حق پر غلبہ نہ پائیں اور کوئی یہ نہ کہے کہ کاش تو نے ہماری طرف ڈرانے والا رسول بھیجا ہوتا اور ہمارے لئے ہدایت کا جھنڈا بلند کیا ہوتا کہ تیری آیتوں کی پیروی کرتے اس سے پہلے کہ ذلیل و رسوا ہوں یہاں تک کہ تو نے امر ہدایت اپنے حبیب اور پاکیزہ اصل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیا پس وہ ایسے سردار ہوئے جن کو تو نے مخلوق میں سے

پسند کیا برگزیدوں میں سے برگزیدہ بنایا جن کو چنا ان میں سے افضل بنایا اپنے خواص میں سے بزرگ قرار دیا انہیں نبیوں کا پیشوا بنایا اوران کو اپنے بندوں میں سے جن وانس کی طرف بھیجا ان کیلئے سارے مشرقوں مغربوں کو زیر کر دیا براق کو ان کا مطیع بنایا اوران کو جسم وجان کیساتھ آسمان پر بلایا اورتو نے انہیں سابقہ وآئندہ باتوں کا علم دیا یہاں تک کہ تیری مخلوق ختم ہو جائے پھران کو دبدبہ عطا کیا اوران کے گرد جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام اورنشان زدہ فرشتوں کو جمع فرمایا ان سے وعدہ کیا کہ آپ کا دین تمام ادیان پر غالب آئے گا اگرچہ مشرک دل تنگ ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب ہجرت کے بعد تو نے ان کے خاندان کو سچائی کے مقام پر جگہ دی اوران کے اوران کے ساتھیوں کیلئے قبلہ بنایا پہلا گھر جو مکہ میں بنایا گیا جو جہانوں کیلئے برکت وہدایت کا مرکز ہے اس میں واضح نشانیاں اور مقام ابراہیم علیہ السلام ہے جو اس گھر میں داخل ہوا اسے امان مل گئی نیز تو نے فرمایا ضرور خدا نے ارادہ کرلیا ہے کہ تم سے برائی کو دور کردے اے اہل بیت علیہم السلام اور تمہیں پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوران کی آل پر تیری رحمتیں ہوں تو نے اہل بیت علیہم السلام کی محبت کو ان کا اجر رسالت قرار دیا قرآن میں، پس تو نے فرمایا (اے رسول) کہہ دیں کہ میں تم سے اجر رسالت نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے اقربا سے محبت کرو اورتو نے کہا: جو اجر میں نے تم سے مانگا ہے وہ تمہارے فائدے میں ہے نیز تو نے فرمایا: میں نے تم سے اجر رسالت نہیں مانگا سوائے اس کے کہ یہ راہ اس کے لئے جو خدا تک پہنچنا چاہے پس اہل بیت تیرا مقرر کردہ راستہ اور تیری خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہیں ہاں جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت پورا ہو گیا تو ان کی جگہ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے لے لی ان دونوں پر اوران کی آل پر تیری رحمتیں ہوں علی رہبر ہیں جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرانے والے اور ہر قوم کیلئے رہبر ہے پس فرمایا آپ نے جماعت صحابہ سے کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی علیہ السلام بھی اس کے مولا ہیں اے معبود محبت کر اس سے جو اس سے محبت کرے دشمنی کر اس سے جو اس سے دشمنی کرے مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے خوار کر اس کو جو اسے چھوڑے نیز فرمایا کہ جس کا میں نبی ہوں علی علیہ السلام اس کا امیر و

حاکم ہے اور فرمایا میں اور علی علیہ السلام ایک شجر سے ہیں اور دوسرے لوگ مختلف اشجار سے پیدا ہوئے ہیں اور علی علیہ السلام کو اپنا جانشین بنایا جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے جانشین ہوئے پس فرمایا اے علی علیہ السلام تم میری نسبت وہی مقام رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آپ نے علی علیہ السلام کا نکاح اپنی بیٹی سردار زنان عالم سلام اللہ علیہا سے کیا مسجد میں ان کیلئے وہ امر حلال رکھا جو آپ کیلئے تھا اور مسجد کی طرف سے سبھی دروازے بند کرائے سوائے علی علیہ السلام کے دروازے کے پھر اپنا علم وحکمت ان کے سپرد کیا تو فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں لہٰذا جو علم وحکمت کا طالب ہے وہ اس در علم پر آئے نیز یہ کہا کہ اے علی علیہ السلام تم میرے بھائی، جانشین اور وارث ہو تمہارا گوشت میرا گوشت تمہارا خون میرا خون تمہاری صلح میری صلح، تمہاری جنگ میری جنگ ہے اور ایمان تمہاری رگوں میں شامل ہے جیسے وہ میری رگوں میں شامل ہے قیامت میں تم حوض کوثر پر میرے خلیفہ ہو گے تمہی میرے قرضے چکاؤ گے اور میرے وعدے نبھاؤ گے تمہارے شیعہ جنت میں چمکتے چہروں کیساتھ نورانی تختوں پر میرے آس پاس میرے قرب میں ہوں گے اور اے علی علیہ السلام اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومنوں کی پہچان نہ ہو پاتی چنانچہ وہ آپ کے بعد گمراہی سے ہدایت میں لانے والے تاریکی سے روشنی میں لانے والے خدا کا مضبوط سلسلہ اور اس کا سیدھا راستہ ہیں نہ قرابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ان سے بڑھا ہوا تھا نہ دین میں کوئی ان سے آگے تھا ان کے علاوہ کوئی بھی اوصاف میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانند نہ تھا علی علیہ السلام و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر خدا کی رحمت ہو علی علیہ السلام نے تاویل قرآن پر جنگ کی اور خدا کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کی عرب سرداروں کو ہلاک کیا ان کے بہادروں کو قتل کیا اور ان کے پہلوانوں کو پچھاڑا پس عربوں کے دلوں میں کینہ بھر گیا کہ بدر، خیبر، حنین وغیرہ میں ان کے لوگ قتل ہو گئے پس وہ علی علیہ السلام کی دشمنی میں اکٹھے ہوئے اور ان کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے چنانچہ آپ نے بیعت توڑنے والوں تفرقہ ڈالنے والوں اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کو قتل کیا جب آپ کا وقت پورا ہوا

تو بعد والوں میں سے بد بخت ترین نے آپ کو قتل کیا اس نے پہلے والے شقی ترین کی پیروی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پورا نہ ہوا جبکہ ایک رہبر کے بعد دوسرا رہبر آتا رہا اور امت اس کی دشمنی پر شدت سے کمر بستہ ہو کر اس پر ظلم ڈھاتی رہی اور اس کی اولاد کو پریشان کرتی رہی مگر تھوڑے سے لوگ وفادار تھے اور ان کا حق پہچانتے تھے پس ان میں سے کچھ قتل ہو گئے کچھ قید میں ڈالے گئے اور کچھ بے وطن ہوئے ان پر قضا وارد ہو گئی جس پر وہ بہترین اجر کے امیدوار ہوئے کیونکہ زمین خدا کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام کار پرہیزگاروں کیلئے ہے اور پاک ہے ہمارا رب کہ ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے ہاں خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا وہ زبردست ہے حکمت والا پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علی علیہ السلام کہ ان دونوں پر خدا کی رحمت ہو ان کے خاندان پر ان پر رونے والوں کو رونا چاہیے چنانچہ ان پر اور ان جیسوں پر دھاڑیں مار کر رونا چاہیے پس ان کیلئے آنسو بہائے جائیں رونے والے چیخ چیخ کر روئیں نالہ وفریاد بلند کریں اور اونچی آوازوں میں رو کر کہیں کہاں ہیں حسن علیہ السلام کہاں ہیں حسین علیہ السلام کہاں گئے فرزندان حسین علیہ السلام ایک نیک کردار کے بعد دوسرا نیک کردار ایک سچے کے بعد دوسرا سچا کہاں گئے جو ایک کے بعد ایک راہ حق کے رہبر تھے کہاں گئے جو اپنے وقت میں خدا کے برگزیدہ تھے کدھر گئے وہ چمکتے سورج کیا ہوئے وہ دمکتے چاند کہاں گئے وہ جھلملاتے ستارے کدھر گئے وہ دین کے نشان اور علم کے ستون کہاں ہے خدا کا آخری نمائندہ جو رہبروں کے اس خاندان سے باہر نہیں کہاں ہے وہ جو ظالموں کی جڑیں کاٹنے کیلئے آمادہ ہے کہاں ہے وہ جو انتظار میں ہے کہ کج کو سیدھا اور نادرست کو درست کرے کہاں ہے وہ امید گاہ جو ظلم وستم کو مٹانے والا ہے کہاں ہے وہ جو فرائض اور سنن کو زندہ کرنے والا امام کہاں ہے وہ جو ملت اور شریعت کو راست کرنے والا کہاں ہے وہ جس کے ذریعے قرآن اور اس کے احکام کے زندہ ہونے کی توقع ہے کہاں ہے وہ جو دین اور اہل دین کے طریقے روشن کرنے والا کہاں ہے وہ جو ظالموں کا زور توڑنے والا کہاں ہے وہ جو شرک و

نفاق کی بنیادیں ڈھانے والا کہاں ہے وہ جو بدکاروں نافرمانوں اور سرکشوں کو تباہ کرنے والا کہاں ہے وہ جو گمراہی اور تفرقے کی شاخیں کاٹنے والا کہاں ہے وہ جو کج دلی و نفس پرستی کے داغ مٹانے والا کہاں ہے وہ جو جھوٹ اور بہتان کی رگیں کاٹنے والا کہاں ہے وہ جو سرکشوں اور مغروروں کو تباہ کرنے والا کہاں ہے وہ جو دشمنوں، گمراہ کرنے والوں اور بے دینوں کی جڑیں اکھاڑنے والا کہاں ہے وہ جو دوستوں کو باعزت اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والا کہاں ہے وہ جو سب کو تقویٰ پر جمع کرنے والا کہاں ہے وہ جو خدا کا دروازہ جس سے وارد ہوں کہاں ہے وہ جو مظہر خدا کہ جس کی طرف حبدار متوجہ ہوں کہاں ہے وہ جو زمین و آسمان کے پیوست رہنے کا وسیلہ کہاں ہے وہ جو یوم فتح کا حکمران اور ہدایت کا پرچم لہرانے والا کہاں ہے جو وہ نیکی و خوشنودی کا لباس پہننے والا کہاں ہے وہ جو نبیوں کے خون اور نبیوں کی اولاد کے خون کا دعویدار کہاں ہے وہ جو کربلا کے مقتول حسین علیہ السلام کے خون کا مدعی کہاں ہے وہ جو اس پر غالب ہے جس نے زیادتی کی اور جھوٹ باندھا وہ پریشان کہ جب دعا مانگے قبول ہوتی ہے کہاں ہے وہ جو مخلوق کا حاکم جو نیک و پرہیزگار ہے کہاں ہے وہ جو نبی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند، علی مرتضی علیہ السلام کا فرزند خدیجہ پاک سلام اللہ علیہا کا فرزند اور فاطمہ کبریٰ سلام اللہ علیہا کا فرزند مہدی علیہ السلام قربان آپ پر میرے ماں باپ اور میری جان آپ کیلئے فدا ہے اے خدا کے مقرب سرداروں کے فرزند اے پاک نسل بزرگواروں کے فرزند اے ہدایت یافتہ رہبروں کے فرزند اے برگزیدہ اور خوش اطوار بزرگوں کے فرزند اے پاک نہاد سرداروں کے فرزند اے پاکبازوں پاک شدگان کے فرزند اے پاک نژاد و سادات کے فرزند اے وسیع القلب عزت داروں کے فرزند اے روشن چاندوں کے فرزند اے روشن چراغوں کے فرزند اے روشن سیاروں کے فرزند اے چمکتے ستاروں کے فرزند اے روشن راہوں کے فرزند اے بلند مرتبے والوں کے فرزند اے حاملین علوم کے فرزند اے واضح روشوں کے فرزند اے مذکورہ علامتوں کے فرزند اے معجزنماؤں کے فرزند اے ظاہر دلائل کے فرزند اے سیدھے راستے کے فرزند اے عظیم خبر کے فرزند اے اس ہستی کے فرزند جو

خدا کے ہاں ام الکتاب میں علی و حکیم ہے اے واضح روشن آیات کے فرزند اے ظاہر اور دلائل کے فرزند اے واضح و روشن تر دلائل کے فرزند اے کامل حجتوں کے فرزند اے بہترین نعمتوں کے فرزند اے طٰہٰ اور محکم آیتوں کے فرزند اے یٰسین وذاریات کے فرزند اے طور اور عادیات کے فرزند اے اس ہستی کے فرزند جو نزدیک ہوئے تو اس سے مل گئے پس کمان کے دونوں سروں جتنے یا اس سے بھی نزدیک ہوئے علی اعلیٰ کے قریب ہو گئے اے کاش میں جانتا کہ اس دوری نے آپ کو کہاں جا ٹھہرایا اور کس زمین میں اور کس خاک نے آپ کو اٹھا رکھا ہے آپ مقام رضویٰ میں ہیں یا کسی اور پہاڑ پر ہیں یا وادی طویٰ میں ہیں یہ مجھ پر گراں ہے کہ مخلوق کو دیکھوں اور آپ کو نہ دیکھ پاؤں نہ آپ کی آہٹ سنوں اور نہ سرگوشی، مجھے رنج ہے کہ آپ تنہا سختی میں پڑے ہیں میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں اور میری آہ وزاری آپ تک نہیں پہنچ پاتی میری جان آپ پر قربان کہ آپ غائب ہیں مگر ہم سے دور نہیں میں آپ پر قربان آپ وطن سے دور ہیں لیکن ہم سے دور نہیں میں آپ پر قربان آپ ہر محب کی آرزو ہر مومن و مومنہ کی تمنا ہیں جس کیلئے وہ نالہ کرتے ہیں میں قربان آپ وہ عزت دار ہیں جنکا کوئی ثانی نہیں میں قربان آپ وہ بلند مرتبہ ہیں جن کے برابر کوئی نہیں میں قربان آپ وہ قدیمی نعمت ہیں جس کی مثل نہیں میں قربان آپ جو شرف رکھتے ہیں وہ کسی اور کو نہیں مل سکتا کب تک ہم آپ کے لئے بے چین رہیں گے اے میرے آقا اور کب تک اور کس طرح آپ سے خطاب کروں اور سرگوشی کروں یہ مجھ پر گراں ہے کہ سوائے آپ کے کسی سے جواب پاؤں یا باتیں سنوں مجھ پر گراں ہے کہ میں آپ کیلئے روؤں اور لوگ آپ کو چھوڑے رہیں مجھ پر گراں ہے کہ لوگوں کی طرف سے آپ پر گزرے جو گزرے تو کیا کوئی ساتھی ہے جس کے ساتھ مل کر آپ کے لئے گریہ وزاری کروں کیا کوئی بے تاب ہے کہ جب وہ تنہا ہو تو اس کے ہمراہ نالہ کروں آیا کوئی آنکھ ہے جس کے ساتھ مل کر میری آنکھ غم کے آنسو بہائے اے احمد مجتبیٰ ﷺ کے فرزند آپ کے پاس آنے کا کوئی راستہ ہے کیا ہمارا آج کا دن آپ کے کل سے مل جائے گا کہ ہم خوش ہوں کب وہ وقت آئیگا کہ ہم آپ کے

چشمے سے سیراب ہونگے کب ہم آپ کے چشمہ شیریں سے پیاس بجھائیں گے اب تو پیاس طولانی ہوگئی کب ہماری صبح وشام آپ کے ساتھ گزرے گی کہ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہونگی کب آپ ہمیں اور ہم آپ کو دیکھیں گے جبکہ آپ کی فتح کا پرچم لہراتا ہوگا ہم آپ کے اردگرد جمع ہونگے اور آپ سبھی لوگوں کے امام ہونگے تب زمین آپ کے ذریعے عدل وانصاف سے پر ہو گی آپ اپنے دشمنوں کو سختی وذلت سے ہمکنار کرینگے آپ سرکشوں اور حق کے منکروں کو نابود کرینگے مغروروں کا زور توڑ دینگے اور ظلم کرنے والوں کی جڑیں کاٹ دینگے اس وقت ہم کہیں گے حمد ہے خدا کیلئے جو جہانوں کا رب ہے اے معبود تو دکھوں اور مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے میں تیرے حضور شکایت لایا ہوں کہ تو مداوا کرتا ہے اور تو ہی دنیا وآخرت کا پروردگار ہے پس میری فریاد سن اے فریادیوں کی فریاد سننے والے اپنے اس حقیر اور دکھی بندے کو اس آقا کا دیدار کرا دے اے زبردست قوت والے ان کے واسطے سے اس کے رنج وغم کو دور فرما اور اس کی پیاس بجھا دے اے وہ ذات جو عرش پر حاوی ہے کہ جس کی طرف واپسی اور آخری ٹھکانا ہے اور اے معبود ہم ہیں تیرے حقیر بندے جو تیرے ولی عصرؑ کے مشتاق ہیں جن کا ذکر تو نے اور تیرے نبی ﷺ نے کیا تو نے انہیں ہماری جائے پناہ بنایا ہمارا سہارا قرار دیا ان کو ہماری زندگی کا ذریعہ اور پناہ گاہ بنایا اور ان کو ہم میں سے مومنوں کا امام قرار دیا پس ان کو ہمارا درود وسلام پہنچا اور اے پروردگار ان کے ذریعے ہماری عزت میں اضافہ فرما ان کی قرارگاہ کو ہماری قرارگاہ اور ٹھکانہ بنا دے ہم پر ان کی امامت کے ذریعے ہمارے لئے اپنی نعمت پوری فرما یہاں تک کہ وہ ہمیں تیری جنت میں ان شہیدوں کے پاس لے جائینگے جو مقرب خاص ہیں اے معبود! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور امام مہدیؑ کے نانا محمد ﷺ پر رحمت فرما جو تیرے رسول اور عظیم سردار ہیں اور مہدیؑ کے والد پر رحمت کر جو چھوٹے سردار ہیں ان کی دادی صدیقہ کبریٰ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد ﷺ پر رحمت فرما ان سب پر رحمت فرما جن کو تو نے ان کے نیک بزرگوں میں سے چنا اور القائم پر رحمت فرما بہترین کامل پوری ہمیشہ ہمیشہ بہت سی

بہت زیادہ جو رحمت کی ہو تو نے اپنے برگزیدوں میں سے کسی پر اور مخلوق میں سے اپنے پسند کردہ پر اور اس پر درود بھیج وہ درود جس کا شمار نہ ہو سکے جس کی مدت ختم نہ ہو اور جو کبھی منقطع نہ ہو اے معبود! ان کے ذریعے حق کو قائم فرما ان کے ہاتھوں باطل کو مٹا دے ان کے وجود سے اپنے دوستوں کو عزت دے ان کے ذریعے اپنے دشمنوں کو ذلت دے اور اے معبود ہمیں اور ان کو اکٹھا کر دے ایسا اکٹھا کہ جو ہم کو ان کے پہلے بزرگوں تک پہنچائے اور ہمیں ان میں قرار دے جنہوں نے ان کا دامن پکڑا ہے ہمیں ان کے زیر سایہ رکھ ان کے حقوق ادا کرنے میں ہماری مدد فرما ان کی فرمانبرداری میں کوشاں بنا دے ان کی نافرمانی سے بچائے رکھ ان کی خوشنودی سے ہم پر احسان کر اور ہمیں ان کی محبت عطا فرما ان کی رحمت ان کی دعا اور ان کی برکت عطا فرما جس کے ذریعے ہم تیری وسیع رحمت اور تیرے ہاں کامیابی حاصل کریں ان کے ذریعے ہماری نماز قبول فرما ان کے وسیلے ہمارے گناہ بخش دے ان کے واسطے سے ہماری دعا منظور فرما اور ان کے ذریعے سے ہماری روزیاں فراخ کر دے ہماری پریشانیاں دور فرما اور ان کے وسیلے سے ہماری حاجات کو پورا فرما اور توجہ کر ہماری طرف اپنی ذات کریم کے واسطے سے اور قبول فرما اپنی بارگاہ میں ہماری حاضری ہماری طرف نظر کر مہربانی کی نظر کہ جس سے تیری درگاہ میں ہماری عزت بڑھ جائے پھر اپنے کرم کی وجہ سے وہ نظر ہم سے نہ ہٹا ہمیں القائمؑ کے نانا کے حوض سے سیراب فرما ان پر اور ان کی آل پر خدا کی رحمت ہو ان کے جام سے ان کے ہاتھ سے سیر و سیراب کر جس میں مزہ آئے اور پھر پیاس نہ لگے اے سب سے زیادہ رحم والے۔

جملہ دعاؤں میں ایک یہ بھی دعا ہے جو امام زمانہ کے لئے پڑھنی چاہیے۔ اسے سید ابن طاوس نے مہج الدعوات میں ذکر کیا ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں:

يَا مَنْ فَضَّلَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ إِسْرَائِيلَ عَلَى الْعَالَمِينَ بِاخْتِيَارِهِ وَ أَظْهَرَ فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ عِزَّةَ اقْتِدَارِهِ وَ أَوْدَعَ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ غَرَائِبَ أَسْرَارِهِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ اجْعَلْنِي

مِنْ أَعْوَانِ حُجَّتِكَ عَلَى عِبَادِكَ وَأَنْصَارِهِ.[1]

٦۔ دوسری دعائیں

سید ابن طاوس کہتا ہے: ہمارے دوست ملک مسعود نے ہمیں کہا: اس نے خواب میں دیکھا کہ آدمی دیوار کے پیچھے سے بات کررہا ہے لیکن اس کا چہرہ نہیں دیکھا اس نے کہا:

يَا صَاحِبَ الْقَدَرِ وَالْأَقْدَارِ وَالْهِمَمِ وَالْمَهَامِّ عَجِّلْ فَرَجَ عَبْدِكَ وَوَلِيِّكَ وَالْحُجَّةِ الْقَائِمِ بِأَمْرِكَ فِي خَلْقِكَ وَاجْعَلْ لَنَا فِي ذٰلِكَ الْخِيَرَةَ.[2]

ایک اور دعا منقول ہے جیسے سید ابن طاوس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے امام کی غیبت کے بارے میں حدیث کے ضمن میں ذکر ہوا ہے۔ امام سے پوچھا گیا: تمہارے شیعہ کیا کام کریں؟

آپ نے فرمایا: تمہیں انتظار فرج کی دعا کرنی چاہیے۔

حتیٰ راوی نے کہا آپ سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا کریں؟

آپ نے فرمایا: یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَرَّفْتَنِي نَفْسَكَ وَ عَرَّفْتَنِي رَسُولَكَ وَ عَرَّفْتَنِي مَلَائِكَتَكَ وَ عَرَّفْتَنِي نَبِيَّكَ وَ عَرَّفْتَنِي وُلَاةَ أَمْرِكَ اَللّٰهُمَّ لَا آخُذُ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَ وَلَا وَاقِيَ إِلَّا مَا وَقَيْتَ اَللّٰهُمَّ لَا تُغَيِّبْنِي عَنْ مَنَازِلِ أَوْلِيَائِكَ وَ لَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي لِوَلَايَةِ مَنِ افْتَرَضْتَ طَاعَتَهُ.[3]

آپ کے متعلق دعاؤں میں ایک دعا محدث نوری نے اپنی کتاب تحیۃ الزائر میں مصباح الزائر سے نقل کیا

---

[1] مہج الدعوات ومنہج العبادات/ 333/ فصل..... ص:333

[2] مہج الدعوات ومنہج العبادات/ 333/ ومن کتاب تعبیر الرؤیا لمحمد بن یعقوب الکلینی۔

[3] مہج الدعوات ومنہج العبادات/ 332/ ومن ذلک ما یدعیٰ بہ زمن الغیبۃ..... ص:332

ہے۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى حُجَّتِكَ فِي أَرْضِكَ وَ خَلِيفَتِكَ فِي بِلَادِكَ الدَّاعِي
إِلَى سَبِيلِكَ وَ الْقَائِمِ بِقِسْطِكَ وَ الْفَائِزِ بِأَمْرِكَ وَلِيِّ الْمُؤْمِنِينَ وَ مُبِيرِ
الْكَافِرِينَ وَ مُجَلِّي الظُّلْمَةِ وَ مُنِيرِ الْحَقِّ وَ الصَّادِعِ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ
الْحَسَنَةِ وَ الصِّدْقِ وَ كَلِمَتِكَ وَ عَيْبَتِكَ وَ عَيْنِكَ فِي أَرْضِكَ الْمُتَرَقِّبِ
الْخَائِفِ الْوَلِيِّ النَّاصِحِ سَفِينَةِ النَّجَاةِ وَ عَلَمِ الْهُدَى وَ نُورِ أَبْصَارِ الْوَرَى
وَ خَيْرِ مَنْ تَقَمَّصَ وَ ارْتَدَى وَ الْوِتْرِ الْمَوْتُورِ وَ مُفَرِّجِ الْكَرْبِ وَ مُزِيلِ
الْهَمِّ وَ كَاشِفِ الْبَلْوَى صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَ عَلَى آبَائِهِ الْأَئِمَّةِ الْهَادِينَ وَ
الْقَادَةِ الْمَيَامِينِ مَا طَلَعَتْ كَوَاكِبُ الْأَسْحَارِ وَ أَوْرَقَتِ الْأَشْجَارُ وَ
أَيْنَعَتِ الْأَثْمَارُ وَ اخْتَلَفَ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ غَرَّدَتِ الْأَطْيَارُ اَللّٰهُمَّ
انْفَعْنَا بِحُبِّهِ وَ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ وَ تَحْتَ لِوَائِهِ إِلَٰهَ الْحَقِّ آمِينَ رَبَّ
الْعَالَمِينَ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ
وَ صَلِّ عَلَى وَلِيِّ الْحَسَنِ وَ وَصِيِّهِ وَ وَارِثِهِ الْقَائِمِ بِأَمْرِكَ وَ الْغَائِبِ فِي
خَلْقِكَ وَ الْمُنْتَظِرِ لِإِذْنِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ قَرِّبْ بُعْدَهُ وَ أَنْجِزْ وَعْدَهُ وَ
أَوْفِ عَهْدَهُ وَ اكْشِفْ عَنْ بَأْسِهِ حِجَابَ الْغَيْبَةِ وَ أَظْهِرْ بِظُهُورِهِ صَحَائِفَ
الْمِحْنَةِ وَ قَدِّمْ أَمَامَهُ الرُّعْبَ وَ ثَبِّتْ بِهِ الْقَلْبَ وَ أَقِمْ بِهِ الْحَرْبَ وَ أَيِّدْهُ
بِجُنْدٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ وَ سَلِّطْهُ عَلَى أَعْدَاءِ دِينِكَ أَجْمَعِينَ وَ أَلْهِمْهُ
أَنْ لَا يَدَعَ مِنْهُمْ رُكْناً إِلَّا هَدَّهُ وَ لَا هَاماً إِلَّا قَدَّهُ وَ لَا كَيْداً إِلَّا رَدَّهُ وَ لَا
فَاسِقاً إِلَّا حَدَّهُ وَ لَا فِرْعَوْنَ إِلَّا أَهْلَكَهُ وَ لَا سِتْراً إِلَّا هَتَكَهُ وَ لَا عَلَماً إِلَّا
نَكَّسَهُ وَ لَا سُلْطَاناً إِلَّا كَبَسَهُ وَ لَا رُمْحاً إِلَّا قَصَفَهُ وَ لَا مِطْرَداً إِلَّا خَرَقَهُ وَ

لَا جُنْداً إِلَّا فَرَّقَهُ وَلَا مِنْبَراً إِلَّا أَحْرَقَهُ وَلَا سَيْفاً إِلَّا كَسَرَهُ وَلَا صَنَماً إِلَّا رَضَّهُ وَلَا دَماً إِلَّا أَرَاقَهُ وَلَا جَوْراً إِلَّا أَبَادَهُ وَلَا حِصْناً إِلَّا هَدَمَهُ وَلَا بَاباً إِلَّا رَدَمَهُ وَلَا قَصْراً إِلَّا أَخْرَبَهُ وَلَا مَسْكَناً إِلَّا فَتَّشَهُ وَلَا سَهْلاً إِلَّا أَوْطَئَهُ وَلَا جَبَلاً إِلَّا صَعِدَهُ وَلَا كَنْزاً إِلَّا أَخْرَجَهُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.[1]

اہم دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے کہ حاجت پوری ہوتی ہے اور ظہور امام زمانہ کے لئے ہے۔

آپ سے توسل کے ذریعے ہر قسم کی مصیبت و بلا کو دفع کیا جا سکتا ہے۔ جنۃ الماوی کتاب میں کنوز النجاح سے نقل کیا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ عَظُمَ الْبَلَاءُ وَ بَرِحَ الْخَفَاءُ وَ انْكَشَفَ الْغِطَاءُ وَ ضَاقَتِ الْأَرْضُ وَ مُنِعَتِ السَّمَاءُ وَ إِلَيْكَ يَا رَبِّ الْمُشْتَكَى وَ عَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِي الشِّدَّةِ وَ الرَّخَاءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الَّذِينَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ فَعَرَّفْتَنَا بِذَلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ فَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجاً عَاجِلاً كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ مِنْ ذَلِكَ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ انْصُرَانِي فَإِنَّكُمَا نَاصِرَايَ وَ اكْفِيَانِي فَإِنَّكُمَا كَافِيَايَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ الْغَوْثَ الْغَوْثَ (الْغَوْثَ) أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي.[2]

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج99/102/باب7 زیارة ال امام المستتر عن الابصار الحاضر فی قلوب الاخیار المنتظر فی اللیل و النہار الحجۃ بن الحسن صلوات اللہ علیہ فی السرداب وغیرہ...... ص:81

حصہ: ہشتم

امام زمانہؑ اور ہماری ذمہ داریاں

اول: آپؑ کی صفات وآداب کی شناخت

ظہور کی علامات کی دو قسمیں ہیں۔ حتمی وغیر حتمی آپ کے ظہور حتمی علامات کی معرفت ضروری ہے۔ اور یہ دلیل عقلی ونقلی کے لحاظ سے لازم ہے۔

دلیل عقلی:

چونکہ امام زمانہؑ کی اطاعت فرض و واجب ہے۔ جس کی اطاعت واجب ہو اس کی صفات کی شناخت بھی ضروری ہوتی ہے۔ تا کہ کسی اور انسان سے آپ کے مقام کا دعوی دار سے اشتباہ نہ ہو جائے۔ لہذا آپ کی شناخت صفات لازم ہے۔ تا کہ سچے مدعی اور جھوٹے مدعی کے درمیان فرق معلوم ہو سکے۔

دلیل نقلی:

شیخ صدوق حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر کوئی آدمی چار چیزوں میں شک کرتا ہے۔ تو اس نے خدا کی تمام نازل شدہ تعلیمات کی نفی کی اور کفر کیا۔ ان میں سے ایک امام کی شناخت ہے۔

و نیز موید یہ ہے کہ جو کچھ کتاب کمال الدین نے اپنی سند سے امام صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے آباؤ اجداد نے امیر المومنین سے روایت کو نقل کیا کہ آپ نے کوفہ کے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا: خدایا! بے شک تیری مخلوقات

پر زمین میں ایک حجت ہے۔ تو اسے چاہئے کہ لوگوں کی ہدایت کرے۔

وہ تیرا علم ان کو سکھائے تا کہ حجیت ختم ہو جائے اور آپ کے ماننے والے گمراہ نہ ہو جائیں۔ وہ پردہ غیبت میں ہیں اور اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے کوشش کرر ہے ہیں۔ یہ سب کچھ خدا کے حکم سے انجام پائے گا۔ اگر اس کا ایک آدمی ہو اور لوگ ہدایت یافتہ ہوں، وہ ان افراد کی نظر سے غائب ہو جائے۔ تو آپ کا علم بھی ان سے غائب رہے گا۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کا احترام ادب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آواب ادب کی جمع ہے۔ لغت قاموس میں اس کا معنی یہ لکھا ہے شان دعاوت میں عبارت کا معنی یہ ہوگا آپ کی عادت اور پسندیدہ اوصاف کا ثبوت۔ مومنین کے دلوں میں ہونے کا سبب ہوگا۔ جس سے وہ خوش ہوں پر عمل کریں اگر لام تعلیل ہو تو پھر یہ معنی ہوگا۔ آداب امام زمانہ لوگوں کے دلوں میں جحت ہو چکے ہیں اور مومنین اسے اعمال بجالائیں جو آپ کے آداب واوصاف ہیں۔

روایات میں ملتا ہے کہ مومنین نیک کام انجام دیں تا کہ آپ کے آداب کے پابند بن سکیں۔

ان دونوں معانی کا مطلب ثابت کرتا ہے کہ آپ کے آواب واوصاف اور اخلاق حسنہ مومنین کے دلوں میں ثبت ہیں اور لوازم ایمان ہے اس پر یہ بھی شاہد کہ جو کچھ بیان ہو چکا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام نے ہر زمانے میں آپ کی صفات کو بیان فرمایا۔ جس سے آپ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

محققین پر یہ مطلب مخفی نہیں کہ یہ صرف اس لئے ہے کہ آپ کی صفات کی شناخت سب لوگوں پر لازم ہے۔ پس ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ اپنے زمانے کے امام کو اس کی صفات سے آشنائی حاصل کریں۔ تا کہ اس منصب کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا فریب نہ دے۔ اور لوگوں کے دلوں میں شک وتردید نہ ہو۔

توجہ:

اس کتاب کے شروع میں ایک حصے کو آپ کی وجوب شناخت سے قرار دیا۔ وہاں ہمارا مقصد بیان وجوب معرفت امامؑ یہ تھا کہ آپ کا نام نسبت شریف کو جانیں اور یہ اعمال آپ کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مولا کے وجوب معرفت آیات وروایات دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ اصول کافی میں صحیح سند کے ساتھ زرارہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اپنے امام کو پہچان۔

۲۔اسی کتاب میں فضیل بن یسار سے نقل ہوا ہے کہ انہوں نے امام صادق علیہ السلام کو اس فرمان خدا کے بارے میں

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ [1]

وہ دن کہ جس میں ہر ایک کو ان کے امام کے ساتھ پکارے گا۔

پوچھا گیا: آپ نے فرمایا: اے فضیل! اپنے امام کو پہچان اگر تو نے اپنے امام کی شناخت حاصل کر لی تو خواہ جلد آئیں یا دیر سے تیرے لئے کوئی ضرر نہیں ہے۔ جو آدمی اپنے امام کی پہچان رکھتا ہے اور ایسا شخص اگر امام زمانہؑ کے قیام سے پہلے مرجائے تو اسے مقام ملے گا۔ جو شخص آپ کے سپاہیوں میں سے ہو نہ۔ بلکہ اس شخص کی مانند ہے جو آپ کے پرچم میں ہو۔

راوی کہتا ہے۔ آپ کے بعض اصحاب نے فرمایا: وہ ایسا شخص ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شہید ہوا ہو۔

۳۔اسی کتاب میں صحیح سند کے ساتھ فضیل بن یسار سے منقول ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جس آدمی نے اپنے امام کی معرفت حاصل نہ کی ہو اس کا مرنا جاہلیت کی موت مرنا ہے۔

اور جس نے امام کی شناخت کی ہو، اسے کوئی ضرر نہیں خواہ وہ جلدی ظہور کریں یا تاخیر سے جو آدمی امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت رکھتے ہوئے مرتا ہے وہ ایسا ہے کہ آپ کے خیمہ میں آپ کے ساتھ ہو۔

۴۔اسی کتاب میں صحیح حدیث عمر بن ابان سے نقل ہوا کہ انہوں نے کہا میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: اللہ کی نشانی کو پہچانو اگر تم نے شناخت نہ کی تو تمہیں ضرر و نقصان ہوگا خواہ ان کا ظہور جلد ہو یا تاخیر سے۔

بے شک خداوند عالم فرمایا:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

وہ دن کو لوگوں کو ان کے امام سے پکارا جائے گا۔

---

[1] سورۂ اسراء: ۷۱

اس جسے نے امام کی معرفت ہو وہ ایسا شخص ہوگا جو امام کے خیمہ میں امام کے ساتھ ہو۔

میں کہتا ہوں: اس فرمان کہ نشانی کو پہچان، یہ کلمہ امام کی معرفت کے لیے قوم کے بزرگوں کا کلام بھی بزرگ ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہو سکتی ہے نشانی سے مراد وہ چیز ہے جس کا مالک دوسروں سے ممتاز ہوتا ہے اس طرح کہ جو بھی اس کی نشانی کی پہچان جانتا ہے وہ اشتباہ نہ کرے امام کی نشانی یا آپؑ کے نسب کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کے بدن، عم، اخلاق یا دوسری صفات جو ظہور کے وقت حتمی نشانیوں میں سے ہیں ارتباط ہے جب شخص امام کی شناخت رکھتا ہو وہ امام کو پہچاننے میں اشتباہ نہیں کر سکتا اگرچہ امامت کے منصب کے جھوٹے دعوے دار بھی زیادہ ہوں۔ اسی لیے فرمایا گیا بے شک ہمارا امر آفتاب سے زیادہ روشن ہے جس طرح سورج کی موجودگی میں دن کی پوشیدگی ممکن نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں آئمہ علیہم السلام نے جس امام کی شناخت و معرفت کا حکم اس تاکید کے ساتھ دیا ہے وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جس طرح معرفت کا حق ہے تاکہ انسان اشتباہ نہ کر بیٹھے۔

امام قائم علیہ السلام ہمیں گمراہی سے نجات دیں گے اور امام کی معرفت و شناخت جھوٹے دعوے داروں سے نجات کا سبب ہیں۔ یہ شناخت دو طریقوں سے حاصل ہوتی ہے:

(۱) شناخت امام نام و نسب کے ساتھ

(۲) شناخت صفات امام کے ساتھ

ان دو طرح کی شناخت کو حاصل کرنا اہم واجبات میں سے ہے۔

پہلی قسم کی شناخت واجب و واضح ہے اور اس پر ایک روایت دلالت کرتی ہے۔

شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی نے اپنی سند سے عبداللہ بن یعفور سے نقل کیا کہ اس نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک آدمی آپ لوگوں کو دوست رکھتا ہے اور آپ کے دشمنوں سے بیزاروں کرتا ہے، آپ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے اس کا عقیدہ بھی یہ ہے کہ امامت آپؑ کا حق ہے اور کسی کو یہ حق نہیں لیکن وہ کہتا ہے آپ نے آپس میں اختلاف کیا ہے جب وہ متفق ہو کر یہ کہیں کہ یہ ہے صاحب امر تو ہم بھی کہیں یہی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ شخص اسی عقیدے پر مرجائے تو جاہلیت کی موت مرا۔

دوسرے طریقے سے بھی نقل ہوا اور وہ ہے سماعہ بن مہران نے روایت کیا امام صادق علیہ السلام سے۔

تیسرے طریقے سے بھی مہران بن اعین سے نقل ہو کر امام صادق علیہ السلام نے یہی عبارت فرمائی۔

پس اس حدیث میں دقت کی جائے کہ کیسے امام کی شناخت امام کے نام کے نام ونسب کی پہچان واجب شمار ہوتی ہے۔ ہمارے کے لیے آپؑ کی صفات کی پہچان اس لئے بھی واجب ہے کہ ہم آپؑ کے دیدار سے محروم ہیں ان کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے لہٰذا اگر کوئی شخص جھوٹا مہدی ہونے کا دعویٰ کرے تو ان امور سے اس کی پہچان ہو سکتی ہے۔

(۱) آپؑ کے ہاتھ معجزے کا آشکار ہونا

(۲) آپؑ کے بارے میں آئمہ علیہم السلام سے بیان شدہ علامات

جو آدمی جب ان علامات سے آگاہ ہو تو وہ ہر آواز نہیں سنے گا جھوٹے اور سچے کے درمیان فرق کر سکے گا۔

اسی وجہ سے ہمارے امام صادق علیہ السلام نے عمرو بن ابان سے فرمایا: نشانی کو پہچان۔۔۔ اگر تو نے نشانی کی شناخت کر لی تو ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہ ہو گے اور گمراہوں کے جال میں نہیں آسکو گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت روایات میں آپؑ کا ذکر کیا اور فرمایا:

مِنَّا مَهْدِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

اس وقت کا مہدی ہم سے ہے۔

آپؑ کی ظہور کی نشانیاں بہترین وروشن ترین نشانیاں ہیں۔ اسی طرح کہ کسی مرد وعورت شہری یا صحرانشین پر مخفی نہیں۔ ان نشانیوں اور صفات کو برخلاف معمول ہونا چاہیے تا کہ جھوٹے اور سچے دعویٰ داروں کے درمیان فرق کر سکے۔ وہ نشانیاں آئمہ برحق علیہم السلام نے بیان فرمائی ہیں اور مطلب حکم عقل ونقل سے روشن ہے اور اہل عقل پر پوشیدہ نہیں۔

اسی مطلب پر شاہد روایات ہیں کہ جو ائمہ علیہم السلام سے آپؑ کی نشانیوں اور صفات کے بارے میں ذکر ہوئی ہیں جیسے زمانہ ظہور میں آپؑ کی درخشندگی عمومی آواز میں سننا، آسمانی آواز، بادل جو آپؑ پر سایہ کرے گا اور اعلان

کرے گا کہ یہ وہی مہدی خلیفہ خدا ہے اس کی پیروی کرو، خورشید کا جواب دینا، آپؑ کی برکت سے مومنین کی بیماریاں اور دُکھ درد کا برطرف ہونا، پتھر کا ظاہر ہونا، عصائے موسیٰ علیہ السلام کا آپؑ کے ہاتھ میں ہونا وغیرہ یہ سب کچھ امام باقر علیہ السلام سے روایت میں نقل ہوا ہے جو بحارلانوار میں نعمانی سے منقول ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب آسمان وزمین آرام ہیں تم بھی آرام کرو یعنی ہر کسی کے ساتھ خروج نہ کرو۔

آگاہ رہو!

وہ خدا کی نشانی ہے، وہ خورشید سے زیادہ روشن اور کسی پر مخفی نہیں۔

کیا صبح کو پہچانتے ہو؟ بے شک وہ امر صبح کی مانند ہے۔

اور بھی ائمہ علیہم السلام سے روایات منقول ہوئی ہیں جو ان دو شناخت کے وجوب تحصیل پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک روایت تیسرا برہان میں امام صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: بے شک ان پر بہترین اور واجب ترین شناخت پروردگار اور اس کی بندگی کا اقرار ہے اس کی شناخت کی حد یہ ہے کہ اس کی اس طرح شناخت و معرفت حاصل کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی مثل نہیں وہ قدیم ہے کوئی چیز اس کی مثل نہیں وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے اس کی شناخت کے بعد اس کے مبعوث کی شناخت ہے اس کے پیغمبر کی گواہی دینا شناخت رسول کا کم ترین مرتبہ یہ ہے کہ ان کا احترام کریں یعنی خدا کی طرف سے نہیں حکم انجام دینے کا اقرار کریں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت کے بعد امام کی شناخت ہے ان کی شناخت کا کم ترین مرتبہ یہ ہے نبوت کے علاوہ امام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مرتبہ ہیں امام وارث رسول ہے امام کی اطاعت اللہ رسول کی اطاعت ہے تمام امور میں اس کی اطاعت واجب ہے۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام حضرت علی علیہ السلام ہیں اس کے بعد حسن علیہ السلام پھر حسین علیہ السلام پھر امام سجاد علیہ السلام اس کے بعد محمد باقر علیہ السلام، جعفر صادق علیہ السلام، موسیٰ کاظم علیہ السلام، علی رضا علیہ السلام، محمد نقی علیہ السلام، علی نقی علیہ السلام، حسن عسکری علیہ السلام اور آخری امام حجت امام مہدی علیہم السلام ہیں۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے معاویہ تیرے لئے یہ ایک اصل اور قاعدہ قرار دیتا ہوں پس اس پر عمل کریں۔

دوم: حضرت قائم علیہ السلام کے ادب کی رعایت

مومن کو چاہیے کہ آپ کو ان کے القاب جیسے حجت، قائم، صاحب الزمان، صاحب الامر وغیرہ سے پکاریں۔

آپ کا اصلی نام جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام ہے سے یاد نہ کریں ہمارے علماء میں حضرت مہدی علیہ السلام کا اصل نام سے یاد کرنے کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے جائز لکھا ہے جیسے محدث عاملی کتاب وسائل میں بعض نے بطور حد تک ممنوع قرار دیا جیسے شیخ مفید و شیخ طبرسی ہیں بعض نے مطلقاً حرام قرار دیا سوائے معصومین علیہم السلام سے منقول دعاؤں میں یہ نظریہ اسماعیل بن احمد علوی عقیلی طبرسی کا ہے جیسے کفایۃ الموحدین میں بیان کیا گیا ہے۔

بعض نے آپ کے اصلی نام سے یاد کرنے کو جائز لیکن مکروہ قرار دیا جیسے شیخ انصاری بعض نے صرف مجالس ومحافل میں حضرت مہدی علیہ السلام کے اصلی نام کو یاد کرنے کو حرام قرار دیا ہے، نہ دوسرے مقامات پر جیسے محقق میرے داماد، دانشمند محقق نوری، بعض نے غیبت صغریٰ میں حرمت کو اختصاص دیا۔

مجھے اس قول کا قائل نہیں ملا لیکن علامہ مجلسی سے بحار الانوار میں یہ ملتا ہے کہ ممکن ہے کہ تقیہ کی بنا پر ہو۔ آپ کے نام کو یاد کرنا چند قسم کا تصور ہو سکتا ہے۔

(۱)۔ آپ کا نام کتاب میں لکھنا۔ اس کے جائز ہونے میں شک نہیں، حکمِ اصل اصلی اور ممنوعیت کے دلائل اس کو شامل نہیں ہوتے۔ نیز علماء سلف کی بھی یہی روش تھی۔ شیخ کلینیؒ کے زمانے سے لے کر ہمارے زمانے تک آنحضرت علیہ السلام کا نام کتابوں میں ذکر ہوا ہے اور کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

(۲)۔ آپ کو اشارہ یا کنایہ سے یاد کرنا جیسے یہ کہا جائے ان کا نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام تھا ان کی کنیت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ہے۔ یہ بھی جائز ہے۔ روایات میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ فرمایا گیا: مہدیؑ میری اولاد میں سے ہے۔ اس کا نام میرا نام اس کی کنیت میری کنیت ہے۔ پہلے اور دوسرے قسم کا یاد کرنا جائز ہے۔ اگر ممنوع ہو تو وہ عنوان عارضی ہے یعنی ڈر وخوف وحالت تقیہ میں ہوگا۔

(۳)۔ امام زمانہ کو دعا اور مناجات میں یاد کرنا کہ مجالس ومحافل میں ان کا اصلی نام نہ لیا جائے۔ ظاہراً اس

صورت میں جائز ہے اگرچہ بعض دعاؤں اور تعقیبات میں آپ کا نام ذکر ہوا ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ نام نہ لیا جائے۔ ہاں اگر صحیح روایت میں مل جائے تو جائز ہے۔

(۴)۔آپ کو مجالس میں یاد کرنا لیکن بطور مخفی اور دل میں حق یہ ہے کہ یہ صورت بھی جائز ہے کیونکہ منع کئے کے دلائل اس سے علیحدہ ہیں۔اس مطلب پر ایک روایت شاہد ہے جو مستدرک سے حذیفہ بن ایمان کی سند سے نقل ہوا کہ رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام کے وصف کے بارے میں فرمایا: اور وہ ہیں کہ جس کا نام قیامت سے پہلے آشکار کرنا کفر ہے۔اس کے علاوہ محقق داماد نے حرام ہونے پر اجماع کی دلیل ذکر کی ہے کہ بطور عام وآشکار آپ کا نام نہ لیا جائے۔

(۵)۔ڈر اور خوف کے مواقع پر آپ کے نام کا ذکر کرنا جیسے دشمنوں کی محافل ومجالس کہ جہاں تقیہ واجب ہے۔ایسی صورت میں متقدمین ومتاخرین سب نے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔تقیہ کے تمام دلائل بھی دلالت کرتے ہیں کہ حرام ہے۔اسی طرح حدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔

(۶)۔ایسی مجالس میں آپ کا نام لینا جن میں خوف وتقیہ واجب نہیں ہے۔یہ صورت قابل بحث وگفتگو ہے۔مولف کہتا ہے: میرے نزدیک آپ کا نام لینا ایسی صورت میں حرام ہے۔اور اس قول کے موافق علماء جیسے شیخ صدوق، مفید، محقق داماد، علامہ مجلسی، محقق نوری بلکہ محقق داماد نے اجماع نقل کیا ہے بعض اور علماء اور حدیث متواتر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱)۔شیخ صدوقؒ نے صحیح سند سے ابو ہاشم جعفری سے روایت کو نقل کیا: میں نے امام ہادی علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد میرا جانشین میرا بیٹا حسن ہے۔پس کیا حال ہوگا اس جانشین کے بعد!

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے؟ کیوں؟

آپ نے فرمایا: کیونکہ تم اس کو دیکھو گے لیکن ان کا نام لینا تمہارے لئے جائز نہیں۔

میں نے کہا: پس اسے کیسے ہم یاد کریں؟

آپ نے فرمایا: تم یہ کہو: حجت آل محمد علیہم السلام۔[1]

---

[1] کمال الدین جلد ۲ ص ۳۸۱

ثقۃ الاسلام کلینیؒ نے بھی کافی میں اس حدیث کو بطور مرسل نقل کیا ہے۔[1]

(۲)۔کافی اور کمال الدین میں معتبر سند کے ساتھ ریان بن الصلت سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا: میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ آپ سے القائم کے بارے میں سوال ہوا تھا۔تو آپ نے فرمایا: اس کا جسم دکھائی نہیں دے گا اور اس کا نام بھی نہیں لیا جائے گا۔[2]

(۳) اسی روایات کو مستدرک میں ریان بن الصلت سے نقل کیا کہ اس نے کہا: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: قائم مہدی علیہ السلام حسن علیہ السلام کا بیٹا ہے کہ اس کا بدن دیکھا نہیں جائے گا اور کوئی انسان ان کی غیبت کے زمانے میں ان کا نام نہیں لے گا۔ جہاں تک کہ اسے دیکھ لیں اور وہ اپنے نام کا اعلان کریں۔[3]

(۴)۔مستدرک میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ ہے کہ جس کا نام قیامت سے پہلے نہیں لیا جائے گا۔سوائے کافر کے۔[4]

(۵)۔اسی کتاب میں حسین بن علوان سے نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے ائمہ علیہم السلام کو شمار کرتے ہوئے فرمایا: وہ بارہ آئمہ آل محمد علیہم السلام میں سے ہیں۔علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام، سجاد علیہ السلام، محمد باقر علیہ السلام۔

راوی نے عرض کیا: قربان جاؤں! بے شک میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آخر حجت تک بتایئے تاکہ میں حق کی معرفت کرسکوں۔

آپ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا امام باقر علیہ السلام اور ان کا فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور ان کا پانچواں فرزند وہ غائب ہوگا اور اس کا نام لینا منع ہوگا۔[5]

(۶)۔آپ کے دستخط شریف کے ساتھ یہ ذکر ہوا ہے کہ وہ ملعون ہے۔ملعون وہ آدمی جو لوگوں کی محافل میں

---

[1] اصول کافی ج ۱ ص ۳۲۸
[2] اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۳
[3] کمال الدین جلد ۲ ص ۶۴۸
[4] مستدرک ج ۲ ص ۳۸۰
[5] مستدرک ج ۲ ص ۳۸۱

میرا نام لے گا۔[1]

(۷)۔ایک روایت جس میں آپ کے دستخط ہیں اور آپ نے فرمایا: جو شخص لوگوں میں میرا نام لے گا اس پر خدا کی لعنت ہو۔ ان دو دستخط والی روایات کو شیخ صدوق نے کمال الدین میں ذکر کیا ہے۔[2]

(۸)۔ایک روایت جو شیخ صدوق نے اپنی سند سے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: عمر بن خطاب نے حضرت علیؑ سے حضرت مہدی کے بارے میں سوال کیا اور کہا: اے ابو طالب کے بیٹے! مجھے حضرت مہدیؑ کے بارے میں بتائیں اور ان کا نام بھی؟

آپ نے فرمایا: اس کا نام نہیں لیتا بے شک میرے دوست اور میرے خلیل نے مجھ سے پیمان لیا کہ اس کا نام نہ لوں گا جہاں تک کہ خدا ان کا ظہور فرمائے وہ ان چیزوں میں سے ہے۔ جو اللہ نے رسول خداؐ کو سپرد کیا ہے۔[3]

(۹)۔کتاب کے دوسرے حصے میں، میں خضر سے روایت جو صحیح سند والی ہے کہ نقل کیا کہ اس میں کہا گیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں اس مرد کی جو حسینؑ کی اولاد میں سے ہوگا جس کی کنیت اور نام نہیں لیا جائے گا یہاں تک کہ خدا ان کا ظہور فرمائے گا۔[4]

(۱۰)۔شیخ صدوقؒ نے صحیح سند کے ساتھ امام صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ساتویں امام کی اولاد سے پانچواں امام تم سے غائب ہوگا اور تمہارے لئے ان کا نام لینا جائز نہیں ہے۔[5]

(۱۱)۔شیخ صدوق صحیح سند کے ساتھ امام جوادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت مہدیؑ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہی ہے جس کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی اور اس کا نام لینا حرام ہوگا۔[6]

---

[1] بحار ج ۵۳ ص ۱۸۴

[2] بحار ج ۵۳ ص ۱۸۴

[3] کمال الدین ج ۲ ص ۴۸۲

[4] کمال الدین ج ۲ ص ۶۴۸

[5] کمال الدین ج ۲ ص ۴۸۲

[6] کمال الدین ج ۲ ص ۳۸۷

(۱۲)۔ شیخ صدوق عبدالعظیم حسنی سے روایت کرتے ہیں کہ امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا: پس ائمہ علیہم السلام کو شمار کیا تا کہ امام ابوالحسن و ہادی علیہ السلام اس وقت حضرت ہادی نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا حسن امام ہے۔ پس لوگوں کا ان کے جانشین کے بعد کیا حال ہوگا؟ پوچھا گیا: ایسا کیوں؟

اے میرے مولا! آپ نے فرمایا: لوگ اسے نہیں دیکھیں گے اور ان کو ان کے نام سے یاد کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ جب تک ظہور نہ کرلیں۔ پس زمین کو عدل وانصاف سے پر کردیں گے۔ [1]

(۱۳)۔ نیز حدیث صحیح محمد بن زیاد ازدی سے نقل ہوئی ہے کہ اس نے کہا: میں نے موسیٰ بن جعفر کو اس فرمان خدا: "وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً"۔ [2] (اور اپنی سب ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں) میں نے پوچھا: تو آپ نے فرمایا: نعمت ظاہری امام ظاہر ہیں اور نعمت باطنی امام غائب ہیں۔

آپ سے عرض کیا گیا: کیا ائمہ علیہم السلام میں سے کوئی ہے جو غائب ہوگا؟

آپ نے فرمایا: ہاں وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوں گے لیکن مومنین کے دلوں میں غائب نہیں ہوں گے۔ وہ ہم میں سے بارہواں امام ہوگا۔ خدا اس کی ہر دشواری کو آسان کرے گا اور ہر سختی کو آرام دہ بنائے گا۔

زمین کے خزانے ان کے لئے ظاہر کردے گا۔ ہر دور کو نزدیک کردے گا اور ہر سرکش کو خدا ان کے ہاتھوں نابود کرے گا اور ان کے ہاتھوں باغی شیطان ہلاک ہوگا۔ وہ بہترین کنیز کا بیٹا ہے اور اس کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی ان کا نام لینا جائز نہیں ہوگا جہاں تک کہ خدا ان کا ظہور فرمادے اور زمین کو عدل وانصاف سے پر کردے گا۔ ظلم وستم نابود ہوجائے گا۔ [3]

(۱۴)۔ شیخ جلیل علی بن محمد خزاز رازی کتاب کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنی عشر میں اپنی سند سے جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: جندل بن جنادہ خیبر کا یہودی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمدؐ! مجھے اس چیز کی خبر دے جو خدا کے نزدیک نہیں اور جو خدا نہیں جانتا۔

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ خدا کے لئے نہیں ہے۔ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ اور جو چیز خدا

---

[1] کمال الدین ج ۲ ص ۳۸۰

[2] لقمان: ۲۰

[3] کمال الدین ج ۲ ص ۳۶۸

کے پاس نہیں، پس خدا لوگوں پر ظالم نہیں اور جو خدا نہیں جانتا وہ تم یہودی گروہ کی وہ گفتگو ہے کہ جو تم حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا مانتے ہو۔ خدا اپنے لئے بیٹا نہیں جانتا۔

پس جندل نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بحق تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

پھر کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے کل رات خواب میں موسیٰ بن عمران کو دیکھا کہ وہ مجھ سے فرما رہے ہیں: اے جندل! محمدؐ کے ہاتھ مسلمان ہو جا۔ اور ان کے بعد ان کے جانشین کی بیعت کرو۔ میں مسلمان ہو گیا۔ خدا نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی، اب مجھے اپنے جانشین کی خبر دو۔ تاکہ میں اس سے تمسک کروں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جندل! میرے بعد میرے اوصیاء کی تعداد بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے برابر ہے۔

پوچھا گیا: وہ بارہ افراد تھے جیسا کہ میں نے تورات میں پایا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میرے بعد ائمہ علیہم السلام کی تعداد بارہ ہے۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! کیا سب ایک زمانے میں ہوں گے؟

آپ نے فرمایا: نہیں، ایک کے بعد دوسرا جانشین ہو گا۔

البتہ تو ان میں سے تین ائمہ علیہم السلام کو زمانہ نہیں پا سکے گا۔ عرض کیا گیا: پس اے اللہ کے رسولؐ ان کے نام ہمارے لئے فرما دیں۔

آپ نے فرمایا: ہاں، بے شک سید الاصیاء وارث انبیاء و ائمہ علیہم السلام کا باپ علی بن ابی طالب میرے بعد دیکھو گے پھر ان کے بیٹے حسن و حسین علیہما السلام دیکھو گے۔ میرے بعد ان سے تمسک کرو۔ تجھے جاہل افراد کی نادانی فریب نہ دے دے۔ پس ان کے بعد ان کے بیٹے علی بن حسین علیہ السلام کی ولادت ہو گی تو خدا تیری کو آخر تک پہنچا دے گا۔ وہ تیری زندگی کا آخری لحظہ ہو گا اور دودھ کا ایک گھونٹ پیش ہو گا۔

جندل نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تورات میں اسی طرح پایا ہے۔

الیا الیا یقطو شبرا و شبیرا

لیکن میں ان کے نام کی شناخت نہیں کر سکتا۔ حسین علیہ السلام کے بعد اپنے اوصیاء کے نام فرمائیں؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: نو افراد حسینؑ کی نسل سے ہیں۔ مہدی ان میں سے ہے۔ جب حسینؑ کی مدت امامت ختم ہوگی تو ان کے بیٹے امام سجادؑ کی امامت کا آغاز ہوگا۔ جس کا لقب زین العابدین ہے۔ جب ان کی امامت کی مدت ختم ہوگی تو ان کے بیٹے محمد باقرؑ کی امامت کا آغاز ہوگا۔ جب ان دوران ختم ہوا تو ان کے بیٹے جعفر صادقؑ کی امامت شروع ہوگی۔ ان کی مدت امامت ختم ہوئی تو ان کے بیٹے موسیٰ کاظمؑ جانشین ہوں گے۔ جب ان کی مدت امامت ختم ہوئی تو ان کے بیٹے علی رضاؑ منصب امامت پر فائز ہوں گے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد تقیؑ اور ان کے بعد ان کے بیٹے علی نقیؑ ان کے بعد ان کے بیٹے حسن عسکریؑ امام ہوں گے پھر ان میں سے آخری امام غائب ہوگا۔

جندل نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! وہ حسن سے ہے جو غائب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: نہیں لیکن میرے فرزند حجت ہیں۔ اس نے پوچھا: پس اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کا نام نہیں لیا جائے گا۔ جہاں تک کہ خدا ان کا ظہور فرمائے گا۔ جندل نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم نے انہیں تورات میں پایا ہے۔ البتہ حضرت موسیٰ بن عمران نے تیری اور تیرے بعد تیرے جانشینوں اور تیرے اہل بیتؑ کی خوشخبری دی ہے۔

پھر رسول خدا ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ [1]

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح جانشین بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنایا تھا۔ اور جس دین کو اللہ نے پسند کیا ہے وہ انہیں ضرور اس پر قدرت دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

اس وقت جندل نے کہ: اے اللہ کے رسولؐ! ان کو کس سے ڈر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اے جندل! ان میں سے ہر ایک کے زمانے میں کوئی ہوگا جو ان سے ٹکر لے گا اور ان کو اذیت دے گا۔ پس جب خدا ہمارے قائم کا ظہور

---

[1] نور ۵۵

فرمائے گا تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ ظلم وستم نابود ہوگا۔

پھر رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان کے غائب ہونے کے زمانے میں ان کی انتظار کا صبر کریں گے۔ خوش نصیب ہیں وہ افراد جو ائمہ علیہم السلام کی سیرت کا پابند رہے گا کہ جس کا خدا نے قرآن میں وصف بیان فرمایا:

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ [1]

أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ...... [2]

یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں آگاہ رہو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا (اور کامیاب ہونے والا) ہے۔

ابن الاسقع (اس روایت کو جابر بن عبداللہ سے نقل کیا گیا) کہتا ہے پھر جندل بن جنادہ امام سجاد علیہ السلام کیز مانے تک زندہ رہا اور پھر طائف گیا۔ اس کے بعد نعیم ابن ابی قیس نے مجھے کہا: وہ مجھے طائف میں بیماری کی حالت میں ملا۔ پھر اس نے دودھ مانگا اسے پیا اور کہا: رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایسا ہی وعدہ فرمایا تھا۔ کہ دنیا میں میرا آخری توشہ دودھ ہوگا۔ پھر دار فانی سے چل بسا اور طائف میں کورانا ی جگہ میں دفن ہوتھا۔ [3]

۱۵۔ فاضل نوری کتاب مستدرک ابوسائل میں کتاب الغیبہ سے جو شیخ فضل بن شاذان سے روایت نقل کی گئی ہے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے نقل کیا کہ اس نے کہا: میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا: اے فرزند رسول! تجھ پر قربان جاؤں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کے بعد لوگوں پر کون حجت خدا ہوگا۔

آپ نے فرمایا: میرے بعد میرے بیٹے امام وحجت خدا ہیں۔ جس کا نام رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام، ان کی کنیت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ہوگی۔ وہ آخری حجت خدا ہوگا۔ یہاں تک کہ فرمایا: پس کسی کے لئے جائز نہیں ان کے ظہور سے پہلے ان کو ان کے نام سے پکارے۔ [4]

۱۶۔ مستدرک ابوسائل میں اسی کتاب سے نقل ہوا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن فارس نیشاپوری ہمارے لئے

---

[1] بقرۃ۔ ۳

[2] مجادلہ۔ ۲۲

[3] کفایۃ الاثر ص: ۲۹۵، بحار ج ۳۶، ص: ۳۰۴

[4] مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۳۷۹

ایک حدیث بیان کی۔ جب حاکم عمرو بن عوف مجھے قتل کرنے آیا، وہ شخص سخت دل اور شیعوں کو قتل کرنے کا حریص تھا۔ جب مجھے اس کی یہ خبر ملی تو مجھے بہت خوف ہوا۔ پس میں نے دوستوں اور رشتہ داروں سے خدا حافظی کر لی۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ آپ کو بھی الوداع کر لوں۔ میں فرار کرنے کی فکر میں تھا جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کے ایک طرف بیٹھے ایک لڑکے کو دیکھا۔ جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند تھا۔ اس کے نور سے میں حیران تھا اور قریب تھا کہ مجھے فرار کرنا بھی بھول جائے۔ پس اس لڑکے نے مجھے کہا: فرار نہ کر بے شک خدا جلد ہی تجھ سے شر کو دفع فرمائے گا۔ اس سے میں اور زیادہ حیران ہوا۔ میں نے حضرت ابو محمدؑ سے عرض کیا: اے میرے سردار! خدا مجھے تجھ پر فدا کرے۔ وہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ میرا بیٹا اور میرے بعد میرا جانشین ہے اور یہ وہی ہے جو غائب ہوگا اور اس کی غیبت طولانی ہوگی۔ جب ظلم وستم عام ہوگا۔ اس وقت ان کا ظہور ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

پس میں نے اس کے نام کے بارے میں پوچھا: آپ نے فرمایا: وہ ہم نام وہم کنیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس کا نام یا اس کی کنیت کے ساتھ پکارے جہاں تک کہ خدا اس کی حکومت کو ظاہر کرے گا۔

پس اے ابراہیم! جو کچھ تو نے ہم سے سنا ہے صرف اس سے کہو جو اس کا اہل ہو اور دوسروں سے پنہانی رکھ۔ اس وقت میں نے دونوں بزرگوں اور ان کے باپ پر درود بھیجا اور جو کچھ حضرت سے سنا تھا اعتقاد کیا اور باہر آیا۔[1]

میں کہتا ہوں یہ کچھ روایات تھیں میں آپؑ کے نام کو یاد کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ بعض، بہت طولانی ہیں لہٰذا ان کو ہم نے ذکر نہیں کیا۔ جیسی کہ آپ نے دیکھا کہ روایات کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ کچھ روایات آپ کے نام کو پکارنے سے نہی کی گئی ہے۔ خواہ اجماع ہو یا غیر محافل، خواہ تقیہ کی حالت میں ہو یا خوف خواہ غیبت صغریٰ ہو یا غیبت کبریٰ۔

۲۔ کچھ روایات میں مجالس ومحافل کے ساتھ مربوط ہے یعنی ان مقامات پر آپ کو ان کے نام سے یاد کرنا حرام ہے۔ اس پر محقق داماد سے اجماع نقل ہوا ہے۔

---

[1] مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۳۷۹

اگر یہ کہا جائے کہ یہ روایات رقیہ وخوف کی صورت میں ہے اور بعض دوسری روایات قرینہ ہیں۔ پس جائز نہیں کہ غیر موار وان کو سرایت نہیں دیتے۔

جیسے کافی میں علی بن محمد نے ابوعبداللہ صالحی سے نقل کیا کہ اس نے کہا: ہمارے بعض اصحاب نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد مجھ سے آپ کے نام وعظمت کے بارے میں پوچھا: پس جواب ملا۔ اگر نام کو عام کرو گے اور لوگوں کو آپ منزل کا پتہ چل گیا تو وہ آپ کو ہدف قرار دیں گے۔ [1]

اسی طرح کمال الدین میں عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن عثمان عمری سے ایک روایت کے ضمن میں ملتا ہے کہ حمیری نے اس سے کہا کیا تو نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کو دیکھا ہے؟

جواب ملا ہاں۔ خدا کی قسم! جہاں تک ہوسکتا تھا میں نے کہہ دیا۔ پس اس کا نام لو۔

اس نے کہا: تم پر حرام ہے کہ اس سے نام پوچھو۔ میں اپنے پاس سے نہیں کہتا۔ میرے لئے جائز نہیں کہ میں حلال کو حرام قرار دوں۔ لیکن خود وہ ہیں کیونکہ ان کی امامت کے دوران ثابت ہو چکا ہے کہ جب حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے وفات پائی۔ اس وقت ان کا ایک بیٹا تھا۔ جہاں تک کہ کہا: اگر اسم کہا گیا تو لوگ جستجو کریں گے۔ خدا سے ڈرو اور اس کام سے باز آجاؤ۔ [2]

میں کہتا ہوں: یہ دو احادیث اور ان کی مانند دلالت کرتی ہیں کہ اس کی وجہ حکم تشریع اور بیان حکمت سے نہی کی گئی ہے کہ آپ کا نام لیا جائے۔ جیسا کہ غسل جمعہ کی حکمت تشریع یہ تھی کہ تا کہ لوگوں کو بغل کی بدبو سے اذیت نہ ہو۔ جس طرح جب حکمت اثر کا ختم ہو جائے تو غسل جمعہ کا دستور ختم نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس حکمت کے منتفی ہونے سے حرمت کا دستور ختم نہیں ہوگا۔

اگر یہ کہا جائے کہ دوسری روایت میں بیان شدہ ظاہری علت یہ ہے کہ خوف وڈر حرام ہونے کی علت ہے۔ پس جب علت ختم ہو تو حکم بھی ختم ہو جائے گی۔ میں کہتا ہوں: اس کو علت حقیقی پر عمل نہیں کر سکتے اور اس کی چند وجوہات ہیں۔

---

[1] اصول کافی جلد ۱ ص: ۳۳۳

[2] بحار جلد ۵۱ ص: ۳۴۸

(۱)۔ یہ عبارت چند بار ذکر ہوئی ہے اور علما نے اسے وضع حکم کی حکمت پر حمل کیا ہے۔ لہٰذا جو کچھ روایات میں دعویٰ کیا گیا ہے اس میں ظہور نہیں۔ البتہ اگر کوئی نص علت تحریم کے منحصر میں بطور خاص آئی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ عموم تحریم دست بردار ہو جائیں۔ لیکن یہ امر معلوم نہیں کہ ایسا ہو۔ اس جہت سے کہ یہ تصریح ہے اور نہ علم ہے کہ علت حکم خوف اور تقیہ میں منحصر ہے۔

(۲)۔ اگر اسی علت کی وجہ سے ہوتا تو رسول خداﷺ جنل وخیبری کو امام کا نام لینے سے منع نہ فرماتے۔ نیز امام صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو آپ کے نام کو پکارنے سے نہی نہ فرماتے۔ کیونکہ اس زمانے میں تقیہ نہ تھا چونکہ امام مہدی علیہ السلام ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ ہماری بحث اس وقت کی ہے کہ جب آپ غائب ہیں اور آیا غیبت میں آپ کو ان کے نام سے یاد کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۳)۔ اگر اس حکم کی علت تقیہ ہو تو ایسی صورت میں آپ کا نام کو آشکار کرنا جائز نہ ہوتا۔ حالانکہ خاصہ اور عامہ دونوں طریقوں سے روایات ملتی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول خداﷺ نے صراحت کے ساتھ فرمایا: اس کا نام میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی اسی طرح تو آپ کے نام سے آشنائی ہو جاتی ہے۔

(۴)۔ اگر نہی کی علت صرف خوف اور تقیہ تھی تو ایسی صورت میں اصلاً آپ کے نام یا لقب کو یاد ہی نہ کیا جاتا۔ علت حکم کو تمام صورتوں کو شامل ہونا چاہیے۔ تا کہ دشمن آپ کو پہچان نہ کرسکے۔ حالانکہ آپ نام سے زیادہ القاب سے مشہور ہیں۔ خاص کر لقب مہدی۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حرام ہونے کی علت ہم سے مخفی ہے اور حضرت امیر علیہ السلام نے کمال الدین میں اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

(۵)۔ اگر حرمت کو خوف وتقیہ میں محدود کریں تو یہ درست نہ تھا۔ کہ آپ کے ظہور کے آخری وقت قرار دیا جائے۔ کیونکہ تقیہ کبھی ہے کبھی نہیں۔

(۶)۔ محقق نوری لکھتے ہیں: بعض روایات میں آپ کے نام کو لینے کی نہی اس لئے کی گئی کہ آپ رسول خداﷺ کے ہم نام تھے اور سننے والا راوی کو شناخت ہو جاتی ہے پس اگر تقیہ خود شخص کی طرف سے ہو تو آپ کے نام کی شناخت تو ہو گئی اور اگر تقیہ کسی اور وجہ سے تھا تو یہ کوئی بات نہیں کہ اس مجلس میں ذکر نہ کریں۔

(۷)۔ جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خضر نے آپ کے نام کو لینے سے پرہیز کیا حالانکہ اصلاً اس مجلس میں خوف

تھا ہی نہیں۔

کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے نام کو یاد کرنا حرام یا خوف نہیں بلکہ جب تقیہ کی حالت ہو تو جائز نہیں اور اگر تقیہ نہ ہو تو جائز ہے۔ اور یہی حکم باقی ائمہ علیہم السلام کا ہے۔ پس تمام ائمہ علیہم السلام اس حکم میں مساوی ہیں۔

پس دو روایات میں خوف ذکر ہوا ہے۔ اور اس سے اس حکم حکمت مراد ہے نہ علت۔ روایات کو تقیہ پر حمل کرنا خلاف اصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ہمارا نظریہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا نام مبارک مجالس و محافل کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور چند امور تائید کرتے ہیں۔

پہلی۔ احادیث معراج میں یہ نقل نہیں کہ خدا نے امام زمانہ کے نام کی تصریح کی ہو اور یہ بات محققین پر مخفی نہیں ہے۔

دوسری۔ احادیث نبویؐ میں ایک حدیث میں بھی یہ نقل نہیں ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے نام کی تصریح فرمائی ہو بلکہ آپ نے ان کے القاب بتائے ہیں۔

تیسری۔ سید محقق داماد نے اجماع منقول کو ذکر کیا ہے یہ کلام اس کی تائید میں ہے۔ انہوں نے کتاب شرعۃ التسمیۃ فی زمان الغیبۃ میں کہا ہے دین کا شیوہ اور مذہب کی رسم بھی یہی تھی کہ لوگوں میں سے کوئی آدمی زمان غیب سے لے کر آپ کے ظہور تک خدا نے اپنے ولی و حجت کو اپنے بندوں پر آشکار نہیں فرمایا۔

اور ان کا نام یا کنیت محافل و مجالس میں یاد آشکار یاد کرنا آپ کے نام کو بلند اور کنیت کو علنی یاد کرے اور یہ مشروعی سیرت بزرگان ہے کہ آپ علیہ السلام کو القاب کے ساتھ یاد کریں۔

چوتھی۔ تمام اہل ایمان کا شیوہ اور تمام شہروں ہر زمانے میں مولا قائم علیہ السلام کے نام کو تصریح سے یاد نہ کرنا ثابت ہے۔ کسی سے یہ ثابت نہیں کہ امام کے نام کو وضاحت کے ساتھ مجالس میں ذکر کریں۔

(۸)۔ آپ کے نام کو محافل کے علاوہ خواص (شیعیان) کے لئے ذکر کرنا جواز کے زیادہ نزدیک ہے۔ بہت سی روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس کے علاوہ ائمہ علیہم السلام کے فعل اور تقریر میں ملتا۔ ان میں سے ایک حدیث لوح ہے۔ جو کافی، کمال الدین اور دوسری معتبر کتب میں موجود ہے۔ ہم اسے کلینی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ

ابن سند سے امام صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے باپ نے عبداللہ انصاری سے فرمایا: مجھے تجھ سے کام ہے۔ کس وقت میں آؤں تاکہ آپ کے لئے آسان ہو تاکہ تیرے ساتھ تنہائی میں ملاقات کروں۔ اس کے بارے میں آپ سے پوچھوں گا۔

جابر نے عرض کیا: جب چاہیں آجائیں۔

پس ایک دن خلوت میں ان کے ساتھ بیٹھا اور اس سے فرمایا: اے جابر! مجھے اس لوح کی خبر دو کہ جو تو نے ہماری ماں حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ کے ہاتھ میں دیکھی اور جو کچھ ہماری ماں نے آپ کو اس لوح کے بارے میں بتایا۔

جابر نے عرض کیا: خدا شاہد ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں، میں آپ کی ماں حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں گیا۔ انہیں حسینؑ کی ولادت کی مبارک دی اور ان کے ہاتھ میں میں نے سبز رنگ کی لوح دیکھی کہ شاید وہ زمرد تھا۔ جس پر سفید رنگ کی لکھائی تھی۔

پس میں نے ان سے کہا: میرے ماں باپ قربان ہو! اے محمدؐ کی بیٹی! یہ لوح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوح ہے جسے خدا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ دیا تھا۔ اس لوح میں میرے باپ کا نام، میرے شوہر کا نام، دو بیٹوں کے نام اور جو میری اولاد سے جانشین ہوں گے کے نام ہیں۔ میرے باپ نے یہ لوح مجھے دی ہے۔

جابر نے کہا: پس آپ کی ماں نے مجھے لوح دی اور میں نے اسے پڑھا اور اس سے میں نے ایک نسخہ لکھا۔ اس وقت میرے باپ نے اس سے کہا: اے جابر! کیا نسخہ مجھے دینا چاہتے ہو؟

اس نے جواب دیا۔ ہاں۔ پس میرے باپ جابر کے ساتھ ان کی منزل پر تشریف لے گئے۔

اس وقت جابر نے جلد کا ایک صفحہ کھولا۔ میرے باپ نے فرمایا: اے جابر! اپنے نسخہ کو دیکھو تاکہ تجھے پڑھ کر سناؤں۔ (تاکہ تجھے علم ہو کہ میں بھی جانتا ہوں) پس جابر نے نسخہ پر دیکھا۔ میرے باپ نے اسے پڑھا اور کوئی حرف اس کے خلاف نہ تھا۔ اس وقت جابر نے کہا۔ خدا گواہ ہے کہ لوح میں یہی لکھا ہوا تھا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو مہربان و رحیم ہے۔ یہ نسخہ خدا کی طرف سے محمد رسولؐ کے لئے ہے اور جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

اے محمدؐ! میرے اسماء کو بزرگ سمجھو اور میری نعمتوں کا شکر بجالا۔ بے شک میں وہ خدا ہوں جس کے علاوہ

کوئی حق کا معبود نہیں۔ ظالم کو شکست دینے ولا، مظلوموں کی حمایت کرنے والا۔ روز قیامت جزا دینا والا، بے شک میں حق کا معبود ہوں۔ پس جو مجھ پر فضل و کرم کی امید نہ رکھے۔ اور میری عدالت سے نہ ڈرتا ہو۔ اسے ایسا عذاب دوں گا کہ ایسا دنیا میں کسی کو عذاب نہیں ہوا۔ پس صرف میری عبادت کرو، مجھ پر توکل کرو۔ بے شک میں نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کی مدت پوری نہ کی ہو اور میں نے اس کا وصی قرار دیا۔ البتہ تجھے انبیاء پر فضیلت دی اور تیرے وصی کو باقی اوصیاء پر برتری دی۔ تیرے دونواسے حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو گرامی رکھتا ہوں۔ پس حسن کو انکے باپ کی مدت خزانہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی شہادت کو گرامی سمجھتا ہوں۔ ان کے انجام کو سعادت قرار دیتا ہوں وہ بہترین شہدا میں شہید ہے۔ اور ان بالاترین درجہ ہے۔ ان میں پہلے علی علیہ السلام عبادت گزاروں کے سردار میرے گذشتہ دوستوں کی زینت ہے۔ ان کا بیٹا اپنے نانا کے مشابہ اور ان کے پسندیدہ ہیں۔ وہ میرے علم کے وارث اور میری حکمت کے مرکز ہیں۔ جعفر کے بارے میں شک کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے۔ جو انہیں رد کرے اس سے مجھے رد کیا۔ یہ میری کلام ہے۔

بے شک جعفر میرے نزدیک باعظمت شخصیت ہیں۔ اور ان کو ان کے پیروکاروں اور دوستوں سے ان کو خوش کروں گا۔ اس کے بعد موسیٰ ہیں اور ان کے عہد میں فتنہ بہت ہوگا کیونکہ میری حجت پوشیدہ نہیں رہے گی۔ بے شک میرے دوست جام سے سیراب ہوں گے، جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو رد کرتا ہے اس نے میری نعمت کو رد کیا ہے۔ علی کے منکر افراد پر وائے ہو۔ علی نبوت کا سنگین بار اپنے کندھوں پر لے گا۔ اسے پلید اور شقی انسان شہید کرے گا اس میں شہر میں جس کی ذوالقرنین نے بنیاد رکھی اور بدترین مخلوق کے ساتھ دفن ہوگا۔ میری یہ بات حق ہے اور میں اسے جانشین اور علم کا وارث بناؤں وہ میرے علم کی معدن، محل راز اور مخلوق پر میری حجت ہے۔ جو آدمی اس پر ایمان لے آیا وہ جنت میں جائے گا اور وہ اپنے خاندان کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا جن کو دوزخ کی آگ میں جانا تھا۔ میں وحی کا امین بناؤں گا۔ اس سے علم کا خزانہ حسن کو پیدا کروں گا اور اس کا بیٹا (م ح م د) جو عالمین کے لئے رحمت ہے کو کمال تک پہنچاؤں گا، جو بلند قامت موسیٰ کی صلاحیت، عیسیٰ کی درخشش، ایوب کا صبر ہوگا ان کے غیب کے زمانے میں میرے دوست ذلیل ہوں گے ان کے سر ہدیہ ہوں گے، قتل کئے جائیں گے جلائے جائیں گے، خوف و ہراس اور وحشت ہوگی۔ زمین خون سے رنگین ہوگی، عورتوں کے رونے کی آواز بلند ہوگی۔ وہ میرے حقیقی دوست ہوں گے ان

کے وجود کو ہر گمراہ وسیاہ کرنے والا فتنہ سے نجات دوں گا۔ ان کے سبب زلزلہ کو برطرف کروں گا۔ ان پر درود اور رحمت خدا ہے، وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

عبدالرحمن بن سالم کہتا ہے: ابوبصیر نے کہا: اگر تو نے اپنے زمانے میں صرف یہی حدیث سنی ہو تو تیرے لئے یہی کافی ہے اور جو شخص اس کا اہل ہو اسے بتانا۔

ایک روایت شیخ صدوق کمال الدین[1] میں محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے نقل کیا۔ انہوں نے حسن بن اسماعیل سے، انہوں نے ابوعمر وسعید بن محمد بن نصر قطان سے، انہوں نے عبیداللہ بن محمد اسلمی سے، انہوں نے محمد بن عبدالرحمن سے، انہوں نے محمد بن سعید سے، انہوں نے عباس بن ابی عمرو سے، انہوں نے صدقہ بن ابی موسیٰ سے انہوں نے ابی نضرہ سے نقل کیا کہ اس نے کہا:

جب امام باقرؑ حالت احتضار میں تھے ان کے بیٹے صادقؑ کو بلایا گیا اور امامت ان کے ہاں سپرد کی گئی، ان کے بھائی زید بن علی بن الحسین نے ان سے کہا: اگر حسن وحسین علیہم السلام کی مانند میرے ساتھ بھی آپ ایسا ہی سلوک کرتے یعنی امامت کا منصب اس کے حوالے کیا جاتا تو مجھے امید ہے کہ آپ نے کوئی خلاف کام انجام نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوالحسن! بے شک امانت مثالوں کے ساتھ نہیں ہے اور عہد لکھنے سے صرف دانستہ نہیں بلکہ ان امور میں سے جو خدا کی طرف سے حجت ہوں۔

پھر جابر بن عبداللہ کو بلایا اور اس سے فرمایا: اے جابر! ہمارے بارے میں وہی کچھ بیان کر جو تو نے صحیفہ میں پڑھا ہے۔

پس جابر نے کہا: ہاں اے ابوجعفر باقرؑ! میں حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ اسے حسنؑ کی ولادت کی مبارکباد پیش کروں۔

میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں سفید رنگ کا صحیفہ دیکھا۔ میں نے عرض کیا: اے سیدۃ النساء العالمین! یہ تمہارے پاس کون سا صحیفہ ہے؟

آپ نے فرمایا: اس میں میری اولاد کے ائمہ علیہم السلام کے نام ہیں۔

---

[1] کمال الدین ج۱ ص ۳۰۵

میں نے عرض کیا: مجھے دیں تا کہ اسے دیکھوں۔

آپ نے فرمایا: اے جابر! اگر نہی نہ ہوتی تو میں دے دیتی لیکن نہی کی گئی ہے کہ اسے صرف نبی، جانشین نبی یا ائمہ علیہم السلام کی اولاد میں سے کوئی دیکھ سکتا ہے۔ لیکن میں تجھے اجازت دیتی ہوں اسے دیکھ لے۔

جابر کہتا ہے: پس میں نے اسے پڑھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا: ابوالقاسم محمد بن عبداللہ المصطفیٰ جس کی ماں آمنہ بنت وہب ابوالحسن علی بن ابی طالب المرتضیٰ علیہ السلام جس کی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدامناف، ابومحمد حسن بن علی علیہ السلام البر، ابوعبداللہ الحسین بن علی التقی علیہ السلام، جن کی ماں فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابومحمد علی بن الحسین علیہ السلام العدل، جن کی ماں شہربانو بنت یزدگرد سوم، ابوجعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام، جن کی ماں ام عبداللہ بنت حسن بن علی ابی طالب علیہ السلام، ابوعبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام، جن کی ماں اُم فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر، ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام الثقہ، جن کی ماں کنیز حمیدہ ہے، ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام جن کی ماں نجمہ نامی کنیز ہے۔ ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام الزکی جن کی ماں خیزران نامی کنیز ہے۔ ابوالحسن علی بن محمد علیہ السلام الامین جن کی سوسن نامی کنیز ہے۔ ابومحمد الحسن بن علی علیہ السلام الرفیق جن کی سمانہ نامی ماں تھی اور ان کی کنیت ام الحسن ہے۔ ابوالقاسم محمد بن الحسن علیہ السلام کہ وہ ہے خدا کی حجت مخلوق پر، وہ قائم ہے۔ ان کی ماں نرجس نامی کنیز ہے۔ ان سب پر درود وسلام ہو۔

شیخ صدوق کہتا ہے: یہ حدیث اس طرح ہے کہ حضرت قائم علیہ السلام کا نام لیا اور جس کا میں قائل ہوں وہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے نام کی نہی کی روایت ہوئی ہے۔

بحارالانوار کی ج۹ میں کتاب الروضہ والفضائل سے عبداللہ بن ابی اوفی سے منقول ہوا ہے کہ اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جب خدا نے ابراہیم خلیل کو پیدا کیا، ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹا تو انہوں نے عرش کی طرف دیکھا اور ایک نور کا مشاہدہ کیا۔

عرض کیا: اے اللہ! یہ نور کیا ہے؟

اللہ نے فرمایا: یہ محمدؐ ہے جسے میں نے انتخاب کیا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! کے کنار دوسرا نور بھی دیکھ رہا ہوں۔

اللہ نے فرمایا: اے ابراہیم! یہ علیؑ اور میرا مددگار ہے۔

پس ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ! اس کے ساتھ تیسرا نور بھی دیکھ رہا ہوں۔

اللہ نے کہا: اے ابراہیم! یہ فاطمہ اپنے باپ اور شوہر کے ساتھ ہے۔ آپ کے دوست دوزخ کی آگ سے آزاد ہیں۔

براہیم علیہ السلام نے کہا: اے خداوند عالم! اس تیسرے نور کے ساتھ دو اور نور بھی دیکھ رہا ہوں؟

اللہ نے فرمایا: اے ابراہیم! یہ حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ اپنے باپ نانا اور ماں کے ساتھ ہیں۔

ابراہیمؑ نے کہا: اے اللہ! نو نور اور دیکھ رہا ہوں جو ان پانچ نوروں کے اردگرد ہیں۔

خداوند عالم نے فرمایا: یہ ان کی اولاد سے ائمہ علیہم السلام ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: اے اللہ! کن ناموں سے ان کی شناخت ہوگی؟

اللہ نے کہا: اے ابراہیمؑ! ان میں سے سب سے پہلے علی بن الحسین علیہ السلام ہیں۔ محمد بن علی علیہ السلام کے فرزند، جعفر بن محمد علیہ السلام کے فرزند، موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے فرزند، علی بن موسیٰ علیہ السلام کے بیٹے، محمد بن علی علیہ السلام کے بیٹے، علی بن محمد علیہ السلام کے بیٹے، حسن بن علی علیہ السلام کے بیٹے محمد بن حسن علیہ السلام کے فرزند جن کے فرزند مہدی علیہ السلام ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! ان کے درمیان اور نور بھی دیکھ رہا ہوں کہ ان کی تعداد کو تیرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اللہ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! وہ شیعیان ہیں۔

کہا: خدایا! شیعیان اور ان کے دوست کن نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔

اللہ نے فرمایا: اکاون رکعت کا پڑھنا، بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھنا، رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا، سجدہ شکر بجالانا اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! مجھے شیعہ اور ان کے دوستوں میں قرار دے۔

خدا نے فرمایا: البتہ میں نے تجھے ایسا قرار دیا ہے۔

پس آپ کے بارے میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. [1]

اور انہی (نوحؑ) کے پیروکاروں میں سے ابراہیم بھی تھے۔ جبکہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوئے۔

نیز بحار الانوار [2] کی ج ۹ میں غیبت شیخ طوسی میں رسول خداؐ سے روایت ہے کہ وہ وصیت جسے حضرت علی علیہ السلام سے رسول خداؐ نے لکھی اور رسول خداؐ نے فرمایا: ہر امام اسے اپنے والے امام کے حوالے کردے۔ جہاں تک فرمایا: جب تیری شہادت کا وقت پہنچے اسے امام حسن علیہ السلام کے حوالے کرنا جب وہ موت کے قریب ہوں تو اسے امام حسین علیہ السلام کی تحویل میں دینا آپ کی شہادت کے بعد یہ امام سجاد علیہ السلام کو دے دینا۔ جب دار فانی سے جانے لگیں تو اسے امام باقر علیہ السلام کو دے دینا، جب وہ وفات پائیں تو موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حوالے کرنا، جب ان کی شہادت قریب پہنچے تو اسے علی رضا علیہ السلام کے حوالے کرنا، جب وہ دنیا سے جانے لگے تو اسے محمد تقی علیہ السلام کو دے دینا۔ ان کی وفات کے بعد اسے بعد علی نقی علیہ السلام کے حوالے کرنا، جب وہ بھی دنیا سے جانے لگے تو اسے حسن عسکری علیہ السلام کو دینا اور جب یہ دنیا سے رخصت ہوں گے تو محمد علیہ السلام کے سپرد کرنا۔

کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمہ الاثنی عشر [3] میں مؤلف اپنی نے سند سے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے رسول خداؐ سے عرض کیا: ہر نبی کے جانشین ہوتے ہیں اور دو نواسے تھے۔ پس آپ کا جانشین اور دو نواسے کون ہیں؟

رسول خداؐ چپ رہے اور مجھے جواب نہ دیا۔ پس میں پریشانی کی حالت میں آپ سے رخصت ہوا۔ جب ظہر کا وقت آیا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ نزدیک آؤ! میں قریب گیا اور عرض کیا غضب الٰہی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا: خدا نے چار ہزار انبیاء کو مبعوث فرمایا اور ان کے چار ہزار جانشین

---

[1] صافات: ۸۳۔۸۴

[2] بحار جلد ۳۶ ص: ۲۱۳

[3] کفایۃ الاثر: ۳۹۸

تھے اور آٹھ ہزار نواسے۔

اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں انبیاء سے بہترین نبی اور میرا جانشین بہترین اوصیاء میں سے اور دو بہترین نواسے ہیں۔ پھر فرمایا: میرے دونواسے حسن و حسین علیہما السلام بہترین نواسے ہیں۔ اور اس کے امت کے دونواسے ہیں۔ البتہ اولاد یعقوب سے بھی نواسے تھے اور ان کی تعداد بارہ تھی۔ میرے بعد میرے خاندان میں سے بارہ ائمہ علیہم السلام ہوں گے۔ ان میں سے پہلے علی ہیں اور ان سے وسط محمد اور آخری اس امت بھی محمد مہدی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

آگاہ رہو! جس نے میرے بعد ان سے تمسک کیا تو اس نے خدا سے تمسک کیا جو شخص ان کا ساتھ نہیں دے گا وہ خدا سے جدا ہوا۔

کفایۃ الاثر میں اپنی سند سے مفضل بن عمر سے نقل ہوا ہے کہ اس نے امام صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ محمد باقر علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ امام سجاد علیہ السلام، انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا۔

خدا نے مجھ پر وحی نازل فرمائی: اے محمدؐ! میں نے زمین کو دیکھا اور تجھے انتخاب کیا اور تجھے پیغمبر بنایا تیرے نام کو اپنے نام سے لیا۔ میں محمود اور تو محمد ہے۔ پھر دوبارہ میں نے زمین پر نگاہ ڈالی اور علی کو تیرا جانشین قرار دیا۔ اسے تیری بیٹی کا شوہر قرار دیا۔ میں نے اپنے اسماء سے ایک اسم ان کے لئے انتخاب کیا میں اعلیٰ اور وہ علی ہیں۔ فاطمہ، حسن و حسین علیہم السلام کو تیرے نور چشم قرار دیا۔ پھر ان کی ولایت کو فرشتوں نے قبول کیا۔

اے محمدؐ! اگر کسی آدمی نے میری عبادت کی ہو لیکن ان کی ولایت کا انکار کرنے والا ہو روز قیامت اسے جنت میں داخل نہیں کروں گا اور عرش کے سائے میں نہیں ہوگا۔ اے محمد! کیا تو انہیں دیکھنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں اے پروردگار!

خدا نے فرمایا: اپنے سر کو بلند کرو۔ پس جب میں نے سر کو بلند کیا اچانک علی، فاطمہ، حسن، حسین، زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری اور (م ح م د) کے انوار کو دیکھا جیسے ستارے چمکتے ہیں۔ میں نے دیکھا جیسے ستارے چمکتے ہیں۔

میں نے دیکھا اور کہا: اے خدا یہ کون افراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ ائمہ علیہم السلام ہیں اور یہ قائم ہیں۔ میرے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کریں گے۔ قائم کے وسیلے سے ان کے دشمنوں کا انتقام لوں گا۔ وہ میرے احباب کے لئے آرام وسکون کا سبب ہوں گے۔ [1]

شیخ صدوق کتاب کمال الدین [2] معتبر بلکہ صحیح سند کے ساتھ نقل کیا اور لکھا: حضرت ابو محمد امام حسن عسکری نے بعض افراد کے لئے جن کے نام لئے گئے ہیں ایک ذبح شدہ بھیڑ کو بھیجا اور فرمایا: یہ میرے بیٹے محمد کا عقیقہ ہے۔

محدث عاملی وسائل [3] میں اپنی سند سے شیخ صدوق اور محمد بن عاصم اور وہ محمد بن یعقوب کلینی اور وہ علان رازی اور وہ بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں کہ جب امام حسن عسکری کی کنیز حاملہ ہوئی۔ آپ نے اسے فرمایا: تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا اور اس کا نام محمد ہے اور وہ میرے بعد قائم ہیں۔

نیز وسائل [4] میں ابن بابویہ، وہ محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے وہ ابوعلی محمد بن ہشام سے وہ محمد بن عثمان عمری سے وہ اپنے باپ سے اور وہ امام حسن عسکری سے نقل کرتے ہیں امام نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی: زمین مخلوق خدا پر حجت سے خالی نہیں ہوگی۔ جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اپنے وقت کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

پس آپ نے فرمایا: یہ مطلب اس طرح ثابت ہے جس طرح دن ثابت ہے۔

عرض کیا گیا: اے فرزند رسول! حجت وامام تمہارے بعد کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرا بیٹا محمد، وہی میرے بعد امام وحجت ہیں۔ جو شخص ان کی معرفت حاصل کئے بغیر مرتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

علامہ مجلسی حضرت مہدی علیہ السلام ولادت [5] کے باب میں کشف الغمہ [6] سے روایت کرتے ہیں کہ ابن

---

[1] کفایۃ الاثر: ۳۰۷

[2] کمال الدین: ۲ ص ۴۳۲

[3] وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۹۰

[4] وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۹۱

[5] بحار: ج ۵۱ ص ۲۴

[6] کمال الدین ج ۲، ص ۴۸۲

الخشاب نے کہا میرے لئے ابوالقسم طاہر بن ہارون بن موسیٰ العلوی نے اپنے سے روایت کو بیان کیا، اس نے اپنے دادا سے نقل کیا اور کہا: میرے سردار امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خلف صالح میری نسل سے ہیں اور وہی مہدی ہیں کہ جس کا نام (م ح م د) ہے ان کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آخر الزمان میں خروج فرمائیں گے۔

دو قسم کی روایات ذکر ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ احادیث جن میں آپ کے نام کو یاد کرنے سے نہی کی گئی ہے۔

۲۔ وہ احادیث جن میں آپ کے نام کو یاد کرنے کو جائز کہا گیا ہے۔

ان دونوں احادیث کو جمع کریں تو وہی مطلب ہوتا ہے جسے میں انے انتخاب کیا یعنی محافل و مجالس میں آپ کا نام لینا حرام اور ان کے علاوہ جائز ہے۔

سوم: لوگوں کا وظیفہ؛ آپ سے بطور خاص محبت

تمام ائمہ علیہم السلام سے محبت کرنا فریضہ ہے اور تمام ائمہ علیہم السلام کی ولایت واجب ہے۔ ان کی دوستی ایمان کا حصہ اور اعمال کی قبولی کی شرط بھی ہیں۔ اس مطلب کے بارے میں روایات متواترہ ذکر ہوئی ہیں جو پہلے حصے اور پانچویں حصے میں گزر چکی ہیں۔ لیکن حضرت مہدی علیہ السلام سے محبت کرنے کے لئے خاص تاکید ہوئی ہے اور یہ اس کی دو وجوہات ہیں۔

ا۔ عقل:

ائمہ علیہم السلام سے محبت کرنا لوگوں کی فطرت میں سے ہے۔ اسی لئے ایک حدیث میں امام سے تفسیر کے بارے میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ مجھے میری مخلوق کے درمیان محبوب بنا اور میری مخلوق کو

میرے نزدیک محبوب بنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ! میں یہ کام کیسے انجام دوں؟ اللہ نے فرمایا: انہیں کہو کہ میری نعمتوں کو یاد کردتا کہ وہ مجھ سے محبت کریں۔

ایک اور حدیث میں دارالسلام میں نقل ہوا اور انہوں نے قصص الانبیاء سے اپنی سند کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: خدا نے حضرت داؤد پر وحی فرمائی کہ مجھے دوست رکھو اور میری مخلوق کے درمیان محبوب بنا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: پروردگارا! میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ پس میں تجھے کیسے مخلوق کے درمیان محبوب بناؤں؟ اللہ نے فرمایا: ان کے سامنے میری نعمتوں کا ذکر کرو جب آپ نے ان کو یاد دلایا وہ مجھے دوست رکھے گے۔

مجالس صدوق میں اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے نقل ہوا کہ انہوں نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کو دوست رکھو۔ اس وجہ سے کہ جو تمہیں اس نے نعمتیں عطا فرمائیں اور مجھے خدا کی دوستی کی وجہ سے دوست رکھو اور اہل بیتؑ کو میری دوستی کی خاطر دوست رکھو۔

یہ سب نعمتیں میرے مولا قائمؑ کی وجہ سے ہیں۔ پس عقل حکم کرتی ہے کہ انہیں دوست رکھیں۔

۲۔ نقل:

سید محدث بحرانی اپنی کتاب غایۃ المرام [1] میں نعمانی سے نقل کیا کہ انہوںؒ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی جس میں آپ نے فرمایا: شب معراج میں خدا نے مجھ پر وحی نازل فرمائی۔ اے محمدؐ! زمین پر اپنی امت کے لئے کس کو جانشین قرار دیا ہے؟

میں نے کہا: اے پروردگار! اپنے بھائی کو جانشین مقرر کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کو۔ میں نے کہا: ہاں اے پروردگار! اللہ نے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے زمین پر نظر ڈالی اور ان میں سے تجھے انتخاب کیا۔ میں محمود ہوں اور تو محمدؐ ہے۔ پھر دوبارہ میں نے نظر ڈالی اور ان میں سے علیؑ کا انتخاب کیا اور میں نے اسے تیرا جانشین قرار دیا ہے کہ میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہیں۔

---

[1] غایۃ المرام باب ۲۳ ص: ۱۸۹، ح ۱۰۵

اے محمدؐ! اگر ایک آدمی اتنی زیادہ میری عبادت کرتے کہ مرجائے۔ لیکن تیری ولایت کا منکر ہو تو اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔

پھر فرمایا: اے محمدؐ! کیا انہیں دیکھنا چاہتے ہو۔

میں نے کہا: ہاں۔

فرمایا: آگے کھڑے ہو کر دیکھو۔ جب میں آگے گیا۔ اچانک میں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام، حسن بن علی علیہ السلام، حسین بن علی علیہ السلام، علی بن حسین علیہ السلام، محمد بن علی علیہ السلام، جعفر بن محمد علیہ السلام، موسیٰ بن جعفر علیہ السلام، علی بن موسیٰ علیہ السلام، محمد بن علی علیہ السلام، علی بن محمد علیہ السلام، حسن بن علی علیہ السلام اور حجت قائم آل محمد علیہ السلام کو دیکھا۔ آخری امام ان کے درمیان ایک درخشندہ ستارے کی مانند تھے۔

میں نے پوچھا: اے پروردگار! یہ کون ہیں؟

اللہ نے فرمایا: یہ ائمہ علیہم السلام ہیں اور یہ قائم ہے۔ میرے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کرے گا اور میرے دشمنوں کا انتقام لے گا۔

اے محمدؐ! اسے دوست رکھ کیونکہ جو اسے دوست رکھتا ہے میں اسے دوست رکھتا ہوں۔

مولف کہتا ہے: یہ حدیث اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ قائم آل محمد علیہ السلام سے محبت کی ایک خاص وجہ ہے جو خدا کی طرف سے ہے حالانکہ تمام ائمہ علیہم السلام کی محبت واجب ہے۔ لیکن قائم سے خاص محبت کرنے کا راز ہے۔ جو چند مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ آپؑ کی محبت و معرفت دوسرے ائمہ علیہم السلام سے جدا نہیں ہے لہذا جو آدمی ان کی معرفت رکھتا ہے۔ اس میں ایمان کی حقیقت کامل ہے۔ اس پر شاہد یہ ہے کہ جو بحار الانوار [1] جلد ۹ میں کتاب الفضائل سے نقل ہوا کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں بارہ ائمہ علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

۲۔ آپ کے ظہور سے دین و مسلمان کافروں پر غالب ہوں گے۔ اور یہ چیز ہے کہ عقل و شرح کے لحاظ سے قائم سے خاص محبت ہے۔

---

[1] بحار ج ۳۶ ص ۲۹۶

۳۔ بعض روایات میں ملتا ہے کہ امام قائم حضرت علی، حسن، حسین علیہم السلام کے علاوہ باقی ائمہ علیہم السلام سے افضل ہیں۔

سید بحرانی نے کتاب غایۃ المرام [1] کے تیئیس باب میں نعمانی سے نقل کیا، انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کو نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خدا نے دنوں میں جمعہ، مہینوں میں سے ماہ رمضان اور راتوں میں سے شب قدر کو انتخاب کیا اور لوگوں میں سے انبیاء کو انتخاب کیا اور انبیاء سے رسولوں کا انتخاب فرمایا اور رسولوں میں سے مجھے اور علی کا انتخاب کیا۔ علی سے حسن و حسین علیہم السلام کو اختیار فرمایا۔ حسین علیہ السلام سے اوصیاء کو چنا جو قرآن کی تاویل جانتا ہے۔ باطل و منحرف و جاہل افراد سے دور ہے۔ ان میں سے نواں امام ان کا باطن ظاہر ہے اور وہ ان میں سے افضل ہے۔

چہارم: لوگوں میں آپ کو محبوب بنانا

عقل کا تقاضا یہ ہے کہ جس انسان پر جس کی محبت واجب ہو، اسے وہ محبوب جانتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ عبادت بھی دلالت کرتی ہے کہ حدیث موسیٰ میں فرمان خدا ہے: مجھے اپنی مخلوق کے درمیان محبوب بنا۔

ایک روایت جو صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے روضہ کافی میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: خدا اس بندے پر رحمت کرے جو ہمیں لوگوں میں محبوب بناتا ہے اور ہمیں دشمنی و کینہ کا باعث نہیں بنتا۔ بے شک خدا کی قسم! اگر ہماری نورانی کلام لوگوں تک پہنچتی تو لوگ ضرور اطاعت کرتے۔ [2]

مجالس صدوق اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خدا اس بندے پر رحمت کرے جو لوگوں کو ہماری مودت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جو جانتا ہے ان سے

---

[1] غایۃ المرام باب ۳۳ ص: ۱۸۸، ح ۱۰۱

[2] روضۃ الکافی ۲۲۹ ح ۲۹۳

بیان کرتا ہے اور جس کے وہ منکر ہیں اسے چھوڑ دیتا ہے۔[1]

پنجم: انتظار فرج وظہور

اس موضوع کو چند مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے:

بحث اول: فضیلت وثواب انتظار، انبیاء وائمہ علیہم السلام کا انتظار

اس بحث میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ حضرت امام سجادؑ نے دعا عرضہ میں انتظار کرنے والوں پر درود بھیجا ہے اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ کمال الدین میں امام صادقؑ سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ مُنْتَظِراً لَهُ كَانَ كَمَنْ كَانَ فِي فُسْطَاطِ الْقَائِمِ.

جو شخص امام قائمؑ کی انتظار کی حالت میں مرتا ہے وہ ایسا ہے جو امام کے ساتھ ان کے خیمہ میں ہو۔[2]

۲۔ امام رضاؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

مَا أَحْسَنَ الصَّبْرَ وَ انْتِظَارَ الْفَرَجِ أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ ارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ فَإِنَّهُ إِنَّمَا يَجِيءُ الْفَرَجُ عَلَى الْيَأْسِ فَقَدْ كَانَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَصْبَرَ مِنْكُمْ.

---

[1] امالی۔۲۹

[2] کمال الدین، ج ۲، ص ۶۴۴

کتنا اچھا ہے صبر وانتظار فرج! کیا تو نے نہیں سنا کہ فرمان خدا ہے:

وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ [1]

اور تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ [2]

پھر تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

البتہ جو تم سے پہلے تھے وہ تم سے زیادہ صابر تھے۔ [3]

۳۔ بصائر الدرجات میں اپنی سند سے امام صادقؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حضرت امیرالمومنینؑ صفین کی طرف گئے۔ جب دریا فرات کو عبور کیا اور صفین کی سرزمین کے نزدیک پہنچے تو نماز مغرب کا وقت ہو گیا، کافی دیر تک سوچتے رہے پھر وضو کیا، اذان کہی، جب اذان سے فارغ ہوئے پہاڑ میں شگاف آ گیا، سفید رنگ کا چہرہ نمودار ہوا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! تجھ پر سلام ہو، خدا کی رحمت و برکات تم پر ہوں۔ اے جانشین پیغمبرؐ خوش آمدید۔ عزیز ترین آ گئی ہے۔

اے ثواب صدیقین! اے سید اوصیاء!

امیرالمومنینؑ نے اسے فرمایا: تجھ پر بھی سلام ہو، اے میرے بھائی شمعون! جانشین عیسیٰ بن مریمؑ۔ آپ کیسے ہیں؟

اس نے کہا: اچھا حال ہے خدا تجھ پر رحمت فرمائی ہے۔ میں حضرت روح اللہ کا منتظر ہوں جو آسمان سے نازل ہوں گے۔

پس میں تیرے علاوہ کسی کو نہیں جانتا ہوں کہ جو راہ خدا میں تجھ سے زیادہ مشکل سے دوچار ہوں اور روز قیامت اس کا ثواب مقام تجھ سے زیادہ ہو۔ [4]

---

[1] ھود: ۹۳

[2] اعراف: ۷۱

[3] کمال الدین، ج ۲، ص ۶۴۵

[4] بصائر الدرجات ص ۲۸۰ ح ۱۶

۴۔ کتاب کمال الدین میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے قائم کی حکومت کا انتظار کرنے والا راہ خدا میں خون میں لت پت ہے۔[۱]

۵۔ نیز امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: ہمارے قائم کے شیعیان خوش نصیب ہیں کہ ان کی غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر ہوں گے اور ظہور کے وقت آپ کے وفادار ہوں گے۔ وہ اولیائے خدا ہیں نہ ان کے لئے ڈر ہے اور نہ ہی کوئی غم۔[۲]

۶۔ حضرت زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: انتظار فرج عظیم ترین فرج میں سے ہے۔[۳]

۷۔ ابو خالد کابلی سے نقل ہوا کہ میں حضرت زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! مجھے ان افراد کی خبر دیں جن کی اطاعت و دوستی واجب ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں پر ان کی ولایت واجب ہے۔

آپ نے فرمایا: اے کابلی! سب سے پہلے فرد کو خدا نے جس کو لوگوں کے لئے امان قرار دیا اور اس کی اطاعت واجب کی وہ حضرت امیر علیہ السلام کی شخصیت ہیں پھر حسن پھر حسین جو علی بن ابی طالب کے دو بیٹے ہیں۔ اس وقت ہمیں امامت ملی۔ اس وقت وہ خاموش ہو گیا۔

میں نے کہا: اے میرے سردار! ہمارے لئے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: البتہ خدا اپنی زمین پر بندوں کو حجت سے خالی نہیں رکھتا۔ میں تمہارے بعد حجت و امام کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: میرا بیٹا محمد ہے اور تورات میں اس کا نام باقر علیہ السلام ہے۔ علم کو شگاف کر دینے والا وہ میرے بعد حجت و امام ہیں۔ محمدؑ کے بعد اس کا بیٹا جعفرؑ ہے کہ اہل آسمان کے نزدیک اِس کا نام صادق ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! وہ کیسے صادق ہیں جبکہ تم میں سے سب صادق (سچے) ہیں؟

آپ نے فرمایا: میرے والد نے اپنے باپ سے روایت کو نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میرے بیٹے جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام پیدا ہوئے اس کا نام صادق رکھیں۔

---

[۱] کمال الدین ج ۲، ص ۶۵۵ ح ۶

[۲] کمال الدین ج ۲، ص ۳۵۷ ح ۵۴

[۳] کمال الدین ج ۱، ص ۳۲۰ ح ۲

ابوخالد کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! پھر کیا ہوگا؟

آپ نے فرمایا: ولی خدا بارہویں حجت قائم جانشین رسول خداؐ غائب ہوگا۔

اے ابوخالد! بے شک جو لوگ غیبت کے زمانے میں ان کی امامت کو مانتے ہوں گے اور ان کے ظہور کے انتظار کریں گے۔ تمام زمانوں میں رہنے والے لوگوں سے بہتر ہیں۔ کیونکہ خدا نے عقل وفہم ان کے لئے زیادہ ہوگی۔ ان کے نزدیک غیبت ایسی ہوگی۔ جیسے وہ دیکھ رہے ہوں گے۔ ان لوگوں کا شمار ان افراد میں ہوگا جنہوں نے رسول خداؐ کے ساتھ تلوار سے جہاد کیا ہو۔ وہ ہمارے سچے شیعہ ہوں گے۔ وہ پنہان وآشکار دعوت حق دینے والے ہیں۔ [1]

۸۔ کتاب شیخ طوسی کتاب غیب سے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ مفضل بن عمر نے کہا: ہم نے قائم کو یاد کیا۔

پس امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ قیام کریں گے، مومن کی قبر میں آئیں گے اور اس سے کہا جائے گا: اے فلاں! بے شک تیرے قائم نے ظہور کیا۔ پس اگر ملحق ہونا چاہتے ہو تو مل جاؤ۔ [2]

۹۔ صاحب کمال الدین اپنی سند سے، جعفر بن ابی ولف سے نقل کیا کہ اس نے کہا: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا بے شک میرے بعد امام میرا بیٹا علی ہے اس کا دستور میرا دستور، اس کی اطاعت میری اطاعت اور رسول کے بعد امام اس کا بیٹا حسن علیہ السلام ہے اس کا حکم اس کے باپ کا حکم ہے اور اس کی اطاعت اس کے باپ کی اطاعت ہے۔

پھر خاموش ہو گئے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! امام حسن کے بعد کون امام ہوں گے۔

آپ نے بہت گریہ کیا اور اس وقت فرمایا: امام حسن علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے قائم برحق ہوں گے اور ان کی اجازت ہوگی۔

---

[1] کمال الدین ج۱، ص۳۱۹

[2] الغیبۃ: ۴۷۲

میں نے پوچھا: ان کو قائم کیوں کہا گیا؟

آپ نے فرمایا: جب لوگ اسے بھول جائیں گے اور معتقد افراد منحرف ہوجائے گے تو آپ قیام کریں گے۔

میں نے کہا: اسے منتظر کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ غیب ہوں گے اور طولانی مدت تک ان کا انتظار کیا جائے گا۔ پس آپ کے مخلص لوگ آپ سے ملحق ہوں اور اہل تردید انکار کریں گے۔ کچھ لوگ مذاق اڑائیں گے۔ جلدی کرنے والے ہلاک ہوجائیں گے اور اطاعت کرنے والے نجات پائیں گے۔[1]

۱۰۔ علی بن مہزیار سے ملتا ہے کہ اس نے کہا: میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور آپ کے فرج کے بارے میں پوچھا: مجھے یہ جواب ملا: جب تمہارے قائم ظالموں سے غائب ہوں گے تو ان کے فرج کا انتظار کرنا۔

۱۱۔ اصول کافی میں ابوبصیر سے نقل ہوا کہ اس نے کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ قربان جاؤں فرج کب ہوگا؟

آپ نے فرمایا: اے ابوبصیر! تو بھی ان میں سے ہے جسے دنیا چاہتی ہے۔ جس کو آپ کی معرفت ہوگی تو اسے آپ کے ظہور کی انتظار کرنی ہوگی اور یہی فرج ہے۔

۱۲۔ بحارالانوار میں حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: فرج کی انتظار کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک خدا کے نزدیک بہترین اعمال انتظار فرج ہے۔[2]

۱۳۔ آپ کا ہی فرمان ہے: ہماری تعلیم پر عمل کرنے والا روز قیامت جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہوگا اور ہمارے قائم کی حکومت کا انتظار کرنے والا راہ خدا میں خون سے لت پت جیسے شہید کی مانند ہے۔[3]

۱۴۔ فیض الختار امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی اس حالت میں مرتا ہے کہ امام قائم علیہ السلام کی انتظار کرتا ہو وہ اس شخص کی مانند ہے جو حضرت قائم علیہ السلام کے خیمہ میں ہو۔

پھر فرمایا: بلکہ اس شخص کی مانند ہے جو آپ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کرے۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم! وہ ایسا جو

---

[1] کمال الدین ج ۲، ص ۳۸۷ ح ۳

[2] اصول کافی ج ۱ ص ۳۷۱ ح ۳

[3] بحار ج ۵۲ ص ۱۲۳

رسول خدا ﷺ کے ساتھ جنگ میں شہید ہوا ہو۔ [1]

۱۵۔امام صادق ؑ اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امیر ؑ نے فرمایا: مومن کی افضل ترین عبادت خدا کی طرف سے انتظار فرج ہے۔

۱۶۔کافی میں صحیح سند سے عبداللہ بن المغیرہ سے نقل ہوا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے امام رضا ؑ کی خدمت میں عرض کیا اور میں نے بھی سنا کہ آپ فرمار ہے تھے۔میرے والد نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرمائی کہ کسی ایک امام کا فرمان ہے۔ہمارے علاقے میں ایک ربط نامی منطقہ ہے کہ اسے قزوین بھی کہتے ہیں وہ دشمن ہیں اور انہیں ویلم کہتے ہیں۔کیا اہل رباط کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے؟

آپ نے جواب میں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ بیت اللہ کی حج بجالائیں۔

سوال کرنے والے نے تکرار کیا تو آپ نے دوبارہ وہی جواب دیا۔کیا تم سے ایک آدمی راضی نہیں جو گھر پر بیٹھے اور ہمارے قائم کی انتظار کرے۔پس جو آدمی قائم کے زمانے کو پائے تو وہ ایسا ہے جس نے رسول خدا ﷺ سے مل کر جنگ بدر میں شرکت کی ہو۔اگر کوئی قائم کی انتظار کی حالت میں مرتا ہے تو وہ ایسا ہے کہ جو شخص آپ کے ساتھ خیمہ میں ہو۔ [2]

۱۷۔تفسیر نعمانی میں حضرت امیر ؑ سے نقل ہوا کہ آپ ؑ نے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن! گم شدہ افراد جنت میں جائیں گے اور ان سے مراد وہ مومنین ہیں جو فتنہ کے زمانے میں امام ؑ کی پیروی کریں گے اور امام ان سے غائب رہے گا۔پس وہ افراد آپ ؑ کی امامت کا اقرار کریں گے اور آپ سے تمسک کریں اور آپ کے ظہور کی انتظار کریں گے۔ان کے مومنین کو کوئی شک نہیں ہوگا۔وہ صبر و تحمل کرنے والے ہیں۔صرف وہ آپ ؑ کی شناخت سے گم ہو گئے ہیں۔ [3]

۱۸۔کتاب کمال الدین میں محمد بن نعمان حضرت امام صادق ؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا کے نزدیک ترین اور خوشنودترین افراد وہ ہیں جو حجت خدا کو نہیں دیکھتے، ان کے لئے آشکار نہیں اور ان سے

---

[1] بحار ج ۵۲ ص ۱۲۴

[2] فروع کافی جلد ۵ ص ۲۲ ح ۲

[3] کمال الدین ج ۲ ص ۳۳۹ ح ۱۷

پوشیدہ ہیں۔ان کی جگہ کا انہیں علم نہیں لیکن وہ یہ ضرور جانتے ہیں کہ آپ کے ظہور کی علامات ظاہر نہیں ہوئی ہیں۔اس زمانے میں لوگوں کو صبح وشام امام علیہ السلام کے ظہور کی انتظار کرنی چاہیے۔[1]

۱۹۔امام صادق علیہ السلام اس فرمان الٰہی ۔الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔[2] (الف۔لام۔میم۔ یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس (کے کلام اللہ ہونے) میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (یہ) ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کے لیے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں) کے بارے میں فرماتے ہیں یہاں متقی افراد سے مراد شیعہ علی ہیں اور غیب یعنی وہی حجت الٰہی غائب ہے اس پر حکم خدا گواہ ہے:

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾[3]

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان (پیغمبرؐ) پر ان کے پروردگار کی طرف سے (ان کی مطلوبہ) کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی؟ کہہ دیجئے کہ غیب کا علم اللہ سے مخصوص ہے سو تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

۲۰۔اصول کافی میں امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: اس آدمی کے لئے کوئی نقصان نہیں جو حالت انتظار میں مرجاتا ہے وہ آدمی امام مہدی علیہ السلام کے خیمہ میں مرا ہے۔[4]

۲۱۔عمار ساباطی سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک خدا کی قسم! اے عمار! تم میں سے بہت سے افراد مرنے والے ایسے ہیں جیسے وہ بدر واحد کی جنگ میں شہید ہوئے ہوں۔پس تم کو بشارت ہو۔[5]

۲۲۔اسی کتاب میں امام باقر علیہ السلام ایک روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں قائم کی انتظار کرنے والے ایسے ہیں جیسے روزہ دار اور شب زندہ دار کو ثواب ملتا ہے۔ جو شخص ہمارے قائم کا زمانہ پائے اسے خروج کرنا چاہیے اور

---

[1] کمال الدین ج ۲ ص ۳۴۰ ح ۲۰
[2] سورۃ البقرۃ: ۱، ۲، ۳،
[3] سورۃ یونس: ۲۰
[4] اصول کافی جلد ۱۰، ۳۷۲ ح ۶
[5] اصول کافی جلد ۱، ص ۳۳۴ ح ۲

ہمارے دشمن کو قتل کرنا چاہیے۔ اسے بیس شہداء کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص قائم کے ساتھ شہید ہوگا۔ اسے پچیس شہداء کا ثواب ملتا ہے۔[1]

۲۳۔ مجمع البیان میں حارث بن المغیرہ سے ملتا ہے کہ اس نے کہا: میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا: جو آدمی قائم کی معرفت رکھتا ہو اور ان کی انتظار میں ہو۔ خدا کی قسم! وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے قائم آل محمدؑ کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہو۔

پھر فرمایا: واللہ! بلکہ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے رسول خداؐ کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہو۔

پھر تیسری بار فرمایا: خدا کی قسم! بلکہ وہ اس شخص کی مانند ہے جو رسول خداؐ کے ساتھ خیمہ میں شہید ہوا ہو۔[2]

۲۴۔ تفسیر برہان میں حسن بن ابی حمزہ ثمالی سے نقل ہوا کہ اس نے حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں! میری عمر زیادہ ہو چکی ہے۔ میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور موت کے قریب ہوں۔ مجھے خوف ہے قائم کے ظہور سے پہلے مر نہ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اے حمزہ! جس نے ہماری ولایت کو قبول کیا اور ہماری تعلیم کو عام کیا۔ اور ہمارے قائم کے لئے انتظار کیا وہ اس شخص کی مانند ہے جو قائم کے ساتھ مل کر ان کے پرچم تلے شہید ہوا ہو بلکہ خدا کی قسم! وہ رسول خداؐ کے پرچم تلے شہید ہوا ہے۔[3]

۲۵۔ کمال الدین میں مفضل بن عمر سے ملتا ہے کہ اس نے کہا: میں نے سنا کہ امام صادقؑ نے فرمایا: جو شخص قائم کی انتظار میں مرتا ہے وہ قائم کے خواص میں سے ہوگا، نہ بلکہ اس شخص کی مانند ہے جس نے رسول خداؐ کے ساتھ مل کر شمشیر سے جہاد کیا ہو۔[4]

۲۶۔ تفسیر برہان میں مسعدہ سے نقل ہوا کہ اس نے کہا: میں امام صادقؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک

---

[1] اصول کافی جلد ۲، ص ۲۲۲ ح ۴

[2] مجمع البیان جلد ۹، ص ۲۳۸

[3] البرھان ج ۴، ص ۲۹۳

[4] کمال الدین ج ۲ ص ۳۳۸ ح ۱۱

بوڑھا جس کی کمر خمیدہ تھی حاضر ہوا۔اس نے سلام کیا اور امام نے جواب دیا۔

بوڑھا آدمی عرض کرتا ہے اے فرزند رسول! مجھے ہاتھ دو تا کہ اس کا بوسہ لوں۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا بوسہ لینے کے بعد رونے لگا: امام نے اسے فرمایا: اے بوڑھے! کیوں رو رہے ہو؟

اس نے عرض کیا: قربان جاؤں یا بن رسول اللہؐ! سو سال ہو گئے ہیں اور قائم آل محمد کی انتظار کر رہا ہوں۔

میں کہتا ہوں یہ ماہ ہے یہ سال ہے عمر زیادہ ہوگئی ہے ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں۔ موت قریب ہے جس کی آپ کے لئے آرزو کی تھی اسے نہیں پا سکا میں دیکھ رہا ہوں تمہارے دشمن خوشحال ہیں اور آپ سخت مشکلات میں ہیں۔ لہٰذا کیوں نہ روؤں؟

حضرت امام صادق علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس وقت فرمایا: اے بوڑھے مرد! اگر تو زندہ رہا اور ہمارے قائم کو دیکھا تو تیرا اعلیٰ مرتبہ ہوگا۔ اگر تیری موت آ گئی تو روز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محشور ہو گا۔ ہم ان کا گرانبہا ذخیرہ ہیں۔

حضرت نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو قیمتی گوہر چھوڑے جا رہا ہوں۔ پس ان سے تمسک کرو تا کہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ (۱) کتاب الٰہی (۲) عترت و اہل بیت علیہم السلام۔

بوڑھے شخص نے کہا: جب میں نے یہ کلام سنا مجھے آرام و سکون ملا۔ پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے بوڑھے شخص! قائم امام حسن عسکری علیہ السلام کی صلب سے پیدا ہوگا۔ حسن علی سے پیدا ہوگا۔ علی محمد سے، محمد علی سے۔ علی موسیٰ سے اور یہ بیٹا مجھ سے پیدا ہوگا۔ ہم بارہ افراد اہل بیت ہیں۔ سب معصوم اور پاکیزہ ہیں۔[1]

۲۷۔ صاحب روضہ کافی اپنی سند سے اسحاق بن عمار سے نقل کیا کہ ہمارے اصحاب نے ایک حدیث بیان کی، انہوں نے حکیم بن عتبہ سے کہ اس نے کہا کہ جب حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک بوڑھا آدمی لاٹھی کی ٹیک لگائے حاضر ہوا اور دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ! آپ پر سلام ہو۔ آپ پر رحمت و برکت الٰہی ہوں پھر خاموش ہو گیا۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی رحمت و برکت ہو آپ پر!

---

[1] بحار ج ۳۶ ص ۴۰۸، ح ۱۷

اس کے بعد اس بوڑھے آدمی نے اہل مجلس سے یوں خطاب کیا: اسلام وعلیکم!

سب حاضرین نے سلام کا جواب دیا۔ اس وقت اس نے امام باقر علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہا: اے فرزند رسولؐ! قربان جاؤں! مجھے اپنے قریب جگہ بیٹھنے کی دو۔ خدا کی قسم! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں اور تمہارے دوستوں کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ خدا کی قسم! تمہاری دوستی دنیا کے لالچ میں نہیں۔ میں تمہارے دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان سے بیزار ہوں۔ خدا کی قسم! میں تمہارے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہوں۔ میں تمہارے قائم علیہ السلام کا منتظر ہوں۔ پس خدا مجھے قربان کرے آپ فرمائیں میری عاقبت کیسی ہوگی؟

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: میرے قریب آؤ تا کہ اسے اپنے کنارے بٹھائیں۔ پھر فرمایا: اے بوڑھے مرد! میرے والد علی بن حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھی ایک آدمی حاضر ہوا تھا اور تیرے سوال کی مانند سوال کیا۔ میرے باپ نے اسے فرمایا: اگر تو مرجائے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حسن وحسین علیہم السلام اور علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوگے۔ تیرا دل ٹھنڈا و خرم اور آنکھیں روشن ہوں گی۔ آرام وسکون کے ساتھ کاتبین کرام فرشتوں کو دیکھو گے۔ اگر تو زندہ رہا تو دیکھے گا اور ہمارے ساتھ اعلیٰ درجہ میں ہوگے۔ بوڑھے آدمی نے عرض کیا: اے ابو جعفر علیہ السلام آپ نے کیسے فرمایا۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے دوبارہ تکرار کیا۔ بوڑھے آدمی نے کہا: اللہ اکبر، اے ابوجعفر! اگر میں مرجاؤں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حسن وحسین علیہم السلام اور علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

میری آنکھیں روشن، دل سرور و خرم ہوگا۔ اگر تو زندہ تو سب کچھ دیکھو گے۔

تم اعلیٰ درجے پر فائز ہوگے پھر بوڑھا آدمی رونے لگا حتیٰ کہ اس کا چہرہ زمین پر لگا۔ اہل خانہ بوڑھے آدمی کا یہ حال دیکھ کر گریہ کرنے لگا۔ حضرت امام باقر علیہ السلام بھی رونے لگے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس بوڑھے آدمی کے آنسو صاف کئے۔ اس وقت بوڑھا آدمی اٹھا اور امام باقر علیہ السلام سے کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ! مجھے ہاتھ دو۔ خدا مجھے تجھ پر قربان فرمائے۔

حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس شخص نے آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ پھر آپ کا ہاتھ آنکھوں پر رکھا اور چہرے پر ملا۔ آپ کے ہاتھ سارے بدن پر پھیرا، پھر اٹھا اور کہا اسلام علیکم۔ امام باقر علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو

آ گئے۔ آپ نے حاضر کی طرف خطاب فرمایا: جو آدمی چاہتا ہے کہ جنت میں جائے وہ اس شخص کا دیدار کرے۔ حکم بن عتبہ کہتا ہے کہ اس مجلس کی کسی اور مجلس میں، میں نے اتنا گریہ نہیں دیکھا۔ [1]

بحث دوم: تمام افراد کے لئے آپ کے انتظار کا واجب ہونا

ثقۃ الاسلام کلینی اصول کافی میں اپنی سند سے اسماعیل جعفی سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: ایک آدمی امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا صفحہ تھا۔ حضرت امام باقرؑ نے اسے فرمایا: اس میں دین کے مسائل ہیں جن پر عمل کرنے سے قبول ہوتے ہیں۔ لکھا ہوا ہے اس شخص نے عرض کیا۔ خدا کی رحمت ہو تجھ پر۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ پھر امام فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ میں اس سب کا اقرار کرتا ہوں جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ ہمارے اہل بیت کی ولایت، ہمارے دشمنوں سے بیزاری اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا، پرہیز گاری فروتنی اور قائم کی انتظار ہے۔ جو آئے گا۔ [2]

اسی کتاب میں ابوالجارود سے نقل ہوا کہ اس نے کہا میں نے حضرت امام باقرؑ سے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! کیا آپ جانتے ہیں میں آپ کی مودت رکھتا ہوں اور آپ کا اطاعت گزار ہوں۔

امام نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں آپ جواب دیں۔ کیونکہ میں آنکھوں سے نابینا ہوں۔ بہت چلتا ہوں۔ جب آپ کی زیارت کا شوق ہوتا ہے۔ تو نہیں آ سکتا ہوں۔

امام نے فرمایا: سوال کرو۔

میں نے عرض کیا مجھے خدا کا دین بیان فرمائیں۔

امام نے فرمایا: اگرچہ مطلب تھوڑا ہے لیکن سوال اہم ہے۔ خدا کی قسم! میں تجھے اللہ کا دین بیان کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ خدا کی طرف سے نازل ہونے والی شریعت

---

[1] روضۃ الکافی ص ۶۷، ح ۳۰

[2] اصول کافی ج ۲، ص ۲۲، ح ۱۳

پر عمل کرنا ہمارے ولی کی ولایت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری ہمارے قائم آل محمدؑ کے ظہور کی انتظار کرنا، حلال و حرام کا پابند ہونا۔ [1]

غیبت نعمانی میں ابو بصیر سے نقل ہوا ہے کہ انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسے عمل کی خبر دوں جسے خدا اپنے بندوں سے قبول کرتا ہے۔

سب نے کہا: کیوں نہیں ضرور فرمائیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ جو کچھ اسلامی تعلیمات ہے اس پر عمل کرنا، ہماری ولایت ہمارے دشمنوں سے بیزاری، اہل بیتؑ کی پیروی کرنا، پرہیزگاری، کوشش واطمینان اور قائم آل محمد علیہم السلام کے ظہور کی انتظار کرنا۔

پھر فرمایا: بے شک ہماری حکومت ہے کہ جب خدا چاہے گا وہ ہمارے سپرد کرے گا۔ جو آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قائم آل محمدؑ کا دوست ہو تو اسے انتظار کرنی چاہیے۔ با اخلاق اور پرہیزگاری کا کردار ادا کرے۔ اگر قائم کے ظہور سے پہلے مر گیا تو اس کے لئے ثواب ہے اور اسے شخص کا اسے ثواب ملے گا۔ جس نے امام قائم پایا ہو۔ پس انتظار کرو اے گروہ مشمول رحمت خدا! [2]

بحث سوم: روایات میں انتظار کا معنی

انتظار ایک نفسیانی حالت کا نام ہے کہ جس چیز کی انتظار ہو اس لئے منتظر رہنا۔ اس عکس یعنی نا امیدی ہے جتنا انتظار شدید ہوتی ہے۔ اتنا ہی آمادگی زیادہ ہوگی۔ جب کوئی مسافر سفر سے واپس آئے اور جلد وطن اور گھر کے قریب پہنچتا ہے تو اس کی انتظار شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ خواب سے بیدار ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کے دل میں کسی کی انتظار کی شدت ہوتی ہے۔ انتظار کے مراتب مختلف ہیں۔ جتنی انسان کو دوسرے سے محبت ہوتی ہیں۔ اس

---

[1] اصول کافی ج ۲، ص ۲۱، ح ۱۰

[2] کمال الدین ج ۲ ص ۷۷ ح ۱

لحاظ سے اس کے انتظار میں بھی شدت ہوگی۔ دوست اور دوستی کے مختلف مراتب ہیں۔ محبت کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ لہٰذا انتظار کا شدید ہونا اس کی محبت پر منحصر ہے۔ جتنی زیادہ محبت و دوستی زیادہ ہوگی۔ اس کے مزاق پر اتنا ہی زیادہ انتظار کا منتظر ہوتا ہے۔ اس کی انتظار کی شدت اتنی ہی ہوگی جتناوہ آمادہ و تیار ہوتا ہے۔ آپ کی آمادگی کے لئے پرہیز گاری، کوشش، گناہ سے دوری، تہذیب نفس اور اندرونی صفات سے پاکیزہ ہوتا ہے۔ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا تاکہ مولا قائم کا دیدار وزیارت نصیب ہو سکے۔

چنانچہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس کی جو خواہش ہو اسے قائم کے اصحاب میں سے ہونا چاہیے۔ اسے انتظار کرنا چاہیے، پرہیز گاری، گناہ سے دوری، اچھی صفات اور پسندیدہ عمل کا حامل ہونا چاہیے۔ ایسا شخص اگر مر جائے تو اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا ان کی حکومت کے دوران صحابی کو ملتا ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مولا قائم کے انتظار کرنے والوں میں سے قرار فرمائے۔

بحث چہارم: انتظار میں قصد قربت شرط ہے یا نہ

اس مطلب کی وضاحت کے لئے دو مقدموں کی ضرورت ہے۔

مقدمہ اول: جو کچھ بیان ہو چکا ہے کیا اس میں نیت شرط ہے یا نہیں یہاں پر ہم یہ کہیں گے کہ خدا کی طرف سے صادر ہوئے دستورات کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ وہ اعمال و امور جن کو انجام دینے کے لئے قصد تعبد کی شرط و ضرورت ہوتی ہے جیسے نماز۔

۲۔ کچھ ایسے امور و اعمال ہیں کہ جن کا قصد تعبد شرط نہیں ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل کو بجالایا جئے۔ جیسے کپڑے کا دھونا۔

۳۔ کچھ امور ایسے ہیں جن پر تعبد منحصر ہے جیسے مومن کا دیدار اس میں کوئی شک نہیں کہ قائم کے انتظار سے پہلے قسم میں شامل ہے یعنی انسان نیت کرے اور شرط ہے اگر نیت میں خلل ہے تو تکلیف ساقط نہیں ہوتی۔ اسی طرح

دوسری قسم میں نیت شرط ہی نہیں ہے۔ لیکن تیسری قسم میں اگر نیت کرلے گے تو ثواب ملتا ہے اور اگر قصد نیت نہیں تے تو ثواب نہیں ملے گا اور عذاب بھی نہیں ہوگا۔

مقدمہ دوم: عبادات میں قصد قربت شرط ہے سے کیا مراد ہے؟ میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ اعمال کو خدا کی اطاعت کے لئے بجالانا، خواہ یہ انگیزہ ہو کہ وہ عبادت کے لائق ہے یا محبت کا انگیزہ ہو یا اس کی شکر گزاری ہو، بہرحال اس سے تقرب حاصل کرنا، اس سے ثواب کی امید رکھنا، اس کے عذاب سے ڈرنا، ان سب کے مراتب مختلف ہیں۔ جو ہر ایک دوسرے سے برتر ہے۔ ہر آدمی اپنی روش پر عمل کرتا ہے۔[1]

اس مطلب پر دلیل یہ ہے کہ ہماری فقہی کتب میں آیا ہے کہ بعض عبادت میں قصد قربت شرط ہے اجماع اور آیات جیسے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ [2]

پس خدا کی خلوص نیت سے عبادت کرنی چاہیے۔

اصول کافی میں صحیح روایات نقل ہوئی ہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: کوئی عمل بھی نیت کے بغیر درست نہیں ہے۔[3]

اسی طرح وسائل میں موسیٰ بن جعفر اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ جیسی نیت ویسا ثواب ملے گا۔ جو شخص خدا کے لئے غزوہ میں شرکت کرتا ہے۔ اسے خدا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو دنیا اور مال غنیمت کے لئے جائے تو اسے وہی مال ہی ہاتھ آئے گا۔[4]

اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا: میں بہترین شریک ہوں۔ جو کوئی اپنے عمل میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کرتا ہے اس کا وہ عمل قبول نہیں ہے۔ سوائے اس عمل کے جو میرے لئے

---

[1] سورۃ اسراء: ۸۴

[2] الزمر۔۲

[3] اصول کافی ج ۲ ح ۱

[4] وسائل الشیعہ ج ۱ ص ۳۴ ح ۱۰

خالص انجام دیا گیا ہو۔[1]

بحث پنجم: انتظار سے ناامیدی

یہاں پر چند تصورات ہو سکتے ہیں:

ا۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام قائمؑ کے ظہور سے بطور کلی ناامید ہونا حرام ہے کیونکہ آپ کا ظہور ضروریات مذہبی امامیہ ہے بلکہ یہ احتمال بھی کہ ضروریات دین اسلام ہو۔ کیونکہ ہر عامہ وخاصہ سے رسول اکرمؐ سے متواتر روایات نقل ہوئی ہیں۔ اہل سنت اس بات کے قائل ہیں لیکن اختلاف قائم کی ولاوت کے بارے میں ہے۔ اس کے علاوہ ان کی شخصیت میں اختلاف ہے۔

بعض اہل سنت قائل ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے لیکن پیدا ہوں گے اور پھر ظہور کریں گے۔ حالانکہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی تکذیب ہے۔ علامہ مجلسی نے ابن ابی الحدید سے نقل کیا جو اہل سنت کا عالم ہیں کہ انہوں نے کہا: البتہ تمام مسلمانوں کے فرقے کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا ختم ہونے سے پہلے امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔

۲۔ حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کی ناامیدی ایک خالص مدت کے ساتھ معین ہے جیسے بعض کو اندازہ لگاتے ہیں کہ مثلاً پچاس سال امام کا ظہور نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان پچاس سال میں انتظار نہ کریں کیونکہ ان کی مدت معین ہو چکی ہے۔ حالانکہ روایات میں آیا ہے کہ ہر صبح وشام آپ کے ظہور کی انتظار کرنی چاہیے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قسم کی ناامیدی بھی حرام ہے کیونکہ انتظار امر وجواب ہے اور ترک واجب ہر صورت میں حرام ہے۔ جو روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے بعض کو ہم ذکر کرتے ہیں۔

اقبال نامی کتاب میں حماد بن عثمان سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے قائم کے لئے دن

---

[1] وسائل الشیعۃ ج ا ص ۴۴ ا ح ۱۲۲۱

رات انتظار کریں۔

نیز بحار الانوار میں مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے بندے اس کے نزدیک ترین اور خوشحال ترین اس وقت ہوتے ہیں کہ جب وہ حجت خدا کو نہیں پائیں گے۔ یعنی وہ اسے دیکھ نہیں سکیں گے اور ان کو وہ ایسی جگہ خدا کے حکم سے پنہاں ہیں کہ کوئی انسان نہیں جانتا۔ پس ہر صبح و شام قائم علیہ السلام کا انتظار کرو۔ [1]

اسی طرح بحار الانوار میں محمد بن فضیل اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام میں خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یہ کام کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہمارے اس کا وقت معین نہیں ہے پس جس طرح تم سے کہا گیا ہے اسی طرح ہوگا اور یہ کہو۔ خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ اگر واقع کے خلاف تم نے دیکھا تو کہو: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ اگر واقع کے خلاف تم نے دیکھا تو کہو: خدا اور رسولؐ نے سچ فرمایا۔

اس پر آپ کو دو برابر ثواب ملتا ہے۔ جب تم فقیر ہو جاؤ اور لوگ ایک دوسرے سے انکار کریں تو اس وقت صبح و شام قائم کے ظہور کا انتظار کرو۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! فقیر کو تم ہم جانتے ہیں لیکن لوگ کے ایک دوسرے سے انکار کرنے کا کیا مطلب ہے؟

آپ نے فرمایا: یعنی جب کوئی مومن مسلمان بھائی کسی حاجت کے لئے دوسرے کے پاس جائے تو وہ اچھا سلوک نہیں کرے گا۔ [2]

میں کہتا ہوں: صبح و شام انتظار فرج سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت جتنا ممکن ہو سکے آپ کے ظہور کی انتظار کریں۔ یہ انتظار تمام ماہ و تمام سال میں آپ کے آنے کا امکان ہے ہر عام و خاص کے لئے واجب ہے وہ آپ کے ظہور کی انتظار کرے۔

مستفیضہ احادیث دلالت ہیں کہ آپ علیہ السلام کے ظہور کا وقت معین کرنے سے نہی فرمائی گئی ہے۔ خدا کی مصلحت ہے خواہ ان کا ظہور دیر سے ہو یا تاخیر سے۔

اصول کافی میں مولف اپنی سند کے ساتھ روایت کرتا ہے: یقطین اپنے بیٹے علی بن یقطین سے کہا: جو کچھ

---

[1] بحار ج ۵۲ ص ۱۴۵، ح ۶۷

[2] بحار ج ۵۲ ص ۱۸۵، باب علامات ظہور ذیل ح ۹

بنی عباس کی حکومت کے بارے میں کہا گیا ہے کیا واقع ہوا اور جو کچھ قائم آل محمدؑ کے بارے میں کہا گیا کیا واقع ہوا؟

علی نے کہا: جو کچھ ہمارے اور تمہارے بارے میں کہا گیا تھا وہ واقع ہو چکا ہے۔ لیکن جو القائم کی حکومت اور ان کے ظہور کے بارے میں کہا گیا ہے وہ وقت نہیں پہنچا۔ پس دل میں امید رکھو۔ اگر ہمیں یہ کہا جائے کہ دو سو سال یا تین سو سال تک ان کا ظہور نہیں ہوگا۔ ان کے دلوں میں قساوت ہوگی اور لوگ مرتد ہو جائیں گے۔ لیکن اگر لوگوں نے یہ کہا کہ آپ کا ظہور جلد ہونے والا ہے اور بہت نزدیک ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں الفت و محبت پیدا ہو تو ایسی صورت میں ظہور قریب ہوگا۔ [1]

بحار الانوار میں غیبت نعمانی اور غیبت طوسی دونوں کتب میں یہ روایت ذکر ہوئی ہے۔

کتاب علل الشرائع میں بطور مرفوع علی بن قطین سے نقل ہوا کہ انہوں نے کہا: میں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: جو کچھ پیشگوئی کی گئی ہے واقع نہیں ہوا۔ اور کچھ تمہارے دشمنوں کے بارے میں کہا گیا ہے کیا وہ بھی درست ہے؟

آپ نے فرمایا: جو کچھ ہمارے دشمنوں کے بارے میں کہا گیا ہے وہ برحق ہے۔ پس جو کچھ کہا گیا تھا واقع ہوا ہے۔ لیکن تمہیں قائم کے ظہور کی شدت سے انتظار کرنی چاہیے۔ پس ہمارے لئے ایسے فرمایا۔

غیبت نعمانی میں ابو المرہف سے ملتا ہے کہ انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: محاضیر ہلاک ہو گئے ہیں۔ [2]

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا محاضیر سے مراد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قائم کے ظہور کے لئے جلدی کرنے والے اور آپ کو ظہور شریک سمجھنے والے نجات پائیں گے۔ [3]

اسی کتاب میں بطور مسند امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا:

هَلَكَ أَصْحَابُ الْمَحَاضِيرِ وَنَجَا الْمُقَرَّبُونَ [4]

---

[1] اصول کافی ج ۱ ص ۳۶۹ ح ۶

[2] بحار ج ۵۲ ص ۱۱۱، باب ۲۱ ذیل ح ۱۸

[3] غیبت نعمانی: ۱۰۳

[4] غیبت نعمانی: ۱۰۴

جلدی کرنے والے ہلاک ہو گئے ہیں اور نزدیک سمجھنے والے نجات پائیں گے۔ مخالفین ظہور کو دور سمجھتے ہیں اور ہم آپ علیہ السلام کے ظہور کو نزدیک جانتے ہیں۔ [1]

آپ کے مخفی و پنہان ہونے کی ایک حکمت یہ ہے کہ لوگ تمام اوقات و سال میں آپ کا انتظار کریں علی بن تعطین کی حدیث میں اس مطلب کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ بعض روایات ولالت کرتی ہیں کہ آپ کا ظہور نا گہانی ہو گا۔ جیسے احتجاج میں قائم کے دستخط والی روایت میں ہے۔ بے شک قائم علیہ السلام کا ظہور نا گہانی ہوگا۔ اس وقت کسی کو توبہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ [2]

ایک روایت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی کہ آپ نے فرمایا: مہدی علیہ السلام ہم میں سے ہے۔ آپ کا ظہور اصلاح کے لئے ہوگا۔ دوسری روایت بھی آپ ہی سے نقل ہوئی کہ آپ نے فرمایا: وہ چودھویں کے چان جیسا آکر رہے گا۔

اسی طرح کمال الدین میں امام رضا علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! قائم کب قیام کریں گے۔ آپ نے فرمایا: اس وقت قیامت کے وقت کی مانند ہے۔ جیسے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ [3]

اصول کافی میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تمہارا پیشوا تم سے غائب ہو جائے تو اس کے ظہور کی انتظار کرو۔ اس روایت میں منتظر کا انتظار کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کا ظہور نا گہانی ہوگا۔ [4]

قائم آل محمدؐ کے ظہور کے لئے علامات ہیں جب وہ ظاہر ہوں گے تو امام کا ظہور ہوگا اور یہ ملاقات ایک سال کے اندر واقع ہوں گے۔ البتہ ملاقات کی دو قسمیں ہیں حتمی اور غیر حتمی۔ حتمی علامات کے بعد آپ علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور یہ سب کچھ ایک سال کی مدت میں ظہور پذیر ہوگا اس لئے مومن کو ہر سال اور پورا سال آپ علیہ السلام کا انتظار کرنا چاہیے۔

بحار الانوار میں سید زین العابدین فرماتے ہیں: آپ کے ظہور سے پہلے سلمی نامی شخص جزیرہ کی سرزمین پر

---

[1] بحار ج ۱۰۲ ص ۱۱۲

[2] احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۳۲۴

[3] کمال الدین ج ۲ ص ۳۷۳

[4] اصول کافی ج ۱ ص ۳۴۱ ح ۲۴

خروج کرے گا اور وہ دمشق کی مسجد میں قتل کیا جائے گا۔ اس کے بعد شعیب بن صالح سمرقند سے خروج کرے گا۔ اسی وقت سفیانی ملعون بھی وادی یابس سے خروج کرے گا اور وہ عتبہ بن ابی سفیان کی اولاد سے ہوگا۔ سفیان کے ظہور کے وقت قائم مخفی ہوگا اور اس کے بعد قائم کا ظہور ہوگا۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ سفیانی کے خروج کے فوراً بعد قائم قیام فرمائیں گے۔ سفیانی کی حکومت کی مدت آٹھ ماہ ہوگی۔ کمال الدین میں نفس ترکیہ کے قتل کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: قائم کے قیام اور نفس زکیہ کے قتل کے درمیان پندرہ راستوں کا فاصلہ ہوگا۔ [2]

۳۔ امام علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک ہونے سے ناامیدی بھی جائز نہیں کیونکہ روایات میں ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے فرمایا: قائم علیہ السلام کے ظہور کا وقت معین نہیں ہے۔ لہٰذا مومنین کو ہر وقت ہر سال انتظار کی حالت میں رہنا چاہیے۔

ششم: آپ کی زیارت کا مشتاق ہونا

قائم سے محبت کرنے والوں کی نشانیوں میں سے ہے اور مستحب ہے ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ کے ظہور کا انتظار کرنے والے نیک لوگ ہوں، جو ہر وقت آپ کی زیارت کے شوق میں گریہ کرتے ہیں اور اس کا انتظار کا ثواب خدا عطا فرمائے گا۔ بعض مراجع اعظام کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ پس خدا جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے اور وہی ثواب عطا کرنے والا ہے۔

---

[1] بحار ج ۵۲ ص ۲۱۳

[2] کمال الدین ج ۲، ص ۶۴۹

ہفتم: آپ کے مناقب وفضائل

آپ کے فضائل ومناقب کو یاد کرنا مستحب ہے بہت سی روایات ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں جن میں لوگوں کو ترغیب دی گئی ہے اور شوق دلایا گیا ہے۔

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک، دو، یا تین کو افراد آل محمد کے فضائل بیان کرتے دیکھتے ہیں۔ پس ایک فرشتہ دوسروں سے کہتا ہے کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ ان کی تعداد بہت کم ہے اور ان کے دشمن کے تعداد زیادہ ہے لیکن پھر آل محمدؐ کے فضائل بیان ہو رہے ہیں۔ اس پر دوسرے فرشتے کہیں گے:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ [1]

یہ اللہ کا فضل وکرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل وکرم والا ہے۔

اسی کتاب میں اسی طریقے کی ایک روایت محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے جس میں آپ نے فرمایا: کیا دشمنوں سے دور ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر اکٹھے بیٹھتے ہو اور جس کا تم عقیدہ رکھتے ہو اسے بیان کرتے ہو؟

راوی کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں، خدا کی قسم! ہم اکٹھے بیٹھتے ہیں اور تعلیمات اہل بیتؑ کو بیان کرتے ہیں۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! میں دوست رکھتا ہوں کہ تمہاری بعض محافل میں بھی شریک ہوتا۔

خدا کی قسم! مجھے تمہاری بو اور تمہاری جانوں کو دوست رکھتا ہوں۔ تم خدا کے دین پر ہو۔ پس پرہیز گار بنو اور ہماری تعلیم کو رائج کرنے کی کوشش کرو۔ [2]

اسی کتاب میں موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب مومنین ایک دوسرے کا دیدار کرتے ہیں اور خدا کی یاد کرتے ہیں تو یہ ابلیس اور اس کے لشکر پر بہت دشوار ہوتا ہے۔ شیطان کو شدید درد ہوتا ہے۔ پس

---

[1] سورۃ جمعہ: ۴

[2] اصول کافی ج ۲، ص ۱۸۷، ح ۵

آسمان کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ بلکہ تمام مقرب فرشتوں کی شیطان پر لعنت ہوتی ہے۔ [1]

اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں، مکارم الاخلاق اور تحف العقول کے علاوہ بہت سی دوسری کتب میں ملتا ہے۔ کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

جو تجھ سے نیکی کرتا ہے وہ تجھ کو نیکی و احسان کا حق رکھتا ہے یعنی اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اس کی نیکیوں کو یاد کریں اور لوگوں کو اس کے اچھے کردار کے بارے میں بتانا چاہیے۔ اپنے لئے خدا سے اس شخص کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔ اگر نیکی کا بدلہ نیکی میں دے سکتے ہو تو اس کا جواب احسان سے دو۔ [2]

ہشتم: قائم کے فراق وجدائی میں غم واندوہ

آپ کی جدائی اور دور ہونے کے لئے مومن غمگین رہتا ہے اور آپ سے دوستی و محبت کی ایک علامت ہے۔

ایک دیوان جو حضرت امیر علیہ السلام سے منسوب ہے، میں آپ کی دوستی کے بارے میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

وَمِنَ الدَّلَائِلِ أَنْ يُرَى مِنْ شَوْقِهِ
مِثْلَ السَّقِيمِ وَفِي الْفُؤَادِ غَلَائِلُ
وَمِنَ الدَّلَائِلِ أَنْ يُرَى مِنْ أُنْسِهِ
مُسْتَوْحِشاً مِنْ كُلِّ مَا هُوَ شَاغِلُ
وَمِنَ الدَّلَائِلِ ضِحْكُهُ بَيْنَ الْوَرَى
وَالْقَلْبُ مَحْزُونٌ كَقَلْبِ الثَّاكِلِ [3]

---

[1] اصول کافی ج ۲، ص ۱۸۸، ح ۷

[2] مکارم الاخلاق ص ۴۲۲

[3] دیوان امیر المومنین علیہ السلام/346 / خطاب بہ ہمام بن اغفل ثقفی..... ص:346

نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ مومن کے لئے آپ کی زیارت دل وشوق سے بے قرار ہوتا ہے۔

ایک نشانی یہ ہے کہ آپ سے مومن کو بہت زیادہ محبت ہوگی مومن کی نظر میں آپ کی شخصیت محبوب ترین شخصیت ہوتی ہے۔

ایک نشانی یہ ہے کہ مومن لوگوں کے درمیان ہنسے ماحول میں ہوگا۔لیکن اس کے دل میں آپ کی جدائی سے غم ناک ہوگا جیسے کسی عورت نے جوان کو کھو دیا ہو۔

اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں:

۱۔روایت میں ملتا ہے کہ ایک شیعہ آدمی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ قائم کی جدائی میں غم واندوہ میں رہتا ہے۔

۲۔کمال الدین میں امام رضاؑ سے مروی ہے کہ کتنی جگر سوز عورتیں اور مرد ہیں اسفناک ہیں اور گوارا پانی سے محروم ہوں گے۔[1]

۳۔اصول کافی میں امام صادقؑ سے روایت ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا: جو آدمی ہماری خاطر مہموم ہو اور ہم پر ہونے والے ظلم پر افسوس کا اظہار کرتا ہے اس کی تسبیح شمار ہوتی ہے اور ہمارے حق کی انتظار کرنا عبادت ہے۔ ہمارے رازوں کو پنہانی رکھنا خدا کی راہ میں جہاد ہے۔[2]

کلینی فرماتے ہیں: اس حدیث کے ایک راوی محمد بن سعید ہیں اور اسے طلا سے لکھنے کی ضرورت ہے۔

۴۔ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ ایک مومن کا دوسرے مومن پر یہ حق حاصل ہے کہ اگر ان میں سے کوئی پریشان حال ہو تو دوسرے کو بھی غم واندوہ محسوس کرنا چاہیے۔ بے شک حضرت قائمؑ اس کے زیادہ مستحق ہیں اور تمام باایمان افراد پر ثابت ہے۔[3]

۵۔بحار الانوار کی جلد سوم میں مسمع حضرت امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا:

---

[1] کمال الدین ج ۲، ص ۳۷۱

[2] اصول کافی ج ۲، ص ۲۲۶، ح ۱۶

[3] اصول کافی ج ۲، ص ۱۷۲، ح ۹

بے شک جو دل ہماری وجہ سے بے قرار ہے وہ شخص مرتے وقت ہماری زیارت کرے گا اور خوشحال ہوگا۔ وہ ہمیشہ پر مسرت زندگی گزارے گا جہاں تک کہ حوض کوثر پر ہماری ملاقات کرے گا۔ بے شک کوثر ہمارے دوستوں کو دیکھ کر خوشحال ہوگی اور وہ شخص مختلف غذائیں کا مزہ چکھے اور وہاں سے دور ہونے کیلئے تیار نہیں ہوگا۔

اے مسمع! جو شخص کوثر سے ایک گھونٹ پئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا اور وہ مشقت وزحمت میں نہیں ہوگا۔ اسے کبھی پانی کی ضرورت نہیں رہے گی اور وہ ہے خنک کافور بوئے مشک اور ادرک کا مزہ جو شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اور عنبر سے زیادہ جنت کی نہریں جاری ہوں گی۔ یاقوت اور در سے زیادہ روان ہوگا۔ وہاں آسمانی ستاروں سے محسوس ہوگی۔ جام سونے اور چاند کے ہوں گے جو شخص پیتا وہ اس کی اتنی خواہش رکھتا ہے کہ کاش میں اس سے دور نہ ہوتا اور یہاں رہتا۔

اے مسمع! تو ان افراد میں سے ہے جو ان سے پانی پئیں گے۔ حوض کوثر صرف شیعوں کے لئے ہے۔[1]

نہم: فضائل ومناقب کی مجالس میں شرکت کرنا

ایسی محافل میں شرکت کرنا جس میں امام زمانہ کے فضائل ہوں تو ایہ ایک محبت کی نشانی ہے۔ اور خیرات کے مصادیق میں سے ہے۔ لہٰذا اس میں سبقت حاصل کرنی چاہیے۔

اللہ فرماتا ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ.[2]

نیکی کے کاموں میں سبقت حاصل کرو۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کہ جسے امالی میں شیخ صدوق اور بحار الانوار کی جلد دہم میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

[1] بحار ج ۸، ص ۲۲، ح ۱۷

[2] بقرۃ: ۱۴۸

جو شخص جس مجلس میں بیٹھے اور ہماری تعلیم بیان کرے، جس دن تمام دل مردہ ہوں گے اس کا دل زندہ ہوگا۔[1]

ایک روایت کلینی سے کافی میں ذکر ہوئی ہے جس میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس مجلس میں لوگ جمع ہوں۔ لیکن وہ خدا اور ہمیں یاد نہ کریں وہ مجلس حسرت کا سبب ہوگی۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: بے شک ہمارا ذکر خدا کا ذکر ہے۔[2]

اس مطلب پر ایک اور روایت بھی دلالت کرتی ہے جو عباد بن کثیر سے روایت ہے کہ اس نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک قصہ و داستان کو شخص کو دیکھا کہ وہ یہ بیان کر رہا تھا۔ یہ مجلس بد بکت نہیں۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہیں بلکہ وہ غلط کہتے ہیں۔

پس جس مجلس میں آل محمد علیہم السلام کا ذکر ہو، اپنے میں ایک دوسرے کی عیادت کرتے ہوں پس ایسی مجلس بد بخت نہیں ہوگی۔[3]

اس کے علاوہ لوگوں کو جلس برپا کرنے، دوستوں میں اضافہ کرنا یعنی نیک افراد جمع کرنا خدا اور ائمہ علیہم السلام کے نزدیک محبوب و مطلوب ہے۔ اس کے علاوہ دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے لشکر بنانا چاہیے۔

بحار الانوار میں اس مطلب پر دلالت کرنے والی روایت موجود ہیں۔ قاضی عبدالرحمن بن ریاح نے ایک نابینا سے اس کے نابینا ہونے کی علت پوچھی تو نابینا نے کہا: میں کربلا کے واقعہ میں موجود تھا۔ لیکن میں نے امام حسین علیہ السلام کی مدد نہ کی۔ چند دنوں کے بعد میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ مجھے کہا گیا: تجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا رہے ہیں۔ میں نے کہا: میں نابینا ہوں۔ وہ شخص مجھے کھینچ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ میں نے دیکھا آپ پریشانی کی حالت میں ہیں۔ ایک فرشتہ آگ کی شمشیر لئے کھڑا تھا اور لوگوں کو مار رہا تھا۔ ان پر آگ پھینکی جارہی تھی اور وہ جل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسلام ہو۔ میں عینہ تلوار چلائی نہ نیزے سے حملہ کیا نہ تیر چلایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو دشمن کے لشکر کو زیادہ کیا تھا۔ اس وقت مجھے خون کا طشت دیا

---

[1] امالی مجلس ا ح ۴

[2] بحار ج ۴۴ ح ۲۷۸

[3] عدۃ الداعی ص ۲۳۸، ح ۱۷، مستدرالوسائل ج ۱۰، ص ۲۰۰ ح ۲

اوراس خون کومیرے آنکھوں پرڈالا گیا۔میری آنکھیں جل گئیں۔جب میں بیدار ہواتو نابینا تھا۔[1]

دہم: مناقب وفضائل کی مجالس کی تشکیل

امام زمانہؑ کے لئے ایسی مجالس ومحافل برپا کی جائیں جس میں آپ کے فضائل بیان کئے جائیں اور آپ کے ظہور کی دعائیں کی جائیں۔ایک قسم کی ولی خدا کی نصرت اورشعاراللہ کی تعظیم ہے۔

اس مطلب پرایک روایت دلالت کرتی ہے جو وسائل میں ذکر ہوئی ہے جس میں امام صادقؑ فرماتے ہیں: ایک دوسرے کا دیدار کو اس سے تمہارے دل زندہ اور ہمارے تعلیم رائج ہوگی۔ ہماری احادیث تمہیں ایک دوسرے پرمہربان ہونے کا درس دیتی ہیں۔اگران پرعمل کروتو کامیاب رہوگے اورنجات پاؤ گے۔اگرعمل نہ کیاتو گمراہ ہوجاؤ گے۔ اور ہلاکت کا سبب ہے۔ پس ہمارے احادیث پرعمل کروکہ میں تمہاری نجات کی ضمانت دیتا ہوں۔[2]

اس مطلب کوایک اورحدیث دلالت کرتی ہے جوحضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: خدا نے زمین پردیکھااورہمیں انتخاب کیااور ہمارے لئے شیعوں کو برگزیدہ جو ہماری مددکرنے والے ہیں وہ ہماری خوشحالی سے خوشحال اورغم سے غمگین ہوتے ہیں۔اپنی جانوں اوردولت کو ہمارے نام پرخرچ کرتے ہیں وہ ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف آئیں گے۔[3]

بعض اوقات ایسی مجالس جس میں ائمہؑ کا ذکر ہواور خدا کی یادتازہ ہو برپا کرنا واجب ہے خاص کر جب لوگوں کی گمراہی کا خطرہ ہو۔یہ مجالس ان کے لئے ہدایت کا سبب ہوں گی۔

---

[1] بحارج۲۵ح۳۰۳

[2] وسائل الشیعہ ج۱۱ص۵۷۶،باب۲۳ح۳

[3] خصال ج۲،ص۶۳۵

گیارہ و بارہ: مناقب وفضائل میں شعر پڑھنا

ائمہ علیہم السلام کے فضائل میں شعر پڑھنا ایک قسم کی ان کی مدد کرنا ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے وسائل میں روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا: جو آدمی ہمارے لئے ایک شعر پڑھتا ہے خدا اس کا جنت میں گھر بناتا ہے۔[1]

آپ نے مزید فرمایا: ہمارے حق میں شعر پڑھنے والے شخص کی روح القدس مدد فرماتا ہے۔[2]

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص ہماری شان میں شعر پڑھتا ہے اور ہماری مدح کرتا ہے۔ خدا اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے جو دنیا کے ساتھ برابر وسیع ہوگا۔ ہر مقرب فرشتہ اور ہر نبی اس کا دیدار کرے گا۔[3]

میں کہتا ہوں: ائمہ علیہم السلام کی شان میں شعر پڑھنے ثواب شاعر کے ایمان و مرتب کے مطابق ہے۔ زرارہ سے مروی ہے۔

کمیت امن لقب متم مستھام...

کمیت بن زید امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور مذکورہ بالا قصیدہ پڑھا۔ جب قصیدہ ختم ہوا تو امام باقر علیہ السلام نے کمیت سے فرمایا: جب تک ہماری مدح میں شعر پڑھتے رہو گے تو روح القدس ہمیشہ تیری تائید کرے گا۔[4]

روضہ کافی میں کمیت بن زید سے نقل ہوا کہ اس نے کہا: میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا: اے کمیت خدا کی قسم! اگر دنیا کا مال ہمارے پاس ہوتا تو تجھے دیتا لیکن تیرے لئے وہی کچھ ہے جو

---

[1] وسائل الشیعۃ ج۱۰ ص۴۶۷ ح۱
[2] وسائل الشیعۃ ج۱۰ ص۴۶۷ ح۲
[3] وسائل الشیعۃ ج۱۰ ص۴۶۷ ح۳
[4] وسائل الشیعۃ ج۱۰ ص۴۶۷ ح۴

رسول خدا ﷺ نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ جب تک تو ہمارا دفاع کرتا رہا روح القدس تیری تائید کرے گا۔ اس کے علاوہ بہت سی روایات میں ملتا ہے شاعران ائمہ علیہم السلام کی خدمت میں آئے اور شعر پڑھتے اور وہ عطا بھی کرتے تھے۔ [۱]

تیرہ: آپؑ کے نام یا القاب سنتے وقت کھڑے ہونا

ہم شیعہ حضرات کی ہمیشہ سے یہ روش رہی کہ جب بھی قائم کا نام یا لقب پکارا جاتا تو لوگ اس کے احترام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ عمل محبوب ومطلوب بھی ہے۔

کتاب نجم الثاقب میں سید عبداللہ، سید نعمت اللہ جزائری کا نواسہ نقل کرتا ہے کہ بعض روایات میں یہ آیا ہے۔

ایک دفعہ امام صادق علیہ السلام کی مجلس میں قائم کا نام لیا گیا۔ پس امام صادق علیہ السلام آپ کے احترام کے لئے کھڑے ہو گئے۔ [۲]

میں کہتا ہوں آپ کے لئے کھڑے ہونا مستحب ہے اور اس کے لئے اتنا کافی ہے۔ بزرگ علماء کی سیرت یہی رہی ہے۔

لیکن بعض اوقات واجب ہے اس کی خاص وجہ یہ ہے جیسے ایک مجلس میں آپ کا لقب پکارا جائے اور سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور کوئی شخص بغیر عذر کے کھڑا نہ ہو تو یہ آپ کی توہین ہے اور حرام ہے کیونکہ درحقیقت خدا کی توہین ہے۔

---

[۱] روضۃ الکافی ج۸ ص۱۰۲

[۲] بحار ج۴۴ ص۲۷۸

چودہ: آپ کی جدائی وفراق میں رونا اور رلانا یا رونے یا جیسا منہ بنایا

امام زمانہ علیہ السلام کے فراق میں رونا یا رلانا یا رونے جیسا منہ بنانا اس لئے کہ آپ پر مصائب گزرے۔

اس باب میں کئی روایات موجود ہیں:

۱۔ بحار الانوار کی جلد دہم اور اس کے علاوہ دوسری کتب میں آیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کرتا ہے اور خود روتا ہے یا دوسروں کو رلاتا ہے وہ روز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا۔ اور ہمارے درجہ میں ہوگا۔ [۱]

۲۔ پہلے مسمع کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو آنکھ ہماری مصیبت پر روئے وہ حوض کوثر سے سیراب ہوگا اور جو ہمارا دوست ہے وہ اس سے ضرور پیئے گا۔

نیز مسمع سے روایت ہوئی کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہماری محبت یا مصائب میں روتا ہے خدا اس پر رحمت کرتا ہے اس شخص کے آنسو دوزخ کی آگ کو بجھا دیں گے۔ [۲]

۳۔ بحار الانوار میں ملتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص ہماری یاد میں روئے اور اس کی آنکھ سے مچھر کے بال کے برابر بھی آنسو آئے تو خدا اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اگرچہ وہ کتنے زیادہ گناہ ہی کیوں نہ ہوں۔ [۳]

---

[۱] منتخب الاثر نقل از مرآۃ الکمال از دمعۃ الساکبۃ از شیخ محمد بن عبدالجبار

[۲] بحار ج ۴۴ ص ۲۷۸ ح ۳

[۳] بحار ج ۴۴ ص ۲۹۰

۴۔ بحار الانوار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: جس آدمی کی آنکھیں ہمارے غم میں روئیں کہ جو ہم پر مصائب ہوئے اور ہمارا ناحق خون بہایا گیا یا جو ہماری ہتک ہوئی ہے خدا ایسے شخص کو جنت عطا فرمائے گا۔ [1]

۵۔ بحار الانوار میں امالی شیخ طوسیؒ اور ان کے بیٹے سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہمارے مصائب کی خاطر آنسو بہائے، اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور خدا اسے کئی سالوں تک جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ [2]

احمد بن یحییٰ اودی کہتا ہے: میں نے حضرت حسین بن علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور میں نے ان سے عرض کیا: ایک حدیث میں ہے جو شخص ہمارے غم میں آنسو بہاتا ہے خدا اسے کئی سالوں تک جنت عطا فرماتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: پس میں نے اس حدیث کو تمہارے واسطے کے بغیر سنا ہے۔

۶۔ کامل الزیارات اور بحار الانوار میں حضرت علی بن حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو آدمی امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے لئے آنسو بہاتا ہے اور اس کے رخسار پہ جاری ہوتے ہیں۔ خدا اسے جنت میں کئی صدیوں تک جنت میں رہائش عطا فرمائے گا۔ ہمارے غم میں رونے والی آنکھ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گی۔ [3]

۷۔ بحار الانوار میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے فضیل! جب مجھے یاد کرو اور مصائب سن کر مچھر کے بال کے برابر بھی آنسو آئے تو خدا اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ [4]

۸۔ ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب ہمیں کوئی یاد کرتا ہے اور گریہ کرتا ہے، خدا اس پر دوزخ کی آگ حرام قرار فرماتا ہے۔ [5]

۹۔ سید بن طاوس اللھوف میں روایت نقل کرتے ہیں کہ آل رسولؐ سے روایت ہے کہ جو شخص ہمارے

---

[1] بحار ج ۴۴ ص ۲۷۹ ح ۷

[2] بحار ج ۴۴ ص ۲۷۹ ح ۸

[3] کامل الزیارات: ۱۰۰، باب ۳۲۰

[4] بحار ج ۴۴ ص ۲۸۲ ح ۱۴

[5] بحار ج ۴۴ ص ۲۸۵ ح ۲۲، کامل الزیارات ص ۱۰۴، ح ۱۰

مصائب پر روئے اور سو افراد کو رلائے، وہ جنت میں جائے گا اور جو پچاس افراد کو رلاتا ہے جنت اس کے لئے ہے۔ جو شخص تیس آدمیوں کو رلاتا ہے، جنت اس کے لئے ہے اگر وہ دس آدمیوں کو رلائے جنت اس کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ اگر ایک آدمی کو رلاتا ہے اور رونے جیسا منہ بناتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔

۱۰۔ روضہ کافی میں عبدالحمید وابشی امام باقرؑ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے ان سے عرض کیا: ایک ہمارا ہمسایہ ہے جو تمام حرام کام انجام دیتا ہے حتیٰ کہ نماز کو بھی ترک کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! میں تجھے اس آدمی سے بھی بدتر شخص کی خبر دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: فرمائیں: آپ نے فرمایا: ناصبی (ہمارا دشمن) اس شخص سے بدتر ہے جو ہمارا دوست ہے اور ہمیں یاد کرتا ہے خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور روز قیامت اس کی شفاعت ہوگی۔ لیکن ناصبی کی شفاعت بھی نہیں ہوگی۔ بے شک مومن اپنے ہمسائے کی شفاعت کرے گا۔ حالانکہ اس کی کوئی نیکی نہ ہوگی۔ پس وہ کہے گا: اے پروردگار! اس ہمسائے نے میری تکالیف کو دور کیا اس وقت اس کی شفاعت ہوگی۔

پس خدا فرماتا ہے: میں تیرا پروردگار ہوں اور میں تجھے ثواب عطا کرتا ہوں۔ پس خدا اسے جنت میں داخل کرے گا، اس وقت اہل دوزخ کہیں گے۔

فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۔ [1]

نہ اب ہمارا کوئی سفارشی ہے۔ اور نہ کوئی مخلص دوست۔ [2]

۱۱۔ کامل الزیارات میں معاویہ بن وہب سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام صادقؑ نے اپنے سجدے میں یہ دعا پڑھی: خدا ان آنکھوں پر رحمت کرے جو ہماری خاطر آنسو بہاتی ہیں خدا کی رحمت ہو ان پر جو ہمارے لئے بے قرار ہیں، خدا کی رحمت ہو ان پر جو ہماری لئے فریاد کرتے ہیں۔ [3]

امام عصر کے فراق میں رونا

---

[1] شعرا: ۱۰۰۔۱۰۱

[2] روضۃ کافی: ۱۰۱، ذیل ح ۷۲

[3] کامل الزیارات: ۱۱۷

امام زمانہ علیہ السلام اب ہم سے غائب ہیں اور ہم ان کے منتظر ہیں۔ آپ علیہ السلام کی جدائی میں رونے کی فضیلت ہے اور اس مطلب پر دلالت کرنے والی روایات موجود ہیں۔

اصول کافی، غیبت نعمانی [1] اور کمال الدین میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اصول میں آپ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ مفضل بن عمر نے کہا: میں امام صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک خدا کی قسم! تمہارا امام کئی سالوں تک غائب رہے گا اور تمہارا سخت امتحان ہوگا جہاں تک مختلف کہا جائے گا۔ قتل عام ہوگا۔ حوادث کی موج آئے گی اور جس طرح کشتی پانی میں موج سے الٹ جاتی ہے اسی طرح حوادث بھی الٹ پلٹ جائیں گے۔ صرف وہی نجات پائے گا جو خدا پر ایمان رکھتا ہو اور خدا نے اس سے پیمان کیا ہو۔ ایمان اس کے دل میں ثابت ہوگا۔ بارہ پرچم لہرائیں گے اور یہ معلوم نہیں ہوگا کہ کون کس کے ساتھ ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے گریہ کیا اور کہا: پس کیا کرنا چاہیے؟ قائم مہدی خورشید کی مانند چمکے گا اسے دیکھے گے۔

فرمایا: اے اباعبداللہ! یہ سورج دیکھ رہے ہو؟

میں نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہمارا قائم اس سورج سے بھی زیادہ روشن ہوگا۔ [2]

کتاب غیبت نعمانی میں مفضل سے روایت نقل ہوئی کہ جس میں وہ کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: بدل نہ جانا بے شک خدا کی قسم! تمہارا امام کافی مدت تک غائب رہے گا۔ لوگ ان کو بھول جائیں گے جہاں تک فرمایا کہ مرنے والے کہاں گئے؟ البتہ مومنین کی آنکھوں میں آنسو جاری رہیں گے۔

کمال الدین میں مفضل سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے میں نے عرض کیا: میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا: ایسا نہ ہو بدل جاؤ بے شک خدا کی قسم! تمہارا امام تمہارے درمیان غائب ہو جائیں گے اور تمہارا امتحان ہوگا جہاں تک کہ کہا جائے گا؟ مرنے والے کہاں اور کس وادی میں چلے گئے ہیں۔ بے شک مومنین روئیں گے، فتنہ کی امواج آئیں گی جس سے خدا نے پیمان لیا اور جس کے دل میں ایمان ثابت رہا۔ [3]

---

[1] غیبت نعمانی: ۷۷
[2] اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۶ باب غیبت
[3] غیبت نعمانی ص ۷۷ باب مدح زمان غیبت

شیخ طوسی اپنی کتاب غیبت میں اپنی سند سے مفضل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: بدل نہ جانا۔ بے شک خدا کی قسم! تمہارا امام کئی سال تک تم سے غائب ہوگا۔ لوگ اسے خاموش ہوجائیں گے۔ جہاں تک کہا جائے گا کہ مر دے، قتل ہو گئے یا کہاں گئے؟ البتہ مومنین آپ علیہ السلام کے فروق میں روئیں گے حالات بدل جائیں گے۔ جس طرح کشتی پانی میں الٹ جاتی ہے۔ پس وہی نجات پائے گا جس سے اللہ نے پیمان لیا ہے۔ جس کے دل میں ایمان ثابت ہے۔[1]

شیخ صدوق کمال الدین میں اپنی سند سے سدیر سے نقل کرتے ہیں: میں، مفضل بن عمر ابو بصیر اور ابان بن تغلب امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ خاک پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایسا لباس پہن رکھا تھا جس سے مصیبت ظاہر ہوتی تھی۔ جیسے کسی کا بیٹا مر جائے اور جگر سوز ہو، حزن ورندوہ کی حالت میں چہرے کا رنگ بدل ہوا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرما رہے تھے اے میرے سرور! تیری جدائی نے آنکھوں سے نیند ختم کر دی، زمین مجھ پر تنگ ہوگئی، دل کو چین نہیں اے میرے سرور! تیری غیبت میرے لئے ہمیشہ کا غم ہو گیا ہے۔

سدیر کہتا ہے: اس سخت مصیبت سے ہمارے دل کے ٹکڑے ہو گئے میں نے عرض کیا: خدا تجھے نہ رلائے آپ پر کیا مصیبت آئی کہ جس سے تم ماتم کر رہے ہو؟

امام صادق علیہ السلام نے آہ لی اور زیادہ پریشان ہوئے اور فرمایا: وائے ہو تم پر! آج صبح جفر کی کتاب میں نے پڑھی اس میں ان تمام مصائب کا ذکر ہے جو آل محمدؐ پر قیامت تک کا علم ہے۔ اس کتاب میں ولادت، غیبت اور غیبت کا طولانی ہونے کا ذکر ہے۔ امام قائم علیہ السلام کے غائب ہونے کے دوران مومنین پر ہونے والی مشکلات اور لوگوں میں شک وشبہات کے بارے میں علم موجود ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۔[2]

---

[1] غیبت نعمانی ص ۷۷ باب مدح زمان غیبت

[2] اسراء۔ ۱۳

ورہم نے ہر انسان کا (نامہ) عمل اس کی گردن میں ڈال دیا ہے۔

یعنی ولایت کو گردن سے دور کردیں گے۔ مجھ پر غم واندوہ ہوا۔ ہم نے عرض کیا: اے رسول زادے! ہمیں کچھ شناخت کے بارے میں فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: تین واقعات جو تین رسولوں سے مربوط ہیں۔ وہ قائم آل محمد سے بھی ہوں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کی ولادت مخفی ہوگی۔ ان کی غیبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہوگی اور طولانی ہونا جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہوا۔

اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی عمر طولانی ہوئی اور قائم کی طولانی عمر پر دلیل ہے۔ میں نے عرض کیا اے رسول زادے! ان حقائق سے پردہ اٹھائیں۔ آپ نے فرمایا: فرعون کے ڈر سے حضرت موسیٰ کی ولادت مخفی رہی کیونکہ فرعون نے بنی اسرائیل نوزائیدہ بچوں کو قتل کرنا شروع کردیا تھا اسی طرح بنوامیہ وبنوعباس مطلع ہوگئے کہ ہماری کا تخت الٹ جائے گا وہ قائم سے خوفزدہ تھے۔ لہٰذا آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے عیسیٰ کی غیبت سے حالانکہ مسیح کہتے ہیں وہ قتل ہوگئے ہیں۔

لیکن خدا فرماتا ہے:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ [1]

حالانکہ انہوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت نہیں ہوئی لیکن شیعہ کا عقیدہ ہے کہ وہ پیدا ہوچکے ہیں۔ شیعہ سخت امتحان میں ہوں گے۔ بہت سے لوگ مرتد ہوجاتے ہیں۔ [2]

پس امام صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ

---

[1] نساء ۱۵۷

[2] سورۃ ہود: ۳۷

نَصْرُنَا ۔ [1]

یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہونے لگے اور خیال کرنے لگے کہ (شاید) ان سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ تو (اچانک) ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی۔

پس امام کی اطاعت واجب ہے۔ خدا زمانے کو حجت سے خالی نہیں رکھتا۔

پندرہ: خدا سے معرفت امام قائم کی درخواست

خدا سے قائم کی معرفت کی درخواست کرنا اہم وظائف میں سے ہے کیونکہ علم زیادہ پڑھنے لکھنے سے نہیں آتا بلکہ علم ایک نور ہے۔ اللہ چاہے جس کے دل میں ڈال دے اور جس کی خدا ہدایت کرتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

اصول کافی میں ابو بصیر سے نقل ہوا کہ امام صادق علیہ السلام نے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۔ [2]

جسے حکمت عطا ہوتی ہے اسے خیر کثیر عطا ہوتی ہے۔ یعنی خدا کی اطاعت اور امام کی معرفت۔

اسی کتاب میں ابو بصیر سے ملتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے اپنے امام کی پہچان و معرفت حاصل کی ہے۔ اس نے کہا: میں نے عرض کیا: ہاں خدا کی قسم! اس سے پہلے کہ کوفہ سے باہر آؤں، فرمایا: تجھے کافی سمجھتا ہوں۔ [3]

اسی کتاب میں صحیح روایت میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: بلند، رکن اور کلید امر خدا کی خوشنودی ہے۔ اس کی معرفت کے بعد امام کی اطاعت ہے۔

---

[1] یوسف۔ ۱۱۰

[2] سورۂ بقرہ: ۲۶۹

[3] اصول کافی۔ ج ۱، ۳۴۷

ابو خالد کابلی روایت نقل کرتا ہے کہ امام باقرؑ نے خدا کے اس فرمان: فَآمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا۔[۱] کے بارے میں، میں نے سوال کیا۔

آپ نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم! آل محمد سے روز قیامت تک ائمہ علیہم السلام ہوں گے اور ہیں۔

خدا کی قسم! نور خدا جسے نازل فرمایا: یہ وہی ہستیاں ہیں۔ خدا کی قسم! زمین و آسمان میں نور خدا ہے۔

خدا کی قسم! اے ابو خالد! بے شک امام کا نور مومنین کے دلوں میں خورشید سے زیادہ روشن ہے۔ جب تک خدا کسی کا دل پاک نہیں کرتا وہ ہمارا دوست نہیں ہوتا۔ جو ہمارا محب ہوگا اور ہمارے لئے تسلیم ہوگا خدا اس کا حساب آسان فرماتا ہے اور روز قیامت محفوظ رہتا ہے۔[۲]

سولہ: قائم کی معرفت دعا ہمیشہ کے لئے

ثقۃ الاسلام کلینیؒ، شیخ نعمانی و شیخ طوسی اپنی سند سے زرارہ سے روایت نقل ہوئی جس میں کہا: میں نے حضرت امام صادقؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: اس جوان کے لئے قیامت سے پہلے غیبت ہوگی۔

میں نے کہا: کیوں؟

آپ نے فرمایا: مجھے خوف ہے (اس کے شکم کی طرف اشارہ کیا)۔

پھر فرمایا: اے زرارہ! وہی ہے منتظر جس کی ولادت میں شک نہیں ہے۔

پس بعض کہتے ہیں ان کے باپ کی اولاد نہیں اور بعض کہتے ہیں جب آپ ماں کے شکم میں تھے ان کا باپ فوت ہوگیا ہے۔ بعض کہتے ہیں آپ کی ولادت سے دو سال پہلے وہ وفات پا چکے ہیں۔ وہی ہے منتظر لیکن خدا شیعوں کا لیتا ہے۔ پس لوگ تو ہم باطل کریں گے۔ اے زرارہ! اگر تو نے اس زمانے کو پایا تو یہ دعا پڑھنا:

---

[۱] سورۃ التغابن: ۸

[۲] غیبت نعمانی: ۸۶، ان فی قائم سنۃ من الانبیاء

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ
اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ
اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِي.[1]

"اے اللہ تو مجھے اپنی معرفت عطا کر کیونکہ میں نے تیری معرفت حاصل نہیں کی تو تیرے نبیؑ کی معرفت حاصل نہیں کرسکوں گا۔ اے اللہ مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا فرما کیونکہ میں اگر تیرے رسول کی معرفت حاصل نہ کرسکا تو تیری حجت کو نہیں پہچان سکوں گا۔ اے اللہ مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر مجھے تیری حجت کی معرفت عطا نہیں ہوئی تو میں دین سے گمراہ ہوجاؤں گا"۔

سترہ: دعائے غریق ہمیشہ پڑھنا

شیخ صدوق کتاب کمال الدین میں فرماتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرَئِيلَ بْنِ أَحْمَدَ حَدَّثَنِي الْعُبَيْدِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِؑ سَتُصِيبُكُمْ شُبْهَةٌ فَتَبْقَوْنَ بِلَا عَلَمٍ يُرَى وَ لَا إِمَامِ هُدًى وَ لَا يَنْجُو مِنْهَا إِلَّا مَنْ دَعَا بِدُعَاءِ الْغَرِيقِ قُلْتُ كَيْفَ دُعَاءُ الْغَرِيقِ قَالَ يَقُولُ يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ فَقُلْتُ يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ يَا مُقَلِّبَ

---

[1] كمال الدين و تمام النعمة / ج2/342/33 باب ما روى عن الصادق جعفر بن محمدؑ من النص على القائمؑ و ذكر غيبته و أنه الثاني عشر من الأئمةؑ..... ص: 333

الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ وَ لٰكِنْ قُلْ كَمَا اَقُولُ لَكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ[1].

انہی اسناد کے ساتھ محمد بن مسعود سے مروی ہے کہ ان کو جبرائیل بن احمد کے خط سے معلوم ہوا انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبیدی محمد بن عیسیٰ نے۔ بیان کیا ان سے یونس بن عبدالرحمن نے، ان سے عبداللہ بن سنان نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب تم لوگ شبہ کا شکار ہو جاؤ گے اور حق کی نشانی کو نہیں دیکھ پاؤ گے اور نہ ہی ہدایت کرنے والا امام ظاہر ہوگا، ایسے میں شبہ سے نجات نہیں پائے گا مگر وہ جو دعائے غریق پڑھتا رہے گا۔

میں نے عرض کیا: مولا دعائے غریق کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: (وہ دعا یہ ہے)

يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.

"اے اللہ، اے رحمن، اے رحیم، اے دلوں کے پھیرنے والے پھیر دے میرے دل کو اپنے دین کی طرف۔

میں نے اس دعا کو پڑھا:

يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.

"اے اللہ، اے رحمن، اے رحیم، اے دلوں اور نظر کے پھیرنے والے پھیر دے میرے دل کو اپنے دین کی طرف"۔

آپؑ نے فرمایا: بے شک اللہ مقلب القلوب والابصار ہے مگر تم اسی طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.

شیخ نعمانی نے کتاب غیبہ میں اپنی سند سے حماد بن عیسیٰ اور انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت نقل کی کہ میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس آپ نے فرمایا: تم اس وقت کیسے ہو گے جب امام قائم علیہ السلام کی علامات تم سے مخفی رہیں۔ ایسے حالات میں صرف وہی نجات پائے گا جو دعائے غریق پڑھتا ہو۔

[1] كمال الدين و تمام النعمة / ج2/352/33 باب ما روى عن الصادق جعفر بن محمد عليه السلام من النص على القائم عليه السلام و ذكر غيبته و أنه الثاني عشر من الأئمة ع..... ص: 333

میرے والد نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ بلا ہے پس قربان جاؤں! اس وقت ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہوا تو سچے عقیدے سے تمسک کرنا جہاں تک کہ امر تمہارے لئے روشن ہو جائے گا۔

اٹھارہ: قائم کی غیبت میں دعا

سید ابن طاووس نے اپنی کتاب مہج الدعوات میں لکھا ہے کہ ایک حدیث امام قائم کے بارے میں ذکر ہوئی ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: تمہارے شیعہ کیا کام کریں؟ آپ نے فرمایا: امام زمانہ کے ظہور کی دعا کریں۔ میں نے عرض کیا: کون سی دعا کریں۔ آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَرَّفْتَنِي نَفْسَكَ وَ عَرَّفْتَنِي رَسُولَكَ وَ عَرَّفْتَنِي مَلَائِكَتَكَ وَ عَرَّفْتَنِي نَبِيَّكَ وَ عَرَّفْتَنِي وُلَاةَ أَمْرِكَ اَللّٰهُمَّ لَا آخُذُ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَ وَ لَا وَاقِيَ إِلَّا مَا وَقَيْتَ اَللّٰهُمَّ لَا تُغَيِّبْنِي عَنْ مَنَازِلِ أَوْلِيَائِكَ وَ لَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي لِوَلَايَةِ مَنِ افْتَرَضْتَ طَاعَتَهُ.[1]

انیس: قائم کے ظہور کی علامات کی شناخت

شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی غیبت نامی میں جو روایت کو نقل کیا ہے اسے یہاں پر تحریر کرتے ہیں:

---

[1] مہج الدعوات و منہج العبادات/ 332 / و من ذلک ما یدعی بہ من الغیبۃ..... ص:332

ا۔خود اپنی سند سے عمر بن حنظلہ سے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قائم کی پانچ علامات ہیں:

خروج سفیانی، یمانی، آسمانی ندا، نفس زکیہ کا شہید ہونا اور بیداء نامی جگہ کا دھنس جانا۔

۲۔آپ سے ایک اور روایت میں ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا: اس سال آسمانی ندا آئے گی۔

۳۔عبداللہ بن سنان امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: آسمانی ندا کا واقع ہونا حتمی علامات میں سے ہے۔

سفیانی خروج بھی حتمی علاماست ہے اس کے علاوہ یمانی کا خروج، نفس زکیہ کا قتل ہونا۔ حتمی علامات میں سے ہیں۔

۴۔یزنطی حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس امر سے پہلے سفیانی کا خروج ہے اور یمانی، مروانی، شعیب بن صالح اور کف دست کر کہے گا یہ اور یہ۔

۵۔ابوبصیر امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تم نے مشرق سے بہت زیادہ آگ کو دیکھا۔ جس کے تین یا سات روز بعد قائم کا انتظار کرو۔ انشاءاللہ خدا حکیم و دانا ہے۔

پھر فرمایا س: آسمانی صدا ماہ رمضان میں آئے گی۔ آسمان سے امام قائم کو پکارا جائے گا پس مشرق میں یا مغرب میں ہے وہ ضرور دیکھے گا۔ اس خوف ناک آواز سے سوا ہونا پیدا ہوگا۔ کھڑا شخص بیٹھ جائے گا۔ خدا اس پر رحمت کرے جو اس سے عبرت حاصل کرے اور وہ صدا جبرائیل علیہ السلام کی ہوگی اور یہ آواز ۲۳ ماہ رمضان میں جمعہ کے دن واقع ہوگی۔ اس میں شک نہ کرنا بلکہ اطاعت کرنا۔ اسی دن کے آخری لحظات میں شیطان کی بھی آواز آئے گی۔ وہ لوگوں کو شک میں ڈالے گا۔ لوگ شک و شبہات و حیرت میں ہوں گے۔

۶۔چند اصحاب امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سے کہا گیا: میں نے آپ سے عرض کیا: کیا سفیانی حتمی علامت میں سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ نفس زکیہ کا قتل حتمی علامت ہے۔ بیداء کی زمین کا دھنس جانا حتمی ہے۔ آسمان سے کف دست ظاہر ہوگا یہ بھی حتمی ہے۔

۷۔ابن ابی یعفور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: یاد رکھو! فلانی کی ہلاکت، سفیانی کا

خروج، نفس زکیہ کا قتل، بیداء نامی زمین میں سفیانی لشکر کا دھنس جانا اور آسمانی ندا۔ میں نے عرض کیا ندا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس آواز سے امام زمانہ کی شناخت ہو گی۔

۸۔ زرارہ نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ندا حق ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! ہر قوم اپنی زبان میں سنے گی۔

۹۔ عبداللہ بن سنا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ ایک ہمدانی شخص نے کہا: یہ اہل سنت ہمارے سرزنش کرتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں۔

تمہارا عقیدہ ہے کہ آسمان سے امام زمانہ علیہ السلام کے نام کی آواز آئے گی، حضرت ٹیک لگاتے ہوئے تھے غصے میں آستینیں چڑھائیں پھر فرمایا: یہ کلام مجھ سے نقل نہ کرو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے باپ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: یہ مطلب قرآن میں واضح ہے،

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ.[1]

اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی اتاریں جس کے آگے ان کی گردنیں جھک جائیں۔

جب سب لوگ آسمانی ندا سنیں گے۔ پس آگاہ رہو! حق علی کے ساتھ ہے اور ان کے شیعہ کے ساتھ۔ اس کے بعد ابلیس کی آواز آئے گی حق عثمان بن عفان کے ساتھ ہے کیونکہ وہ مظلوم قتل ہوا لہٰذا اس کے خون کا مطالبہ کرو۔

حضرت نے فرمایا: خدا اس وقت مومنین کے دلوں کو ثابت رکھے گا اور وہ حق کے ساتھ ہوں گے اور پہلی آواز پر یقین رکھتے ہوں گے بعض مردہ دل ہمارے ساتھ دشمنی کریں گے اور کہیں گے پہلی آواز جادوگر کی تھی پھر امام صدق نے اس آیت؛

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ.[2]

اور اگر وہ کوئی نشانی (معجزہ) دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو مستقل جادو ہے (جو پہلے سے

---

[1] سورہ شعراء: ۴

[2] سورہ قمر: ۲

چلا آرہا ہے)۔

۱۰۔ محمد بن صامت نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی علامت ہے آپؑ نے فرمایا کیوں نہیں؟ سفیانی کا بیدار کی زمین دھنس جانا، نفس زکیہ کا قتل ہونا، آسمانی ندا، میں نے عرض کیا قربان جاؤں! مجھے ڈر ہے کہ یہ طولانی نہ ہو۔ آپؑ نے فرمایا۔ البتہ یہ ایک منظم تسبیح کے دانوں کی مانند پے در پے ہوگا۔

۱۱۔ حمران بن اعین امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: قائم کے ظہور سے پہلے حتمی علامات ظاہر ہوں گی جیسے خروج سفیانی، بیداء زمین کا دھنس جانا نفس زکیہ کا قتل ہونا اور آسمانی ندا۔

۱۲۔ زرارہ بن اعین نے کہا: میں نے امام صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آسمان سے ندا آئے گی فلاں امیر ہے ار دوسری ندا آئے گی: علی اور اس کے شیعہ حق پر ہیں میں نے عرض کیا دوسری ندا کیسی ہوگی۔ امام نے فرمایا: شیطان ندا دے گا کہ فلاں اور اس کے گروہ والے کامیاب ہیں یعنی بنوامیہ کا آدمی پس کون سچ اور جھوٹ کو سمجھ سکے گا؟ وہ لوگ ثابت قدم رہیں گے جو ہماری تعلیمات کے پابند ہوں گے وہ امام حق کی شناخت رکھتے ہوں گے۔

۱۳۔ عبدالرحمٰن بن مسلمہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: دو ندا سنوں گے پہلی حق اور دوسری باطل والی آواز ہوگی خدا فرماتا۔

اَفَمَنۡ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ اَحَقُّ اَنۡ یُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا یَهِدِّیۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ یُّهۡدٰی ۚ فَمَا لَکُمۡ ۟ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ۔[1]

جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود اس وقت تک راہ نہیں پا سکتا جب تک اسے راہ نہ دکھائی جائے؟ تمہیں کیا ہو گیا تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

۱۴۔ محمد بن مسلم امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: سفیانی اور قائم کا ایک سال ہی میں خروج ہوگا۔

۱۵۔ حمران بن اعین نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ اس آیت ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی

---

[1] سورہ یونس: ۳۵

عِنْدَهٗ۔ [1] (پھر (زندگی کی) ایک مدت مقرر کی اور ایک مقررہ مدت اور بھی ہے جو اسی کے پاس ہے) کے بارے میں فرمایا: البتہ دو اجل ہیں ایک اجل حتمی اور ایک موقوف ہے پس حمران نے عرض کیا حتمی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: خدا کی مشیت کا اس سے تعلق ہے۔

۱۶۔ آپؑ کے اصحاب پانی پر چلیں گے پس وہ خود کیسے ہیں؟

لہٰذا وہ شہروں کے دروازے کھول دیں گے یہ داخل ہوں گے جب کت چاہیں حکومت کریں۔

بیس: سر تسلیم ہونا اور جلدی نہ کرنا

اس مطلب کو دو فصلوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

فصل اول: ائمہ علیہم السلام سے روایات

۱۔ اصول کافی میں عبدالرحمٰن بن کثیر نے نقل کیا ہے کہ: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اتنے میں مہزم آ گیا۔ اس نے عرض کیا قربان جاؤں! مجھے قائم کی خبر دو جس کے ہم منتظر ہیں حضرت نے فرمایا: اے مہزم! ابن وقت لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور جلدی کرنیوالے ہلاک ہوجائیں گے تسلیم دہ افراد ہی نجات پائیں گے۔

۲۔ ابراہیم بن مہزم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا امام صادق علیہ السلام کی محفل میں فلاں بادشاہ کا ذکر ہوا آپؑ نے فرمایا: لوگ اس امر میں جلدی کرنے سے ہلاک ہوجائیں گے۔ آخری امام زمانہؑ ضرور تشریف لائیں گے۔

۳۔ منصور نے کہا امام صدقؑ نے فرمایا: اے منصور! ان قیام کا ظہور اس وقت ہوگا کہ لوگ ناامید ہوجائیں گے نہیں ایسا ہر گز نہیں ہے خدا کی قسم، شقی شقاوت کرے گا اور اہل سعادت سعادت من ہوں گے۔

---

[1] سورۂ انعام: ۲

۴۔ محمد بن منصور صیقل، اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ میں اور حارث بن المغیرہ اور کچھ اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے ہماری باتیں سنی پس ہمیں فرمایا: تم کس فکر میں ہو؟

ہیہات! ہیہات! شقی شقاوت کرے گا اور اہل سعادت سعادت مند ہوں گے۔

۵۔ غیبت نعمانی میں ابوالمرورف سے ملتا ہے کہ اس نے کہا حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: محاضیر ہلاک ہو جائیں گے؟

کہتا ہے میں نے پوچھا: محاضری سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: جلدی کرنیوالے، نزدیک مشار کرنے والے نجات پائیں گے۔

۶۔ عبدالرحمٰن بن کثیر نے اپنی سند سے نقل کیا کہ اس نے کہا۔ میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا مہزم بھی موجود تھا۔

اس نے عرض کیا۔ خدا مجھے قربان کرے قائم کا ظہور طولانی ہو گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: آرزومند اپنی آرزوؤں کو نہیں پائیں گے جلدی کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے اور صرف تسلیم شدہ نجات پائیں گے۔

۷۔ عبدالرحمٰن بن کثیر حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے خدا کے اس قول "اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ" [1] (اللہ کا حکم (عذاب) آ گیا ہے پس تم اس کے لئے جلدی نہ کرو) کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہمارے قائم ہیں خدا فرماتا ہے کہ:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۔ [2]

(یہ انفال کا معاملہ ایسا ہی ہے) جیسا کہ آپ کے پروردگار نے (جنگ بدر میں) حق کے ساتھ آپ کو آپ کے گھر سے نکالا۔

۸۔ نیز سند فاطمہ میں جس کے مولف شیخ محمد بن جریر طبری ہیں اپنی سند سے ابان سے نقل کرتے ہیں کہ

---

[1] سورۂ نحل: ۱

[2] سورۂ انفال: ۵

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپؑ فرماتے ہیں: جب قائم کا ظہور ہوگا جبرائیل سفید پرندے کی شکل میں بھیجے گا اس کا ایک پاؤں خانہ کعبہ اور دوسرا بیت المقدس پر ہوگا پھر بلند آواز سے کہے گا۔

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ.

خود امر آ گیا اس میں جلدی نہیں کرو۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اس وقت قائم حاضر ہوں گے اور مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھیں گے۔ پھر اپنے اصحاب جن کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی کے ساتھ حرکت کریں گے۔

۹۔ شیخ صدوقؒ اپنی کتاب کمال الدین میں صحیح سند سے امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: سب سے پہلے قائم کی بیعت کرنے والا جبرائیل ہوگا یہ سفید پرندے کی شکل میں نازل ہوگا اور قائم کی بیعت کرے گا اس کا ایک پاؤں بیت اللہ اور دوسرا پاؤں بیت المقدس پر ہوگا اور بلند آواز سے پکارے گا۔

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ.

تفسیر برہان میں عیاشی سے نقل ہوا، انہوں نے ہشام سے انہوں نے بعض اصحاب سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی جس میں آپؑ نے اس آیت "اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ" کے بارے میں سوال کیا آپؑ نے فرمایا: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کے واقع ہونے کی خبر دی ہے وہ خدا کا فرمان ہے: امر الٰہی آ گیا پس اس کے لئے جلدی نہ کرو جب تک ظہور کا وقت نہ آ جائے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس چیز کی خدا خبر دیتا ہے وہ واقع ہو کر رہتی ہے۔

۱۰۔ کتاب حسین بن حمدان اپنی سند سے مفضل سے نقل کرتے ہیں خدا کے اس فرمان کے متعلق "اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ ؕ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ ﴿۱۷﴾ یَسۡتَعۡجِلُ بِہَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہَا ۚ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡہَا ۙ وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَۃِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ" [1] (اللہ وہ ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور میزان کو بھی اور تمہیں کیا

---

[1] سورۂ شوریٰ ۱۷، ۱۸

خبر شاید قیامت قریب ہی ہو۔ جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے تو اس کے لئے جلدی کرتے ہیں اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے آگاہ رہو جو قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں (تکرار کرتے ہیں) وہ بڑی کھلی گمراہی میں ہیں) آپؑ سے پوچھا گیا: ساعت سے کیا مراد ہے بعض ساعت کے بارے میں جدال کرتے ہیں جو کہ گمراہ ہوتے ہیں ساعت سے مراد امام قائم کا ظہور ہے۔

مفضل کہتا ہے میں نے عرض کیا اے میرے مولا! جدال کرنے کا مطلب کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ان کا یہ کہنا کہ قائم کب پیدا ہوا کس نے اسے دیکھا وہ کہاں ہیں کب آئیں گے یہ سب کچھ ان کی جلدی کی وجہ سے ہے اللہ کی قضا و قدرت میں شک ہے بعض لوگوں نے دنیا و آخرت دونوں میں نقصان اٹھایا البتہ کافروں کا برا انجام ہے۔

۱۱۔ مأ ۃ اربع میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تلاش کرنا پہاڑ کھودنے سے آسان ہے...........تسلیم شدہ افراد نجات پائیں گے۔

۱۲۔ کمال الدین میں ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ مُحَمَّدِ العبدوس [بْنِ عُبْدُوسٍ] الْعَطَّارُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمْدَانُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الصَّقْرُ بْنُ أَبِي دُلَفَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا ؑ يَقُولُ إِنَّ الْإِمَامَ بَعْدِي ابْنِي عَلِيٌّ أَمْرُهُ أَمْرِي وَ قَوْلُهُ قَوْلِي وَ طَاعَتُهُ طَاعَتِي وَ الْإِمَامُ بَعْدَهُ ابْنُهُ الْحَسَنُ أَمْرُهُ أَمْرُ أَبِيهِ وَ قَوْلُهُ قَوْلُ أَبِيهِ وَ طَاعَتُهُ طَاعَةُ أَبِيهِ ثُمَّ سَكَتَ فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَمَنِ الْإِمَامُ بَعْدَ الْحَسَنِ فَبَكَى ؑ بُكَاءً شَدِيداً ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْ بَعْدِ الْحَسَنِ ابْنَهُ الْقَائِمَ بِالْحَقِّ الْمُنْتَظَرَ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ لِمَ سُمِّيَ الْقَائِمَ قَالَ لِأَنَّهُ يَقُومُ بَعْدَ مَوْتِ ذِكْرِهِ وَ ارْتِدَادِ أَكْثَرِ الْقَائِلِينَ بِإِمَامَتِهِ فَقُلْتُ لَهُ وَ لِمَ سُمِّيَ الْمُنْتَظَرَ قَالَ لِأَنَّ لَهُ غَيْبَةً يَكْثُرُ أَيَّامُهَا وَ

يَطُولُ أَمَدُهَا فَيَنْتَظِرُ خُرُوجَهُ الْمُخْلِصُونَ وَيُنْكِرُهُ الْمُرْتَابُونَ وَيَسْتَهْزِءُ بِذِكْرِهِ الْجَاحِدُونَ وَيَكْذِبُ فِيهَا الْوَقَّاتُونَ وَيَهْلِكُ فِيهَا الْمُسْتَعْجِلُونَ وَيَنْجُو فِيهَا الْمُسْلِمُونَ.[1]

بیان کیا ہم سے عبدالواحد بن محمد عبدوس عطارؒ نے، ان سے علی بن محمد قتیبہ نیشاپوری نے، ان سے حمدان بن سلیمان نے، ان سے صقر بن ابی دلف نے، کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا:

میرے بعد میرا بیٹا علی علیہ السلام، امام ہوگا۔ اس کا حکم میرا حکم۔ اس کا قول میرا قول۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حسن عسکری علیہ السلام امام ہوگا۔ اس کا حکم اس کے والد کا حکم، اس کا قول اس کے والد کا قول، اس کی اطاعت اس کے والد کی اطاعت ہے۔ پھر آپؑ خاموش ہو گئے۔

میں نے عرض کیا: یا فرزند رسول! حسن عسکری علیہ السلام اس کے بعد کون امام ہے؟

آپؑ یہ سن کر رونے لگے۔ پھر فرمایا: حسن عسکری علیہ السلام کے بعد اس کا بیٹا قائم بالحق منتظر علیہ السلام امام ہوگا۔

میں نے عرض کیا: یا فرزند رسول! ان کو قائم علیہ السلام کیوں کہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ اس وقت قیام کرے گا جب اس کا ذکر مٹ چکا ہوگا اور اس کی امامت کے ماننے والوں کی اکثریت اپنے مذہب سے دور ہو چکی ہوگی۔

میں نے عرض کیا، منتظر علیہ السلام کس سبب سے کہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ اس کی غیبت کی مدت طویل ہوگی اور مخلص لوگ اس کے خروج کا انتظار کریں گے اور شکی لوگ اس کا انکار کریں گے۔ منکرین مذاق اڑائیں گے اور جھٹلائیں گے اور عجلت پسند لوگ اس کے معاملے میں ہلاک ہوں گے اور (صرف) ثابت قدم نجات پائیں گے۔

۱۳۔ ح کتاب الکمال الدین میں ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِصَامٍ الْكُلَيْنِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ

---

[1] كمال الدين و تمام النعمة / ج2 / 378 / 36 باب ما روى عن أبي جعفر الثاني محمد بن علي الجواد في النص على القائم وغيبته وأنه الثاني عشر من الأئمة عليهم السلام ..... ص: 377

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ الْقَزْوِينِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ الْحَنَّاطِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ثَابِتٍ الثُّمَالِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؑ أَنَّهُ قَالَ: فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَ أُولُوا الْأَرْحامِ بَعْضُهُمْ أَوْلى بِبَعْضٍ فِي كِتابِ اللهِ[1] وَ فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَ جَعَلَها كَلِمَةً باقِيَةً فِي عَقِبِهِ[2] وَ الْإِمَامَةُ فِي عَقِبِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؑ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ أَنَّ لِلْقَائِمِ مِنَّا غَيْبَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا أَطْوَلُ مِنَ الْأُخْرَى أَمَّا الْأُولَى فَسِتَّةُ أَيَّامٍ أَوْ سِتَّةُ أَشْهُرٍ أَوْ سِتُّ سِنِينَ وَ أَمَّا الْأُخْرَى فَيَطُولُ أَمَدُهَا حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ أَكْثَرُ مَنْ يَقُولُ بِهِ فَلَا يَثْبُتُ عَلَيْهِ إِلَّا مَنْ قَوِيَ يَقِينُهُ وَ صَحَّتْ مَعْرِفَتُهُ وَ لَمْ يَجِدْ فِي نَفْسِهِ حَرَجاً مِمَّا قَضَيْنَا وَ سَلَّمَ لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ.[3]

بیان کیا ہم سے محمد بن محمد بن عصام کلینیؒ نے، ان سے محمد بن یعقوب کلینیؒ نے، ان سے قاسم بن علاء نے، ان سے اسماعیل بن علی قزوینی نے، ان سے علی بن اسماعیل نے، ان سے عاصم بن حمید حناط نے، ان سے محمد بن قیس نے، ان سے ثابت ثمالی نے، ان سے علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا، یہ آیت وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللهِ[4] (اور قرابت والے ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں) ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آیت وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ[5] (اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں) ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امامت حسینؑ ابن علیؑ کی نسل میں قیامت تک رہے گی اور ہمارے قائم عجل اللہ کے لئے دو غیبتیں ہیں:

ان میں سے ایک دوسری سے طویل ہے۔

پہلی غیبت چھ دن یا چھ مہینے یا چھ سال ہے۔

---

[1] الأحزاب: ٦

[2] الزخرف: ٢٨

[3] کمال الدین: باب ۳۱ ح ۸

[4] سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت ۶۔

[5] سورہ الزخرف ۴۳، آیت ۲۸۔

دوسری غیبت اتنی طویل ہوگی کہ اکثر لوگ اس امر سے انکار کر دیں گے۔ سوائے اس کے جس کا یقین قوی اور معرفت صحیح ہو اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس پر اپنے نفس میں تنگی نہ محسوس کرے۔ پس سلامتی ہے ہم اہل بیت کے لئے۔

۱۴۔ آپؑ نے فرمایا: بے شک خدا کا دین ناقص عقل زور باطل آراء سے درک نہیں سکتا.......... حالانکہ خود متوجہ نہیں۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ؑ اِنَّ دِينَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَا يُصَابُ بِالْعُقُولِ النَّاقِصَةِ وَ الْآرَاءِ الْبَاطِلَةِ وَ الْمَقَايِيسِ الْفَاسِدَةِ وَ لَا يُصَابُ إِلَّا بِالتَّسْلِيمِ فَمَنْ سَلَّمَ لَنَا سَلِمَ وَ مَنِ اقْتَدَى بِنَا هُدِيَ وَ مَنْ كَانَ يَعْمَلُ بِالْقِيَاسِ وَ الرَّأْيِ هَلَكَ وَ مَنْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ شَيْئاً مِمَّا نَقُولُهُ أَوْ نَقْضِي بِهِ حَرَجاً كَفَرَ بِالَّذِي أَنْزَلَ السَّبْعَ الْمَثَانِيَ وَ الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ. [1]

مروی ہے کہ امام علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دین ناقص عقل سے، باطل رائے اور فاسد خیالات سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تسلیم سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جس نے ہمیں تسلیم کیا، اس کے لئے سلامتی ہے۔ جس نے ہماری پیروی کی اس کے لئے ہدایت ہے اور جس نے قیاس اور رائے سے کام لیا وہ ہلاک ہوا اور جس نے ہمارے قول اور ہمارے فیصلہ اور اپنے نفس میں تنگی محسوس کی اس نے سبع مثانی اور قرآن نازل کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) کا انکار کیا۔

۱۵۔ کتاب کفایۃ الاثر میں شیخ اقدام علی بن محمد بن علی خزاز رازی امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا، اس کے بعد خدا کی حمد وثناء پڑھی اور فرمایا: اے لوگو! میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں بے شک تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں یعنی اللہ کی کتاب اور عترت اہل بیت جب تک ان دونوں سے سے تمسک کرو گے گمراہ نہیں ہوں گے پس ان سے علم حاصل کرو اور انہیں علم نہ سکھانا کیونکہ وہ تم سے زیادہ دانا ہیں۔ ان سے زمین خالی نہیں رہتی۔ اگر زمین حجت الٰہی سے خالی ہو تو دھنس جاتی ہے۔

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے پروردگار! تو زمین کو حجت سے خالی نہیں رکھنا۔

---

[1] کمال الدین: باب ۳۱ ح ۹

جب منبر سے اترے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ تمام مخلوق پر حجت نہیں؟
آپؐ نے فرمایا: اے حسنؑ! خدا فرماتا ہے:

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔[1]

پس میں بھی عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں علیؑ ہدایت کرنے والا ہے۔
میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا کہ زمین حجت سے کبھی خالی نہیں ہوگی۔
آپؐ نے فرمایا: ہاں وہ میرے بعد امام حجت ہیں تم ان کے بعد حجت ہو اور تیرے بعد حسینؑ حجت ہیں بے شک خدا نے مجھے آگاہ فرمایا کہ حسینؑ کی صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام علی ہوگا اپنے جد کے ہم نام ہوں گے پاس جب حسینؑ کی شہادت ہوگی تو ان کا بیٹا علیؑ امام ہوگا اور حجت الٰہی و امام ہیں ان سے ایک بیٹا ہوگا جو میرا ہم نام اور میرے مشابہ ہوگا۔ اس کا علم میرا علم اس کا فرمان میرا فرمان وہ امام و حجت الٰہی ہے۔ اس سے بیٹا پیدا ہوگا جسے جعفر کہتے ہیں وہ صادق علیہ السلام ہیں اور اپنے والا کے بعد امام و حجت خدا جعفر کی صلب سے ایک بیٹا پیدا کرے گا جو موسیٰ ابن عمران کے ہم نام ہوگا پس وہ اپنے والد کے بعد امام و حجت ہیں حضرت موسیٰ سے بیٹا ہوگا جسے علیؑ کہتے ہیں جو خدا کے علم کا مرکز اور حکمت کا مرکز ہوگا وہ اپنے باپ کے بعد امام و حجت ہیں۔ خدا اس سے ایک بیٹا پیدا کرے گا جسے محمد کہتے ہیں وہ اپنے باپ کے بعد امام و حجت ہیں خدا ان کی صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوگا جسے علی کہتے ہیں وہ اپنے والد کے بعد امام و حجت ہوں گے۔ ان کی صلب سے ایک بیٹا ہوگا جسے حسن کہتے ہیں اور وہ اپنے والدے کے بعد امام و حجت ہیں خدا حسن کی صلب سے ایک بیٹا پیدا کرے گا جو حجت قائم اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہوں گے جو نجات بخش اور اپنے دوستوں کو نجات دے گا وہ غائب ہوگا۔ بعض لوگ آپؑ کا انکار کردیں گے۔ کچھ لوگ ثابت قدم رہیں گے خدا قائم کا ظہور کریں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا۔[2]

---

[1] سورۂ رعد: ۷

[2] کفایۃ الاثر: ۳۰۹

فصل دوم: آپؑ کے ظہور میں جلدی کرنا کفر والحاد کا سبب ہے

ا۔ بعض صبر وتحمل سے کام نہیں لیتے اور جلد بازی کرتے ہیں۔ گمراہ لوگوں کی پیروی کرتے ہیں اور ظہور کا دعویٰ کرتے ہیں۔ روایات سے جاہل وغافل افراد پر مشتبہ ہوجاتا ہے۔ لوگ منحرف ارخرافات کے عادی ہوجاتے ہیں حالانکہ آئمہ سے ماثور روایات موجود ہیں۔ آپؑ کے ظہور کی علامات بیان ہوئی ہیں ہمیں ائمہ علیہم السلام کی ولایت پر ثابت قدم رہنا چاہیے۔

۲۔ بسا اوقات طویل انتظار کی بنا پر لوگ ان کے ظہور سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ جلد بازی کی بنا پر پیغمبر آئمہ علیہم السلام کی روایات سے بھی انکار کر بیٹھتے ہیں حالانکہ بہت ساری روایات میں ان کی الٰہی حکومت کے بارے میں آیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ان کے ظہور کا انتظار کیا جائے۔ یہ روایات پہلے گزر چکی ہیں۔

۳۔ بعض اوقات جلد بازی قائم کے انکار کا سبب ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک شخص بارہ ائمہ علیہم السلام کو مانتا ہو اور قائم پر اعتقاد رکھتا ہو لیکن آپؑ کے ظہور سے ناامید کا اظہار کرتا ہے۔ ظہور کے بارے میں جلدی کرنے والے ہلاک ہوجائیں گے۔

۴۔ جلد بازی سے انسان شک وتردید میں پڑ جاتا ہے اور یہ علامت ہے کہ اس کا ایمان کم اور شیطان کا ساتھی ہے۔ [1]

۵۔ اگر جلد بازی سے کام لیں تو خدا پر اس کی قضا وقدر پر اعتراض ہوتا ہے یعنی ظہور کو تاخیر کرنے کا اعتراض ہوتا ہے جو کہتا ہے قائم کیوں ظہور نہیں کرتے خدا نے شیطان کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کرے لیکن اس نے اعتراض کیا:

ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا. [2]

کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟

ایسی صورت میں خدا نے فرمایا:

---

[1] غیبت نعمانی: ۱۰۲

[2] سورۂ اسراء: ۶۱

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۔[1]

کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو انہیں اپنے (اس) معاملے میں کوئی اختیار ہو۔

شیخ کلینی اپنی سند سے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپؑ نے فرمایا: اگر ایک قوم خدا کی عبادت کرتی ہے لیکن شرک نہ کرتے ہوں نماز، روزہ زکاۃ و حج انجام دیتے ہوں پھر خدا اور رسولؐ کے فرمان کے بارے میں یہ کہیں: کیا اس کے خلاف امر درست نہ تھا؟ یا ایسی چیز دل میں رکھتے ہوں تو اسی وجہ سے مشرک ہوں گے۔ اس وقت آپؑ نے اس آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔[2] (نہیں۔ آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے۔ جب تک اپنے تمام باہمی جھگڑوں میں آپ کو حَکَم نہ مانیں۔ اور پھر آپ جو فیصلہ کریں (زبان سے اعتراض کرنا تو کجا) اپنے دلوں میں بھی تنگی محسوس نہ کریں اور اس طرح تسلیم کریں جس طرح تسلیم کرنے کا حق ہے) پھر امام نے فرمایا: تمہیں سر تسلیم ہونا چاہیے۔[3]

۶۔ بعض اوقات جلد بازی کرنا غیبت کی حکمت کا انکار ہے جو عدل الٰہی کے خلاف ہے۔

۷۔ جلد بازی کرنے سے ائمہ علیہم السلام کی روایات حقیر شمار ہوتی ہیں حالانکہ روایات میں ہے کہ ظہور کے عہدے میں جلد بازی سے کام نہ لینا۔

تحف العقول میں امام صادق علیہ السلام کفر و ایمان کے بارے میں روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ....اس کا معنی کفر ہے۔[4]

۸ جلد باز انسان میں ہوا و ہوس کی تاویل کا طمع آجاتا ہے۔ صراحت و ظاہر کے خلاف کام کرتا ہے اس طرح

---

[1] سورۂ احزاب: ۳۶

[2] سورۂ نساء: ۶۵

[3] اصول کافی: ج ۲، ص ۳۹۸

[4] تحف العقول: ۳۴۴

گمراہی وضلالت میں پڑ جاتا ہے۔خداوند عالم متشابہ آیات کے بارے میں فرماتا ہے:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ. [1]

خدااوران لوگوں کے سوا جوعلم میں مضبوط و پختہ کار ہیں اورکوئی ان کی تاویل (اصل معنی) کونہیں جانتا۔ جو کہتے ہیں کہ ہم اس (کتاب) پرایمان لائے ہیں۔

لوگ اپنی مرضی کی تاویل کرتے ہیں۔

۹۔ بعض اوقات جلد بازی سے کم صبری سبب بنتی ہے کہ شخص ارادہ کرتا کہ اگر فلاں کام اس وقت تک واقع نہ ہوا تو انکار کرنے لگتا ہے ہمارے ماننے والوں کے لئے کوئی عذر نہیں کہ وہ شک کریں کیوں کہ ہماری روایات موجود ہیں۔ [2]

۱۰۔ بعض اوقات جلد بازی سے ائمہ علیہم السلام سے ماثور روایات میں انسان شک کرتا ہے یا انہیں رد کرتا ہے کیوں کہ جلد باز آدمی کا جتنا محکم و استوار نہیں ہوتا اور یہ سمجھتا ہے کہ جو روایات قائم کے لئے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔

۱۱۔ بعض جلد باز افراد شک کرنے کے ساتھ ساتھ مومنین کا مذاق اڑاتے ہیں اور ایسا شخص کافر ہے اس نے خدا سے دشمنی کی ہے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ. [3]

خود اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور انہیں ڈھیل دے رہا ہے اور وہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹک رہے ہیں۔

ایک جگہ ارشاد رب العزت ہے:

---

[1] سورۂ آل عمران:۸

[2] وسائل الشیعۃ: ج۱۸،ص۱۰۸،ح۲۰

[3] سورۂ بقرہ:۱۵

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۗ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ
اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ
يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ. [1]

چنانچہ نوحؑ کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے تو وہ ان کا مذاق اڑاتے وہ (نوح) کہتے اگر (آج) تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو (کل کلاں) ہم بھی تمہارا اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس طرح تم اڑا رہے ہو۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔

۱۲۔ جلد بازی غضب الٰہی کا سبب ہوتی ہے۔ رضائے الٰہی کا انکار ہوتا ہے اور یہ ہلاکت کا سبب ہے۔ [2]

۱۳۔ جلد باز انسان دعا کو ترک کر دیتا ہے اور دعا کے بہت سے فوائد سے محروم رہتا ہے۔

امام کی طرف سے نیابتی کام انجام دیئے جاسکتے ہیں جیسے آپؑ کی نیابت میں طواف کرنا، زیارت پڑھنا، اسے شیخ انصاری نے اور محقق صاحب جواہر نے اپنی اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ عام انسان کی زندگی میں اس کے واجبات میں نیابت نہیں ہوسکتی یعنی کوئی آدمی زندہ ہے تو اس کی نیابت میں نماز و روزہ نہیں پڑھے جاسکتے ہیں لیکن امام زمانہؑ کے لئے ہم پڑھ سکتے ہیں البتہ حج میں زندہ آدمی اپنا نائب بنا سکتا ہے۔

اکیس: آپؑ کی سلامتی کے قصد سے صدقہ دینا

آپؑ کی سلامتی کے لئے صدقہ دینا مستحب ہے کیونکہ اہل بیتؑ سے محبت و مودت کا تقاضا بھی یہی ہے خدا نے اپنی کتاب میں اس امر کا ذکر فرمایا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ جب تیرا بچہ یا کوئی عزیز کو دوست رکھتے ہو اس کے لئے

---

[1] سورۂ ہود: ۳۸، ۳۹

[2] کمال الدین: ج ۲ ص ۵۱۲

صدقہ دو پس مولا قائمؑ سب سے زیادہ سزاوار ہیں اس کے علاوہ یہ کام صلہ امام ہے۔

اس مطلب پر ایک روایت شاہد ہے جو شیخ صدوقؒ نے اپنی سند سے مجالس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ آپؐ نے فرمایا:

کوئی ایسا باایمان شخص نہیں ہے جسے میں خود اسے اس سے زیادہ محبوب ہوں اور میری عترت اہل بیتؑ اپنے اہل خانہ سے زیادہ محبوب ہو۔ [1]

بائیس: آپؑ کی محبت میں مومنین علیہ السلام کے ساتھ صلہ رحمی واظہار مودت اور آپؑ کی نیابت میں حج بجالانا

شیعوں میں یہ قدیم سے مقصد اول اور اس کے علاوہ اس میں رجحان بھی ہے اس کے علاوہ آپؑ سے مومن کی صلہ رحمی اور مودت کا اظہار ہے بعض روایات میں مستحب ہے کہ آپؑ کی طرف سے نیابتی حج بجالایا جائے۔

ا۔ ابن مسکان کی کافی میں روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے ملتا جلتا کہ راوی نے کہا کہ میں نے آپؑ سے عرض کیا: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج بجالائے تو کتنا ثواب ہے؟ [2]

آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے نیابتی حج کرتا ہے اسے دس حج کا ثواب ملتا ہے۔

۲۔ شیخ صدوقؒ نے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے سوال ہوا اگر ایک شخص کے بارے میں جو دوسرے کے لئے حج بجالایا ہوا سے کتنا اجر وثواب ملتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے دس حج کا اجر ملتا ہے وہ اس کے والدین، اس کا بیٹا، بیٹی، پھوپھی، چچا، ماموں خالہ

---

[1] آمالی: ۲۰۱

[2] فروع کافی: ج ۴، ص ۳۱۲، ح ۲

سب کی مغفرت ہوتی ہے خدا کی رحمت وسیع ہے اور وہ کریم ہے۔ [1]

۳۔ اصول کافی میں ابو بصیر سے ملتا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی طرف سے رشتہ داروں کے لئے حج کرتا ہے یہ اس کا صلہ رحمی شمار ہوتا ہے اس کی حج کا کامل ہوگی اس بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ [2]

حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ان کی نیابت میں حج بجالانے کا زیادہ ثواب ہے۔ اس مطلب پر چند روایات کا شاہد کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

۱۔ محمد بن الحسین کافی اور غیر کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر حج میں ہزار آدمی کو شریک کرو تو ہر ایک کو ایک حج ثواب ملتا ہے۔ [3]

۲۔ اسی کتاب میں محمد بن اسماعیل سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا میں معظم سے پوچھا: حج میں کتنے افراد کو شریک کرسکتا ہوں

آپؑ نے فرمایا: جتنا چاہو۔ [4]

۳۔ معاویہ بن عمار سے نقل ہوا کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا ماں باپ کو حج میں شریک کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں بے شک خدا نے تیرے لئے اور ان کے لئے بھی حج قرار دیتا ہے اور تجھے صلہ رحمی کا اجر بھی ملے گا۔

میں نے عرض کیا کیا اس مرد و عورت کے لئے طواف کرسکتا ہوں جو کوفہ میں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں جب طواف کرو یہ کہو اے خدا! فلاں سے قبول فرما۔ [5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ: ج۲، ص ۲۲۲، ۲۳۳، ح۹
[2] فروع کافی۔ ج۴، ص۳۱۶
[3] فروع کافی۔ ج۴، ص۳۱۷
[4] فروع کافی۔ ج۴، ص۳۱۷
[5] فروع کافی۔ ج۴، ص۳۱۵

تئیس: آپؑ کی نیابت میں بیت اللہ کا طوف

جیسا کہ پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ قائم علیہ السلام کی طرف نیابتی طواف کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ دوستی واحسان کا اظہار ہے۔

کلینی کافی میں موسیٰ بن القاسم سے نقل ہوا کہ اس نے امام جواد سے عرض کیا میں چاہتا ہوں تم اور تمہارے باپ کی طرف سے طواف کروں لیکن مجھے کہا گیا کہ اوصیاء کی طرف سے نیابتی طواف نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: بلکہ جتنا چاہو طواف کرو، جائز ہے پھر تین سال کے بعد آپؑ سے عرض کیا۔ پہلے اجازت چاہتا ہوں کہ تم اور تمہارے والد گرامی کی طرف سے طواف کروں، مجھے اجازت دیں پس میں نے ان کی نیابت میں طواف کیا۔

میں نے عرض کیا: میں نے ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے طواف کیا۔

پھر حضرت علیؑ، پھر حسنؑ و حسینؑ اور اس طرح ہر ایک امام کی طرف سے طواف کیا رسول خدا نے فرمایا تو بہترین عمل انجام دیتا ہے۔[1]

عام مومنین کی طرف سے بھی طواف کرنا مستحب ہے اور اس مطلب در روایات شاہد ہیں۔

اصول کافی میں ابو بصیر نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: جو کوئی آدمی باپ یا رشتہ داروں کے ساتھ صلہ کرتا ہے تو وہ ان کی طرف سے طواف کرے دونوں کو خدا ثواب عطا کرتا ہے۔[2]

---

[1] فروع کافی۔ج ۴،ص ۳۱۴

[2] فروع کافی۔ج ۴،ص ۳۱۴

چوبیس: رسول وائمہ علیہم السلام کی قائم علیہ السلام کی نیابت میں زیارت کرنا

یہ ایک امامؑ سے صلہ کا عمل ہے اور لوگوں کے مہم ترین وظائف میں سے ہے۔

۱۔آپ کی طرف سے نیابت میں صدقہ دینا۔

۲۔حج وطواف بجالانا۔

۳۔عام مومنین کے لئے نیابتی زیارت کرنا۔

۴۔قدیم سے علماء ومومنین میں متداول ہے کہ وہ قائم علیہ السلام کی طرف سے نیابتی اعمال انجام دیتے ہیں۔

۵۔آپ کی طرف سے زیارت حج وطواف کرنا مستحب ہے۔

پچیس: قائم علیہ السلام کی نیابت میں زیارت پر بھیجنا

مستحب ہے آپؑ کی طرف سے دوسرے کو زیارت کے لئے نائب بنانا مستحب ہے کیونکہ یہ نیکی اور تقویٰ ہے بلکہ حج وطواف کرنا مستحب ہے۔

آپؑ کی طرف سے نائب شخص کو زیارت پر بھیجنا مستحب ہے آپؑ کی طرف سے دوسرے کو زیارت کے لیے نائب بنانا مستحب ہے کیونکہ یہ نیکی اور تقویٰ ہے بلکہ حج وطواف کے لئے نائب بھیجنا مستحب ہے۔

چھبیس: خدمت امام علیہ السلام کی کوشش کرنا

خدمت امام قائم علیہ السلام کی سعی وکوشش کرنے کی روایات میں بہت تاکید کی گئی ہے اس سے زندگی بابرکت ہو جاتی ہے فرشتگان خدا امام کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ایسے کام انجام دینا جن میں فرشتے بھی مشغول ہوں ایک سعادت ہے۔امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں امام قائم علیہ السلام کو پالوں تو ساری زندگی ان کی خدمت میں گزار دوں۔

ستائیس: قائم علیہ السلام کی نصرت کرنا

جو شخص آپ کی نصرت ومدد کرتا ہے وہ درحقیقت خدا کی نصرت کرتا ہے۔خدا فرماتا ہے

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ.[1]

جو کوئی اللہ(کے دین) کی مدد کرے گا اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔بیشک وہ طاقت والا(اور) غالب آنے والا ہے۔

نیز فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ.

[2]

[1] سورۂ حج: ۴۰

[2] سورۂ محمد: ۷

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا (اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا)۔

یہاں پر چند مطالب کو ذکر کرنا ضروری ہے:

ا۔ بے شک خدا بے نیاز ہے اسے نصرت و مدد کی ضرورت نہیں ہے وہ غنی مطلق ہے وہ واجب الوجود ہے تمام مخلوق اس کی محتاج ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللهِ ۚ وَاللهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۔ [1]

اے لوگو! تم (سب) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے جو قابل تعریف ہے۔

مفسرین اور روایات میں ملتا ہے کہ اللہ کی نصرت سے مراد اس کے دین کی نصرت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی نصرت کرنا مراد ہے ان اوصیاء کی نصرت درحقیقت خدا کی نصرت ہے۔

۲۔ امام قائم علیہ السلام کی مدد و نصرت کے لئے اقدام کرنا۔ اس میں ہر وہ کام شامل ہے کہ جو امامؑ کے ظہور و حضور میں ان کے ہدف میں مددگار ہو۔

۳۔ امام قائم علیہ السلام کی مدد کرنا ان کی غیبت میں مقصود بندگان خدا کی مدد کرنا ہے کیونکہ بندگان خدا کی مدد کرنا اولیائے خدا اور رسولوں کی مدد کرنے کے مترادف ہے۔

اٹھائیس: قائم علیہ السلام کی نصرت قلب تصمیم سے

حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

اپنی جگہ پر برقرار رہو اور بلاو مصیبت پر صبر کرو............... بے شک ہر چیز کی معین مدت ہے۔ بے شک اگر مومن دعا کرے کہ آپ کا ظہور جلدی ہوتا کہ آپؑ کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کریں اور اس کام کے لئے خلوص

---

[1] سورۂ فاطر: ۱۵

نیت اور محکم تصمیم کی ضرورت ہے۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

جو قائم کو پائے گا اور ان کے ساتھ مل کر خروج کرے اور دشمن کو قتل کرے اسے بیش شہداء کا ثواب ملتا ہے اور جو آدمی آپؑ کی رکاب میں شہید ہوگا اسے پچیس شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

انتیس: قائم علیہ السلام سے تجدید بیعت

فریضہ نمازوں کے بعد، دن میں کسی بھی وقت یا ہر جمعہ کو آپؑ سے تجدید بیعت کرنی چاہئے۔

بحث اول: لغت اور شرع میں بیعت کا معنی

ایک دوسرے سے کبھی بیعت کا معنی ہم عہدی اور ایک دوسرے سے عقد باندھنا مراد ہے جیسا کہ مجمع البحرین میں آیا ہے مبایعت، مصاقدہ اور معاہدہ ہے باب مفاعلہ استعمال ہوا ہے یعنی دو طرف سے یا طرفین مراد ہے۔

صاحب بحار الانوار کتاب مرآۃ الانوار مشکاۃ الاسرار میں لکھتا ہے:

دو طرف سے معاہدہ کا نام بیعت ہے جتنی قدرت ہو دوسروں کی مدد کرنا اور اپنے آپ کو دوسرے کے لئے خلوص سے پیش آنا۔

ہر روز دعائے عہد پڑھنی چاہئے روایت میں چالیس دن تک پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری امت سے فرمایا کہ ائمہ علیہم السلام سے اس طرح بیعت کریں۔ بیعت کرنا ایمان کی علامت ہے اس لئے خدا فرماتا ہے:

---

[1] نہج البلاغہ: خطبہ ۲۳۲

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ.[1]

بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جانیں خرید لی ہیں اوران کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے بہشت ہے۔

خدا نے انبیاء ورسل کے لئے تجدید بیعت کرنے کی تاکید فرمائی جس نے ان سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی اور جس نے ان سے روگردانی کی اس نے اللہ سے روگردانی کی اسی لئے خدا فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا.[2]

(اے رسول) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ (دراصل) اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پس جو (اس عہد کو) توڑے گا تو اس کے توڑنے کا وبال اسی کی ذات پر ہوگا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ اسے بڑا اجر عطا کرے گا۔

بحث دوم: حکم بیعت میں

یہاں پر یہ کہنا چاہئے کہ بیعت بمعنی اول تمام افراد مرد وعورت پر واجب ہے بلکہ ایمان کی جز ہے چونکہ اصل میں ایمان یعنی ملتزم ہونا دل وجان سے انبیاء وائمہ علیہم السلام کی اطاعت اوران کی دل وجان سے نصرت کرنا۔

خدا فرماتا ہے:

---

[1] سورۂ توبہ: ۱۱۱

[2] سورۂ فتح: ۱۰

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.[1]

نبی مومنین پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق (تصرف) رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝.[2]

نہیں۔ آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے۔ جب تک اپنے تمام باہمی جھگڑوں میں آپ کو حَکَم نہ مانیں۔ اور پھر آپ جو فیصلہ کریں (زبان سے اعتراض کرنا تو کجا) اپنے دلوں میں بھی تنگی محسوس نہ کریں اور اس طرح تسلیم کریں جس طرح تسلیم کرنے کا حق ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد رب العزت ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ.[3]

(اے رسول) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور تمہارا وہ مال جو تم نے کمایا ہے۔ اور تمہاری وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو اور تمہارے وہ رہائشی مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔ تم کو اللہ، اس کے رسول اور راہِ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں۔ تو پھر انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا

---

[1] سورۂ احزاب: ۶

[2] سورۂ نساء: ۶۵

[3] سورۂ توبہ: ۲۴

فیصلہ (تمہارے سامنے) لے آئے اور اللہ فاسق و فاجر قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

ہر روز تجدید بیعت

مستحب ہے کہ ہر نماز صبح کے بعد یہ دعا پڑھی جائے:

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ عَنْ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحْرِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا حَيِّهِمْ وَ مَيِّتِهِمْ وَ عَنْ وَالِدَيَّ وَ وُلْدِي وَ عَنِّي مِنَ الصَّلَوَاتِ وَ التَّحِيَّاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللهِ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ وَ مُنْتَهَى رِضَاهُ وَ عَدَدَ مَا أَحْصَاهُ كِتَابُهُ وَ أَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ بِهِ اَللّٰهُمَّ أُجَدِّدُ لَهُ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَ فِي كُلِّ يَوْمٍ عَهْداً وَ عَقْداً وَ بَيْعَةً لَهُ فِي رَقَبَتِي اَللّٰهُمَّ فَكَمَا شَرَّفْتَنِي بِهَذَا التَّشْرِيفِ وَ فَضَّلْتَنِي بِهَذِهِ الْفَضِيلَةِ وَ خَصَصْتَنِي بِهَذِهِ النِّعْمَةِ فَصَلِّ عَلَى مَوْلَايَ وَ سَيِّدِي صَاحِبِ الزَّمَانِ وَ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ وَ أَشْيَاعِهِ وَ الذَّابِّينَ عَنْهُ وَ اجْعَلْنِي مِنَ الْمُسْتَشْهَدِينَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَائِعاً غَيْرَ مُكْرَهٍ فِي الصَّفِّ الَّذِي نَعَتَّ أَهْلَهُ فِي كِتَابِكَ فَقُلْتَ صَفّاً كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ عَلَى طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُولِكَ وَ آلِهِ ؑ اَللّٰهُمَّ هَذِهِ بَيْعَةٌ لَهُ فِي عُنُقِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.[1]

سید ابن طاؤس امام صادق ؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص چالیس دن تک یہ دعا پڑھے وہ قائمؑ کے اصحاب میں سے ہوگا اگر آپؑ کے ظہور سے پہلے مر جائے تو خدا اسے زندہ کرے گا تا کہ آپؑ کے ساتھ مل کر

[1] بحار الأنوار (ط - بيروت) / ج99 / 110 / باب 7 زيارة الإمام المستتر عن الأبصار الحاضر في قلوب الأخيار المنتظر في الليل والنهار الحجة بن الحسن صلوات الله عليهما في السرداب وغيره..... ص: 81

کفار سے جہاد کرے اور ہر کلمہ کے بدلے اس کے ہزار نیکی لکھی جاتی ہے اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النُّوْرِ الْعَظِيْمِ، وَرَبَّ الْكُرْسِيِّ الرَّفِيْعِ، وَرَبَّ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ، وَرَبَّ الظِّلِّ وَالْحَرُوْرِ، وَمُنْزِلَ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ، وَرَبَّ الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْكَرِيْمِ، وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ وَمُلْكِكَ الْقَدِيْمِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِهِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرَضُوْنَ، وَبِاسْمِكَ الَّذِيْ يَصْلَحُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ، يَا حَيًّا قَبْلَ كُلِّ حَيٍّ وَيَا حَيًّا بَعْدَ كُلِّ حَيٍّ وَيَا حَيًّا حِيْنَ لَا حَيَّ يَا مُحْيِيَ الْمَوْتٰى وَمُمِيْتَ الْاَحْيَآءِ، يَا حَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَانَا الْاِمَامَ الْهَادِيَ الْمَهْدِيَّ الْقَآئِمَ بِاَمْرِكَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰبَآئِهِ الطَّاهِرِيْنَ عَنْ جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِيْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا سَهْلِهَا وَجَبَلِهَا وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا، وَعَنِّيْ وَعَنْ وَالِدَيَّ مِنَ الصَّلَوَاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ وَمَا اَحْصَاهُ عِلْمُهُ وَاَحَاطَ بِهِ كِتَابُهُ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُجَدِّدُ لَهُ فِيْ صَبِيْحَةِ يَوْمِيْ هٰذَا وَمَا عِشْتُ مِنْ اَيَّامِيْ عَهْدًا وَعَقْدًا وَبَيْعَةً لَهُ فِيْ عُنُقِيْ، لَا اَحُوْلُ عَنْهَا وَلَا اَزُوْلُ اَبَدًا. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَنْصَارِهِ وَاَعْوَانِهِ وَالذَّآبِّيْنَ عَنْهُ وَالْمُسَارِعِيْنَ اِلَيْهِ فِيْ قَضَآءِ حَوَآئِجِهِ، وَالْمُمْتَثِلِيْنَ لِاَوَامِرِهِ وَالْمُحَامِيْنَ عَنْهُ، وَالسَّابِقِيْنَ اِلٰى اِرَادَتِهِ وَالْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ الْمَوْتُ، الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عَلٰى عِبَادِكَ حَتْمًا

مَقْضِيًّا فَاَخْرِجْنِيْ مِنْ قَبْرِيْ مُؤْتَزِرًا كَفَنِيْ، شَاهِرًا سَيْفِيْ، مُجَرِّدًا قَنَاتِيْ، مُلَبِّيًا دَعْوَةَ الدَّاعِيْ فِي الْحَاضِرِ وَالْبَادِيْ، اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الطَّلْعَةَ الرَّشِيْدَةَ، وَالْغُرَّةَ الْحَمِيْدَةَ، وَاكْحُلْ نَاظِرِيْ بِنَظْرَةٍ مِنِّيْ اِلَيْهِ، وَعَجِّلْ فَرَجَهُ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهُ، وَاَوْسِعْ مَنْهَجَهُ وَاسْلُكْ بِيْ مَحَجَّتَهُ، وَاَنْفِذْ اَمْرَهُ وَاشْدُدْ اَزْرَهُ، وَاعْمُرِ اللّٰهُمَّ بِهٖ بِلَادَكَ، وَاَحْيِ بِهٖ عِبَادَكَ، فَاِنَّكَ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ: {ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ}، فَاَظْهِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا وَلِيَّكَ وَابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكَ الْمُسَمّٰى بِاسْمِ رَسُوْلِكَ حَتّٰى لَا يَظْفَرَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَاطِلِ اِلَّا مَزَّقَهُ، وَيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُحَقِّقَهُ، وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مَفْزَعًا لِمَظْلُوْمِ عِبَادِكَ، وَنَاصِرًا لِمَنْ لَا يَجِدُ لَهُ نَاصِرًا غَيْرَكَ، وَمُجَدِّدًا لِمَا عُطِّلَ مِنْ اَحْكَامِ كِتَابِكَ، وَمُشَيِّدًا لِمَا وَرَدَ مِنْ اَعْلَامِ دِيْنِكَ وَسُنَنِ نَبِيِّكَ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ، وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مِمَّنْ حَصَّنْتَهُ مِنْ بَاْسِ الْمُعْتَدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ وَسُرَّ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِرُؤْيَتِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُ عَلٰى دَعْوَتِهٖ، وَارْحَمِ اسْتِكَانَتَنَا بَعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ هٰذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِحُضُوْرِهٖ، وَعَجِّلْ لَنَا ظُهُوْرَهُ، اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيْدًا وَنَرَاهُ قَرِيْبًا، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

پھر ہاتھ سے تین مرتبہ دائیں ران پر مارے اور ہر مرتبہ یہ کہے:

اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ.

ہر جمعہ کو تجدید بیعت

جمعہ کے دن قائم سے تجدید بیعت کرنا مستحب ہے۔ اور روایت میں ہے کہ ہر جمعہ کو فرشتے بیت المعمور پر جمع

ہوتے ہیں اور ائمہ علیہم السلام کی ولایت کی تجدید بیعت کرتے ہیں روز جمعہ وہ دن ہے جس دن خدا نے اپنی مخلوق سے عہد و پیمان لیا تھا جمعہ کا دن قائم کے ساتھ مخصوص ہے لہذا جمعہ کے دن زیادہ دعاؤں کے لئے اہتمام کرنا چاہئے تا کہ لوگ جمع ہوں اور اجتماعی دعا ہو۔

بے شک تجدید بیعت مہم ترین نیکیوں اور اہم ترین عبادات میں سے ہے۔

ائمہ علیہم السلام کے علاوہ غیر معصوم کی بیعت کرنا جائز نہیں ہے بعض اوقات ایک آدمی حکومت بنالیتا ہے اور پھر عوام سے بیعت لیتا ہے یہ کام شرعاً جائز نہیں ہے حکومت کا حق صرف انبیاء وائمہ علیہم السلام کو حاصل ہے خدا فرماتا ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.[1]

نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق (تصرف) رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ.[2]

اے ایمان والو! تمہارا حاکم و سرپرست اللہ ہے۔ اس کا رسول ہے اور وہ صاحبان ایمان ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

نیز فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ.[3]

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبان امر ہیں (فرمان روائی کے حقدار ہیں)۔

---

[1] سورۂ احزاب:۶
[2] سورۂ مائدہ:۵۸
[3] سورۂ نساء:۵۹

اصول کافی اور بصائر میں ملتا ہے کہ حضرت امام سجادؑ روز جمعہ عید فطر و قربان کے موقع پر یہ دعا پڑھتے تھے

اَللّٰهُمَّ هٰذَا يَوْمٌ مُبَارَكٌ مَيْمُوْنٌ وَ الْمُسْلِمُوْنَ فِيهِ مُجْتَمِعُوْنَ فِي اَقْطَارِ اَرْضِكَ، يَشْهَدُ السَّائِلُ مِنْهُمْ وَ الطَّالِبُ وَ الرَّاغِبُ وَ الرَّاهِبُ وَ اَنْتَ النَّاظِرُ فِي حَوَائِجِهِمْ، فَاَسْاَلُكَ بِجُوْدِكَ وَ كَرَمِكَ وَهَوَانِ مَا سَاَلْتُكَ عَلَيْكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ۔ (2) وَ اَسْاَلُكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا بِاَنَّ لَكَ الْمُلْكَ، وَ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ، بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ، مَهْمَا قَسَمْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ خَيْرٍ اَوْ عَافِيَةٍ اَوْ بَرَكَةٍ اَوْ هُدًى اَوْ عَمَلٍ بِطَاعَتِكَ، اَوْ خَيْرٍ تَمُنُّ بِهِ عَلَيْهِمْ تَهْدِيهِمْ بِهِ اِلَيْكَ، اَوْ تَرْفَعُ لَهُمْ عِنْدَكَ دَرَجَةً، اَوْ تُعْطِيهِمْ بِهِ خَيْراً مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اَنْ تُوَفِّرَ حَظِّي وَ نَصِيبِي مِنْهُ۔

(3) وَ اَسْاَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِاَنَّ لَكَ الْمُلْكَ وَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ حَبِيبِكَ وَ صِفْوَتِكَ وَ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ، وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ الْاَبْرَارِ الطَّاهِرِيْنَ الْاَخْيَارِ صَلَاةً لَا يَقْوَى عَلٰى اِحْصَائِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَ اَنْ تُشْرِكَنَا فِي صَالِحِ مَنْ دَعَاكَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَ لَهُمْ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (4) اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَعَمَّدْتُ بِحَاجَتِي، وَ بِكَ اَنْزَلْتُ الْيَوْمَ فَقْرِي وَ فَاقَتِي وَ مَسْكَنَتِي، وَ اِنِّي بِمَغْفِرَتِكَ وَ رَحْمَتِكَ اَوْثَقُ مِنِّي بِعَمَلِي، وَ لَمَغْفِرَتُكَ وَ رَحْمَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي، فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَوَلَّ قَضَاءَ كُلِّ حَاجَةٍ هِيَ لِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيْهَا، وَ تَيْسِيرِ ذٰلِكَ عَلَيْكَ، وَ بِفَقْرِي اِلَيْكَ وَ غِنَاكَ عَنِّي، فَاِنِّي لَمْ اُصِبْ خَيْراً قَطُّ اِلَّا مِنْكَ، وَ لَمْ يَصْرِفْ عَنِّي

سُوءاً قَطُّ اَحَدٌ غَيْرُكَ، وَلَا اَرْجُو لِاَمْرِ آخِرَتِي وَ دُنْيَايَ سِوَاكَ۔ (5) اَللّٰهُمَّ مَنْ تَهَيَّاَ وَ تَعَبَّاَ وَ اَعَدَّ وَ اسْتَعَدَّ لِوِفَادَةٍ اِلَى مَخْلُوقٍ رَجَاءَ رِفْدِهِ وَ نَوَافِلِهِ وَ طَلَبَ نَيْلِهِ وَ جَائِزَتِهِ، فَاِلَيْكَ يَا مَوْلَايَ كَانَتِ الْيَوْمَ تَهْيِئَتِي وَ تَعْبِئَتِي وَ اِعْدَادِي وَ اسْتِعْدَادِي رَجَاءَ عَفْوِكَ وَ رِفْدِكَ وَ طَلَبَ نَيْلِكَ وَ جَائِزَتِكَ۔ (6) اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَلَا تُخَيِّبِ الْيَوْمَ ذٰلِكَ مِنْ رَجَائِي، يَا مَنْ لَا يُحْفِيهِ سَائِلٌ وَ لَا يَنْقُصُهُ نَائِلٌ، فَاِنِّي لَمْ آتِكَ ثِقَةً مِنِّي بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَدَّمْتُهُ وَ لَا شَفَاعَةِ مَخْلُوقٍ رَجَوْتُهُ اِلَّا شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ سَلَامُكَ۔ (7) اَتَيْتُكَ مُقِرّاً بِالْجُرْمِ وَ الْاِسَاءَةِ اِلَى نَفْسِي، اَتَيْتُكَ اَرْجُو عَظِيمَ عَفْوِكَ الَّذِي عَفَوْتَ بِهِ عَنِ الْخَاطِئِينَ، ثُمَّ لَمْ يَمْنَعْكَ طُولُ عُكُوفِهِمْ عَلَى عَظِيمِ الْجُرْمِ اَنْ عُدْتَ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ۔ (8) فَيَا مَنْ رَحْمَتُهُ وَاسِعَةٌ، وَ عَفْوُهُ عَظِيمٌ، يَا عَظِيمُ يَا عَظِيمُ، يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عُدْ عَلَيَّ بِرَحْمَتِكَ وَ تَعَطَّفْ عَلَيَّ بِفَضْلِكَ وَ تَوَسَّعْ عَلَيَّ بِمَغْفِرَتِكَ۔ (9) اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْمَقَامَ لِخُلَفَائِكَ وَ اَصْفِيَائِكَ وَ مَوَاضِعَ اُمَنَائِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ الَّتِي اخْتَصَصْتَهُمْ بِهَا قَدِ ابْتَزُّوهَا، وَ اَنْتَ الْمُقَدِّرُ لِذٰلِكَ، لَا يُغَالَبُ اَمْرُكَ، وَ لَا يُجَاوَزُ الْمَحْتُومُ مِنْ تَدْبِيرِكَ كَيْفَ شِئْتَ وَ اَنّٰى شِئْتَ، وَلِمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ غَيْرُ مُتَّهَمٍ عَلَى خَلْقِكَ وَلَا لِاِرَادَتِكَ حَتّٰى عَادَ صِفْوَتُكَ وَ خُلَفَاؤُكَ مَغْلُوبِينَ مَقْهُورِينَ مُبْتَزِّينَ، يَرَوْنَ حُكْمَكَ مُبَدَّلًا، وَ كِتَابَكَ مَنْبُوذاً، وَ فَرَائِضَكَ مُحَرَّفَةً عَنْ جِهَاتِ اَشْرَاعِكَ، وَ سُنَنَ نَبِيِّكَ مَتْرُوكَةً۔ (10) اَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَعْدَاءَهُمْ مِنَ الْاَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ، وَ مَنْ رَضِيَ بِفِعَالِهِمْ وَ اَشْيَاعَهُمْ وَ

اَتْبَاعَهُمْ۔ (11) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَصَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَتَحِيَّاتِكَ عَلَى اَصْفِيَائِكَ اِبْرَاهِيمَ وَآلِ اِبْرَاهِيمَ، وَعَجِّلِ الْفَرَجَ وَالرَّوْحَ وَالنُّصْرَةَ وَالتَّمْكِينَ وَالتَّأْيِيدَ لَهُمْ۔ (12) اَللّٰهُمَّ وَ اجْعَلْنِي مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيدِ وَ الْاِيمَانِ بِكَ، وَ التَّصْدِيقِ بِرَسُولِكَ، وَ الْاَئِمَّةِ الَّذِينَ حَتَمْتَ طَاعَتَهُمْ مِمَّنْ يَجْرِي ذٰلِكَ بِهِ وَعَلَى يَدَيْهِ، آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ (13) اَللّٰهُمَّ لَيْسَ يَرُدُّ غَضَبَكَ اِلَّا حِلْمُكَ، وَلَا يَرُدُّ سَخَطَكَ اِلَّا عَفْوُكَ، وَ لَا يُجِيرُ مِنْ عِقَابِكَ اِلَّا رَحْمَتُكَ، وَلَا يُنْجِينِي مِنْكَ اِلَّا التَّضَرُّعُ اِلَيْكَ وَ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ هَبْ لَنَا يَا اِلٰهِي مِنْ لَدُنْكَ فَرَجاً بِالْقُدْرَةِ الَّتِي بِهَا تُحْيِي اَمْوَاتَ الْعِبَادِ، وَ بِهَا تَنْشُرُ مَيْتَ الْبِلَادِ۔ (14) وَلَا تُهْلِكْنِي يَا اِلٰهِي غَمّاً حَتَّى تَسْتَجِيبَ لِي، وَتُعَرِّفَنِي الْاِجَابَةَ فِي دُعَائِي، وَ اَذِقْنِي طَعْمَ الْعَافِيَةِ اِلَى مُنْتَهَى اَجَلِي، وَلَا تُشْمِتْ بِي عَدُوِّي، وَ لَا تُمَكِّنْهُ مِنْ عُنُقِي، وَ لَا تُسَلِّطْهُ عَلَيَّ (15) اِلٰهِي اِنْ رَفَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَضَعُنِي، وَاِنْ وَضَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَرْفَعُنِي، وَاِنْ اَكْرَمْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يُهِينُنِي، وَ اِنْ اَهَنْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يُكْرِمُنِي، وَاِنْ عَذَّبْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَرْحَمُنِي، وَاِنْ اَهْلَكْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَعْرِضُ لَكَ فِي عَبْدِكَ، اَوْ يَسْاَلُكَ عَنْ اَمْرِهِ، وَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّهُ لَيْسَ فِي حُكْمِكَ ظُلْمٌ، وَلَا فِي نَقِمَتِكَ عَجَلَةٌ، وَاِنَّمَا يَعْجَلُ مَنْ يَخَافُ الْفَوْتَ، وَ اِنَّمَا يَحْتَاجُ اِلَى الظُّلْمِ الضَّعِيفُ، وَ قَدْ تَعَالَيْتَ يَا اِلٰهِي عَنْ ذٰلِكَ عُلُوّاً كَبِيراً۔ (16) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَلَا تَجْعَلْنِي لِلْبَلَاءِ غَرَضاً، وَلَا لِنَقِمَتِكَ نَصَباً، وَمَهِّلْنِي، وَنَفِّسْنِي، وَ اَقِلْنِي عَثْرَتِي، وَ لَا تَبْتَلِيَنِّي بِبَلَاءٍ عَلَى اَثَرِ بَلَاءٍ، فَقَدْ تَرَى ضَعْفِي وَ قِلَّةَ

حِيلَتِي وَ تَضَرُّعِي إِلَيْكَ. (17) أَعُوذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ الْيَوْمَ مِنْ غَضَبِكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ أَعِذْنِي. (18) وَ أَسْتَجِيرُ بِكَ الْيَوْمَ مِنْ سَخَطِكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ أَجِرْنِي (19) وَ أَسْأَلُكَ أَمْناً مِنْ عَذَابِكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ آمِنِّي. (20) وَ أَسْتَهْدِيكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اهْدِنِي (21) وَ أَسْتَنْصِرُكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ انْصُرْنِي. (22) وَ أَسْتَرْحِمُكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ ارْحَمْنِي (23) وَ أَسْتَكْفِيكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اكْفِنِي (24) وَ أَسْتَرْزِقُكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ ارْزُقْنِي (25) وَ أَسْتَعِينُكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ أَعِنِّي. (26) وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِي، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اغْفِرْ لِي. (27) وَ أَسْتَعْصِمُكَ، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اعْصِمْنِي، فَإِنِّي لَنْ أَعُودَ لِشَيْءٍ كَرِهْتَهُ مِنِّي إِنْ شِئْتَ ذَلِكَ. (28) يَا رَبِّ يَا رَبِّ، يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اسْتَجِبْ لِي جَمِيعَ مَا سَأَلْتُكَ وَ طَلَبْتُ إِلَيْكَ وَ رَغِبْتُ فِيهِ إِلَيْكَ، وَ أَرِدْهُ وَ قَدِّرْهُ وَ اقْضِهِ وَ أَمْضِهِ، وَ خِرْ لِي فِيمَا تَقْضِي مِنْهُ، وَ بَارِكْ لِي فِي ذَلِكَ، وَ تَفَضَّلْ عَلَيَّ بِهِ، وَ أَسْعِدْنِي بِمَا تُعْطِينِي مِنْهُ، وَ زِدْنِي مِنْ فَضْلِكَ وَ سَعَةِ مَا عِنْدَكَ، فَإِنَّكَ وَاسِعٌ كَرِيمٌ، وَ صِلْ ذَلِكَ بِخَيْرِ الْآخِرَةِ وَ نَعِيمِهَا، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. ثُمَّ تَدْعُو بِمَا بَدَا لَكَ، وَ تُصَلِّي عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ أَلْفَ مَرَّةٍ هَكَذَا كَانَ يَفْعَلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.. [1]

ترجمہ:

بارالہا! یہ مبارک و مسعود دن ہے جس میں مسلمان معمورہ زمین کے ہر گوشہ میں مجتمع

---

[1] صحیفہ سجادیہ: دعا ۴۸

ہیں۔ ان میں سائل بھی ہیں اور طلب گار بھی۔ ملتجی بھی ہیں اور خوف زدہ بھی۔ وہ سب ہی تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور تو ہی ان کی حاجتوں پر نگاہ رکھنے والا ہے۔ لہٰذا میں تیرے جودوکرم کو دیکھتے ہوئے اور اس خیال سے کہ میری حاجت براری تیرے لئے آسان ہے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو رحمت نازل فرما اور محمد اور ان کی آل پر۔ اے اللہ! اے ہم سب کے پروردگار! جبکہ تیرے ہی لئے بادشاہی اور تیرے ہی لئے حمد وستائش ہے اور کوئی معبود نہیں تیرے علاوہ جو بردبار، کریم، مہربانی کرنے والا، نعمت بخشنے والا بزرگی وعظمت والا اور زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جب بھی تو اپنے ایمان والے بندوں میں نیکی یا عافیت یا خیر وبرکت یا اپنی اطاعت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق تقسیم فرمائے یا ایسی بھلائی جس سے تو ان پر احسان کرے اور انہیں اپنی طرف رہنمائی فرمائے یا اپنے ہاں ان کا درجہ بلند کرے یا دنیا وآخرت کی بھلائی میں سے کوئی بھلائی انہیں عطا کرے تو اس میں میرا حصہ ونصیب فراواں کر۔ اے اللہ! تیرے ہی لئے جہاں داری اور تیرے ہی لئے حمد وستائش ہے اور کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔ لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو رحمت نازل فرما اپنے عبد رسول، حبیب، منتخب اور برگزیدہ خلائق محمد پر اور ان کے اہل بیت پر جو نیکوکار پاک وپاکیزہ اور بہترین خلق ہیں ایسی رحمت جس کے شمار پر تیرے علاوہ کوئی قادر نہ ہو اور آج کے دن تیرے ایمان لانے والے بندوں میں سے جو بھی تجھ سے کوئی نیک دعا مانگے تو ہمیں اس میں شریک کردے۔ اے تمام جہانوں کے پرودگار اور ہمیں اور ان سب کو بخش دے اس لئے کہ تو ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ! میں اپنی حاجتیں تیری طرف لایا ہوں اور اپنے فقر وفاقہ واحتیاج کا بارگراں تیرے در پر لا اتارا ہے اور میں اپنے عمل سے کہیں زیادہ تیری آمرزش ورحمت پر مطمئن ہوں اور بے شک تیری مغفرت ورحمت کا دام میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع ہے لہٰذا تو محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور میری ہر حاجت تو ہی برلا۔ اپنی اس قدرت کی بدولت جو تجھے اس پر حاصل ہے اور یہ تیرے لئے سہل وآسان ہے اور اس لئے کہ میں تیرا محتاج اور تو مجھ سے بے نیاز ہے اور اس

لئے کہ میں کسی بھلائی کو حاصل نہیں کر سکا مگر تیری جانب سے اور تیرے سوا کوئی مجھ سے دکھ درد دور نہیں کر سکا اور میں دنیا و آخرت کے کاموں میں تیرے علاوہ کسی سے امید نہیں رکھتا۔ اے اللہ ! جو کوئی صلہ و عطا کی امید اور بخشش و انعام کی خواہش لے کر کسی مخلوق کے پاس جانے کے لئے کمر بستہ و آمادہ اور تیار و مستعد ہو تو اے میرے مولا و آقا! آج کے دن میری آمادگی و تیاری اور سر و سامان کی فراہمی و مستعدی تیرے عفو و عطا کی امید اور بخشش و انعام کی طلب کے لئے ہے۔ لہٰذا اے میرے معبود! تو محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور آج کے دن میری امیدوں میں مجھے ناکام نہ کر، اے وہ جو مانگنے والے کے ہاتھوں تنگ نہیں ہوتا اور نہ بخشش و عطا سے جس کے ہاں کمی ہوتی ہے میں اپنے کسی عمل خیر پر جسے آگے بھیجا ہو اور سوائے محمد اور ان کے اہل بیت صلوات اللہ علیہ علیہم کی شفاعت کے کسی مخلوق کی سفارش پر جس کی امید رکھی ہو اطمینان کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر نہیں ہوا تو میں اپنے گناہوں اور اپنے حق میں برائی کا اقرار کرتے ہوئے تیرے پاس حاضر ہوا ہوں۔ درآنحالیکہ میں تیرے اس عفو عظیم کا امیدوار ہوں جس کے ذریعہ تو نے خطا کاروں کو بخش دیا۔ پھر یہ کہ ان کا بڑے بڑے گناہوں پر عرصہ تک جمے رہنا تجھے ان پر مغفرت و رحمت کی احسان فرمائی سے مانع نہ ہوا۔ اے وہ جس کی رحمت وسیع اور عفو و بخشش عظیم ہے۔ اے بزرگ! اے عظیم!! اے بخشندہ! اے کریم!! محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور اپنی رحمت سے مجھ پر احسان اور اپنے فضل و کرم کے ذریعہ مجھ پر مہربانی فرما اور میرے حق میں اپنے دامن مغفرت کو وسیع کر۔ بارالہا! یہ مقام (خطبہ و امامت نماز جمعہ) تیرے جانشینوں اور برگزیدہ بندوں کے لئے تھا اور تیرے امانتداروں کا محل تھا درآنحالیکہ تو نے اس بلند منصب کے ساتھ انہیں مخصوص کیا تھا (غصب کرنے والوں نے) اسے چھین لیا اور تو ہی روز ازل سے اس چیز کا مقدر کرنے والا ہے نہ تیرا امر و فرمان مغلوب ہو سکتا ہے اور نہ تیری قطعی تدبیر (قضا و قدر) سے جس طرح تو نے چاہا ہو اور جس وقت چاہا ہو تجاوز ممکن ہے۔ اس مصلحت کی وجہ سے جسے تو ہی بہتر جانتا ہے بہر حال تیری تقدیر اور تیرے ارادہ و مشیت کی نسبت تجھ پر الزام

عائد نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ (اس غضب کے نتیجہ میں) تیرے برگزیدہ اور جانشین مغلوب ومقہور ہو گئے اور ان کا حق ان کے ہاتھ سے جاتا رہا وہ دیکھ رہے ہیں کہ تیرے احکام بدل دیئے گئے، تیری کتاب پس پشت ڈال دی گئی، تیرے فرائض وواجبات تیرے واضح مقاصد سے ہٹا دیئے گئے اور تیرے نبی کے طور طریقے متروک ہو گئے۔ بارالہا! تو ان برگزیدہ بندوں کے اگلے اور پچھلے دشمنوں پر اور ان پر جو ان دشمنوں کے عمل وکردار پر راضی وخوشنود ہوں اور جو ان کے تابع اور پیروکار ہوں لعنت فرما۔ اے اللہ! محمد اور ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما بے شک تو قابل حمد وثناء بزرگی والا ہے جیسی رحمتیں برکتیں اور سلام تو نے اپنے منتخب وبرگزیدہ ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کئے ہیں اور ان کے لئے کشائش، راحت، نصرت غلبہ اور تائید میں تعجیل فرما۔ بارالہا! مجھے توحید کا عقیدہ رکھنے والوں، تجھ پر ایمان لانے والوں اور تیرے رسول اور ان آئمہ کی تصدیق کرنے والوں میں سے قرار دے جب کی اطاعت کو تو نے واجب کیا ہے ان لوگوں میں سے جن کے وسیلے اور جن کے ہاتھوں سے (توحید، ایمان اور تصدیق) یہ سب چیزیں جاری کرے میری دعا کو قبول فرما اے تمام جہانوں کے پروردگار!۔۔۔ بارالہا! تیرے حلم کے سوا کوئی چیز تیرے غضب کو ٹال نہیں سکتی اور تیرے عفو ودرگزر کے سوا کوئی چیز تیری ناراضگی کو پلٹا نہیں سکتی اور تیری رحمت کے سوا کوئی چیز تیرے عذاب سے پناہ نہیں دے سکتی اور تیری بارگاہ میں گڑگراہٹ کے علاوہ کوئی چیز تجھ سے رہائی نہیں دے سکتی۔ لہٰذا تو محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور اپنی اس قدرت سے جس سے تو مردوں کو زندہ اور بنجر زمینوں کو شاداب کرتا ہے مجھے اپنی جانب سے غم واندوہ سے چھٹکارا دے۔ بارالہا! جب تک تو میری دعا قبول نہ فرمائے اور اس کی قبولیت سے آگاہ نہ کردے مجھے غم واندوہ سے ہلاک نہ کرنا، اور زندگی کے آخری لمحوں تک مجھے صحت وعافیت کی لذت سے شادکام رکھنا اور دشمنوں کو (میری حالت پر) خوش ہونے اور میری گردن پر سوار اور مجھ پر مسلط ہونے کا موقعہ نہ دینا۔ بارالہا! اگر تو مجھے بلند کرے تو کون پست کرسکتا ہے اور تو پست کرے تو کون بلند کرسکتا ہے اور تو عزت بخشے تو کون

ذلیل کرسکتا ہے اور تو ذلیل کرے تو کون عزت دے سکتا ہے اور تو مجھ پر عذاب کرے تو کون مجھ پر ترس کھا سکتا ہے اور اگر تو ہلاک کر دے تو کون تیرے بندے کے بارے میں تجھ پر معترض ہو سکتا ہے یا اس کے متعلق تجھ سے کچھ پوچھ سکتا ہے اور مجھے خوب علم ہے کہ تیرے فیصلہ میں نہ ظلم کا شائبہ ہوتا ہے اور نہ سزا دینے میں جلدی ہوتی ہے۔ جلدی تو وہ کرتا ہے جسے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو اور ظلم کی اسے حاجت ہوتی ہے جو کمزور و ناتواں ہو اور تو اے میرے معبود! ان چیزوں سے بہت بلند و برتر ہے۔ اے اللہ! تو محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور مجھے بلاؤں کا نشانہ اور اپنی عقوبتوں کا ہدف نہ قرار دے۔ مجھے مہلت دے اور میرے غم کو دور کر۔ میری لغزشوں کو معاف کر دے اور مجھے ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت میں مبتلا نہ کر۔ کیونکہ تو میری ناتوانی بے چارگی اور اپنے حضور میری گڑگڑاہٹ کو دیکھ رہا ہے۔ بارالہا! میں آج کے دن تیرے غضب سے تیرے دامن میں پناہ مانگتا ہوں تو محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور مجھے پناہ دے اور میں آج کے دن تیری ناراضگی سے امان چاہتا ہوں۔ تو محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور مجھے امان دے اور تیرے عذاب سے امن کا طلب گار ہوں۔ تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور مجھے (عذاب سے) مطمئن کر دے اور تجھ سے ہدایت کا خواستگار ہوں تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور مجھے ہدایت فرما اور تجھ سے مدد چاہتا ہوں تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور میری مدد فرما اور تجھ سے رحم کی درخواست کرتا ہوں تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور مجھ پر رحم کر اور تجھ سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور مجھے بے نیاز کر دے اور تجھ سے روزی کا سوال کرتا ہوں۔ تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور مجھے روزی دے اور تجھ سے کمک کا طالب ہوں تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور میری کمک فرما اور گذشتہ گناہوں کی آمرزش کا خواستگار ہوں تو رحمت نازل فرما محمد اور انکی آل پر اور مجھے بخش دے اور تجھ سے (گناہوں کے بارے میں) بچاؤ کا خواہاں ہوں تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور مجھے گناہوں سے بچائے رکھ

اس لئے کہ اگر تیری مشیت شامل حال رہی تو کسی ایسے کام کا جسے تو مجھ سے ناپسند کرتا ہو مرتکب نہ ہوں گا۔ اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! اے مہربان، اے نعمتوں کے بخشنے والے، جلالت وبزرگی کے مالک تو رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور جو کچھ میں نے مانگا اور جو کچھ طلب کیا ہے اور جن چیزوں کے حصول کے لئے تیری بارگاہ کا رخ کیا ہے ان سے اپنا ارادہ، حکم اور فیصلہ متعلق کر اور انہیں جاری کر دے اور جو بھی فیصلہ کرے اس میں میرے لئے بھلائی قرار دے اور مجھے اس میں برکت عطا کر اور اس کے ذریعہ مجھ پر احسان فرما اور جو عطا فرمائے اس کے وسیلہ سے مجھے خوش بخت بنا دے اور میرے لئے اپنے فضل وکشائش کو جو تیرے پاس ہے زیادہ کر دے اس لئے کہ تو تونگر وکریم ہے اور اس کا سلسلہ آخرت کی خیر ونیکی اور وہاں کی نعمت فراواں سے ملا دے۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اس کے بعد جو چاہوں دعا مانگوں اور ہزار مرتبہ محمد اور ان کی آل پر درود بھیجوں کہ امامؑ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ غیر معصوم کی بیعت جائز نہیں ہے۔ خدا فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶ [1]

کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو انہیں اپنے (اس) معاملے میں کوئی اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے گا۔

اس آیت "وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

---

[1] سورۂ احزاب: ۳۶

وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔[1] (بیشک آپ کی طرف بھی وحی کی جا چکی ہے اور ان (انبیاء) کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے کہ اگر (بفرضِ محال) آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔) کی تفسیر میں یہی ملتا ہے۔

معصومؑ کے علاوہ کسی کے لئے بیعت جائز نہیں ہے یہاں پر چند مطالب کو ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ہمیں تاریخ میں نہیں ملتا کہ اصحاب نے بیعت لی ہو یا مومنین میں سے کسی دوسرے کی بیعت کی ہو۔

۲۔ روایات میں غیر معصومؑ کی بیعت جائز نہیں ہے۔

۳۔ یہ مطلب علماء کی تقریر یا ان کی کتب میں نہیں ملتا۔

۴۔ رسول خداﷺ چاہتے تھے کہ امیر المومنین کے بیعت لیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کام مشکل ہے کہ تمام مومنین آپؐ کو ہاتھ ملائیں لہٰذا حکم دیا کہ زبانی عہد و بیعت کا اظہار کریں آپؐ نے یہ حکم بھی نہیں دیا کہ کسی دوسرے نیک آدمی کی بیعت ہو۔

۵۔ جب مکہ فتح ہوا تو آپؐ نے مردوں سے بیعت لی جب عورتوں کی باری آئی تو آپؐ نے فرمایا میں عورتوں کا مصافحہ نہیں لوں گا لہٰذا آپؐ نے پانی کا ظرف منگوایا اور حکم دیا وہ عورتیں اپنے ہاتھوں کو پانی میں ڈالیں پس عورتوں کے لئے یہی بیعت تھی۔

۶۔ غدیر کے موقع حضرت علی علیہ السلام کی بیعت تین دن تک جاری رہی جو گروہ بیعت کرتے آپ فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی فَضَّلَنَا عَلٰی جَمِیعِ الْعَالَمِینَ.[2]

پس بیعت صرف رسول خداﷺ و ائمہ علیہم السلام کے لئے ہوتی ہے خدا فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ

---

[1] سورۂ زمر: ۶۵

[2] الإحتجاج علی أهل اللجاج (للطبرسی)/ ج1/66/احتجاج النبی ص یوم الغدیر علی الخلق کلهم و فی غیره من الأیام بولایة علی بن أبی طالب ؑ و من بعده من ولده من الأئمة المعصومین صلوات الله علیهم أجمعین..... ص:55

فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا.[1]

(اے رسول) جولوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ (دراصل) اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پس جو (اس عہد کو) توڑے گا تو اس کے توڑنے کا وبال اسی کی ذات پر ہوگا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ اسے بڑا اجر عطا کرے گا۔

اگر بیعت واجب نہ ہو تو مستحب مؤکد ہے کیونکہ اس رجحان پایا جاتا ہے۔

صوفی حضرت میں بیعت رائج ہے بلکہ واجب جانتے ہیں لہٰذا ان میں سے جو آدمی صوفی ہوتا ہے اس کی لوگ بیعت کرتے ہیں۔

یہ دعویٰ بدون دلیل ہے اور اس مطلب پر کوئی آیت و روایت شاہد نہیں ہے۔

تیس: مال کے ذریعے آپ سے صلہ رحمی

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مال میں سے کچھ مال کو آپؑ کے لئے ہدیہ کرے اور یہ کام سارا سال جاری رہنا چاہئے۔ اس عمل میں امیر و غریب مرد و عورت برابر ہیں فقیر اپنی طاقت کے مطابق انجام دے گا۔

خدا فرماتا ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا.[2]

خدا کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

نیز فرمایا:

---

[1] سورۂ فتح: ۱۰

[2] سورۂ بقرہ: ۲۸۶

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۔ [1]

اللہ نے جتنا کسی کو دیا ہے اس سے زیادہ اسے تکلیف نہیں دیتا۔

ظاہراً یہ عمل مستحب مؤکدہ ہے جیسے ائمہ علیہم السلام کی زبانی فریضہ کے نام یاد کیا گیا ہے۔[2]

اصول کافی میں کلینی سے منقول ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ مال کو قائم کے نام مختص کرنا بے شک خدا اس کے درہم کو کوہ احد قرار دے گا پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۔[3]

ہے کوئی ایسا جو خدا کو قرض حسنہ دے تا کہ خدا اسے کئی گنا کر کے واپس کرے۔ خدا ہی تنگی کرتا ہے اور وہی کشادگی دیتا ہے۔

خدا کی قسم! یہ امام کے ساتھ صلہ کے بارے میں آیت ہے۔[4]

اسی کتاب میں خبر صحیح اسحاق بن عمار اور انہوں نے حضرت موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی کہ آپؑ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۔[5]

کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تا کہ وہ اسے اس کے لئے (کئی گنا) بڑھائے اور اس کے لئے بہترین اجر ہے۔

---

[1] سورۂ طلاق: ۷

[2] اصول کافی: ج ۱، ص ۵۳۷

[3] سورۂ بقرہ: ۲۴۵

[4] اصول کافی: ج ۱، ص ۵۳۷

[5] سورۂ حدید: ۱۱

یہ آیت امام کے ساتھ صلہ کے بارے میں ہے۔[1]

حسن بن میاح اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے انہیں فرمایا: اے صباح! امام کے ساتھ صلہ کے لئے ایک درہم کوہ احد سے زیادہ سنگین ہے اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام کے ساتھ صلہ کرنے کے لئے ایک درہم خرچ کرنا دوملین درہم اور نیک کاموں سے بہتر ہے۔[2]

ایک اور صحیح خبر میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ اللہ کے اس قول ۔ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ أَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ۔[3] (اور جو ان رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (صلہ رحمی کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور سخت حساب سے خائف وترساں رہتے ہیں) کے بارے میں فرمایا: یہ آیت آل محمد علیہم السلام سے صلہ رحمی کے لئے نال ہوئی ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے خدا کے اس قول مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ (کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تاکہ وہ اسے اس کے لئے (کئی گنا) بڑھائے) کے بارے میں فرمایا: یہ امام سے صلہ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[4]

ثواب الاعمال میں اسحاق بن عمار سے نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے اس آیت مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ أَضْعَافًا كَثِيْرَةً۔[5] (ہے کوئی ایسا جو خدا کو قرض حسنہ دے تاکہ خدا اسے کئی گنا کرکے واپس کرے۔ خدا ہی تنگی کرتا ہے اور وہی کشادگی دیتا ہے) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ امام سے صلہ کے بارے میں ہے۔[6]

---

[1] اصول کافی: ج۱، ص ۵۳۸
[2] اصول کافی: ج۲، ص ۱۵۶
[3] سورۂ رعد: ۲۱
[4] اصول کافی: ج۱، ص ۵۳۷
[5] سورۂ بقرہ: ۲۴۵
[6] فروع کافی: ج۴، ص ۲۶۰، ح ۳۱۲

اکتیس: ائمہ علیہم السلام کے شیعوں کے ساتھ صلہ کرنا

من لایحضرہ الفقیہ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: جو آدمی ہمارے ساتھ صلہ نہیں کرسکتا وہ ہمارے ماننے والوں سے صلہ کریں اور اس کا ثواب اسے ملتا ہے جو شخص ہماری زیارت نہیں کرسکتا وہ ہمارے صالح افراد کا دیدار کرے اسے ہماری زیارت کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص ہمارے ساتھ صلہ نہیں کرسکتا وہ ہمارے صالح شیعوں سے صلہ کریں انہیں ہمارے ساتھ صلہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ [1]

کتاب تہذیب میں بھی یہی حدیث انہیں الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ [2]

بتیس: مومنین کو خوشحال کرنا

اس عمل سے حضرت قائم علیہ السلام بھی خوش ہوتے ہیں مومنین کی مالی مدد کرنا، ان کی ضروریات وحاجات پورا کرنا، ان کے حق میں دعا کرنا، ان کا احترام ان کی اولاد اور خاندان کی مدد کرنا، انہیں قرض دینا اور اگر وہ قرض ادا نہیں کرسکتے تو انہیں مہلت دینا۔ پس جو شخص کسی مومن سے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے تو امام زمانہؑ خوش ہوتے ہیں اور بہت ثواب ملتا ہے۔ اس مطلب روایات دلالت کرتی ہیں۔

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے ملتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص تم میں سے کسی مومن کو خوشحال کرتا

---

[1] کامل الزیارات: ص ۳۱۹، باب ۱۰۵

[2] تہذیب شیخ طوسی: ج ۶، ص ۱۰۴

ہے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کو خوشحال کیا۔[1]

اس کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی جس میں آپؑ نے فرمایا: جو آدمی کسی مومن کو شاد کرتا ہے اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا اور جس نے رول خداؐ کو خوشحال کیا اس نے خدا کو خوشحال کیا۔[2]

اصول کافی میں ہی صحیح خبر نقل ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے حضرت داؤد کو وحی نازل فرمائی جو بندہ نیکی کرتا ہے میں اس پر جنت مباح کرتا ہوں حضرت داؤدؑ نے عرض کیا: اے پروردگار، نیکیا کیا ہے؟ خدا نے فرمایا: میرے کسی مومن کو خوش کرنا اگر وہ کھجور کے ایک دانے سے ہی ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اے پروردگار! جو تیری معرفت رکھتا ہے اس کی امید کو قطع نہ فرمایا۔[3]

تینتیس: قائم علیہ السلام کے لئے خیر خواہی

اصول کافی میں صحیح خبر نقل ہو جس میں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے دل وجان سے امام کی اطاعت کرتا ہے خدا اسے اعلیٰ درجہ عطا کرتا ہے۔[4]

کافی میں صحیح روایت نقل ہوئی کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد خیف میں لوگوں کے لئے خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ اس آدمی کو خرم رکھے جو میرے کلام کو سنتا ہے اور اسے حفظ کرتا ہے، جو غائب اسے بھی یہ پیغام پہنچا دو۔

تین چیزیں ایسی ہیں کسی مسلمان کے دل میں ان سے خیانت نہ کرے۔

ا۔ خدا کے لئے خالص عمل انجام دینا۔

---

[1] اصول کافی: ج۲، ص۱۸۹
[2] اصول کافی: ج۲، ص۱۹۲
[3] اصول کافی: ج۲، ص۱۸۹
[4] اصول کافی: ج۱، ص۴۰۴

۲۔ائمہ علیہم السلام اور مسلمانوں کے پیشوا کے لئے نصیحت و خیر خواہی ہونا۔

۳۔ان کی جماعت خیر اندیشی کرنا۔

تمام مسلمان برابر ہیں ان کا خون برابر ہے لوگ اپنے عہد و پیمان کی برقرار کے لئے کوشش کرنا کافی میں ملتا ہے کہ قریش کے ایک آدمی سے نقل ہوا کہ سفیان ثوری نے مجھے کہا: مجھے امام جعفرؑ کی خدمت میں لے جاؤ کہتا ہے ہم امام کی خدمت میں پہنچے تو وہ سواری پر سوار ہو چکے تھے۔

سفیان نے عرض کیا اے ابا عبداللہ! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد خیف میں ایک خطبہ فرمایا تھا اسے ہمارے لئے بیان فرمائیں، آپؑ نے فرمایا: ابی میں کام سے جا رہا ہوں ہوں واپسی پر آپ سے بیان کروں گا تھوڑی دیر کے بعد آپؑ سواری سے اتر آئے اور سفیان نے کہا: ہم قلم و کاغذ کو لے آتے ہیں تا کہ آپؑ کی زبانی تحریر کر لیں آپؑ نے فرمایا: لکھو:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ *

خُطْبَةُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ نَضَّرَ اللهُ عَبْداً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَ بَلَّغَهَا مَنْ لَمْ تَبْلُغْهُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ وَ النَّصِيحَةُ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَ اللُّزُومُ لِجَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ مُحِيطَةٌ مِنْ وَرَائِهِمْ الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَ هُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ.[1]

خطبہ لکھنے کے بعد سفیان نے یہ حدیث پڑھ کر سنائی اور آپؑ نے سنی اور پھر سوار ہو کر چلے گئے۔

---

[1] الکافی (ط - الإسلامية) / ج1 / 404 / باب ما أمر النبی ص بالنصيحة لأئمة المسلمين و اللزوم لجماعتهم و من هم..... ص:403

چونتیس: قائم علیہ السلام کی زیارت کرنا

عام حالت میں آپؑ کو سلام دینا ہر مکان و زمان میں اور بعض اوقات خاص مکان و زمان میں آپؑ کو سلام کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے اسے کتاب کے خاتمہ میں تحریر کریں گے۔

پینتیس: صالح مومنین کا دیدار کرنا

اس کی بحث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

چھتیس: قائم علیہ السلام پر درود بھیجنا

درود و سلام ایک قسم کی دعا ہے۔ خدا سے رحمت طلب کرنا لہٰذا جب بھی امام زمانؑ پر درود بھیجیں تو پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَوْلَانَا وَ سَیِّدِنَا صَاحِبِ الزَّمَانِ۔

سید بن طاؤس اپنی کتاب جمال الاسبوع میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ہر امام کے لئے خاص صلوات بھیجنے کا طریقہ ہے امام زمانہؑ پر اس طرح صلوات بھیجیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی وَلِیِّکَ وَ ابْنِ اَوْلِیَائِکَ الَّذِیْنَ فَرَضْتَ طَاعَتَھُمْ وَ اَوْجَبْتَ حَقَّھُمْ وَ اَذْھَبْتَ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھَّرْتَھُمْ تَطْھِیْراً اَللّٰھُمَّ

انْصُرْهُ وَ انْتَصِرْ بِهِ لِدِينِكَ وَ انْصُرْ بِهِ أَوْلِيَاءَكَ وَ أَوْلِيَاءَهُ وَ شِيعَتَهُ وَ أَنْصَارَهُ وَ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ كُلِّ طَاغٍ وَ بَاغٍ وَ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ خَلْقِكَ وَ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ احْرُسْهُ وَ امْنَعْهُ أَنْ يُوصَلَ إِلَيْهِ بِسُوءٍ وَ احْفَظْ فِيهِ رَسُولَكَ وَ آلَ رَسُولِكَ وَ أَظْهِرْ بِهِ الْعَدْلَ وَ أَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَ انْصُرْ نَاصِرِيهِ وَ اخْذُلْ خَاذِلِيهِ وَ اقْصِمْ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكَفَرَةِ وَ اقْتُلْ بِهِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِينَ وَ جَمِيعَ الْمُلْحِدِينَ حَيْثُ كَانُوا مِنْ مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ بَرِّهَا وَ بَحْرِهَا وَ سَهْلِهَا وَ جَبَلِهَا وَ امْلَأْ بِهِ الْأَرْضَ عَدْلًا وَ أَظْهِرْ بِهِ دِينَ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ السَّلَامُ وَ اجْعَلْنِي اَللّٰهُمَّ مِنْ أَنْصَارِهِ وَ أَعْوَانِهِ وَ أَتْبَاعِهِ وَ شِيعَتِهِ وَ أَرِنِي فِي آلِ مُحَمَّدٍ مَا يَأْمُلُونَ وَ فِي عَدُوِّهِمْ مَا يَحْذَرُونَ إِلَهَ الْحَقِّ رَبَّ الْعَالَمِينَ آمِينَ۔[1]

سینتیس: قائم علیہ السلام کے لئے نماز کے ثواب ہدیہ

اس مطلب پر ایک روایت شاہد ہے جسے سید ابن طاؤس نے اپنی کتاب جمال الاسبوع میں نقل کیا کہ ابو محمد صیمری سے روایت نقل ہوئی جسے ابوعبداللہ احمد بن عبداللہ بجلی سے مروی ہے:

جو نماز کا ثواب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ائمہ علیہم السلام اور دوسرے اوصیاء کے لئے ہدیہ کرتا ہے خدا بے حساب ثواب

[1] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع/493/ الصلاة على ولي الأمر المنتظر الحجة بن الحسن عليه السلام..... ص:493

عطا کرتا ہے۔ اے فلانی تیرا ہدیہ ہمیں ملا ہے آج ہم اس کا صلہ دیں گے پس خوش رہو۔[1]

اڑتیس: مخصوص نماز کا ہدیہ

اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ کسی امام قائم علیہ السلام کے لئے کوئی خاص نماز پڑھے تو اس کا کوئی کاص وقت نہیں جب چاہے امام کے لئے نماز مخصوص پڑھے۔ اگر چہ دو رکعت نماز ہی ہدیہ کرو۔ صبح کی نماز کی مانند شروع کریں کہ سات تکبیریں پڑھیں یا تین تکبیریں کہو۔ ہر رکعت میں تین مرتبہ یہ پڑھو:

صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ.

تشہد و سلام کے بعد یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الْأَخْيَارِ وَ أَبْلِغْهُمْ مِنِّي أَفْضَلَ التَّحِيَّةِ وَ السَّلَامِ اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذِهِ الرَّكَعَاتِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُولِكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهَا مِنِّي وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهَا عَنِّي وَ أَثِبْنِي عَلَيْهَا أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي فِيكَ وَ فِي نَبِيِّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ وَصِيِّ نَبِيِّكَ وَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ابْنَةِ نَبِيِّكَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سِبْطَيْ نَبِيِّكَ وَ أَوْلِيَائِكَ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ عليهم السلام يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.[2]

---

[1] جمال الاسبوع: ۱۵۰

[2] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع ص: 16

حضرت امیرؑ کے لئے نماز کا ہدیہ

دو رکعت نماز کے بعد دعا مذکور پڑھے پھر کہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ عَمِّ نَبِيِّكَ وَ وَصِيِّهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهَا مِنِّي وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا عَنِّي وَ أَثِبْنِي عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي فِيكَ وَ فِي نَبِيِّكَ وَ وَصِيِّ نَبِيِّكَ وَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ابْنَةِ نَبِيِّكَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سِبْطَيْ نَبِيِّكَ وَ أَوْلِيَائِكَ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى الطَّاهِرَةِ الْمُطَهَّرَةِ الطَّيِّبَةِ الزَّكِيَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهَا مِنِّي وَ أَبْلِغْهَا إِيَّاهُمَا عَنِّي وَ أَثِبْنِي عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي فِيكَ وَ فِي نَبِيِّكَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ وَصِيِّ نَبِيِّكَ وَ الطَّيِّبَةِ الطَّاهِرَةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سِبْطَيْ نَبِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

امام حسن علیہ السلام کو نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ

وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ؑ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّی وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا وَ أَثِبْنِي عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي فِيكَ وَ فِي نَبِيِّكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

امام حسین علیہ السلام کو نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ سِبْطِ نَبِيِّكَ الطَّيِّبِ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ الرَّضِيِّ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ الْمُجْتَبَى وَ يَأْتِي بِالدُّعَاءِ إِلَى آخِرِهِ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

امام سجاد علیہ السلام کو نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ سِبْطِ نَبِيِّكَ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ؑ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا وَ أَثِبْنِي عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي فِيكَ وَ فِي نَبِيِّكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

امام باقر علیہ السلام کے لئے نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ سِبْطِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ ؑ عِلْمَكَ. اَللّٰهُمَّ

فَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّی وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا وَ أَثِبْنِی عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِی وَ رَجَائِی فِيكَ وَ فِی نَبِيِّكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّی إِلَی عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ سِبْطِ نَبِيِّكَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ. اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّی وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا وَ أَثِبْنِی عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِی وَ رَجَائِی فِيكَ وَ فِی نَبِيِّكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لئے نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّی إِلَی عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ سِبْطِ نَبِيِّكَ مُوسَی بْنِ جَعْفَرٍ ؑ وَارِثِ عِلْمِ النَّبِيِّينَ. اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّی وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا وَ أَثِبْنِی عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِی وَ رَجَائِی فِيكَ وَ فِی نَبِيِّكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

امام علی رضا علیہ السلام کے لئے نماز کا ہدیہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّی إِلَی عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ

وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ سِبْطِ نَبِيِّكَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا ابْنِ الْمَرْضِيِّينَ.
اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا وَ أَثِبْنِي عَلَيْهِمَا أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي
فِيكَ وَ فِي نَبِيِّكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا
وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

امام محمد تقی علیہ السلام، علی نقی علیہ السلام اور حسن عسکری علیہ السلام کے لئے نماز کا ہدیہ

فَادْعُ بِالدُّعَاءِ إِلَى قَوْلِكَ اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي
إِلَى عَبْدِكَ وَ ابْنِ عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ سِبْطِ نَبِيِّكَ فِي أَرْضِكَ وَ
حُجَّتِكَ عَلَى خَلْقِكَ. اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي وَ أَبْلِغْهُ إِيَّاهُمَا وَ أَثِبْنِي عَلَيْهِمَا
أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي فِيكَ وَ فِي نَبِيِّكَ وَ وَلِيِّكَ وَ ابْنِ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ
الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ.

جب انسان کوئی عمل انجام دے تو اس خضوع وخشوع سے انجام دے خدا فرماتا ہے:

عسوا.......ایمان۔[1]

انتالیس: قائم کے لئے مخصوص وقت میں نماز کا ہدیہ

جمال الاسبوع میں ہے کہ ہر آدمی کے لئے مستحب ہے کہ روز جمعہ آٹھ رکعت نماز پڑھے چار رکعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کرے اور چار رکعت جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ہدیہ کرے۔

---

[1] سورۂ حجرات:۱۷

ہفتے کے دن چار رکعت نماز پڑھ کر حضرت امیرؑ کے لئے ہدیہ کریں۔ اسی طرح ہفتے کے سات دنوں میں ہر روز ایک امامؑ کو نماز ہدیہ کریں جمعرات کو چار رکعت نماز امام جعفر صادق علیہ السلام کو ہدیہ کریں ان نمازوں کی دو رکعتوں کے درمیان یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ وَ إِلَيْكَ يَعُودُ السَّلَامُ حَسْبُنَا رَبَّنَا مِنْكَ بِالسَّلَامِ اَللّٰھُمَّ إِنَّ هَذِهِ الرَّكَعَاتِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَلِّغْهُ إِيَّاهَا وَ أَعْطِنِي أَفْضَلَ أَمَلِي وَ رَجَائِي فِيكَ وَ فِي رَسُولِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.[1]

چالیس: قائم علیہ السلام کے لئے قرآنی تلاوت کا ہدیہ

اس کی فضیلت اور مستحب ہونے پر روایات دلالت کرتی ہیں۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ کافی میں علی بن مغیرہ سے روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میرے باپ نے آپ کے جد سے ہر شب ختم قرآن کے بارے میں پوچھا تھا تو آپؑ کے جد نے فرمایا تھا: ہر شب۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: آپ کے جد نے ماہ رمضان میں بھی فرمایا تھا۔

تو میرے والد نے ان کے لئے پڑھا تاھ۔ جتنا ممکن ہو سکے اس کے بعد میرے باپ نے چالیس مرتبہ ماہ رمضان میں قرآن پڑھا۔ پھر میں نے اپنے باپ کی طرف سے ختم کیا۔ جب بھی روز افطار ہوا ایک ختم قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور حضرت علی علیہ السلام کے لئے دوسرا ختم اور ایک ختم فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے پھر باقی ائمہ علیہم السلام کے لئے ختم کرتا رہا ہوں اس کے بعد ایک ختم قرآن تمہارے لئے کیا ہے اس کا کتنا ثواب ہے؟

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: تیرے لئے یہ ثواب ہے کہ قیامت کے دن تو ان کے ساتھ ہوگا۔

---

[1] جمال الأسبوع بكمال العمل المشروع/24/الفصل الثاني

میں نے عرض کیا: اللہ اکبر میرے لئے اتنا ثواب؟

آپؑ نے تین مرتبہ فرمایا: ہاں۔[1]

اکتالیس: قائم علیہ السلام کے ذریعے توسل وطلب شفاعت

آپؑ باب اللہ ہیں اور اس دروازے سے آئیں اور یہ باب خدا کی طرف ہے وہ خدا کی طرف سے شفیع ہیں۔ وہ اس خدا کی طرف سے ہیں کہ جس نے بندوں کو ان سے توسل کا حکم دیا ہے۔ ائمہ علیہم السلام سے روایات ہیں کہ اللہ کے اس فرمان۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔[2] (اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں اسے انہی کے ذریعہ سے پکارو) کے بارے میں فرمایا: خدا کی قسم! ہم ہیں اسماء حسنی کہ خدا نے اپنے بندوں کو انہیں وسیلہ قرار دینے کا دستور فرمایا۔[3]

بحارالانوار میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم پر کوئی مصیبت ومشکل آئے تو خدا سے ہمارے وسیلہ سے مدد مانگو کیونکہ خدا فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں اسے انہی کے ذریعہ سے پکارو۔

اس کتاب میں قبس سے نقل ہوا کہ ائمہ علیہم السلام سے توسل کی دعا یہ ہے خاص کر امام زمانہ کے لئے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِحَقِّ وَلِيِّكَ وَ حُجَّتِكَ صَاحِبِ الزَّمَانِ اِلَّا اَعَنْتَنِي بِهِ عَلٰى جَمِيعِ اُمُورِي وَ كَفَيْتَنِي بِهِ مَئُونَةَ كُلِّ مُؤْذٍ وَطَاغٍ وَبَاغٍ وَ

---

[1] اصول کافی: ج ۲، ص ۶۱۸

[2] سورۂ اعراف: ۱۸۰

[3] بحارالانوار: ج ۹۴، ص ۲۲

أَعِنِّي بِهِ فَقَدْ بَلَغَ مَجْهُودِي وَ كَفَيْتَنِي كُلَّ عَدُوٍّ وَ هَمٍّ وَ غَمٍّ وَ دَيْنٍ وَ وُلْدِي وَ جَمِيعَ أَهْلِي وَ إِخْوَانِي وَ مَنْ يَعْنِينِي أَمْرُهُ وَ خَاصَّتِي آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ.[1]

بحار الانوار میں کتاب عدۃ الداعی میں سلمان فارسیؓ سے ملتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک خدا فرماتا ہے: اے میرے بندو! اپنی ہر حاجت کو میرے محبوب ترین افراد کے ذریعے طلب کرو جان لو! گرامی ترین اور برترین مخلوق میرے نزدیک محمدؐ اور اس کا بھائی علیؑ ہیں اور ان کے بعد باقی ائمہ علیہم السلام جو اللہ کے لئے وسیلہ بنتے ہیں۔

یعنی اگر انسان کو کوئی حاجت ہو تو وہ اللہ سے طلب کرتے ہیں اور ائمہ علیہم السلام کو وسیلہ بناتے ہیں یعنی اگر انسان کو کوئی حاجت ہو تو وہ اللہ سے طلب کرتے ہیں اور ائمہ علیہم السلام کو وسیلہ قرار دیتے ہیں بے شک ہر دعا و مشکل محمد وآل محمد علیہم السلام کے ذریعے حل کرو۔

بیالیس: لوگوں کو قائم علیہ السلام کی طرف دعوت دینا

یہ کام اطاعت اور واجب ترین عبادت میں سے ہے اس کی فضیلت پر تمام وہ آیات و روایات دلالت کرتی ہیں جو امر و نہی کی فضیلت کے بارے میں ہیں لوگوں کو ہدایت اور حق کی دعوت دینا روایات میں ملتا ہے جو عالم لوگوں اسلامی تعلیمات دیتا ہے اور ائمہ علیہم السلام کی طرف دعوت دیتا ہے وہ ستر ہزار عابد سے بہتر ہے۔

---

[1] بحار الأنوار (ط - بيروت) / ج91 / 35 / باب 28 الاستشفاع بمحمد و آل محمد في الدعاء و أدعية التوجه إليهم و الصلوات عليهم و التوسل بهم صلوات الله عليهم ..... ص: 130

تینتالیس: امام قائم کی طرف لوگوں کو دعوت دینا

شیخ کلینیؒ صحیح سند سے سلیمان بن خالد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک خاندان ہے جو میری بات کو قبول کرتا ہے کیا انہیں اس امر کی دعوت دوں۔

آپ نے فرمایا: ہاں۔

خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ.[1]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آتشِ دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو تند خو اور درشت مزاج ہیں انہیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔[2]

اس مطلب کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس آیت "وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ"[3]

---

[1] سورہ تحریم: ۶

[2] اصول کافی: ج ۲، ص ۲۱۱

[3] سورہ بقرہ: ۸۳

(اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ سے (خصوصاً) رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے (عموماً) نیک سلوک کرنا اور سب سے اچھی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ مگر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا باقی سب اس (عہد) سے پھر گئے۔ اور تم ہو ہی روگردانی کرنے والے) کی تفسیر کے بارے میں فرمایا: بے شک رسول خدا ﷺ نے یتیم سے نیکی کرنے کی تاکید فرمائی کیونکہ وہ باپ سے جدا ہوتے ہیں۔

پس جو انہیں عزیز سمجھتا ہے خدا اسے عزیز سمجھتا ہے۔ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے خدا اسے جنت میں ہر بال کے بدلے محل عطا کرے گا۔ جو دنیا سے وسیع ہوگا۔ اس یتیم سے بھی سخت یہ ہے کہ انسان اپنے امام سے جدا ہو جائے اور امام تک رسائی حاصل نہ کر سکتا ہو۔ جو شخص ہماری تعلیم دیتا ہے اسے اعلیٰ درجہ ملتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہمارے شیعوں میں سے ہماری شریعت کو جانتا ہے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتا ہے روز قیامت اس کے سر پر نور کا تاج ہوگا جس کے تار دنیا سے زیادہ قیمتی ہوں گے۔ پھر خدا کی طرف سے ندا آئے گی: اے اللہ کے بندو! یہ عالم آل محمد علیہم السلام کے بعض شاگردوں میں سے ہے۔

امام نے فرمایا: ایک عورت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور چند مسائل پوچھنے لگی: اس نے پہلا سوال کیا، بی بی نے جواب، اس عورت نے دوسرا سوال کیا، جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے جواب دیا۔

اسی طرح اس نے تیسرا سوال کیا اور بی بی نے جواب دیا۔ حتیٰ کہ اس عورت نے بی بی سلام اللہ علیہا سے دس مسائل پوچھے اس کے بعد زیادہ سوال کرنے سے وہ عورت شرمائی اور بی بی سلام اللہ علیہا سے عرض کرنے لگی: اے رسولؐ کی بیٹی! آپ کو بہت زحمت دی اب زیادہ زحمت نہیں دوں گی۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اگر ایک شخص اجیر بنے اور اسے ایک لاکھ دینار ملیں تو اسے بار کی سنگینی محسوس نہیں ہوگی۔

اس عورت نے کہا: اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: مجھے ہر ایک مسئلے کے بدلے اتنی مقدار میں سرور ارید ملیں گے جن سے زمین و آسمان جگہ پر ہو جائے گی۔

بے شک ہمارے شیعہ علماء اس حال میں جنت میں داخل ہوں گے کہ کرامت کا لباس پہنا ہو گا حتیٰ کہ ہر ایک کو ایک ملیون نورانی حلہ (جنتی لباس) پہنایا جائے گا۔ پھر منادی ندا دے گا: اے آل محمد علیہم السلام کے یتیموں کے کفیل جو اپنے امام سے جدا تھے اور تم نے انہیں تعلیم دی۔ یہ تمہارے شاگرد ہیں اور یتیم ہیں جن کی تم نے کفالت کی تھی پس انہیں جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ حتیٰ کہ ہر ایک کو ایک لاکھ حلہ دیا جائے گا پھر خدا فرمائے گا ان علماء کو اور خلعت دو۔

بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اس خلعت کا ایک تار اس سے بہتر ہے جس پر آفتاب چمکتا ہے۔

حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام نے اس طرح فرمایا: جو شخص ہمارے شیعہ یتیم کی کفالت کرے اور ہماری تعلیم دے تا کہ اس کی ہدایت ہو۔ خدا اس سے فرمائے گا:

اے میرے بندے! اے مساوات کرنے والے!

اے میرے فرشتو! جنت اس عالم کے لئے اس کی تعلیمات دینے کے ہر حرف کے بدلے ایک محل بناؤ۔

حضرت حسین بن علی علیہما السلام نے فرمایا: خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ مجھے میری مخلوق کے درمیان محبوب بنا اور میری مخلوق کو میرے لئے محبوب بنا دے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے پروردگار! اس کام کو کیسے انجام دوں؟

آپ نے فرمایا: میری نعمتوں کو انہیں کو یاد دلائیں تا کہ وہ مجھے دوست رکھیں اگر ایک بندہ میرے در سے فرار کر گیا تو نے اسے واپس سیدھا راستے پر لایا یا کسی گمراہ کی ہدایت کی ہو تو یہ اس عالم کے لئے ایک لاکھ عبادت سے بہتر ہے کہ جس میں وہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو شب زندہ دار ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یہ تیرا بندہ فرار کرنے والا کہاں ہے؟ خدا نے فرمایا: گناہ گار، عرض کیا گیا وہ تیری درگاہ سے دور کون ہے؟ اللہ نے فرمایا: جو اپنے زمانے کے امام سے جاہل ہو اور اس کی معرفت نہ رکھتا ہو۔ اس کی تعلیم سے جاہل ہے۔ اسے عبادت کرنے کی دعوت دینا۔

حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے ہمارے شیعہ گروہ کے علماء تمہارے لئے خوشخبری ہو۔ تم بہترین ثواب کے مستحق ہو۔

حضرت محمد بن علی امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: عالم ایک صاحب شمع کی مانند ہے جو لوگوں کو روشنائی عطا کرتا ہے پس جو شخص کسی اس شمع سے رہنمائی ہو اس کے لئے دعائے خیر کرے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعہ علماء ابلیس کے نفوذ کے لئے ایک رسد ہیں ان کو ضعیف افراد کے خروج پر ہمارے شیعہ روکتے ہیں۔ یاد رکھو جو شخص یہ کام انجام دیتا ہے اسے ایک ملیون بار اس سے بہتر ہے جو دشمن کے مقابلے میں جنگ کرتا ہو۔

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ایک فقیہ جو ہمارے یتیموں میں سے جو ہمیں دیکھنے سے محروم ہے کو نجات دے۔ جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے وہ عالم پوری کرتا ہے ایسا آدمی ہزار عابد سے زیادہ موثر ہے۔ کیونکہ عابد صرف اپنی نجات کے لئے لیکن عالم اپنی نجات کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نجات دیتا ہے اور شیطان سے لوگوں کو بچاتا ہے۔ لہٰذا یہ عالم خدا کے نزدیک دس ہزار عابد سے بہتر ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اس طرح فرمایا: روز قیامت عابد سے کہا جائے گا کہ تو اپنی نجات کے لئے اچھا کام کیا۔ پس جنت میں داخل ہو جاؤ اور فقیہ سے کہا جائے گا اے آل محمدؐ کے یتیموں کی پرورش کرنے والے! تو نے ہمارے ماننے والوں کی ہدایت کی۔ لہٰذا کھڑے رہو اور جس جس آدمی کو تو نے تعلیم دی اس کی شفاعت کرو۔ حتیٰ کہ امام نے دس گروہ تک فرمایا کہ وہ عالم کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

حضرت محمد بن علی جواد علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جو آل محمد کا کفیل رہا یعنی جو امام زمانہؑ سے جدا رہے اور تاریکی میں بھٹکتے رہے اور ناصبیوں، شیطان اور دشمنوں کے اسیر بن گئے۔ پس تو نے انہیں نجات دی۔ ایسے افراد کی خدا کے نزدیک بلند ترین درجہ ہے۔ اسے دوسری پر اس طرح برتری حاصل ہے جس طرح چودھویں کے چاند کو ستارہ پر ہوتی ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعہ علماء ہمارے ضعیف دوستوں اور اہل ولایت کے عہدیدار ہیں روز قیامت اس حال میں آئیں گے کہ ان سروں پر نورانی تاج ہوں گے ان کے گھر وسیع ہوں گے۔ تاج کی شعاعیں منتشر ہوں گی۔ پس وہ جنت کے بلند درجے پر فائز ہوں گے۔ ان تاج کی شعاعوں سے ناصبی نابینا اور

بہرے ہو جائیں گے۔[1]

اس مطلب پر خدا کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ.[2]

(اے پیغمبرؐ) آپ اپنے پروردگار کے راستے کی طرف (لوگوں کو) بلائیں حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے بہترین انداز میں بحث و مباحثہ کریں۔ آپ کا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا کون ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ ہدایت یافتہ کون ہے؟

اس آیت میں تین مطالب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ا۔ اگرچہ ظاہری طور پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے لیکن تمام اہل معرفت کو شامل ہے۔

جیسے خدا نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ.[3]

بالتحقیق جو لوگ چھپاتے ہیں ہماری نازل کردہ روشن تعلیمات و ہدایت کو جبکہ ہم تمام لوگوں کے لئے انہیں کتاب میں واضح طور پر بیان کر چکے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

نیز فرمایا:

---

[1] تفسیر امام حسن عسکری: ۳۳۹ تا ۳۴۵

[2] سورۂ نحل: ۱۲۵

[3] سورۂ بقرہ: ۱۵۹

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.[1]

اورتم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو نیکی کی دعوت دے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی وہ لوگ ہیں (جو دین و دنیا کے امتحان میں) کامیاب وکامران ہوں گے۔

۲۔بے شک سبیل اللہ سے مراد وہ راہ ہے جس سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہ راہ ائمہ علیہم السلام کی شناخت اور ان کی پیروی ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ رضائے الٰہی ممکن نہیں۔

منصب شفاعت حضرت حجت کے ساتھ مخصوص ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ائمہ کے وصف اور ان کے مناسب کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَالْهَادِي الْمَهْدِيُّ شَفِيعُهُمْ.[2]

ہدایت کرنے والا مہدیؑ ان کا شفاعت کرنے والا ہے۔

باقی ائمہ اور انبیاء بھی روز قیامت شفاعت کریں گے۔

زیارت جامعہ میں اس طرح آیا ہے:

أَنْتُمْ يَاسَادَاتِي السَّبِيلُ الْأَعْظَمُ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ.[3]

۳۔آپؑ کی دعوت دینا وسیلہ حکمت ہے۔ گمراہی اور ہلاکت سے علماء نجات دیتے ہیں۔

امیر نے فرمایا:

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۰۴

[2] بحار الأنوار (ط - بيروت) / ج26 / 316 / باب 6 تفضيلهم على الأنبياء و على جميع الخلق و أخذ ميثاقهم عنهم و عن الملائكة و عن سائر الخلق و أن أولي العزم إنما صاروا أولي العزم بحبهم صلوات الله عليهم ..... ص: 267

[3] بحار الأنوار (ط - بيروت) / ج97 / 344 / باب 4 زيارته صلوات الله عليه المطلقة التي لا تختص بوقت من الأوقات ..... ص: 263

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَيِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ.[1]

جو لوگ پرہیز گار ہیں جب انہیں کوئی شیطانی خیال چھو بھی جائے تو وہ چوکنے ہو جاتے ہیں اور یادِ الٰہی میں لگ جاتے ہیں اور ان کی بصیرت تازہ ہو جاتی ہے (اور حقیقتِ حال کو دیکھنے لگتے ہیں)۔

نیز فرمایا:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا.[2]

اور جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے (مشکل سے نجات کا) راستہ پیدا کر دیتا ہے۔

نیز فرمایا:

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ.[3]

جسے وہ چاہتا ہے حکمت و دانائی عطا فرماتا ہے اور جسے (منجانب اللہ) حکمت عطا ہوئی، بے شک اسے درحقیقت خیر کثیر (بڑی دولت) مل گئی۔ عقلمندوں کے سوا کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا۔

امام نے فرمایا: ہم ہیں خیر اور دشمن ہیں شر۔[4]

---

[1] سورۂ اعراف: ۲۰۳

[2] سورۂ طلاق: ۲

[3] سورۂ بقرہ:

[4] تفسیر البرہان: ج ۳، ص ۲۵۳، ح ۲

چوالیس: آپ کے حقوق کی رعایت اور وظائف کی ذمہ داری

کیونکہ اللہ اور رسولؐ کے بعد عام اہل عالم پر امام کا حق زیادہ مہم۔ اللہ نے آپ کو خاص مرتبہ دیا اور آپ کا انتخاب کیا وہ بندوں کو فیض پہنچانے میں واسطہ ہیں۔ رسول خداؐ کی قرابت کا حق زیادہ اہم وعظیم ہے۔ ائمہ سے مروی ہے کہ جو خدا کے لئے حق ہے وہ ہماری طرف سے ہے۔ کیونکہ آپ کے حق کی رعایت کرنا درحقیقت خدا کے حق کی رعایت ہے۔

پینتالیس: آپؑ کو خشوع دل سے یاد کرنا

آپ کو یاد کرتے وقت دل نرم ہوتا ہے اور آپ کے دوستوں کی مجالس میں شرکت قساوت قلبی برطرف ہوتی ہے۔ اسی مجالس سے بچ کر رہنا جو حسرت وپشیمانی کا سبب ہیں۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَ لَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡہِمُ الۡاَمَدُ

فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ [1]

کیا اہلِ ایمان کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی یاد اور (خدا کے) نازل کردہ حق کیلئے نرم ہوں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی پس ان پر طویل مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہوئے اور (آج) ان میں سے اکثر فاسق (نافرمان) ہیں۔

روایت میں ہے کہ یہ روایت حضرت قائم علیہ السلام آل محمد علیہم السلام کے بارے میں ہے اور مدت سے مراد دوران غیبت ہے۔ [2]

چھیالیس: عالم اپنے علم کو ظاہر کرے

اصول کافی میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب امت میں بدعت ظاہر ہوں تو عالم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہیے جو عالم یہ کام نہیں کرتا اس پر خدا کی لعنت ہو۔ [3]

اسی کتاب میں صحیح سند سے امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: جب میرے بعد کسی بدعت والے فرد کو دیکھو تو اس سے بیزاری کا اظہار کرو۔ ان کی سرزنش کرو اور ان کے برائے اعمال کو لوگوں کو بتاؤ تا کہ عوام ان کے فریب میں آ کر فتنہ وفساد برپا نہ کردیں۔ لوگ ان سے دوری اختیار کریں۔ تا کہ وہ بھی بدعت گزار نہ ہوں۔ ایسا شخص جو ان کو روکتا ہے اسی کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور آخرت میں اس کا اعلیٰ مرتبہ ہوگا۔ [4]

---

[1] سورۂ حدید:۱۶

[2] البرہان: ج ۴، ص ۲۹۱

[3] اصول کافی: ج ا، ص ۵۴

[4] اصول کافی: ج ۲، ص ۳۷۵

سینتالیس: غیروں سے راز کو مخفی رکھنا اور تقیہ اختیار کرنا

کافی میں صحیح سند سے امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے خدا کے اس کلام "أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔ [1] (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر وثبات کی وجہ سے دوہرا اجر عطا کیا جائے گا اور وہ برائی کا دفعیہ بھلائی سے کرتے ہیں اور ہم نے انہیں جو رزق دے رکھا ہے وہ اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں) کے بارے میں پوچھا گیا: حسنہ اور سیئہ سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: حسنہ تقیہ ہے اور بدی فاش کرنا۔ [2]

اسی کتاب میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تقیہ مومن کے لئے ڈھال ہے۔ تقیہ مومن کی پناہ گاہ ہے جس میں تقیہ نہیں اس کا ایمان نہیں۔ [3]

راوی محمد بن سعید کہتا ہے اس حدیث کو سونے سے لکھنا چاہیے اور میں نے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھی ہے۔

کمال الدین میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس میں آپ سے بہترین عمل کے بارے میں پوچھا گیا: حضرت نے فرمایا: زبان کی حفاظت اور خانہ نشینی۔ [4]

تفسیر نیشاپوری میں ملتا ہے کہ خدا کا فرمان ہے:

---

[1] سورۂ قصص: ۵۴

[2] اصول کافی: ج ۲، ص ۲۱۷

[3] اصول کافی: ج ۲، ص ۲۲۱

[4] کمال الدین: ج ۱، ص ۳۳۰

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۔ [1]

اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ اپنی جانوں کی فکر کرو۔ جو گمراہ ہے وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا جب کہ تم ہدایت یافتہ ہو (راہِ راست پر ہو)۔

اڑتالیس: تکلفات پر صبر و تحمل کرنا

میرے بھائیو! خداوند عالم قائم کی غیبت کے دوران لوگوں کا مختلف قسم کا امتحان لے گا تا کہ اچھے اور برے کے درمیان فرق معلوم ہو جائے۔ نیک افراد کے درجات بلند ہوں اور پلید و شوم افراد کو دوزخ کی آگ میں پھینکا جائے گا۔

خدا فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ [2]

اللہ مؤمنوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس حال پر تم اب ہو۔ جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ تمہیں غیب پر مطلع کرے۔ البتہ اللہ (غیب کی باتیں بتانے کے لیے) اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ سو تم اللہ

[1] سورۂ مائدہ: ۱۰۵

[2] سورۂ آل عمران: ۱۷۹

اوراس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ۔ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہارے لئے بڑا اجر وثواب ہے۔

اور خدا کی یہ سنت گذشتہ وآئندہ کے لئے ہے۔

خدا فرماتا ہے:

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ.[1]

کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے (زبانی) کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائیگی؟ حالانکہ ہم نے ان (سب) کی آزمائش کی تھی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں سو اللہ ضرور معلوم کرے گا ان کو جو (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے لوگو! خدا نے تمہیں ظلم وستم سے دور رکھا ہے۔ لیکن امتحان ضرور ہے۔

خدا فرماتا ہے:

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ.[2]

بے شک اس (واقعہ) میں بڑی نشانیاں ہیں اور ہم (لوگوں کی) آزمائش کیا کرتے ہیں۔

تحف العقول میں امام صادق علیہ السلام کی نصائح میں ہے کہ اے نعمان کے بیٹے! ہر مومن میں تین سنت کا ہونا ضروری ہے خدا کی سنت، رسولؐ کی سنت اور امام کی سنت۔ خدا کی سنت یہ ہے کہ اسرار کو پنہاں رکھیں۔

خدا فرماتا ہے:

---

[1] سورۂ عنکبوت: ۲، ۳

[2] سورۂ مومنون: ۳۰

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا.[1]

وہ (اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

رسولؐ کی سنت یہ ہے کہ لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آئیں۔

امام کی سنت یہ ہے کہ امام زمانہؑ کے ظہور کے دوران صبر کرنا۔ مشکلات کو برداشت کرنا ہے۔

اصول کافی میں ملتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ حکومت قتل وغارت اور ظلم کا وسیلہ ہوگی۔ ثروت مند بخیل ہوں گے۔ جس نے اس زمانے کو پایا وہ فقر پر صبر کرے، لوگوں کی دشمنی پر صبر کرے۔ ذلت وخواری پر صبر کرے ایسے شخص کو خدا پچاس صدیقین کا ثواب عطا فرمائے گا۔[2]

تفسیر البرہان میں خدا کے اس قول "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣوَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[3] (اے ایمان والو! صبر وتحمل سے کام لو۔ اور (کفار کے) مقابلہ میں پامردی دکھاؤ۔ اور (خدمت دین کے لیے) کمر بستہ رہو۔ تاکہ تم فوز وفلاح پاؤ (اور دنیا وآخرت میں کامیاب ہوجاؤ)) کے بارے میں فرمایا: ہمارے خاطر ہوئے مصائب پر صبر کرو۔ تمہارا ولی غائب ہوگا اور تمہارے دشمن زیادہ ہوں گے۔ لہٰذا اس دوران ائمہ سے تمسک رکھنا۔

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: صبر کو وہی مقام حاصل ہے جو سر کو بدن پر حاصل ہے۔ اگر سر ختم ہوجائے تو بدن بھی نابود ہوجاتا ہے اسی طرح اگر صبر ختم ہوجائے تو ایمان ختم ہوجاتا ہے۔[4]

اللہ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور فرمایا:

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا.[5]

---

[1] سورۂ جن: ۲۶

[2] اصول کافی: ج ۲، ص ۹۱

[3] سورۂ عمران: ۲۰۰

[4] اصول کافی: ج ۲، ص ۸۷، باب الصبر، ح ۲

[5] سورۂ مزمل: ۱۰، ۱۱

نیز فرمایا:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ. [1]

اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہیں آپؐ (بدی کا) احسن طریقہ سے دفعیہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ میں اور جس میں دشمنی تھی وہ گویا آپ کا جگری دوست بن گیا۔ اور یہ صفت انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ طریقہ کار انہی کو سکھایا جاتا ہے جو بڑے نصیب والے ہوتے ہیں۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کیا اور لوگوں نے آپؐ پر جادو، مجنوں کی تہمت لگائی پس آپ سینہ تنگ ہوا اور اللہ نے یہ آیت

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ. [2]

اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ (یہ لوگ) کہتے رہتے ہیں اس سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں صبر آیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے، اپنے اہل خانہ اور اپنی آبرو کے لئے صبر کیا۔

پس خدا نے یہ آیت

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا

---

[1] سورۂ سجدہ: ۳۴، ۳۵

[2] سورۂ حجرات: ۹۷۔۹۸

مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ.[1]

بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ دن میں پیدا کیا ہے اور ہم کو تھکان نے چھوا تک نہیں۔ وہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور سورج کے طلوع وغروب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۛ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ.[2]

اور ہم نے ان میں سے بعض کو ایسا امام و پیشوا قرار دیا تھا جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب کہ انہوں نے صبر کیا تھا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

اس وقت آنحضور ﷺ نے فرمایا: صبر ایمان سے ہے جس طرح سر کو بدن سے نسبت ہے پس خدا صبر کے بدلے اور احسان کے بدلے فرمایا۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ.[3]

اور ان کی جگہ ہم نے ان لوگوں کو وارث (اور مالک) بنایا جن کو کمزور سمجھا جاتا تھا۔ اور وارث بھی اس مشرق ومغرب کا بنایا جس میں ہم نے برکت دی ہے اور اسی طرح آپ کے

---

[1] سورۂ ق: ۳۹

[2] سورۂ سجدہ: ۲۴

[3] سورۂ اعراف: ۱۳۷

پروردگار کا وہ اچھا وعدہ پورا ہو گیا جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا کیونکہ انہوں نے صبر و ضبط سے کام لیا تھا اور ہم نے اسے مٹا دیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم والے کرتے تھے اور برباد کر دیئے وہ اونچے مکان جو وہ تعمیر کرتے تھے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ خوش خبری اور انتقام ہے کہ مشرکین سے جنگ کی اجازت دی ہے۔

اور یہ آیت نازل ہوئی:

فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ. [1]

پس جب محترم مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کرو اور انہیں گرفتار کرو۔ اور ان کا گھیراؤ کرو اور ہر گھات میں ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔

نیز فرمایا:

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ. [2]

اور ان (خواہ مخواہ لڑنے والے کفار و مشرکین) کو جہاں کہیں پاؤ۔ قتل کر دو۔ اور انہیں نکال دو جہاں (مکہ) سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے اور فتنہ پروری قتل سے بھی بڑھ کر (بری) ہے۔

[1] سورۂ توبہ: ۵

[2] سورۂ بقرہ: ۱۹۱

پس خدا نے رسول خدا ﷺ کے ہاتھوں مشرکین کو قتل کرایا۔ اس کا ثواب صبر کا ثواب ملا جو آپ کے لئے آخرت کے لئے ذخیرہ کیا گیا ہے۔ پس جو بھی صبر کرے اور راہ خدا میں برداشت وتحمل کرے اللہ اس آخرت میں اس لئے ذخیرہ قرار دیتا ہے۔

اسی کتاب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوتی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا: جب میرے والد گرامی کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا: بیٹا تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جو مجھے میرے والد گرامی نے نصیحت فرمائی تھی: اے بیٹا! صبر کر اگرچہ تلخ ہی کیوں نہ ہو۔

کمال الدین میں بزنطی سے نقل ہوا کہ اس نے کہا: حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کتنا اچھا ہے کہ امام زمانہ کے ظہور کی انتظار کی جائے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے:

وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ۔ [1]

اور تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

نیز فرمایا:

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۔ [2]

پھر تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

پس قائم کے ظہور پر صبر وکرو بے شک تم سے پہلے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ [3]

اسی کتاب میں محمد بن مسلم سے ملتا ہے کہ اس نے کہا: میں نے سنا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم کے ظہور سے مومنین کے لئے خدا کی طرف نشانیاں ہیں۔

عرض کیا گیا: قربان جاؤں وہ نشانیاں کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا: فرمان خدا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ۔ (اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے) البتہ تمہیں آزمائیں گے۔ ظہور سے پہلے۔

---

[1] سورۂ ہود: ۹۳

[2] سورۂ اعراف: ۷۱

[3] کمال الدین: ج ۲، ص ۶۴۵

بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ. [1]

خوف وخطر، اور کچھ بھوک (و پیاس) اور کچھ مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ (یعنی ان میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ)۔ (اے رسول) خوشخبری دے دوان صبر کرنے والوں کو۔

آپ نے فرمایا: ان کا امتحان ہوگا آخری حکومت میں بہت خوف ہوگا۔ بھوک اور مہنگائی ہوگی۔ موت عام ہوگی۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! یہ ہے تاویل اس آیت کی:

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ . [2]

اوران لوگوں کے سوا جو علم میں مضبوط و پختہ کار ہیں اور کوئی ان کی تاویل (اصل معنی) کو نہیں جانتا۔

تفسیر نیشاپوری میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کو امر و نہی کرو جب دیکھو کہ پست آدمی کی اطاعت ہو رہی ہے۔ ہوائے نفس کی پیروی ہو رہی ہے۔ دنیا تو ترجیح دی جائے گی۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے کو پسند کرے گا۔

غیبت نعمانی میں امام صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مومنین کا امتحان ہوگا۔ خدا انہیں ایک دوسرے سے ممتاز کرے گا۔ بے شک خدا نے مومنین کو وبا اور دنیا کی تلخی سے محفوظ نہیں رکھا۔ لیکن آخرت میں بدبختی سے نجات پائیں گے۔

پھر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امام سجاد علیہ السلام کربلا کی سرزمین پر لاشوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو فرمایا: ہمارے مقتولین انبیاء کے مقتولین ہیں۔ [3]

اسی کتاب میں امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: مجھے پسند ہے کہ آزاد رہو اور تین کلمات لوگوں سے کہو جو کچھ خدا نے

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۵۵

[2] عمران: ۷۰

[3] غیبت نعمانی: ۱۱۲

چاہا مجھے ولی عہد بنایا اور خدا سے پیمان ہے کہ صبر کرو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی:

لَتُبْلَوُنَّ فِيٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۖ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ.[1]

(مسلمانو) ضرور تمہیں تمہارے مالوں اور جانوں کے بارے میں آزمایا جائے گا اور تمہیں اہل کتاب مشرکین سے بڑی دل آزار باتیں سنا پڑیں گی۔ اور اگر تم صبر وضبط سے کام لو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تو بے شک یہ بڑی ہمت اور حوصلے کا کام ہے۔

انچاس: خدا سے صبر کی درخواست

مومن کے وظائف میں سے ایک وظیفہ ہے کہ غیبت کے زمانے میں خدا سے صبر کرنے کی التجا کرے۔[2]

خدا انبیاء سے خطاب فرمایا:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ.[3]

اور (اے پیغمبر) آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا تو محض اللہ کی توفیق سے ہے اور آپ ان لوگوں کے حال پر غم نہ کیجئے اور نہ ہی ان کی مکاریوں سے دل تنگ ہو جایئے۔

---

[1] سورہ عمران: ۱۸۶

[2] کمال الدین: ج ۲، ۵۱۲

[3] سورہ نحل: ۱۲۷

پچاس: قائم علیہ السلام کی غیبت کے دوران ایک دوسرے کو صبر کی سفارش

اس مطلب پر امر ونہی کی روایات شاہد ہیں اور دوسرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ کی پیروی ہے۔ سید ابن طاووس سے کتاب اقبال میں نقل ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے خطبہ میں فرمایا کہ سورہ والعصر علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کی تفسیر یہ ہے: خدا کی قسم! بے شک انسان خسارہ میں ہے یعنی دشمن آل محمدؑ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ائمہ کی ولایت کو قبول کیا اور غیبت کے زمانے میں ایک دوسرے سے ہمدردی اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔[1]

میں کہتا ہوں صبر سے مراد یہ ہے کہ مومن اپنی اولاد، رشتہ دار اور دوستوں کو حضرت قائم علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت دیں اور ان کی طولانی غیبت میں صبر کریں، اس غیبت کے دوران فتنہ وفساد ہوگا۔ ہمارے دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کریں۔

محمد بن الفضیل امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے قائم کے ظہور کے بارے میں پوچھا گیا: آپ نے فرمایا: کیا اپنے فرج کا انتظار کریں؟

خدا فرماتا ہے:

فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ.

پھر تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔[2]

---

[1] اقبال: ۲۵۷

[2] بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۲۸، ح ۲۲

اکاون: ایسی مجالس سے پرہیز جن میں قائم علیہ السلام کا مسخرہ ہو

دشمن اہل بیت علیہم السلام کی مجالس اور گمراہ کرنے والی محافل سے پرہیز کرنا ضروری ہے وہ مجالس میں امامؑ کا مذاق اڑاتے ہیں اور حضرت کو اچھے الفاظ میں یاد نہیں کرتے۔ آپ کے وجود کا انکار کیا جاتا ہے۔ مومنین جو قائمؑ کی انتظار کرتے ہیں ان کا لوگ مذاق اڑاتے ہیں۔

خدا فرماتا ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ [1]

اور اس نے کتاب (قرآن) میں تم پر یہ حکم نازل کیا ہے کہ جب سنو کہ (کسی جگہ) آیات الٰہیہ کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔ جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوجائیں (ورنہ) اس حالت میں تم بھی انہی جیسے ہوجاؤ گے۔ بے شک خدا سب منافقوں اور سب کافروں کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ملتا ہے کہ یہ آیات خدا ائمہ ہیں۔

اصول کافی میں صحیح سند سے شعیب عقر قوفی سے ملتا ہے کہ اس نے کہا: خدا کے اس قول:- وَقَدْ نَزَّلَ

[1] سورۂ نساء: ۱۴۰

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا - کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ چنانچہ آپ نے کسی کو سنا ہے کہ حق کا انکار کرتا ہے اور اسے جھوٹ شمار کرتا ہے۔

اسی کتاب میں ملتا ہے کہ تین مجالس ایسی ہیں جسے خدا دشمن رکھتا ہے پس ایسے اہل مجالس کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ایک وہ مجلس میں چھوٹا فتویٰ کہتے ہوں۔ ایک وہ مجلس جس دشمنوں کی یاد تازہ کرتے ہیں پھر امام صادق علیہ السلام نے قرآن سے تین آیات کی تلاوت فرمائی:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. [1]

اور (خبردار) تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ یہ لوگ اپنی جہالت و ناسمجھی کی بنا پر حد سے گزر کر اللہ کو گالیاں دیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر گروہ کے عمل کو (اس کی نظروں میں) آراستہ کیا ہے۔ پھر ان کی بازگشت ان کے پروردگار کی طرف ہے پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

نیز فرمایا:

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. [2]

اور جب دیکھو کہ لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں نکتہ چینی اور بے ہودہ بحث کر رہے ہیں تو تم ان سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اور (اے مخاطب) اگر کبھی شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔

---

[1] سورۂ انعام: ۱۰۸

[2] سورۂ انعام: ۶۸

نیز فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ، إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ.[۱]

(خبردار) تمہاری زبانوں پر جو جھوٹی بات آجائے (اور وہ جھوٹے احکام لگائیں) ان کے متعلق نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام! اس طرح تم اللہ پر جھوٹا افترا باندھو گے بے شک جو لوگ خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے۔

اسی کتاب میں صحیح خبر ملتی ہے کہ جو شخص اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کی مجلس میں بیٹھتا ہے تو اس نے خدا کی معصیت کی اس کے علاوہ آپ نے فرمایا:

جس مجلس میں کسی ایک امام کو گالیاں دی جا رہی ہوں تو ایسی مجلس سے اٹھ کھڑا ہو۔ اگر ایسا نہیں کیا تو خدا دنیا میں ذلت کا لباس پہنائے گا اور آخرت میں عذاب ہوگا۔ اور معرفت اس سے سلب ہو جاتی ہے۔[۲]

تفسیر برہان میں کشی سے، انہوں نے محمد بن عاصم سے نقل کیا اور کہا: میں نے سنا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد بن عاصم! مجھے خبر ملی ہے کہ تو واقفی مذہب کی مجالس میں شرکت کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! ان کی مجالس میں شریک ہوتا ہوں حالانکہ ان کا مخالف ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ان کی محفل میں نہ جا۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا.[۳]

آیات سے مراد اوصیاء ہیں اور وہ افراد جنہوں نے کفر کیا یعنی واقفی مذہب۔

---

[۱] سورۂ نحل: ۱۱۶

[۲]

[۳] سورۂ نساء: ۱۴۰

لہذا اس بیان سے ظاہر ہوا کہ گمراہی کی محفل میں شرکت جائز نہیں ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رضایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ کے غضب سے امن وامان میں رکھے۔

دعا میں آیا ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي كُلَّمَا قُلْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ وَ تَعَبَّأْتُ وَ قُمْتُ لِلصَّلَاةِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ نَاجَيْتُكَ أَلْقَيْتَ عَلَيَّ نُعَاساً إِذَا أَنَا صَلَّيْتُ وَسَلَبْتَنِي مُنَاجَاتَكَ إِذَا أَنَا نَاجَيْتُ مَا لِي كُلَّمَا قُلْتُ قَدْ صَلَحَتْ سَرِيرَتِي وَ قَرُبَ مِنْ مَجَالِسِ التَّوَّابِينَ مَجْلِسِي عَرَضَتْ لِي بَلِيَّةٌ أَزَالَتْ قَدَمِي وَ حَالَتْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خِدْمَتِكَ سَيِّدِي لَعَلَّكَ عَنْ بَابِكَ طَرَدْتَنِي وَ عَنْ خِدْمَتِكَ نَحَّيْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ رَأَيْتَنِي مُسْتَخِفّاً بِحَقِّكَ فَأَقْصَيْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ رَأَيْتَنِي مُعْرِضاً عَنْكَ فَقَلَيْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ وَجَدْتَنِي فِي مَقَامِ الْكَاذِبِينَ فَرَفَضْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ رَأَيْتَنِي غَيْرَ شَاكِرٍ لِنَعْمَائِكَ فَحَرَمْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ فَقَدْتَنِي مِنْ مَجَالِسِ الْعُلَمَاءِ فَخَذَلْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ رَأَيْتَنِي فِي الْغَافِلِينَ فَمِنْ رَحْمَتِكَ آيَسْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ رَأَيْتَنِي آلِفَ مَجَالِسِ الْبَطَّالِينَ فَبَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ خَلَّيْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ لَمْ تُحِبَّ أَنْ تَسْمَعَ دُعَائِي فَبَاعَدْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ بِجُرْمِي وَ جَرِيرَتِي كَافَيْتَنِي أَوْ لَعَلَّكَ بِقِلَّةِ حَيَائِي مِنْكَ جَازَيْتَنِي فَإِنْ عَفَوْتَ يَا رَبِّ فَطَالَ مَا عَفَوْتَ عَنِ الْمُذْنِبِينَ قَبْلِي لِأَنَّ كَرَمَكَ أَيْ رَبِّ يَجِلُّ عَنْ مُكَافَاةِ الْمُقَصِّرِينَ وَ أَنَا عَائِذٌ بِفَضْلِكَ هَارِبٌ مِنْكَ إِلَيْكَ مُسْتَنْجِزٌ مَا وَعَدْتَ مِنَ الصَّفْحِ عَمَّنْ

أَحْسَنَ بِكَ ظَنّاً.[1]

باون: اہل باطل اور ظالموں سے تظاہر

بحار الانوار میں کشف الغمہ سے عامہ کے ذریعے روایت نقل ہوئی ہے جس میں حنفیہ نے کہا: میں نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ وائے ہو میری امت کے ان ستمگر بادشاہوں پر کہ جو مومن کو قتل کرتے ہیں اور سرکاری عملے کو ڈراتے ہیں تا کہ وہ اطاعت کریں۔ پس ایسی صورت میں مومن کے لئے ضروری ہے۔

تظاہر و تصنع کا اظہار کرے اور دل میں ان سے بیزار ہو۔ جب خدا اسلام کو غالب فرمائے گا یہ ظالم نابود ہو جائیں گے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا: اے حذیفہ! اگر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے تو بھی خدا ہمارے خاندان میں سے ایک مرد کی حکومت کو غالب کرے گا۔

تحف العقول میں ملتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے مومن سے فرمایا: اے پسر نعمان! جب باطل حکومت ہو جس سے تقیہ کرتے ہوا چھا برتاؤ کر کیونکہ جو شخص دولت کی مخالفت کرتا ہے وہ اپنے آپ کو قتل کرتا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ.[2]

اور خدا کی راہ میں (مال و جان) خرچ کرو اور (اپنے آپ) کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور اچھا کام کرو۔ یقیناً اللہ اچھے کام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

---

[1] إقبال الأعمال (ط - القديمة) / ج1 / 71 / فصل فيما نذكره من أدعية تتكرر (متكررة) كل ليلة مده وقت السحر ..... ص: 67

[2] سورۂ بقرہ: ۱۹۵

ترپن: ناشناس رہنا اور شہرت سے پرہیز

کیونکہ شہر آفت ہے۔ ناشناس رہنا آسان ہے کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی کہ آپ نے فرمایا: اس طرح زندگی گزارو کہ تجھے کوئی نہ پہچانے۔ یہ کام کرو۔

کمال الدین میں صحیح سند سے امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا امام ان سے غائب ہوگا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ہماری تعلیمات پر پابندی رہیں ان کو کم ترین ثواب یہ ملے گا کہ خدا انہیں ندا دے گا اے میرے بندے و کنیزو! مجھ پر پنہانی ایمان لاؤ اور میرے غائب کی تصدیق کرو۔ پس بشارت ہو تم کو تمہیں معاف کروں گا مصائب کو ان سے دفع کرے گا، اگر تم نے نہ ہوتے تو ان پر عذاب نازل کرتا۔

جابر نے کہا: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول! بہترین کام جو مومن اس زمانے میں انجام کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حفظ زبانی اور خانہ نشینی۔ [1]

نہج البلاغہ میں ملتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا:

وَذٰلِكَ زَمَانٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُوَمَةٍ إِنْ شَهِدَ لَمْ يُعْرَفْ وَإِنْ غَابَ لَمْ يُفْتَقَدْ أُولَئِكَ مَصَابِيحُ الْهُدَى وَ أَعْلَامُ السُّرَى لَيْسُوا بِالْمَسَايِيحِ وَلَا الْمَذَايِيعِ الْبُذُرِ أُولَئِكَ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُمْ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ وَ يَكْشِفُ عَنْهُمْ ضَرَّاءَ نِقْمَتِهِ أَيُّهَا النَّاسُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُكْفَأُ فِيهِ الْإِسْلَامُ كَمَا يُكْفَأُ الْإِنَاءُ بِمَا فِيهِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعَاذَكُمْ مِنْ أَنْ

---

[1] کمال الدین: ج ۱، ۳۳۰

يَجُورَ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يُعِذْكُمْ مِنْ أَنْ يَبْتَلِيَكُمْ وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ- إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ۔[1]

سید رضی فرماتے ہیں یہ جو کہ حضرت نے فرمایا: کُلُّ مُؤْمِنٍ نُوَمَةٍ-اس سے مراد گمان اور کم اذیت ہے۔

"مسابیح-مسباح کی جمع ہے مساح اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں میں فساد و سخن چینی کرتا ہو۔

"مذاییع-مذیاع کی جمع ہے وہ شخص جو جب بھی کسی کی غلطی کو دیکھتا ہے۔ اسے عام کر دیتا ہے۔

"البُذُر" بذور کی جمع ہے بیہودہ شخص کو کہا جاتا ہے۔

چوّن: تہذیب نفس

ہر زمانے میں انسان کے واجب ہے کہ فضائل کو اپنائے اور رذائل کو اپنے سے دور کرے اور یہ اخلاق سے ممکن ہے لیکن ولی عصر کو بطور خاص یاد کرنا غیبت کے وظائف میں سے ہے۔ نعمان اپنی سند کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ قائمؑ کے اصحاب میں سے ہوا سے ان کی انتظار کرنی چاہیے۔ پرہیزی اور خوش اخلاق ہو۔ اگر اس کی موت آپ کے ظہور سے پہلے آجائے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا اس شخص کو ملتا ہے جس نے آپ کے زمانے کو پایا ہو۔ پس کوشش کرو اور انتظار میں رہو۔ خوش نصیب ہوا ے گروہ مشمول رحمت۔[2]

---

[1] نہج البلاغة (للصبحی صالح)/149/آخر الزمان..... ص: 149

[2] غیبت نعمانی: ۲۰۷

پچپن: قائم کی نصرت پر اتفاق واجتماع

اجتماعی عبادت یا دعا کی تاثیر ہوتی ہے۔ اگر چہ مدد کرنا تمام افراد کا وظیفہ ہے۔
خداوند عالم فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔[1]

تم اللہ کی رسی کو پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

امام تمام زمانوں میں خدا و مخلوق کے درمیان محکم رشتہ رہا ہے حضرت امیر علیہ السلام کے ایک خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! اگر تم باطل بالود کرنے میں سستی نہ کرتے تو تمہارا جیسا کوئی نہیں تھا انہوں نے تم پر غلبہ پالیا لیکن بنی اسرائیل کی مانند راہ کو گم کر بیٹھے ہو۔

خدا کی قسم! یہ اس لئے ہے کہ تم سے پشت کر لی ہے۔

چھپن: قائم کو ہمیشہ یاد کرنا اور عمل کے آداب

اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں جو ائمہ سے ماثور ہیں۔ امام قائم ہم پر ناظر و شاہد ہیں۔ وہ ہمارے حالات، حرکات و سکنات سے مطلع ہیں۔ پس تم جہاں بھی ہو اور ہر حال میں ان کی نظر میں ہو۔ آپ کو ہمیشہ حاضر سمجھو۔ لوگ آپ کی معرفت میں مختلف مراتب رکھتے ہیں۔ جتنا ایمان محکم ہوگا۔ اتنا قائم کے انتظار میں شدت

ہوگی۔ مومن کو یقین ہے کہ امام ہمیں دیکھ رہے ہیں لہٰذا آپ کی نسبت آداب و وظائف کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

حضرت امیرؑ سے ملتا ہے کہ آپ شہر کوفہ میں منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: خدایا! بے شک تیری زمین پر حجت ہے جو مخلوق کو ہدایت کرتی ہے۔ جب حجت الٰہی موجود ہے لوگ گمراہی سے بچ جائیں گے۔ جو آدمی قائمؑ کی یاد میں رہتا ہے وہ سرور ہوتا ہے۔ لیکن آپ سے غافل انسان حسرت و ملال میں رہتا ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى۔[1]

اور جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کے لئے تنگ زندگی ہوگی۔ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے حالانکہ میں آنکھوں والا تھا؟ ارشاد ہوگا اسی طرح ہماری آیات تیرے پاس آئی تھیں اور تو نے انہیں بھلا دیا تھا اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا اور نظر انداز کر دیا جائے گا۔

نیز فرمایا:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا۔[2]

اس دن (کو یاد کرو) جب ہم (ہر دور کے) تمام انسانوں کو انکے امام (پیشوا) کے ساتھ بلائیں گے پس جس کسی کو اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو یہ لوگ اپنا صحیفۂ اعمال (خوش خوش) پڑھیں گے اور ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

---

[1] سورۂ طٰہٰ: ۱۲۴ تا ۱۲۶

[2] سورۂ اسراء: ۷۱

جس دن ہر آدمی کو اس کے اپنے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔

جب صبح بیدار ہو تو جان لو کہ یہ زندگی خدا نے حضرت قائم علیہ السلام کے صدقے میں دی ہے۔ پس اللہ کا شکر کرو۔ نیکی میں جلدی کرو اور جو نعمت خدا نے حضرت قائم علیہ السلام کی برکت سے عطا کی اس کا شکر بجالاؤ اور مولا قائم علیہ السلام کو ہدیہ کر کے زبان حال عرض کرو۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَاأَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ۔ [1]

(چنانچہ حسب الحکم) جب یہ لوگ (مصر گئے) اور یوسف کے پاس پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز مصر! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف پہنچی ہے (اس لئے اب کی بار) ہم بالکل حقیری پونجی لائے ہیں (اسے قبول کریں اور) ہمیں پیمانہ پورا ناپ کر دیجیئے (بھرپور غلہ دیجئے) اور (مزید برآں) ہم کو صدقہ وخیرات بھی دیجئے۔ بے شک اللہ صدقہ خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔

ہر حال میں خاضع وخاشع رہو جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ ہر صبح وشام حضرت قائم علیہ السلام کو سلام کرو۔ ان کے فراق میں گریہ کرو۔ گریہ کرو اور مولا کو حاضر سمجھو۔ آپ جتنا مولا کے وظائف کی پابندی کریں گے خدا تمہیں اتنا ہی ثواب عطا فرماتا ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے لئے دعا کرو کہ خدا اسے قبول کرتا ہے۔ ہر دعا سے پہلے آپ کے لئے دعا کرو۔ جب کسی حاجت یا مشکل کا سامنا ہو تو آپ کو خدا سے وسیلہ قرار دو۔

خدا فرماتا ہے:

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔ [2]

گھر میں دروازوں سے داخل ہو۔

---

[1] سورۂ یوسف: ۸۸

[2] سورۂ بقرہ: ۱۸۹

ستاون: قائم علیہ السلام کو نہ بھولنے کی درگاہ الٰہی میں دعا

خدا سے دعا کرو کہ وہ قائم کو فراموش نہ کرنے دے ہم پر آپ کا حق یہ بھی ہے ہم انہیں حال میں یاد کریں۔ دعا کے خاص مواقع پر تضرع وزاری کرو۔ آپ کو مت بھولنا۔

روایات میں ملتا ہے کہ بلا نازل ہونے سے پہلے دعا کرو۔ خدا سے دعا کرو کہ گناہوں کی وجہ سے امام زمانہ علیہ السلام کو بھول نہ جائیں۔

ائمہ علیہم السلام سے دعا میں یہ نقل ہوا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَم.[1]

خدایا! میرے وہ گناہ معاف کردے جن سے عذاب نازل ہوتا ہے۔

اٹھاون: تمہارا بدن قائم کے لئے خاشع ہو

سید ابن طاؤس اپنی کتاب جمال الاسبوع میں اپنی سند سے محمد بن سنان امام صادق علیہ السلام سے روز جمعہ کی دعا میں لکھتے ہیں کہ ہم نے اسے کتاب ابواب الجنات فی آداب الجمعات میں ذکر کیا ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ بِقَلْبٍ خَاضِعٍ وَإِلَى وَلِيِّكَ بِبَدَنٍ خَاشِعٍ وَ إِلَى الْأَئِمَّةِ الرَّاشِدِينَ بِفُؤَادٍ مُتَوَاضِعٍ.[2]

---

[1] دعائے کمیل

[2] جمال الأسبوع بکمال العمل المشروع/230/الفصل الخامس والعشرون

اس عبارت میں ولی سے مراد حضرت قائم علیہ السلام ہیں۔

انسٹھ: اپنی حاجات پر قائم علیہ السلام کو مقدم کرنا

امور کی دو اقسام ہیں۔ بعض امور امام قائم کی رضا کے مطابق ہیں انہیں انجام دینا چاہیے تاکہ آپ کی خوشنودی حاصل ہو۔ بعض امور ایسے ہیں جن حضرت قائم علیہ السلام کی رضا نہیں ہے۔ ان کو انجام دینا چاہے۔

اس مطلب پر ایک روایت شاہد ہے۔ فاضل محدث نوریؒ اپنی کتاب نفس الرحمن میں امالی شیخ صدوق کا منصور بزرج سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اے میرے سردار! سلمان فارسیؓ کو لوگ زیادہ یاد کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: سلمان فارسیؓ نہ کہو بلکہ کہو سلمانؓ محمدیؒ۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ لوگ اسے کیوں زیادہ یاد کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: سلمانؓ محمدیؒ میں تین صفات تھیں۔

۱۔ حضرت امیر علیہ السلام کو اپنے آپ پر مقدم جانتا تھا۔

۲۔ فقراء افراد کو وہ دوست رکھتا تھا۔

۳۔ وہ علم و علماء کا دوست تھا۔

بے شک سلمان ایک صالح مسلمان تھا اور مشرکین میں سے نہ تھا۔ [1]

---

[1] بحارالانوار: ج۲۲، ۲۲۷، ح۳۳

ساٹھ: قائم علیہ السلام کے قریبی اور آپ سے منسوب افراد کا احترام

جن افراد سے آپ کی نسبی، سببی یا روحانی تعلق ہو۔ جیسے علوی سادات، علماء، دینی ودینی بھائی، ان کا احترام درحقیقت حضرت قائم علیہ السلام کا احترام ہے۔ مہذب افراد میں رائج ہے کہ وہ بزرگ افراد کرا کرام کرتے ہیں۔ شخصیت کا احترام مراتب ہیں۔ جتنی شخصیت بزرگ ہے اتنا احترام ضروری ہے۔ یہ ایک عمل ہے میں اہل عقل کوئی شک نہیں۔

بہت سی روایات میں ملتا ہے کہ سادات کا اکرام کرو۔ پرہیزگار مومنین کے اکرام، علماء کے اکرام سے حضرت قائم علیہ السلام کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اور انسان کو سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ایسے اعمال کی توفیق دے۔

اکسٹھ: حضرت قائم علیہ السلام سے منسوب مقام کا احترام

جیسے مسجد سہلہ، مسجد اعظم کوفہ، سامرہ میں سرواب مبارک اور مسجد جمکران وغیرہ۔ اس کے علاوہ بعض مقامات صالح افراد سے منسوب ہیں۔ جہاں انہوں نے حضرت قائم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کی زیارت کی۔ بعض مقام پر آپؑ نے توقف فرمایا۔ جیسے مسجد الحرام اور باقی مقامات جو آپ سے منسوب ہیں۔ جیسے نام، القاب، کلمات، دستخط، آپ کا لباس، آپ کے حالات پر لکھے جانے والی کتب اور جو کچھ آپ سے متعلق ہوں۔

بحث اول: شعائراللہ واصحاب ہم ہیں

اس مطلب کو بیان کرنے کے لئے چند امور کی طرف اشارہ کریں گے:

ا۔خدا نے فرمایا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ.[۱]

اور جو کوئی شعائراللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

شعائر سے مراد ہر وہ چیز جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہو۔خواہ باواسطہ یا بلاواسطہ ہو۔شرع وعرف میں خدا کی تعظیم شمار ہوتی ہے۔ان کی توہین خدا کی توہین شمار ہوتی ہے۔جیسے اسماء، کتب، انبیاء، فرشتے، مساجد، اولیاء، توقف گاہ۔

خدافرماتا ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ.[۲]

کتاب مرآۃ الانوار میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا:

نَحْنُ شَعَائِرُ اللّٰهِ وَالْاَصْحَابِ۔[۳]

ہم ہیں شعائراللہ واصحاب۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ائمہ علیہم السلام عظیم ترین شعائر خدا ہیں۔

جملہ دلائل میں سے ایک فرمان خدا ہے:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ.[۴]

روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت "فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ" کی تلاوت فرمائی۔

---

[۱] سورۂ حج:۳۲

[۲] سورۂ حج:۳۶

[۳] مرآۃ الانوار:۱۹۸

[۴] سورۂ نور:۳۶

ایک شخص نے اٹھ کر سوال کیا: اے اللہ کے رسولؐ! یہ کون سے گھر ہیں؟

حضرتؐ نے علیؑ و فاطمہؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ہاں یہ بہترین گھر ہیں۔[1]

عیسیٰ بن داؤد حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: خدا کا فرمان ہے

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ.

حضرتؑ نے فرمایا: آل محمد علیہم السلام کے گھر مراد ہیں۔

اس کے علاوہ فرمان الٰہی ہے:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ، إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى.[2]

پس اپنی جوتیاں اتار دو (کیونکہ) تم طویٰ نامی ایک مقدس وادی میں ہو۔

وادی مقدس کی تعریف ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مقدس جگہ قابل احترام و تعظیم ہے اور مستحب ہے۔

کتب بزار جیسے مصباح الزائر سید ابن طاوس بحار الانوار علامہ مجلسی مسجد کوفہ میں داخل ہونے کے آداب کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں جب مسجد کے نزدیک پہنچو تو باب الفیل پر کھڑے ہو کر یہ پڑھو:

اَلسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا رَسُولِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ السَّلَامُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ- وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ عَلَى مَجَالِسِهِ وَ مَشَاهِدِهِ وَ مَقَامِ حِكْمَتِهِ وَ آثَارِ آبَائِهِ آدَمَ وَ نُوحٍ وَ إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَ بُنْيَانِ بَيِّنَاتِهِ السَّلَامُ عَلَى الْإِمَامِ الْحَكِيمِ الْعَدْلِ الصِّدِّيقِ الْأَكْبَرِ الْفَارُوقِ بِالْقِسْطِ الَّذِي فَرَّقَ اللّٰهُ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ وَ الْكُفْرِ وَ الْإِيمَانِ وَ الشِّرْكِ وَ التَّوْحِيدِ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَ يَحْيَا مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ خَاصَّةُ نَفْسِ

---

[1] معانی الاخبار:۱۵۶

[2] سورۂ طٰہٰ:۲۱

الْمُنْتَجَبِينَ وَ زَيْنُ الصِّدِّيقِينَ وَ صَابِرُ الْمُمْتَحَنِينَ وَ أَنَّكَ حَكَمُ اللهِ فِي أَرْضِهِ وَ قَاضِي أَمْرِهِ وَ بَابُ حِكْمَتِهِ وَ عَاقِدُ عَهْدِهِ وَ النَّاطِقُ بِوَعْدِهِ وَ الْحَبْلُ الْمَوْصُولُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ عِبَادِهِ وَ كَهْفُ النَّجَاةِ وَ مِنْهَاجُ التُّقَى وَ الدَّرَجَةُ الْعُلْيَا وَ مُهَيْمِنُ الْقَاضِي الْأَعْلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِكَ أَتَقَرَّبُ إِلَى اللهِ زُلْفَى أَنْتَ وَلِيِّي وَ سَيِّدِي وَ وَسِيلَتِي فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.[1]

خدا کا فرمان ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا.[2]

اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ مگر جب تمہیں کھانے کیلئے (اندر آنے کی) اجازت دی جائے (اور) نہ ہی اس کے پکنے کا انتظار (نبیؐ کے گھر میں بیٹھ کر کیا) کرو۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو (عین وقت پر) اندر داخل ہو جاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور دل بہلانے کیلئے باتوں میں نہ لگے رہو کیونکہ تمہاری باتیں نبیؐ کو اذیت پہنچاتی ہیں مگر وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کچھ نہیں کہتے) اور اللہ حق بات (کہنے سے) نہیں شرماتا اور

---

[1] بحار الأنوار (ط- بیروت) / ج97/ 409/ باب 6 فضل الكوفة و مسجدها الأعظم و أعماله ..... ص: 385

[2] سورۂ احزاب: ۵۳

جب تم ان (ازواجِ نبیؐ) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ (طریقۂ کار) تمہارے دلوں کیلئے اور ان کے دلوں کیلئے پاکیزگی کا زیادہ باعث ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم خدا کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بیشک یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی (برائی گناہ کی) بات ہے۔

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ یہ کام حضرتؐ اور ان سے منسوب گھر کی تعظیم واحترام ہے۔

بحث دوم: مواقف ومشاہد کی تعظیم

جہاں ائمہ علیہم السلام نے توقف کیا ہو یا جو مقام ان سے منسوب ہے ان میں مندرجہ ذیل امور انجام چاہیے ان کو تعمیر کرنا، بوسہ لینا، انہیں وسیع کرنا، زینت دینا، وہاں پر چراغ جلانا خاص وقت رفت وآمد رکھنا پاکیزہ و پابرہنہ جانا، خوشبو داخل کرنا، داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھنا، آرام وسکون کی حالت میں رہنا، ذکر خدا کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا، دعا وصلوات پڑھنا، امام عصرؑ پر سلام کرنا۔ ایسے مقام کو نجس نہ کرنا۔ اگر نجس ہو جائے تو پاک کرنا، وہاں جھاڑو دینا، جنابت کی حالت میں داخل نہ ہونا۔ کوئی نجس وہاں نہ لے جانا، ناک کا پانی اور بلغم نہ پھینکنا، دنیاوی امور سے پرہیز کرنا، عورت حیض ونفاس کی حالت میں نہ جائیں، بے پردہ عورت نہ جائے، مکروہ وحرام کام نہ کرنا، مذاق کرنا بیہودی سے پرہیز کرنا، خلاصہ یہ کہ ہر وہ چیز جو تعظیم وتوقیر کے منافی ہو انجام نہ دو۔

باسٹھ: وقت ظہور کو معین نہ کرنا

امام عصر علیہ السلام خدا کے حکم سے غائب ہیں اور وہی ظہور کا وقت جانتا ہے کتاب حسین بن حمدان میں مفضل بن عمر سے ملتا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اپنے سرور امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا قائم کے ظہور کا وقت معین ہے کہ جس کا لوگ انتظار کریں۔ آپ نے فرمایا: خدا نے وقت معین کیا ہے وہی ساعت جس کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرۡسٰىهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّیۡ ۚ لَا یُجَلِّیۡهَا لِوَقۡتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَا تَاۡتِیۡکُمۡ اِلَّا بَغۡتَةً ؕ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنۡهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ.[1]

(اے رسولؐ) لوگ آپ سے قیامت کی گھڑی کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار کے ہی پاس ہے اسے اس کا وقت آنے پر وہی ظاہر کرے گا۔ وہ گھڑی آسمانوں اور زمین میں بڑی بھاری ہے (وہ بڑا بھاری حادثہ ہے جو ان میں رونما ہوگا) وہ نہیں آئے گی تمہارے پاس مگر اچانک۔ لوگ اس طرح آپ سے پوچھتے ہیں جیسے آپ اس کی تحقیق اور کاوش میں لگے ہوئے ہیں؟ کہہ دو۔ کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ حقیقت جانتے نہیں ہیں۔

نیز فرمایا:

فَهَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِیَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰی لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِکۡرٰىهُمۡ.[2]

سو یہ لوگ تو بس اب قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ اچانک ان پر آجائے تو اس کے آثار و علامات تو آہی چکے ہیں اور جب وہ آجائے گی تو پھر ان کو نصیحت حاصل کرنے کا موقع کہاں رہے گا؟

ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ.[3]

---

[1] سورۂ اعراف: ۱۸۷

[2] سورۂ محمد: ۱۸، ۱۹

[3] سورۂ قمر: ۲

(قیامت کی) گھڑی قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

نیز فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ [1]

اللہ وہ ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور میزان کو بھی اور تمہیں کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو۔ جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے تو اس کے لئے جلدی کرتے ہیں اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے آگاہ رہو جو قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں (تکرار کرتے ہیں) وہ بڑی کھلی گمراہی میں ہیں۔

میں نے عرض کیا: "یمارون"! جدال کرنے والے سے مراد کیا ہے؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہتے ہیں کہ قائم کب پیدا ہوگا۔ کس نے اس کو دیکھا وہ کہاں ہیں؟ کہاں ہوں گے اور کب ظاہر ہوں گے؟ یہ سب کچھ جلد بازی اور قضا الٰہی میں شک ہے انہوں نے دنیا و آخرت میں نقصان اٹھایا ہے۔

مفضل کہتا ہے میں نے عرض کیا: اے میرے سردر! کیا ان کے لئے وقت معین نہیں کرتے ہو؟

آپ نے فرمایا: اے مفضل! خدا نے اسے اپنے اسرار میں سے قرار دیا ہے۔

غیبت نعمانی میں ہے کہ محمد بن مسلم نے کہا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! جو آدمی ہماری طرف سے حوالہ دے اور آپ کے ظہور کا وقت معین کرے۔ اسے تکذیب کرو۔ ہم نے کوئی معین وقت نہیں بتایا۔ [2]

ابوبکر حضرمی سے نقل ہوا کہ اس نے کہا کہ امام نے سنا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اس امر کے لئے

---

[1] سورۂ شوریٰ: ۱۷، ۱۸

[2] غیبت نعمانی: ۱۵۵

ہم وقت معین نہیں کرتے۔[1]

ابوبصیر امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سے عرض کیا گیا: قربان جاؤں۔امام زمانہ کا ظہور کب ہو گا؟

آپ نے فرمایا: اے ابومحمد! ہم وہ خاندان ہیں کہ جس نے آپ کے ظہور کا وقت معین نہیں کیا۔

بے شک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

اے ابومحمد! بے شک اس ظہور سے پہلے پانچ علامات ہیں۔پہلی نشانی یہ کہ آسمان سے ندا آئے گی اور وہ ماہ رمضان میں آئے گی۔سفیانی کا خروج، یمانی کا خروج، نفس زکیہ کا قتل اور بیداء نامی زمین کا دھنس جانا۔

پھر فرمایا: اے ابومحمد! بے شک آپ سے پہلے دو فرعون آئیں گے۔طاغوت سرخ اور طاغوت سفید۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں یہ دو فرعون کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: سفید طاغوت سب کی موت آئے گی اور سرخ طاغوت یعنی شمشیر۔

آپؑ کے ظہور کے وقت ۲۳ رمضان کو آسمان سے ندا آئے گی کہ قائم علیہ السلام آگئے ہیں۔

میں نے عرض کیا: یہ ندا کیسی ہوگی؟

آپ نے فرمایا: آپ کا نام اور آپ کے والد کا نام کا اعلان ہوگا ہر موجود یہ آواز سنے گی۔سویا ہوا بیدار ہوگا جو گھر کے صحن میں ہے وہ باہر نکلنے گا دوشیزہ پردے سے باہر آئیں گی یہ جبرائیل علیہ السلام کی آواز ہوگی۔[2]

کافی میں غیبت نعمانی اپنی سند سے نقل ہوا ہے کہ مہزم نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے قائم کے ظہور کی خبر دیں کہ وہ کب ظہور کریں گے؟

آپ نے فرمایا: اے مہزم ابن وقت افراد جھوٹ بولتے ہیں اور جلد بازی کرنے والے ہلاک ہوجائیں گے اور صرف تسلیم ہونے والے نجات پائیں گے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے قائمؑ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جلد باز لوگ جھوٹ بولتے ہیں، ہم وہ

---

[1] غیبت نعمانی:۱۵۵

[2] غیبت نعمانی:۱۵۵

[3] اصول کافی: ج۲،ص۳۶۸

خاندان ہیں کہ وقت کو معین نہیں کرتے۔[1]

غیبت نعمانی میں ملتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو لوگ وقت معین کرتے ہیں خدا اس کے خلاف ظاہر فرمائے گا۔[2]

حضرت امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا قائم کا وقت معین ہے؟

آپ نے فرمایا: وقت کو معین کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں۔[3]

روایت میں ملتا ہے کہ ابوحمزہ نے کہا: میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ستر سال تک مصیبت ہے اور فرمایا کرتے تھے مصیبت کے بعد آرام ہوگا۔ ستر سال گزر چکے ہیں لیکن ہمیں آرام وسکون نہیں ملا۔

امام نے فرمایا: اے ثابت خدا نے اسے ستر سال تک معین کیا تھا۔ پس جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو زمین پر غضب الٰہی زیادہ ہوگیا اور وہ ایک سو چالیس تاخیر ہوگیا۔ ہم نے تمہیں یہ حدیث بتائی لیکن تم نے اپنے راز میں نہ رکھا اور اسے فاش کر دیا۔

پس خدا نے اسے تاخیر کر دیا۔ اس کے بعد خدا نے ہمیں کوئی معین وقت نہیں بتایا۔ پس خدا جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ اصل کتاب انہی کے پاس ہے۔[4]

ابوحمزہ کہتے ہیں میں نے یہی مطلب امام صادق علیہ السلام سے کہا تو آپ نے فرمایا: اسی طرح ہے پس معلوم ہوا کہ آپ کا ظہور خدا کے اسرار میں سے ہے اور لوگوں سے مخفی ہے اور لوگوں کا امتحان ہے۔ اچھے اور برے میں فرق ہو جائے گا۔

---

[1] اصول کافی: ج۱،ص ۳۶۸

[2] غیبت نعمانی: ۱۵۵

[3] غیبت نعمانی: ۱۵۸

[4] اصول کافی: ج۱،ص ۳۶۸

تریسٹھ: زمانہ غیبت کبریٰ میں نیابت کا دعویٰ کرنے والوں کی تکذیب

ہمارا شیعوں کا عقیدہ ہے کہ شیخ علی بن محمد سمریؒ کی وفات کے بعد وکالت منقطع ہوگئی تھی۔ غیبت صغریٰ امام کے چار نائب خاص تھے جن میں آخری یہی تھے۔ لوگ غیبت صغریٰ ان چار نواب خاص سے رجوع کرتے اور مسائل پوچھتے تھے۔ چوتھے نائب کے فوت ہونے کے بعد سے لے کر ظہور تک آپ کا کوئی خاص نائب نہیں۔ جو آپؑ سے ملاقات کرے اور لوگوں کے درمیان رابطہ ہو۔ آپ کی غیبت کبریٰ میں علماء وفقہاء کا کام ہے کہ احکام الٰہی کے حافظ ہوں۔ جو آدمی نائب خاص ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے بلکہ یہ ضروریات مذہب میں سے ہے ہمارے کسی عالم نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔

روایت میں ملتا ہے کہ علی بن محمد بن سمری کی وفات کے چند روز پہلے ابو محمد حسن بن محمد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس وہ مجھے دستخط کرنے کے لئے باہر لے آئے۔ جس کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے علی بن محمد سمری! خدا تیرے بھائیوں کو تیری جدائی پر ثواب عطا فرمائے۔ تو آج سے چھ دن بعد وفات پائے گا پس کسی کو اپنا جانشین ہونے کی وصیت نہ کر بے شک دوسری غیبت شروع ہوگئی ہے۔ اب غیبت طولانی ہوگی اور خدا کے حکم سے ظہور ہوگا۔ زمین ظلم وستم سے پُر ہوجائے گی۔

ابو محمد بن احمد کہتا ہے ہم نے دستخط والا نسخہ اٹھایا اور باہر آگئے جب چھٹے دن دوبارہ ہم ان کے پاس گئے تو وہ احتضار کی حالت میں تھے۔ ان سے کہا گیا: آپ کے بعد تیرا وصی کون ہے؟

آپ نے فرمایا: خدا جانتا ہے کہ آپ کب ظہور کریں گے اس کے بعد آپ فوت ہوگئے۔ یہ آخری کلام تھا

جوان سے ہم نے سنا تھا۔ اس پر خدا کی رحمت ہو۔[1]

غیبت صغریٰ کے بعد غیبت کبریٰ ہوگی جس خاص وکالت کا دروزہ بند ہوجائے گا۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ائمہؑ، اجماع اور سیرت قطعیہ دلالت کرتی ہیں کہ نیابت عامہ فقہاء کے لئے ثابت ہے۔ پس تمام مومنین پر لازم ہے کہ دین کے مسائل میں علماء وفقہاء کی طرف رجوع کریں۔

اس مطلب پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: خدایا! میرے خلفاء کی بخشش فرما۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے خلفاء کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث وسنت کی تعلیمات کو ترویج کریں گے۔

بعض علماء کا اتفاق ہے کہ آپ کی غیبت کبریٰ میں فقہاء کے لئے ولایت عامہ ثابت ہے۔ یعنی جو احکام امام علیہ السلام کے لئے ہیں۔ وہی احکام فقہاء کے لئے بھی ہیں۔

بعض نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ بعض موارد میں دلیل خاص کی موجودگی میں فقہاء کے لئے ولایت ثابت ہے جیسے فتویٰ دینا، فیصلہ کرنا لوگوں میں اور حق بھی یہی ہے۔

چونسٹھ: عافیت وایمان سے قائم علیہ السلام کے دیدار کی درخواست

مستحب ہے کہ خدا سے آپ کی دیدار کی درخواست کریں اور دوسرا یہ کہ خدا سے یہ مطلب کرنا کہ وہ عافیت و ایمان کی حالت میں آپ کا دیدار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پہلے مطلب پر وہ دعا دلالت کرتی ہے جو ائمہ سے ماثور ہے جیسے امام کے غیبت کے دوران پڑھنی چاہیے۔

---

[1] کمال الدین: ج ۲، ص ۵۱۶ ذیل ح ۴۴

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس طرح پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ أَرِنِی الطَّلْعَةَ الرَّشِیدَةَ وَالْغُرَّةَ الْحَمِیدَةَ.[1]

پس جو کچھ بیان ہوا اس سے معلوم ہو چکا ہے کہ قائم کے دیدار کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ ہر کام کے لئے دعا کرنا مستحب ہے البتہ کام شرعی ہو۔ جیسے خدا نے فرمایا:

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ.[2]

اور تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری (اس) عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

نیز فرمایا:

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا.[3]

اور اللہ سے اس کے فضل (مال اور اعمال وغیرہ کا) سوال کرو بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

نیز فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ.[4]

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ کہہ دیں) میں یقیناً قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا و پکار کو سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ تو ان پر لازم ہے کہ وہ میری آواز پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں (یقین رکھیں) تا کہ وہ نیک راستہ پر آ جائیں۔

---

[1] بحار الأنوار (ط-بیروت) / ج53/96/ باب 29 الرجعة..... ص: 39

[2] سورۂ مومن: ۶۰

[3] سورۂ نساء: ۳۲

[4] سورۂ بقرہ: ۱۸۶

روایات بھی اس مطالب پر دلالت کرتی ہیں۔

ا۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: دعا ہی عبادت ہے کہ جس کے بارے میں خدا نے فرمایا:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ.[1]

اور تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری (اس) عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

۲۔آپ نے فرمایا: دعا مخزن ہے جس طرح بادل بارش کے لئے مخزن ہیں۔[2]

۳۔آپ ہی سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: زیادہ دعا کرو۔ خدا اپنے مومنین کو دوست رکھتا ہے کہ وہ دعا کریں۔[3]

۴۔ایک حدیث میں ہے کہ پس زیادہ دعا کرو کہ یہ رحمت کی کنجی اور ہر حاجت پوری ہوتی ہے۔[4]

۵۔روایت میں ہے کہ دعا عبادت کا حصہ ہے جو مومن خدا سے دعا مانگتا ہے خدا اس کی دعا مستجاب فرماتا ہے۔[5]

۶۔روایت میں ہے کہ عاجز ترین وہ شخص ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہوں اور سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔[6]

۷۔حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: روئے زمین پر اللہ کے ہاں محبوب ترین اعمال دعا ہے اور بہترین عبادت

---

[1] سورۂ مومن: ۶۰

[2] اصول کافی: ۲، ص ۴۶۷

[3] اصول کافی: ۲، ص ۴۷۱

[4] اصول کافی: ۲، ص ۴۷۰

[5] بحارالانوار: ج ۹۳، ص ۲۹۴، ح ۲۳

[6] بحارالانوار: ج ۹۳، ص ۳۰۲، ح ۳۹

عفاف ہے۔[1]

پینسٹھ: قائمؑ کے اعمال واخلاق کی پیروی

مومن کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ قائمؑ کے اخلاق اعمال کی پیروی کرے۔ تشیع کی حقیقت بھی یہی ہے اور ولایت کا حق بھی یہی ہے۔

روایات میں ملتا ہے کہ بعض اوقات خدا بندے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس عمل اللہ کو پسند نہیں اور اس طرح کبھی اس کے عمل سے خدا راضی ہوتا ہے۔ لیکن بندے سے راضی نہیں ہوتا اور یہ عقل کے عین مطابق ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک محبوب یا مبغوض ہونا امر ونہی الٰہی کی وجہ سے ہے۔ جو اللہ چاہتا ہے بندہ اس کا عقیدہ رکھے اور عمل کرے پس ممکن ہے بندہ عقیدے کے لحاظ سے محبوب ہو لیکن عمل کے لحاظ سے مبغوض ہو چونکہ امر ونہی کی مخالفت ہے امامت کا عقیدہ اور عمل دو جدا چیزیں ہیں۔ بعض افراد امامت کے قائل ہیں لیکن عمل میں مخالفت ہوتے ہیں۔ لوگوں میں ائمہ کو نمونہ عمل بنائیں ننگ وعار کا سبب نہ بنیں اس لئے ملتا ہے:

كُونُوا لَنَا زَيْناً وَلَا تَكُونُوا عَلَيْنَا شَيْناً.

ہمارے لئے زینت بنو، ننگ وعار کا سبب نہ ہو۔[2]

اصول کافی میں ہے کہ امام صادقؑ سے روایت نقل ہوئی جس میں آپ نے فرمایا: مومن وہ ہے جو ہماری سیرت پر عمل کرتا ہوں۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کریں۔

---

[1] بحار الانوار: ج ۹۳ ص ۲۰۳

[2] الأمالي (للصدوق)/النص/400/المجلس الثاني والستون

چھیاسٹھ: غیر خدا سے حفظ زبان

یہ کام ہر زمانے میں پسندیدہ شمار ہوتا ہے لیکن امام کی غیبت میں اس کی زیادہ تاکید ہوتی ہے کہ اس زمانے میں خطر، فتنہ و امتحان زیادہ ہے۔ لہٰذا اس زمانے میں اشد ضرورت ہے۔

شیخ صدوق کمال میں صحیح خبر جابر سے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ امام ان سے غائب ہوگا۔ خوش نصیب ہیں وہ افراد جو ہماری تعلیمات پر ثابت رہے۔[1]

آپ نے فرمایا: حفظ زبان و خانہ نشینی۔[2]

اصول کافی میں ہے موثق امام کاظم علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کرو تاکہ تو لوگوں میں عزیز ہو۔ اور حکومت کے کام لوگوں کے ہاتھ میں نہ دو کہ ذلیل ہوگے۔[3]

ایک صحیح سند روایت میں امام رضا سے ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: فقہ کی نشانیاں حلم، علم و خاموش ہے۔ بے شک خاموشی حکمت کا ایک باب ہے۔ بے شک خاموشی سے محبت ہوتی ہے اور خیر کی ہدایت ہے۔[4]

کافی میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: انسان جب تک ساکت ہوتا ہے اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب کلام کرتا ہے تو اچھا یا بد لکھا جاتا ہے۔[5]

---

[1] کمال الدین: ج۱، ص۳۳۰
[2] کمال الدین: ج۱، ص۳۳۰
[3] کمال الدین: ج۲، ص۱۱۳
[4] کمال الدین: ج۲، ص۱۱۳
[5] کمال الدین: ج۲، ص۱۱۳

انسان یا خاموش رہے یا ذکر، قرآن اور دعا پڑھے اس طرح اس کے لئے نیکی ذخیرہ ہوتی رہتی ہیں۔

بُرے افراد دو قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ اپنے آپ کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔

۲۔ اپنے منافع کھو جانے سے بدبخت ہوتا ہے۔

یہ دونوں کام اسے برا بناتے ہیں۔ جو شخص اپنی عمر فضول وقت میں ضائع کردے اور دنیا وآخرت کی منفعت سے بھی محروم رہے۔ وہ عقل وعرف کے لحاظ سے خود برا ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ [1]

قسم ہے زمانے کی۔ یقیناً (ہر) انسان گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور صبر کی نصیحت کی۔

کتاب لئالی میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: اے اللہ! پہلی عبادت کونسی ہے؟

اللہ نے فرمایا: خاموشی اور روزہ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ چار چیزیں مومن میں ہوتی ہیں خاموشی جو پہلی عبادت ہے۔

خدا نے فرمایا: اے احمد! میرے نزدیک خاموشی اور روزہ سے بڑھ کر کوئی محبوب عبادت نہیں۔

روایت میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک جوان غزوہ احد میں اس حالت میں شہید ہوا کہ وہ شدید بھوکا و پیاسا تھا۔ پس اس کی اس کے کنارے آئی اور اس کے چہرے کو خاک سے صاف کیا اور کہا: بیٹا! تجھے جنت بشارت ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کیا جانتی ہے کہ وہ جنت میں جائے گا شاید اس نے کوئی ایسی چیز یا بات کہی ہو جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

---

[1] سورۂ عصر

حدیث قدسی میں ہے اے فرزند آدم! اگر تو نے دل کی قساوت، روزی سے محرومی اور بدن میں بیماری دیکھی تو جان یہ اس وجہ سے ہے کہ تو نے کوئی بات کہی ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں اور تجھ سے مربوط نہ ہو۔

ملتا ہے کہ خواجہ ربیع نے بیس سال تک دنیاوی گفتگو سے پرہیز کیا جہاں تک مولا امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ ایک گروہ نے اب وہ بولے گا اس کے پاس گئے۔ آپ کی شہادت کی خبر دی گئی۔ اس وقت اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور گریہ کیا اور کہا اے خدا! تو زمین و آسمان کا مالک ہے غائب و آشکار جانتا ہے اپنے بندوں کے درمیان حکم کرنے والے۔ اس کے بعد وہ عبادت گاہ میں چلے گئے اور حق کے علاوہ کچھ نہ بولا جہاں تک کہ دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

تحف العقول میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام عبداللہ بن جندب کو نصیحت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: تمہیں خاموشی اختیار کرنی چاہیے خواہ جاہل یا عالم۔ حلیم و بردبار شمار ہوں گے۔ کیونکہ خاموشی علماء کے نزدیک تیری زینت ہے۔ اور جاہل کے نزدیک پردہ پوشی ہے۔

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی: میرے بیٹے! اگرچہ نصیحت آموز کلام کرنا چاندی ہے لیکن سکوت سونا ہے۔

نماز جماعت میں جب امام پہلی دو رکعتوں میں سورہ حمد اور دوسری سورہ کو بلند آواز سے پڑھتا ہے تو ماموم پر واجب ہے کہ وہ سنے۔

نماز جمعہ کے دو خطبے سننا واجب ہے۔

قرآن کی تلاوت کو سننا واجب ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.[1]

اور (اے مسلمانو) جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر (توجہ سے) سنو اور خاموش ہو جاؤ تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

---

[1] سورۂ اعراف: ۲۰۴

علامہ مجلسی فرماتے ہیں عموم آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت کے دوران قرآن کو سننا واجب ہے۔ لیکن اکثر علماء کے نزدیک قرآن کو غور سے سننا سنت ہے۔

سرسٹھ: قائم علیہ السلام کی نماز

متعدد کتب میں معتبر روایت میں نقل ہوا ہے کہ سید ابن طاؤس اپنی کتاب جمال الاسبوع میں قائم آل محمد علیہ السلام کی دو رکعت لکھتے ہیں ہر ایک رکعت میں سورہ حمد "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" تک پڑھیں پھر سو مرتبہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" پڑھیں۔ پھر سورہ کو تمام کریں اور سورہ اخلاص ایک بار پڑھنا چاہیے۔ نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

اَللّٰهُمَّ عَظُمَ الْبَلَاۗءُ وَ بَرِحَ الْخَفَاۗءُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاۗءُ وَضَاقَتِ الْاَرْضُ بِمَا وَسِعَتِ السَّمَاۗءُ وَاِلَيْكَ يَا رَبِّ الْمُشْتَكٰى وَ عَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِى الشِّدَّةِ وَالرَّخَاۗءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدِ نِ الَّذِيْنَ اَمَرْتَنَا بِطَاعَتِهِمْ وَ عَجِّلِ اللّٰهُمَّ فَرَجَهُمْ بِقَاۗئِمِهِمْ وَاَظْهِرْ اِعْزَازَهُ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ، اِكْفِيَانِيْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَاىَ، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ، يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اُنْصُرَانِيْ فَاِنَّكُمَا نَاصِرَاىَ، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ، اِحْفِظَانِيْ فَاِنَّكُمَا حَافِظَاىَ يَا مَوْلَاىَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا مَوْلَاىَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا مَوْلَاىَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ، اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ، اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ، اَلْاَمَانَ، اَلْاَمَانَ، اَلْاَمَانَ.

ترجمہ:

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اے معبود! مصیبت بڑھ گئی درد نہاں ظاہر ہو گیا ہے اور پردہ کھل گیا ہے اور زمین تنگ ہوگئی ہے اگرچہ آسمان وسیع ہے اور خدایا ہم اپنی شکایت تیرے ہی پاس لاتے ہیں اور تنگی اور فراخی میں تجھ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں اے معبود! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت فرما کہ جن کی فرمانبرداری کا تو نے ہمیں حکم دیا، اے معبود! ان کے قائم کے بدولت ان کو جلد آسودگی دے اور انکی عزت کو ظاہر کر دے یا محمدؐ یا علیؑ یا علیؑ یا محمدؐ میری کفایت کیجیے کہ بے شک آپ دونوں میرے حامی ہیں یا محمدؐ یا علیؑ یا علیؑ یا محمدؐ میری مدد کیجئے یا محمدؐ یا علیؑ یا علیؑ یا محمدؐ میری مدد کیجئے کہ بے شک آپ دونوں میری مدد کرنے والے ہیں یا محمدؐ یا علیؑ یا علیؑ یا محمدؐ میری حفاظت کیجیے کہ آپ دونوں میرے محافظ ہیں اے میرے مولا اے صاحب الزمانؑ اے میرے مولا اے صاحب الزمانؑ اے میرے مولا اے صاحب الزمانؑ فریاد سننے والے فریاد سننے والے میری مدد کیجئے میری مدد کیجئے میری مدد کیجئے مجھے پناہ دیجیے پناہ دیجیے پناہ دیجیے۔

مکارم اخلاق میں ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی حاجت پیش آئے تو شب جمعہ آدھی رات کو غسل کرے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ حمد کو "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" تک پڑھے اور اسے سو مرتبہ تکرار کریں۔ اس کے بعد سورۂ حمد کو ختم کرے۔ پھر سورۂ اخلاص پڑھے پھر رکوع و سجود انجام دیں۔ اگر یہ عمل انجام دیا تو خدا حاجت پوری فرماتا ہے۔

دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنْ أَطَعْتُكَ فَالْمَحْمَدَةُ لَكَ وَ إِنْ عَصَيْتُكَ فَالْحُجَّةُ لَكَ مِنْكَ الرَّوْحُ وَ مِنْكَ الْفَرَجُ سُبْحَانَ مَنْ أَنْعَمَ وَ شَكَرَ سُبْحَانَ مَنْ قَدَرَ وَ غَفَرَ إِلٰهِي إِنْ كُنْتُ قَدْ عَصَيْتُكَ فَإِنِّي قَدْ أَطَعْتُكَ فِي أَحَبِّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْكَ وَهُوَ الْإِيْمَانُ بِكَ لَمْ أَتَّخِذْ لَكَ وَلَداً وَلَمْ أَدْعُ لَكَ شَرِيكاً مَنّاً مِنْكَ بِهِ عَلَيَّ لَا مَنّاً مِنِّي بِهِ عَلَيْكَ وَ قَدْ عَصَيْتُكَ يَا إِلٰهِي عَلَى غَيْرِ وَجْهِ الْمُكَابَرَةِ وَ لَا

الْخُرُوجِ عَنْ عُبُودِيَّتِكَ وَ لَا الْجُحُودِ لِرُبُوبِيَّتِكَ وَ لَكِنْ أَطَعْتُ هَوَايَ وَ أَزَلَّنِي الشَّيْطَانُ فَلَكَ الْحُجَّةُ عَلَيَّ وَ الْبَيَانُ فَإِنْ تُعَذِّبْنِي فَبِذُنُوبِي غَيْرَ ظَالِمٍ وَ إِنْ تَغْفِرْ لِي وَ تَرْحَمْنِي فَإِنَّكَ جَوَادٌ كَرِيمٌ يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ.[1]

پھر یہ پڑھو:

يَا آمِناً مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْكَ خَائِفٌ حَذِرٌ أَسْأَلُكَ بِأَمْنِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ خَوْفِ كُلِّ شَيْءٍ مِنْكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَنْ تُعْطِيَنِي أَمَاناً لِنَفْسِي وَ أَهْلِي وَ وُلْدِي وَ سَائِرِ مَا أَنْعَمْتَ بِهِ عَلَيَّ حَتَّى لَا أَخَافَ أَحَداً وَ لَا أَحْذَرَ مِنْ شَيْءٍ أَبَداً إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ حَسْبُنَا اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَا كَافِيَ إِبْرَاهِيمَ نُمْرُودَ وَ يَا كَافِيَ مُوسَى فِرْعَوْنَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَكْفِيَنِي شَرَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.[2]

محدث نوری نے آپ کے فرمان کے بارے میں فرمایا: جب نماز ختم ہو جائے تو پہلے یہ پڑھیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ وَحْدَهُ.

میں کہتا ہوں کہ عبادت میں احتیاط یہ ہے کہ انسان اپنی حاجت بھی طلب کرے۔ پس بیمہ شب جمعہ کو غسل کرے وہ اس نماز کو ادا کرے تسبیح و رکوع و سجود کو سات مرتبہ تکرار کریں نماز کے بعد وہ تہلیل پڑھیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی دعا ہے اور کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَ يُمِيتُ وَ يُحْيِي وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

---

[1] مكارم الأخلاق/340/صلاة الكفاية..... ص: 339

[2] مكارم الأخلاق/340/صلاة الكفاية..... ص: 339

پھر اس تہلیل کو پڑھے جو رسول خدا ﷺ نے فتح مکہ کے وقت پڑھی تھی:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ أَعَزَّ جُنْدَهُ وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ فَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَ يُمِيتُ وَ يُحْيِي بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

پھر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی تسبیح پڑھیں۔

پھر اس تسبیح کو پڑھے:

سُبْحَانَ ذِي الْعِزِّ الشَّامِخِ الْمُنِيفِ سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ الْفَاخِرِ الْقَدِيمِ سُبْحَانَ مَنْ لَبِسَ الْبَهْجَةَ وَ الْجَمَالَ سُبْحَانَ مَنْ تَرَدَّى بِالنُّورِ وَ الْوَقَارِ سُبْحَانَ مَنْ يَرَى أَثَرَ النَّمْلِ فِي الصَّفَا سُبْحَانَ مَنْ يَرَى وَقْعَ الطَّيْرِ فِي الْهَوَاءِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ هَكَذَا وَ لَا هَكَذَا غَيْرُهُ.

حضرت امیر علیہ السلام نے خواب میں بعض صالحین کو حکم دیا کہ جس کے کلمات یہ ہیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَ مَا فِيهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

سید ابن طاؤس نے اس کے مشابہ نماز لکھی ہے۔ کہ شب جمعہ کو حاجات کی نمازوں کو اس طرح پڑھے وہ کہتے ہیں: نماز حاجت شب جمعہ، شب عید قربان، دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ سورہ فاتحہ کو- إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ- تک پڑھے اور اسے سو مرتبہ تکرار کرے پھر سورہ اخلاص پڑھے۔ ہر رکعت کو اس طرح بجالائے پھر سلام پڑھے اور ستر بار یہ پڑھے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

بعد میں سجدہ کرے اور دو سو مرتبہ یہ پڑھے:

يَا رَبِّ يَا رَبِّ

پھر اپنی حاجت کو طلب کرے۔

ارسٹھ: امام مظلوم حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر گریہ کرنا

یہ وہ عمل ہے جس سے امام کا حق ادا ہوتا ہے بے شک آپ کا حق ادا کرنا عظیم ترین و مہم ترین وسائل تقرب امام ہے۔

شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ قمی کامل الزیارات میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا کے نزدیک محبوب ترین رونے والی آنکھ وہ ہے جو امام مظلوم کے لئے روئے۔ جو امام مظلوم پر گریہ کرتا ہے در حقیقت جناب فاطمہ زہراؑ پر صلہ کرتا ہے۔ روز قیامت جب ہر آنکھ روئے گی سوائے وہ آنکھ غم میں، میں روئی ہو۔ اسے خوشخبری دی جائے گی۔ اس کا چہرہ شاداب ہوگا روز قیامت نہ انہیں خوف ہوگا اور نہ حسرت۔ بلکہ ان سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ۔[1]

امام مظلوم پر گریہ کرنے سے ائمہ کا حق ادا ہوتا ہے۔ یعنی قائم آل محمد کا بھی حق ادا ہوتا ہے جب کوئی مومن دنیا سے جاتا ہے۔ تو اس کے لئے بھی آداب ہیں۔ ان آداب کی رعایت کرنی چاہیے۔ جیسے جنازے میں جانا، قبر پر جانا، اس کے لئے طلب مغفرت کرنا، اس کی طرف سے صدقہ دینا اور اس کے لئے نماز پڑھنا، اس کی اچھائی بیان کرنا وغیرہ۔

یا اسی طرح ان کی تعزیت کرنا، دعا کرنا، ان کو غذا دینا، یہ سب کچھ ان سے صلہ و احسان ہے۔ بے شک امام قائم کا حق اس سے کہیں زیادہ ہے۔

---

[1] کامل الزیارات: ۸۱

انہتر: مولا امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت

یہ عمل امام زمانؑ اور باقی ائمہ علیہم السلام سے صلہ اور نیکی ہے۔

اس عمل سے امام کے دل میں شادمانی وسرور آتا ہے اور امام باقی باپ کی طرح ہر صبح وشام امام حسینؑ کے زواروں کے لئے دعا فرماتے ہیں۔

ابن قولویہ کامل الزیارات میں اپنی سند سے ابان سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ علیہ نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرتا ہے بے شک اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے صلہ کیا اس کی غیبت حرام اور دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے۔ [1]

اس کتاب میں عبداللہ بن سنان سے روایت نقل ہوئی جس میں امام صادقؑ سے عرض کیا گیا قربان جاؤں! آپ کے باپ نے فرمایا: جو شخص حج کے لئے جو درہم انفاق کرتا ہے اس کے بدلے ہزار درہم شمار ہوتے ہیں۔ پس جو شخص امام حسینؑ کی زیارت پر انفاق کرتا ہے اسے کتنا ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے سنان کے بیٹے! اسے ہر درہم کے بدلے ہزار ہزار تا دس ہزار دینار محسوب ہوتے ہیں۔ اتنے ہی اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

اس کتاب میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا کے نزدیک محبوب ترین اعمال زیارت قبر امام حسینؑ ہے اور خدا کے نزدیک بہترین اعمال مومنین کو خوش کرنا ہے جب انسان سجدے میں ہوتا ہے تو وہ خدا کے نزدیک ترین حالت میں ہوتا ہے۔ [2]

معاویہ بن وہب سے نقل ہوا کہ اس نے سنا تھا کہ امام صادقؑ دعا کرتے ہیں اور پروردگار سے مناجات

---

[1] کامل الزیارات: ۱۲۷

[2] کامل الزیارات: ۱۲۶

کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: خدایا! مجھے، میرے بھائیوں اور امام حسین علیہ السلام کے زائرین کی مغفرت فرما۔ جنہوں نے اپنے اموال کو خرچ کیا اور زحمت اٹھائی۔

پس خدایا! ہماری طرف سے انہیں ثواب عطا فرما۔ دن رات ان کی حفاظت فرما۔ ہر قسم کی مصیبت کو ان سے دور فرما۔ جن کے دل ہماری خاطر محزون ہوئے ان پر رحمت فرما۔ جو ہماری خاطر آواز کو بلند کرتے ہیں، ان پر کرم فرما۔ خدایا! میں ان کے بدن و جان کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور انہیں پیاسے دن حوض کوثر کے کنارے لانا۔[1]

اسی کتاب میں ہے کہ معاویہ بن وہب نے نقل کیا کہ امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے وہب! امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ڈر سے ترک نہ کرنا کیونکہ جو بھی آپ کی زیارت کو ترک کرے گا اس قدر حسرت کرے گا اور اس کی آرزو ہوگی کہ آپ کے ساتھ ہوتی۔

ستر: دینی بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی

قائم علیہ السلام کے قرب اور خوشنودی کا باعث ایک یہ عمل ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کے حقوق ادا کئے جائیں اور یہ ایک قسم کی آپ کی مدد ہے اور ولایت ہے۔ تمسک ہے۔ اس سے ہمارے آخری حجت خوش ہوتے ہیں۔ بعض روایات اس پر شاہد ہیں۔ روایات ایسی بھی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ امام مومنین کے لئے باپ کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ان کی اولاد شمار ہوتی ہے۔ بے شک احسان و دوستی اولاد سے یعنی احسان و دوستی باپ سے ہے۔

اصول کافی میں معلی بن خنیس سے ملتا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے امام صادق علیہ السلام سے مومن کے حق کے بارے میں پوچھا؟

آپ نے فرمایا: ستر حقوق ہیں لیکن سات حقوق سے زیادہ نہیں بتاؤں گا کیونکہ میں تجھ پر مہربان ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں برداشت نہ کرسکیں۔

---

[1] کامل الزیارات: ۱۱۶

میں نے عرض کیا: کیوں؟

حضرت نے فرمایا: اس وقت تک سیر ہو کر نہ کھانا جب تک تیرا دینی بھائی بھوکا ہو۔ اس وقت تک کپڑے نہ پہننا جب وہ برہنہ ہو جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو۔ اگر تو نے ایسا کیا تو اپنی ولایت کو ہماری ولایت اور ہماری ولایت کو خدا کی ولایت سے پیوند دیا ہے۔ [۱]

اسی کتاب میں مفضل بن عمر نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: جس نے کسی مومن کو خوش کیا اس نے ہمیں خوش کیا بلکہ خدا کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا۔

اسی کتاب میں ابوالحسن سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: جب کوئی مومن بھائی تیرے پاس حاجت کے لئے آئے تو وہ رحمت ہے جسے خدا نے تیرے پاس بھیجا ہے۔

اگر کوئی مومن بھائی کی حاجت پوری نہیں کرتا حالانکہ پوری کرنے کی طاقت رکھتا تھا تو خدا ایسے شخص کی قبر میں ایک سانپ مامور کرے گا جو اسے قیامت تک ڈنگ مارتا رہے گا۔

بحار الانوار میں ایک حدیث کے ضمن میں امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جس نے ہمارے دوستوں میں سے کسی حاجب پوری کی اس نے ہماری حاجب کو پورا کیا۔

کتاب کامل الزیارات میں امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص ہماری زیارت نہیں کر سکتا۔ وہ ہمارے صالحین دوستوں کی زیارت کرے۔ اسے ہماری زیارت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ [۲]

اسی روایت کی مانند امام کاظم علیہ السلام سے مروی ہے: جو شخص سے صلہ نہیں کر سکتا وہ ہمارے صالح موالی افراد کے ساتھ صلہ کرے۔ اسے ہمارے صلہ کا ثواب ملے گا۔ [۳]

زید نرسی نے اپنی اصل ایک روایت کو ذکر کیا: جس کے بہت فوائد ہیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ ہم مومن نہ ہوں!

آپ نے فرمایا: ایسا کیوں ہے؟

---

[۱] اصول کافی: ج ۲، ۱۷۲

[۲] کامل الزیارات: ۳۱۹، باب ۱۰۵

[۳] کامل الزیارات: ۳۱۹، باب ۱۰۵

میں نے عرض کیا: مجھے کوئی آدمی نظر نہیں آتا کہ جس کا دینی بھائی اس درہم و دینار سے بہتر ہو اور میں دیکھ رہا ہوں ہمارے آدمی درہم و دینار کو نے ولایت علی علیہ السلام کو ہمارے اور اس کے درمیان جمع کی ہے سے بہتر سمجھتا ہے۔

حضرت نے فرمایا: نہیں تم مومنین ہو۔ لیکن ایمان اس کا وقت کامل ہوگا جب قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ اس وقت علم کی تکمیل ہوگی اور سچے مومنین ہوں گے۔

خدا کی قسم! بے شک اسی زمین وہ مومنین بھی رہتے ہیں جو دنیا کو مچھر کے بال کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔ کچھ لوگ دنیا سے بے نیاز ہیں انہیں سونے چاندی کا لالچ نہیں ہے۔ یہ لوگ مخفی زندگی گزارتے ہیں وہ اپنے وطن کو تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ روزہ رکھنے سے ان کے چھوٹے، کثرت تسبیح سے ان کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں اور کم سونے سے ان کے چہروں کا رنگ زرد ہے۔ پس یہ ان کی نشانیاں۔ جس کی خدا نے مثال دی اور انہیں تورات، انجیل، زبور، قرآن اور صحف اولیٰ میں ان کی صفات کو بیان فرمایا:

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ [1]

ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدہ کے نشان سے نمایاں ہے ان کی توراۃ میں اور انجیل میں توصیف یوں ہے۔

ان کے چہرے بیداری سے زرد ہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی دینی بھائی کے لئے آسانی و مشکل دونوں صورت میں ایثار کیا۔ خدا ان کے اوصاف جہاں فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [2]

ان کیلئے بھی ہے جو ان (مہاجرین) سے پہلے ان دیار (دار الہجرت مدینہ) میں ٹھکانا

---

[1] سورۂ فتح: ۲۹

[2] سورۂ حشر: ۹

اکہتر: ظہور قائم علیہ السلام کے انتظار میں اسلحہ وسواری کا انتظام کرنا

ظہور قائم علیہ السلام کے انتظار میں اسلحہ وسواری کا انتظام کرنا ہر پر لازم ہے اور یہ امام سے محبت کا ثبوت ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے:

لَيُعِدَّنَّ أَحَدُكُمْ لِخُرُوجِ الْقَائِمِ وَلَوْ سَهْماً فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى إِذَا عَلِمَ ذٰلِكَ مِنْ نِيَّتِهِ رَجَوْتُ لِأَنْ يُنْسِئَ فِي عُمُرِهِ حَتَّى يُدْرِكَهُ فَيَكُونَ مِنْ أَعْوَانِهِ وَأَنْصَارِهِ[1]

یعنی تم میں ہر ایک کو چاہیے کہ خروج قائم علیہ السلام کے لئے اسلحہ مہیا کرے اگرچہ ایک تیر ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص ایسا کرے گا خداوند عالم اس کی عمر میں طوالت فرمائے گا (اور وہ وقت کو پائے گا)۔

تمت بحمد الله و الصلاة علی محمد و آله

[1] الغيبة للنعماني/النص/320/باب 21 ما جاء في ذكر أحوال الشيعة عند خروج القائم ؑ و قبله و بعده

بنائے ہوئے ہیں اور ایمان لائے ہوئے ہیں اور جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جائے وہ اس کی اپنے دلوں میں کوئی ناخوشی محسوس نہیں کرتے اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ضرورت مند ہوں (فاقہ میں ہوں) اور جسے اپنے نفس کے حرص سے بچالیا گیا وہی فلاح پانے والے ہیں۔

خدا کی قسم ایسے افراد فلاح پانے والے ہیں۔ جب یہ کسی مومن کو دیکھتے ہیں تو اس کا اکرام کرتے ہیں۔ اور جب کسی منافق کو دیکھتے ہیں تو ایسے دوری اختیار کرتے ہیں۔ جب رات آتی ہے خدا کی زمین کو بستر اور خاک کا تکیہ لگاتے ہیں۔ اپنے رخسار کو خاک پر رکھتے ہیں ایسے لوگ دوزخ سے نجات پانے والے ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو لوگوں سے ملتے جلتے ہیں ان کی جان تھکی ہوئی اور بدن تھکی ہوتا ہے دوسرے لوگ آرام وسکون اور مرفہ زندگی گزار رہے ہیں پس لوگوں کے نزدیک یہ بدترین مخلوق لیکن خدا کے نزدیک بہترین مخلوق ہیں۔

جب کسی مجلس میں آتے ہیں تو لوگ انہیں پہچانتے اور اگر غائب ہوں تو کوئی ان کے پیچھے نہیں جاتا ان میں خوف خدا ہے۔ ان کی زبان پر ذکر الٰہی ہوتا ہے۔

ان کا سینہ رازوں کا خزینہ ہے:

بحار الانوار میں امالی شیخ صدوقؒ سے جابر جعفی نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: ہم امام باقرؑ کی خدمت میں تھے۔ مراسم حج وعبادت کرنے کے بعد الوداع کے وقت ہم نے عرض کیا ہمیں کوئی نصیحت فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا: تم میں سے ثروت مند فقیروں کی مدد کریں۔ ان سے محبت کریں، اس کے لئے خیر خواہ بنو ہمارے رازوں کو مخفی رکھو۔ جو تمہیں ہم سے ملے۔ اسے قرآن سے ملا کر دیکھ لو اگر قرآن میں ہے تو وہ ہمارا حکم ہے اگر قرآن کے موافق نہیں تو وہ ہمارا حکم نہیں ہے۔ تم میں سے جو شخص قائمؑ کے ظہور سے پہلے مرجائے وہ شہید مرتا ہے اور جو شخص قائمؑ کے ساتھ شہید ہوگا اسے دو شہداء کا ثواب ملے گا۔ [1]

[1] امالی: ۳۵